ओ३म

ستیہ دھرم پرچارک

پر

پہلا لائبل کیس

جسمیں

پنڈت گوپی ناتھ کی مکمل پبلک لائف کا راز خود بخود کھل گیا ہے

مرتبہ

مہاشے منشی رام جگیاسو

سمت ۱۹۵۸ بکرمی — آریہ سال ۱۹۷۲۹۴۹۰۰۳ — سنہ ۱۹۰۱ عیسوی

یہ کتاب

مطبع ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر میں مہاشے منشی رام مالک مطبع

کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوئی ہے

پہلی مرتبہ ۲۰۰۰ جلدیں ... قیمت فیجلد ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ۔

دیباچہ

اِس کتاب کی ترتیب میں غیر معمولی تکلیف کا سامنا رہا ہے۔ جملہ اظہارات کا انگریزی سے ترجمہ کرنا پڑا ہے۔ کیونکہ بہ نسبت مثل خوانوں کے عدالت نے مقدمہ کی اصلیت کو بخوبی سمجھا تھا۔ لیکن بعض واقعات اُردو بیان میں زائد تھے۔ جو بجنسہ گواہوں کی زبان سے نکلتے تھے۔ اُنہیں بھی درج کیا گیا ہے۔ مطلب واضح کرنے کے لئے کہیں کہیں اپنی طرف سے خطوط وحدانی کے اندر زائد الفاظ دئے گئے ہیں۔ فریقین کے کونسلوں کی تقریروں کا ترجمہ بڑی مشکل سے طیار ہوا۔ گو ایک مختصر نویس کی خدمات ملگئی تھیں۔ تاہم اُنکی قانون اور انگلش لٹریچر سے ناواقفیت کے باعث تقریروں کا کچھ بننا مشکل تھا۔ خوش قسمتی سے میرے اپنے نوٹ بھی موجود تھے۔ جن کے ساتھ مقابلہ کرنے سے تمام مشکلیں حل ہوگئیں۔ تقریریں تقریباً وکلاء کی اپنی عبارت میں دی گئی ہیں۔ محض اُن خالی جگھوں کو اپنی طرف سے پُر کیا گیا ہے جوکہ مختصر نویس صاحب کو مجبوراً رکھنی پڑی تھیں۔ پروف دیکھنے میں گو احتیاط کی گئی تاہم خریداروں کی جلد بازی اور تاکید کیوجہ سے پھر بھی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ جنہیں سمجھدار ناظرین خود درست کریں گے۔ نیز اسی جلدی کی وجہ سے فہرست مضامین نہیں دیجاسکی

جالندھر شہر
۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

منشی رام

تمہید

اس مقدمہ کے افسوسناک حالات کیوں پبلک کے روبرو آئے ہیں۔ اور اُن کے اس طور پر مشتہر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ؟

یہ سوالات ہیں جنکا جواب اسوقت دینے کی ضرورت ہے جبکہ وہی لوگ جن کا کام محض روحانی نمائیگاہ قایم کرکے دُنیا میں کام کرنیوالونکی نکتہ چینی کرنا اور اپنی خود قایم کردہ اونچی ویدی پر سے ہر شخص کو ڈانٹ بتلانا ہی ہے۔ یہ لکھ رہی تھے کہ فریقین کا قصور ہے اور کہ مذہبی سپرٹ کو کام میں لانا چاہیئے۔ اور کہ ایک دوسرے کی پردہ دری نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن جب اس قسم کے آدمیوں تک کو سچائی کے ظاہر ہوجانے پر اپنی گزشتہ بزدلی کی زنجیروں کو توڑ نہ صرف عدالت میں سچا بیان دینے کے لیئے ہی مجبور ہونا پڑا۔ بلکہ جسوقت ایسے اصحاب پنڈت گوپی ناتھ کو یہ صلاح دینے کے لیئے طیار ہوگئے ہیں کہ اُنہیں سناتن دہرم سبہا اور کشمیری پنڈتوں کی برادری سے قبل جواب پانے کے ہی علیحدہ ہوجانا چاہیئے۔ اور **پتون** میں جاکر اپنے گناہوں کا کفارہ کرنا چاہیئے۔ تو اب ایسے سوالوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں رہی۔ تاہم جب موقعہ آوے گا۔ تو اس سوال کا بھی جواب میں دونگا۔

سچائی فسانوں سے بھی عجیب تر ہوتی ہے

یہ کتاب پنڈت گوپی ناتھ کے چال چلن کی افسوسناک لیکن نفیحت خیز کہانی کا اظہار کرتی ہے۔ جن جن تعجب انگیز رازوں کا پردہ اس مقدمہ کی تحقیقات کے دوران میں فاش ہوا ہے۔ اُس کے لیئے نہ میں قصوروار ہوں اور نہ کوئی اور۔ بلکہ سارا قصور پنڈت گوپی ناتھ کا ہے۔ کیونکہ اگر وے مجھ پر مقدمہ دائیر نہ کرتے (جو اُن کو نہیں کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اس سے پیشتر بیسیوں مرتبہ میری نسبت اس قسم کی ہتک آمیز تحریریں چھاپ چکے تھے۔ جنکی وجہ سے

کہ شاید میں زیادہ تر کامیابی کی امید سے بیسیوں مقدمے اُنپر دائر کرسکتا جبتکہ میں نے کبھی خیال تک نہیں کیا) اور اُنکی پیروی میں اسقدر غیر معمولی جوش نہ دکہلاتے تو جوش مناک واقعات اس مقدمہ کے دوران میں ہزاروں آدمیوں کے روبرو ظاہر ہوئے ہیں۔ اُنہیں کوئی کانوں کان نہ سُنتا۔ لیکن ایسے واقعات ہمیشہ کیلئے نہیں چھپ سکتے۔ ایکدن آتا ہے کہ ہزار پردوں کے اندر سے بھی ایسے راز افشا ہوتے رہیں۔ عدالت کا خیال ہے کہ میں اور لالہ وزیرچند جی اس پردہ دری کے لئے ذیعزت ہندوؤں کے شکریہ کے مستحق ہیں اور جو مبارکباد اور شکریہ کی تارخبریں اور خطوط (جنکی تعداد ۵۰۰ سے کم نہیں ہے) کہ میرے نام اب تک آچکے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ پبلک کا بھی (بلاتمیز مُسلمان۔ برھمو۔ ہندو یا آریہ کے) ایسا ہی خیال ہو لیکن اگر پبلک کے لئے غیر معمولی دلچسپی کا سامان اس مقدمہ نے بہم پہونچایا ہے تو میں پھر گذارش کروں گا۔ کہ اُسکے لئے پنڈت گوپی ناتھ ہی پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھ پر کیوں یہ مقدمہ دائر ہوا

اس مقدمہ میں گو ملزم تین تھے۔ لیکن مقدمہ واقعی مجھ پر ہتا۔ باقی ملزمان غالباً اس لئے گھسیٹے گئے تھے کہ اُنکی جالندھر سے غیر حاضری کے باعث بھی مجھ کو ہی نقصان پہونچیگا۔ اس لئے میں نے سوال اُٹھایا ہے کہ مجھ پر مقدمہ کیوں دائر کیا گیا۔ پنڈت گوپی ناتھ نے اپنے بیان اول کے وقت پانچ چھ پُرانی پرچے میرے اخبار کے اسغرض سے پیش کئے تھے کہ میری طرف سے مستغیث کی نسبت بغض کی سپرٹ ثابت کیجاوے۔ گو عدالت کی رائے میں اُن کے اندر ایک لفظ بھی تہتک آمیز یا سخت نہیں ہے لیکن پنڈت صاحب کی رائے میں اُن پرچوں کے مضامین سخت تہتک آمیز تھے۔ بہرحال یہ ہوتا ہے کہ اُسوقت مجھ پر کیوں نالش نہ کی گئی؟ اس کے جواب کی تلاش میں مجھے کسی قدر دور جانا پڑیگا۔ جبتک کہ "سناتن دھرم گزٹ" محض آریہ سماج پر حملوں کی نیت سے جاری نہیں ہوا تھا۔ تبتک سواء ایکمرتبہ کے جبکہ اخبار عام نے پنڈت لیکھرام اور پنڈت کرپارام پر حملے کئے تھے۔ میرے اخبار میں پنڈت گوپی ناتھ کا نام بھی کبھی درج نہیں ہوا تھا۔ گزٹ کے جاری ہونے کے بعد اکثر آریہ بھائی پنڈت گوپی ناتھ کی سخت۔ گندہ اور اشتعال دہ تحریروں کی شکایت کرتے رہے۔ اور میرے پاس سخت جوابی مضامین شائع ہونے کے لئے بھیجتے رہے لیکن میں ہمیشہ سختی سے پرہیز کرتا رہا۔ اور اپنے نامہ نگاروں کو بھی نیک صلاح

دیتا رہا۔ اِسجگہ تمثیلاً سنہ ۱۸۹۶ء کے ستیہ دھرم پرچارک اخبار سے دو اقتباس پیش کرتا ہوں دونوں "نامہ نگاروں کو اطلاع" کے کالم میں درج ہیں۔

(اوّل از پرچارک مطبوعہ ۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۶)

"**ایک دھرم پرکشک**۔ سناتن دھرم گزٹ لاہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ اسمیں سوائے آریہ سماج پر کمینے حملوں کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ گالی گلوج کی بھرمار ہوتی ہے۔ نامہ نگار کو جاننا چاہئے۔ کہ ہرایک شخص وہی تحفہ پیش کرسکتا ہے۔ جوکہ اُس کے پاس ہو۔ گزٹ کے ایڈیٹر مہاشے کے پاس اسی قسم کا ذخیرہ ہو تو وہ کیا کریں۔ آریہ سماج۔ گالیاں تو ایک طرف رہیں۔ اینٹ پتھر کی چوٹیں برداشت کرتا ہوا اِسجگہ تک پہونچا ہے۔ اسوقت اِن قدرتی لہروں کو روکنا گزٹ کیسے کمزور بندوں کا کام نہیں ہے۔"

(دوم۔ از پرچارک مطبوعہ ۸۔ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۹)

"**نامہ نگار دسوہہ**۔ پنڈت گوپی ناتھ تو اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ کیا ضروری ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے بھی ویسی پھکڑ بازی سے کام لیا جاوے۔ پھر آریہ سماج اور پورانک سبھا میں فرق کیا رہا۔ گالی گلوج ہمیشہ کچی شونیہ آدمی کے لئے دلیل کا کام دیتی ہے۔ جو ستیہ پر ہیں وے کبھی یاوہ گوئی میں پھنس نہیں سکتے۔"

اِس طرح کے اعتراضات آریہ سماجسٹھ پرشوں کی طرف سے میرے پاس بوابر پہونچتے رہے لیکن میں اپنے نامہ نگاروں کو برابر اِن حملوں کو بردباری سے برداشت کرنیکی ترغیب دیتا رہا۔ میری اِس نرم سپرٹ کا نتیجہ جوکچھ ہوا۔ وہ اس کتاب کے ناظرین دستاویز جز (۲) میں ملاحظہ کریں گے۔ اور اُس کے بعد کے واقعات بھی دستاویزات خلاف زبان سے کافی طور پر معلوم ہوسکتے ہیں۔ اُسوقت جبکہ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء کے سناتن دھرم گزٹ میں پنڈت گوپی ناتھ نے مجھہ پر سخت حملے کئے تھے۔ میرے پاس بہت سے آریہ بھائیوں کے خطوط آئے۔ جنمیں کہ سہن شیلتا کی حد بتلاتے ہوئے مجھے عدالت میں چارہ جوئی کی ہدایت کیگئی تھی۔ میں اپنے اصولوں کو بدل نہیں سکتا تھا۔ اور اسلئے اُن بھائیوں کے

حکم کی تعمیل نہ کرسکا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سناتن دھرم گزٹ کے خریداروں نے بھی عموماً پنڈت گوپی ناتھ کی اس طرز تحریر کو پسند نہیں کیا۔ اور اُن میں سے چند ایک بیخوف آدمیوں نے گزٹ کی خریداری بند کردینے کی دھمکی دی۔ پس چونکہ پنڈت صاحب کے خریداروں کی دھمکی کا بیگناہ باعث میں تہا۔ اسلیئے اُسیوقت سے پنڈت صاحب کی ناراضگی میرے برخلاف شروع ہوئی۔ لیکن ساتھ ہی اُنکی ٹون نرم ہوگئی۔ جس کا نتیجہ وہ شاستراتھ تھے جوکہ لاہور اور جالندھر میں نومبر اور دسمبر سنہ ۱۸۹۸ع کو ہوئے۔ آخری شاستراتھ درن ہوستھا پر جالندھر شہر کی سناتن دھرم سبھا کے مکان میں تہا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاںکی دھرم سبھا نے یہ خیال کرکے کہ ایسے شاستراتھوں کا اثر دھرم سبھا کے برخلاف پڑتا ہے۔ آئندہ سال شاستراتھ کے لئے جگہ دینے سے انکار کیا۔ یہ دوسری وجہ ناراضگی کی میرے برخلاف تھی۔ پھر شاستراتھ کے بعد کچھ دنوں تک پنڈت صاحب کا طرز تحریر بدل گیا۔ لیکن آریہ سماج کی طرف سے بغیر کسی طرح کے اشتعال کے پنڈت صاحب نے پھر اُس کے کارکنوں کو کوسنا شروع کردیا۔ اور مارچ سنہ ۱۸۹۹ع میں پہلا ہولی کا مضمون نکلا جسکی تعریف کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ جب اُس کا نوٹس کسی نے نہ لیا تو وہ زیادہ تر دلیر ہوگئے۔ اور مارچ سنہ ۱۹۰۰ع میں دوسرا ہولی کا مضمون نکلا۔ جسپر کہ گورنمنٹ کیطرف سے اُن کے برخلاف استغاثہ چلایا گیا۔ استغاثہ تو پنڈت صاحب کے اپنے فعل کا نتیجہ تہا لیکن انہوں نے اس استغاثہ کا بانی بھی مجھے ہی سمجھا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ جب تک کہ مقدمہ میرے برخلاف دائر نہیں ہوا تھا۔ میں نے اس مضمون کو پڑھا ہی نہیں تہا۔ جسوقت یہ ہولی کا مضمون نکلا ہے۔ اُسوقت میں حیدرآباد دکن سے گروکل کے لئے کام کرکے لاہور واپس آیا تہا۔ مجھے کچھ آریہ بھائی یہ مضمون دکھلانے آئے اور بیان کیا کہ مجھپر اور لالہ روشن لعل جی پر بڑے سخت شرمناک اور گندے حملے کئے گئے ہیں۔ میں نے اس وجہ پر مضمون پڑھنے سے انکار کیا کہ جب میری پڑگیا ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ آریہ سماج کے متعلق جو حملے مجھپر ہوں اُن کے لئے عدالت میں نہیں جاؤنگا۔ تو مضمون پڑھنے سے مجھے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اسکے بعد بھی اسی مضمون کے متعلق بہت سے آریہ بھائی میرے پاس سخت مضامین لکھ کر بھیجتے رہے۔ اور بہت کچھ بھڑکے ہوئے معلوم ہوتے

تھے لیکن میں اُن کو شانتی کی ہی صلاح دیتا رہا اور اُن کے جوش کو روکتا رہا۔ آخرکار پنڈت صاحب کے برخلاف پہلے عدالت صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر لاہور سے چار ماہ قید محض کا حکم ہوا اور پھر اپیل میں محض چھ سو روپیہ جرمانہ کی سزا قایم رہی۔ گو میں اسمیں بھی بے قصور تھا لیکن پنڈت صاحب کو یہ تیسری وجہ شکایت کی میرے برخلاف تھی میں سن چکا تھا کہ پنڈت صاحب مجھ سے سخت ناراض ہیں اور ست دھرم پرچارک کی ساری فایل کی پڑتال کر رہے ہیں تاکہ اگر کہیں گرفت کی جگہ ہے تو مجھے نیچا دکھلائیں میں نے اس افواہ کا کچھ خیال نہ کیا لیکن پنڈت صاحب کی گزٹ میں میری تحریروں سے جوڑ توڑ کر معہ نئی تشریحوں کے نکلنے شروع ہو گئے۔ اور یہ امر اب اس مقدمہ میں بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ پنڈت صاحب آریہ سماج اور خصوصاً میرے برخلاف افسران گورنمنٹ کے کان بھرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

اِن واقعات کے بعد روپڑ آریہ سماج نے کچھ رہتیوں کو شدھ کر کے آریہ سماج میں شامل کیا۔ ہندوؤں میں مخالفت بھڑک اُٹھی۔ اُسوقت پنڈت صاحب کے اخبار میں ایک مضمون نکلا جسکی سُرخی تھی "سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ آریہ چمار" (ملاحظہ ہو دستاویز ج ا. (سناتن دھرم گزٹ بابت اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء) اس مضمون نے ایسی آگ بھڑکائی کہ آریوں کے بچے پانی بغیر تڑپنے لگے بیحد تکلیف آریوں کو پہونچائی گئی۔ لالہ سومناتھ پردہان آریہ سماج روپڑ کو اپنا کٹمب لے کر جلندھر آنا پڑا۔ جب کسی طرح پر امید شانتی کی نہ دیکھی تو مہاشے اندر چندر عرف لعل سنگھ (جنہیں شُدھ کیا گیا تھا) اور لالہ سومناتھ نے استغاثہ فوجداری دایر کرنے کی صلاح کی۔ میں اُن کے اِس مشورہ کے برخلاف تھا اور برابر انہیں عدالت میں جانے سے روکتا رہا لیکن چونکہ میں اور کوئی مدد اُنکی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے میری خشک نصیحت پر عمل کرنا اُنہوں نے مناسب نہ سمجھا اور پنڈت گوپی ناتھ و چند ممبران روپڑ سناتن دہرم سبھا پر مقدمات فوجداری زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند دایر کر دئے۔ پنڈت گوپی ناتھ کے پاس جب سمن پہونچا تو انہوں نے اس تکلیف کا باعث بھی مجھکو ہی سمجھا جو اُنکی ذیل کی تحریر سے ثابت ہے۔

(از سناتن دھرم گزٹ بابت ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ع صفحہ ۲)

"آریہ سماج کیطرف سے سناتن دھرم گزٹ پر مقدمہ۔ اخبار ٹریبون سے یہ خبر مشہور ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پس ہمارے آریہ بھائیوں نے شائد بہت سوچ بچار کے بعد مقام جالندھر کو اس طبع آزمائی کے لئے پسند فرمایا ہے کہ جہاں گھاس پارٹی آریہ سماج کا بڑا بھاری گڑہ ہے کہ جہاں ہمارے مہربان لالہ منشی رام صاحب پلیڈر لیڈر گھاس پارٹی معہ اپنے مطبع اور اخبار ست دہرم پرچارک کے بنفس نفیس تشریف تشریف رکھتے ہیں شائد روپڑی آریہ سماج نے اس وجہ سے یہ مقام پسند فرمایا ہو۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم روپڑی آریہ سماج کا اس چھیڑ خانی کے آغاز کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہم کو باضابطہ طور پر بذریعہ عدالت العالیہ جالندھر میں نمنٹرن دیا ہے جسکو منظور کرنا ہمارا فرض ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس تحریر کے بعد ہی پوری طیاری کر کے مجھہ پر چوری اور ازالہ حیثیت عرفی کے دعاوی دائر کئے گئے جنہیں سے چوری کا دعویٰ تو سرسری طور پر ہی خارج ہوگیا۔ (ملاحظہ کیجئے فیصلہ عدالت جو رائے زادہ بھگت رام جی کی تقریر کے دوران میں درج کیا گیا ہے) اور ازالہ حیثیت عرفی کے دعوے کا نتیجہ یہ کتاب ہے۔

افسوس کہ پنڈت گوپی ناتھ نے دعویٰ دائر کرنے سے پہلے اس بات پر وچار نہ کیا کہ آیا جو تکالیف انہیں مختلف اوقات میں پہونچتی رہی ہیں۔ ان کا باعث میں تہا یا ان کے اپنے اعمال تھے۔ اپنے برخلاف اس مقدمہ کی دائری کی وجہ بتلانے کے بعد اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح پر کہ کارروائی اندرون عدالت مثل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر کارروائی بیرون عدالت کا مختصر حال ہدیہ ناظرین کردوں۔ تاکہ انکی سمجھہ میں آسانی سے آجاوے کہ اس مقدمہ میں کن کن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

پیروی مقدمہ کی کہانی

مارچ سنہ ۱۹۰۱ع کے خاتمہ پر میں ملتان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کی غرض سے گیا تہا۔ اور وہاں سے شروع اپریل میں بیمار ہوکر واپس آیا۔ اس بیماری سے ہنوز چھٹکارا نہیں ہوا تھا کہ

پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ مجھ پر دائر کر دیا اور سمن کی تعمیل کے لئے خود تشریف لائے - خود بگھی پر میرے مکان کے باہر ٹھہرے رہے اور پیادہ کو اندر اطلاعیابی کے لئے روانہ کیا - میری طبیعت چونکہ بیمار تھی اور پنڈت صاحب نے باوجود پیچھے دعویٰ دائر کرنے کے جالندھر والے مقدموں سے پیشتر ہی تاریخ پیشی مقرر کرائی تھی جو بہت قریب تھی اس لئے سمن پر میں نے لکھدیا کہ طیاری جواب دہی کے لئے وقت کافی نہیں ہے - اول تاریخ پیشی ۲۶ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو تھی - جسکے تین چار روز پیشتر سے ہی میں لاہور میں پہونچ گیا لیکن وہاں پہونچکر طبیعت اسقدر زیادہ ناساز ہوگئی کہ جانا نہ جانا برابر ہوگیا ۔ باوجود اس کے اخبار عام اور سناتن دھرم گزٹ کی فائلوں کی تلاش برابر جاری رہی اور جو پرچے اپنے پاس موجود تھے انکی پڑتال ہوتی رہی پنڈت رام بھجدت بی اے پلیڈر چیف کورٹ اور لالہ روشن لعل بی اے بیرسٹر پہلے سے ہی پیروی کر رہے تھے - اور بیان استغاثہ وغیرہ کی نقول مجھے بھیج چکے تھے ۲۵ - اپریل کی رات کو لالہ رام کرشن جی پلیڈر چیفکورٹ جالندھر سے پیروی میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے گئے - اور ۲۶ - اپریل کی صبح کو میرے بھائی رائیزادہ بھگت رام صاحب بیرسٹر بھی پہونچگئے - جنہوں نے کہ اس مقدمہ میں اپنی جانفشانی اور محنت سے ثابت کر دیا کہ برادرانہ پریم سے بڑھکر اور کوئی مدد دُنیا کے تختہ پر نہیں ہے -

مقدمہ کی پہلی پیشی

۲۶ - اپریل کو بوقت ۱۰ بجے ہی ہم سب ٹاؤن ہال میں پہونچ گئے - اُسدن گو ہجوم زیادہ نہ تھا تاہم معلوم ہوگیا کہ اس مقدمہ میں پبلک خاص دلچسپی لے گی - مذہان کے لبتر درختوں کے نیچے بچھ گئے - میرے کونسل بار روم میں گئے ہی تھے کہ مسٹر پارکر صاحب ایڈوکیٹ مستغیث نے التوا کے لئے درخواست کی - مجھ سے بھی پوچھا گیا - میں نے بھی رضامندی ظاہر کی - لیکن جب عدالت سے درخواست کیگئی تو نامنظور ہوئی - اُسروز مستغیث کا ابتدائی بیان ہوکر ۲ دیگر گواہان کے بیانات قلمبند کئے گئے - جرح کسی پر نہیں کی گئی - عدالت کا اجلاس ایک نچلے چھوٹے سے کمرہ میں ہوتا رہا جو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ورانڈے میں اسکے علاوہ ہجوم تھا - چونکہ مستغیث کے گواہان ختم نہیں ہوئے تھے - اس لئے آئندہ تاریخ پیشی مقدمہ ۱۶ و ۱۷ مئی

مقرر ہوئی۔ اور ہم سب جالندھر کو واپس چلے آئے تھے۔

مشکلوں کا سامنا

اسوقت بڑی حیرانی تھی کہ بے سروسامانی سے کس طرح پر ایسے زبردست دشمن کا مقابلہ کیا جاوے گا۔ مستغیث باشندہ لاہور اور ہم پردیسی۔ وہ مستغیث اور ہم ملزم۔ اُسے خاتمہ مقدمہ سے بے پروائی اور ہمیں ناخوشگی کے خوف سے عزت کا ڈر۔ سوائے اس کے اخباروں کے فائل تک دستیاب نہیں ہوتے تھے۔ نہ صرف یہی بلکہ جس زبردست سے زبردست اور معزز سے معزز تعلیم یافتہ کے پاس جاتے وہ پہلے تو پنڈت گوپی ناتھ کے چال وچلن اور پبلک اعمال کا شاکی نظر آتا۔ اور واقعات بھی بیان کرتا۔ لیکن جب عدالت میں چلکر انصاف کی خاطر سچ بولنے کے لئے درخواست کیجاتی تو سوائے بغلیں جھانکنے کے کچھ نظر نہ آتا۔ ہر ایک آزادی کی ڈینگ مارنے والا پنڈت گوپی ناتھ سے سخت خائف نظر آیا۔ ایسی حالت میں سوائے پرمیشور پر بھروسہ کرنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اور پرمیشور نے اپنی اپار دیا سے جو مدد مجھے بخشی اسوقت کی اُسکے لئے میں کیا شکریہ ادا کر سکتا ہوں۔ اخبار عام کی ساری فائلیں ملگئیں۔ انھیں سے جن کاغذات اور جن واقعات کو تلاش کرکے پنڈت گوپی ناتھ کے دیگر فریق ثانی (کیونکہ پنڈت صاحب کے ساتھ بیشمار آدمیوں کے مقدمات ازالہ حیثیت عرفی ہو چکے ہیں۔ جن میں کہ وہ کبھی مدعی اور کبھی مدعا علیہ رہ چکے ہیں) ناکامیاب ہوکر تھک چکے تھے۔ وے کاغذات اور واقعات مجھے عین وقت پر ملتے رہے۔ لیکن ایسی اثنا میں میرے پاس ایک گمنام خط پہونچا۔ جسکے لفافہ پر اردو میں عبارت ذیل تھی:-

"جالندھر شہر۔ لالہ منشی رام وکیل"

اور اندر کا خط انگریزی میں تھا جوکہ ایک ۸" × ۳½" ٹکڑہ کاغذ پر لکھا ہوا لفظ بلفظ حسب ذیل تھا:-

Beware Shib Dass' fate awaits You. Gopi-nath's prosecution semi Government. Petman Asst. Legal Remembrancer per-mitted to appear on G's behalf just

Just got this news Cant write more Compromise any cost Done my duty"

اس کا مطلب حسب ذیل ہے :- "خبردار ہوجاؤ - شبد اس کی بھی تقدیر تمہاری منتظر ہے - گوپی ناتھ کا استغاثہ نیم سرکاری ہے - پٹھمین اسسٹنٹ لیگل ریممبرینسر (یعنی نائب مشیر قانونی سرکار) کو جی (مراد گوپی ناتھ) کیطرف سے پیروی کرنیکی اجازت ملگئی ہے - ابھی یہ خبر ملی ہے - زیادہ نہیں لکھ سکتا - خواہ کیسا ہی نقصان ہو - راضی نامہ کرلو - میں نے اپنا فرض ادا کردیا -"

جب دیگر واقعات ملزمان کی طبیعتوں کو نہ ہلا سکے - تو اس گمنام خط کی کیا مجال تھی کہ میرے دلکو جنبش دیتا - مجھے کب یقین آسکتا تھا کہ مجھ بیگناہ کے برخلاف گورنمنٹ وقت بلاوجہ ہوگئی ہے نہ صرف یہی بلکہ مجھ بے دست وپاکو سزا دینے کے لئے گورنمنٹ وقت کو اس قسم کی کمینہ سازش کرنی پڑے - جس سازش کی پردہ دری کیوجہ سے کہ یہ استغاثہ دائر ہوا تھا میں نے اس خط کو اس بے پروائی اور نفرت کے ساتھ دیکھا جس کا کہ وہ مستحق تھا اور پیشتر کی نسبت بہتر طیاری کرکے پھر دوسری پیشی کے لئے پہونچگیا -

مقدمہ کی دوسری پیشی

۱۶ مئی کو جب میں عدالت میں پہونچا - تو ہجوم بہت ہی زیادہ تھا - گو عدالت نے اپنے بیٹھنے کا رخ بدلکر کسی قدر زیادہ گنجائیش جگہ کی نکال رکھی تھی تاہم دولوں وراندوں اور کمرے کے اندر تل رکھنے کو جگہ نہ رہی - اور پھر بھی سینکڑوں آدمی باہر گشت کررہے تھے - یہ دیکھ کر صاحب مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ آئندہ سے اس مقدمہ کے لئے اجلاس اوپر کے بڑے ہال میں ہوا کرے گا -

مقدمہ پیش ہوتے ہی صاحب مجسٹریٹ بہادر نے فرمایا کہ ایسے مقدمات میں تو راضی نامہ ہوجایا کرتا ہے - میں نے سمجھا تھا کہ شاید راضی نامہ ہوگیا ہوگا - اسپر مسٹر پارکر نے کہا کہ ہم کس طرح پر راضی نامہ کرسکتے تھے جبکہ ملزمان کی طرف سے تحریک ہی نہیں ہوئی - رائے زادہ بھگت رام نے اس کا محض یہ جواب دیا کہ مستغیث کے بازدعوے دینے سے مقدمہ کا فیصلہ ہوسکتا تھا -

اسروز مسٹر پارکر کے ساتھ مسٹر پیٹمین صاحب بھی موجود تھے - ان کو دیکھ کر صاحب مجسٹریٹ بہادر نے پوچھا کہ کیا وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس مقدمہ کی پیروی کے لئے مقرر

کیئے گئے ہیں۔ مسٹر بیٹ مین صاحب نے جواب دیا کہ اُن کو مستغیث نے مقرر کیا ہے انہیں گورنمنٹ کی طرف سے پیروی کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ جب مسٹر بیٹ مین یہ کہہ کر بیٹھ گئے تو رائیزادہ بھگت رام نے **گمنام خط** اُنہیں دیکھنے کے لئے دیا۔ صاحب موصوف نے خط کو پڑھکر کہا۔

"Th Rascal!"

اور خط واپس دیدیا۔ غرض اُس دن کی کارروائی استغاثہ کے گواہوں کی شہادت پر ختم ہوئی۔ محض مسٹر جانسٹن گواہ مستغیث کا بیان باقی رہگیا۔

دوسرے دن (۱۷۔ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو) عدالت کا اجلاس بڑے کمرے میں تھا۔ دس بجے سے ہی لوگوں نے اپنی اپنی جگہیں سنبھالنی شروع کردیں۔ سینکڑوں آدمیوں کا ہجوم ہوگیا۔ ادہر کی تو یہ حالت تھی اور نیچے عدالت کے پرانے کمرے میں رائیزادہ بھگت رام اور لالہ رام کرشن ایک طرف اور مسٹر پارکر و پنڈت گوپی ناتھ دوسری طرف کچھ سرگوشیاں کررہے تھے۔ مسٹر پارکر نے صلح کی بات چیت چھیڑی۔ جسپر رائیزادہ بھگت رام جی نے کہا۔

"مسٹر پارکر! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ لالہ منشی رام جن پر اسیقدر حملے ہوچکے ہیں اور جو ان تحریروں میں کچھ بھی نامناسب نہیں سمجھتے معافی مانگیں گے؟"

مسٹر پارکر: "میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ وہ معافی نہ مانگیں صرف اُن سخت الفاظ کے لئے جو کہ انکے نامہ نگار نے لکھے ہیں۔ regret (افسوس) ظاہر کردیویں"

پنڈت گوپی ناتھ: "اور میں اپنی طرف سے سختی کے لئے افسوس ظاہر کردونگا۔ لیکن چالیس روپیہ والے استغاثہ کے بھی داخلدفتر کرادیئے جاویں"

رائیزادہ بھگت رام صاحب نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اُن سے پوچھا کہ جس حالت میں میری رائے میں بلحاظ تحریرات پنڈت گوپی ناتھ کے میرے نامہ نگار نے پنڈت گوپی ناتھ کی کوئی توہین نہیں کی۔ تو میں ایمانداری سے کیونکر اُسکی تحریر پر افسوس ظاہر کرسکتا ہوں؟ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ مقدمہ بلایا گیا اور مسٹر جانسٹن کا اظہار شروع ہوا۔ جس کے بعد پنڈت گوپی ناتھ پر سارا دن جرح کے سوالات ہوتے رہے۔ آخرکار جب باوجود پانچ بج جانے کے ملزمان کے کونسل رائے زادہ بھگت رام نے کہا کہ ابھی گوپی ناتھ کی جرح کا

نصف حصہ بھی ختم نہیں ہوا تو مقدمہ ۲۸ اور ۲۹ جون کے لئے ملتوی کیا گیا۔

ضروری شہادتیں کس طرح پر ملیں؟

اِس مقدمہ میں جس طرح پر کہ دستاویزی شہادتیں مجھے بغیر کسی طرح کی اپنی محنت کے ملیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجھے تو محض بدنامی یا نیک نامی (جو سمجھو) ہی ملنی تھی۔ اصل میں وقت آگیا تھا کہ پرمیشور کے انصاف کے مطابق پنڈت گوپی ناتھ کی کمس پبلک لائف کا پردہ فاش ہو جاوے۔ ورنہ کیا ضروری تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ اور اُن کے بھائی یہ بھی نہ سمجھ سکتے کہ گوشت گاو کے اشتہار کو بگاڑنے سے بھی اُن کے سلسلہ وار برسوں کے گوشت اور چمڑہ گاوان کے اشتہار دھوئے نہیں جا سکیں گے۔ ۲۴ اپریل کا پرچہ اخبار عام دستاویز D 47 بگڑا ہوا اسی اثناء میں مجھے ملا۔ اُسپر عدالت اور محکمہ کمسریٹ کی توجہ دلانے پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محکمہ کمسریٹ میں درست کاپی معہ بل کے بھیجی گئی ہے۔ اسپر تلاش شروع ہوئی اور کئی اشتہارات گوشت۔ چمڑا۔ سر۔ ران۔ لات وغیرہ گاوان کے سنہ ۱۸۸۸ء سے لے کر اب تک کے اخبار عام کی فائل میں سے ملے جنہیں سے صرف دو (دستاویزات D 87 اور D. 88) شامل مثل کئے گئے۔ اسی اثناء میں وہ مشہور خط (دستاویز D. 73) ملا جس نے ظاہر کیا کہ پنڈت صاحب باوجود سناتن دھرم سبھا کے سکریٹری اور بھوپدیشک ہونے کے جالندھر میں ایک فاحشہ عورت کو شاید وہاں بھی دھرم سبھا کے سالانہ جلسہ پر ساتھ لائے تھے۔ گو ایک خط (D. 98) ۵ جون کے بعد ملا تھا تاہم اِس کُل شہادت کی بُنیاد اُس سے پہلے ہی پڑ چکی تھی۔ اِن خطوط کی نسبت بڑی بڑی افواہیں اُڑائی گئی ہیں۔ اور اِن کے متعلق میرے دوستوں کو بڑی بڑی حکمت عملیوں کی داد ملی ہے۔ ایکے متعلق میری اُمارت کو بھی بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے اور کسی گواہ کو پانچ ہزار روپیہ اور کسی کو تین ہزار روپیہ بطور رشوت دیکر شہادت دلانے کا بھی الزام افواہاً لگایا گیا ہے لیکن اصلیت یہ ہے کہ نہ تو میری دوست ہی اِس بارے میں اُس تعریف کے مستحق ہیں جو اُنہیں بے تحاشا مل رہی ہے اور نہ ہی میں اُس خوبی سے ممتاز ہوں جو مجھ سے منسوب کیجاتی ہے۔ یہ جملہ خطوط مجھے ایسے اصحاب نے دئے جنہیں نہ روپیہ کی پرواہ تھی اور نہ میری کچھ خوشامد تھی بلکہ محض مجھے مظلوم سمجھ کر جو نامناسب سمجھتے تھے کہ ناراستی کی فتح ہو۔ میاں کریم بخش ہرگز شہادت کے لئے نہ بلوائے جاتے۔ اگر یہ خطوط مجھے پہلے سے نہ مل چکے ہوتے۔ یہاں یہ بھی صاف ظاہر کر دینا چاہتا ہوں

کہ جبقدر گواہان ملزمان نے پیش کئے یا طلب کرائے۔ اُن میں سے ایک کو بھی پیشتر سے نہیں پوچھا گیا تھا کہ آیا وہ شہادت دینے کے لئے طیار ہونگے یا نہیں۔ شہادت کی تیاری کرتے نیئے دستاویزات کے انگریزی ترجمے کراتے اور عام طور پر مقدمہ کی طیاریاں کرتے ہوئے پھر تیسری تاریخ پیشی بھی آن پہونچی۔

مقدمہ کی تیسری پیشی

مقدمہ کی ہر پیشی پر مجھے دو چار دن تاریخ مقررہ سے پیشتر ہی لاہور پہونچنا پڑتا تھا۔ اس لئے اگر یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ جس عرصہ تک یہ مقدمہ جاری رہا میں برابر مقدمہ کے سوا اور کوئی کام نہیں کرسکا (اخبار کا معمولی طور پر چلانے رہنا اور معمولی ڈاک کی تعمیل کچھ کام نہیں سمجھا جاسکتا۔) آخر کار ۱۴۔جون کی تاریخ بھی آن پہونچی۔ اور ٹھیک گیارہ بجے تقریباً ایکہزار سے زیادہ آدمیوں کی حاضری میں مقدمہ پیش ہوا۔ عدالت نے سب سے پہلے ملزمان پر فرد جرم لگانا مناسب سمجھا اور اسکے لئے مسٹر بیٹمین ایڈیشنل استغاثہ سے مدد لیکر جن جن الفاظ کی نسبت استغاثہ نے زور دیا فرد قرار داد جرم لگائی گئی۔ گو مجھے معلوم تھا کہ لائبل کے مقدمات میں فرد جرم لگانا عموماً لازمی ہوتا ہے۔ تاہم جسوقت میں نے کھڑے ہوکر فرد جرم سُننا شروع کیا تو تمام حاضرین کھڑے ہوگئے۔ اُنکے چہرے ملزمان کے ساتھ ہمدردی کے اظہار کی شہادت دے رہے تھے۔ اور وہ حیران تھے کہ کیوں فرد جرم لگائی جارہی ہے لیکن آخر کار اُن لوگوں کو بھی معلوم ہوگیا کہ ایسے مقدمات میں فرد لگنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ملزم نے بالحقیقت جرم کے مرتکب سمجھے گئے ہیں۔ پنڈت گوپی ناتھ کو اسکے بعد بغرض جرح کے لئے بلایا گیا۔ لیکن پنڈت صاحب آج ایک رنگدار عینک لگا کر تشریف لائے تھے (یہ عینک جو ۱۴۔جون کو لگی تو ۱۲۔ستمبر تک بمقام جالندھر لگی ہوئی ہی دیکھی گئی) عذر ہوا کہ جرح ملتوی کیجاوے۔ کیونکہ پنڈت صاحب کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ اور پنڈت بال کشن صاحب کول اسسٹنٹ سرجن کا سرٹیفکٹ آگے کیا گیا۔ رائیزادہ بھگت رام نے فرمایا کہ پنڈت صاحب کو دستاویزات پڑھنے کی تکلیف نہیں دیجاویگی میں خود پڑھ دوں گا بس اظہار منہ سے دے سکتے ہیں۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے فرمایا کہ شہادت مُنہ سے دینا ہے جو نہیں دُکھتا ہے پس جرح شروع ہوئی۔ اس جرح کا حال بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ جس لیاقت سے کہ رائیزادہ بھگت رام نے ایک ایک امر واقعہ کا اظہار مستغیث کی زبانی کرایا۔ وہ سُننے اور دیکھنے

سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس جگہ میں یہ عرض کردوں کہ رائیزادہ بھگت رام کا نام اس مقدمہ کی بدولت لاہور کی عورتوں اور بچوں تک کے ورد زبان تھا۔ خیر ۵۔ جون کو پنڈت گوپی ناتھ کا بیان ختم ہوکر اُن کے بڑے بھائی پنڈت گووندسہائے پر بھی جرح ہوئی اور مقدمہ پھر ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ اور ۲۶۔ جون کے لئے ملتوی کیا گیا۔ لیکن اِن تاریخوں پر صاحب مجسٹریٹ بہادر اتفاقیہ رخصت لیکر پہاڑ پر چلے گئے۔ اِس لئے مقدمہ پھر ۱۶۔ ۱۷ اور ۱۸۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے ملتوی کیا گیا۔

مقدمہ کی چوتھی پیشی

۱۶۔ جولائی کو فریقین کے حاضر ہوتے ہی پہلا کام جو مستغیث کے کونسل نے کیا یہ تھا کہ ستہ وہرم پرچارک مورخہ ۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء پیش کیا جسمیں ہی نے مقدمہ کی کارروائی چھاپنی شروع کردی تھی اور کہا:-

مسٹر سیٹ مین "میں جناب کی توجہ اِس پرچہ کی طرف دلاتا ہوں جسمیں یہ ظاہر کرکے کہ یہ پہلا ہی لائیبل کیس برخلاف ملزم کی اخبار کے ہے۔ ملزم نے عدالت کی رائے اپنے حق میں کرنی چاہی ہے۔ اور اِس لئے ملزم نمبرا پر توہین عدالت کا جُرم قایم کرنا چاہئے۔"

عدالت نے سررشتہ دار کو حکم دیا کہ ۵۔ جولائی کے پرچہ کی عبارت پڑھی جاوے۔ چنانچہ حسب ذیل عبارت پڑھی گئی۔

"تمہید۔ پرچارک کے برخلاف یہہ **پہلا ہی لائیبل کیس** ہے۔ اِس سے پیشتر پرچارک کو سوائے ایک مرتبہ کے کسی نالش کی دھمکی تک نہیں ملی۔ اور اس ایکمرتبہ بھی نہ تو پرچارک کو معافی ہی مانگنے کی ضرورت پڑی اور نہ ہی نوٹس دینے والے صاحب نے عدالت میں جانے کا حوصلہ کیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد میرے پرچار کے دورے میں وہ صاحب مجھے ایک شہر میں ملے تو انہوں نے صاف اقرار کیا کہ جو کچھ اُنکی نسبت لکھا گیا تھا صحیح تھا۔ مقدمہ موجودہ ہنوز زیر تجویز ہے۔ اِس لئے اُس کے متعلقہ واقعات کی نسبت رائے زنی کرنا نامناسب ہے۔ لیکن ناظرین اِن واقعات کی نسبت جوکچھ رائے اپنے دلوں میں قایم کریں گے اُس سے اُنہیں کوئی روک نہیں سکتا۔"

عدالت - "ہمیں کسی قسم کی توہین عدالت نہیں ہے۔ ہماری رائے پر کسی قسم کا بیجا اثر ڈالنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ آپ کا کیا مطلب ہے؟۔ کیا یہ تحریر استغاثہ فوجداری کی

بُنیاد بن سکتی ہے۔؟"

مسٹر سیپٹ مین۔" میرا یہ منشاء نہیں ہے کہ ملزم پر فوجداری مقدمہ دائر کیا جاوے بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے مُوکل کو بدنام کرنے کے لیئے واقعات چھاپنے شروع کیئے گئے ہیں۔"

عدالت۔" عدالت کی کارروائی کو ہر شخص چھاپ سکتا ہے۔"

اِس مکالمہ کے بعد پنڈت گوپی ناتھ کا بیان ثانی شروع ہوا جو سارے دن میں ختم ہوا اور اپنی جگہ پر درج کیا گیا ہے۔

۱۷۔ جولائی کو پنڈت گووند سہائے کا بیان ثانی ہوکر گواہان استغاثہ پر جرح ہوئی اور دو گواہان صفائی کا بیان بھی لکھا گیا۔ ۱۸۔ جولائی کو پھر استغاثہ کے باقیماندہ گواہان پر جرح ہوئی۔ اور ملزمان کے گواہوں کے اظہار قلمبند ہوئے۔ آخری گواہ کریم بخش تھا جس کے بیان سے پیشتر ملزمان کے کونسل نے ظاہر کیا کہ کچھ نئے دستاویزات بذریعہ کریم بخش گواہ کے برخلاف مستغیث ثابت کرائے جاویں گے۔ پس چونکہ ہم شروع سے ہی استغاثہ کے ساتھ صاف برتاؤ کرتے رہے ہیں۔ اِس لیئے اب بھی موقعہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر مستغیث اِن دستاویزات کا کچھ جواب رکھتا ہے تو جرح کے لیئے طیار ہو جاوے۔ لیکن استغاثہ کی طرف سے بڑا زبردست عذر کیا گیا۔ جسکی وجہ سے عدالت نے مجبوراً ملزمان کے کونسل کی درخواست کو نامنظور کیا۔ ازاں بعد کریم بخش کا بیان قلمبند ہوا۔ دوران بیان میں ہی مسٹر سیپٹ مین صاحب چلے گئے۔ اور جب بیان ختم ہو چکا تو پنڈت گوپی ناتھ نے کریم بخش پر خود سوالات جرح کرنے سے انکار کیا۔ تقریباً اڑھائی گھنٹوں تک کونسل استغاثہ کی انتظاری ہوتی رہی آخر کار وہ آئے اور جو دو چار سوالات اُنہوں نے کیئے وہ جرح کے جوابات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اِسطرح پر یہ پیشی ختم ہوئی اور مقدمہ واسطے بحث آخری کے ۳۱ جولائی اور یکم اگست کے لیئے رکھا گیا۔

مقدمہ کی پانچویں پیشی

لیکن بدقسمتی سے ۲۹۔ جولائی سے ہی رائیزادہ بھگت رام صاحب ایڈووکیٹ مشیر قانونی ملزمان کی طبیعت کسی قدر ناساز ہو چلی تھی اور ۳۰۔ جولائی کی صُبح کو جب میں لاہور کی روانگی کے لیئے اُن سے

رخصت ہونے گیا تو ناسازی بڑھ چلی تھی - چنانچہ اُسی وقت صاحب مجسٹریٹ بہادر کو واسطے التوائے مقدمہ کے تار دی گئی - لیکن بوجہ نزدیکی تاریخ کے جواب ملا کہ التوا نہیں ہوسکتا - میں تو اُسی دن لاہور پہونچ گیا - لیکن رائے زادہ صاحب اُسی بیماری کی حالت میں راتوں رات طیاری کر کے ۳۱ - جولائی کی صبح کو ۹ بجے پہونچ گئے۔

گیارہ بجے کے قریب جب ہم سب ٹاؤن ہال میں پہونچے تو تماش بینوں کا انبوہ دیکھ کر عجیب حیرانی ہوئی - چونکہ کالجوں میں تعطیلیں ہوگئی تھیں - اسلئے ہم لوگوں نے سمجھ لیا تھا اب اُسقدر مجمع دکھائی نہ دیگا - لیکن یہاں کالجوں اور سکولوں کی تعطیلوں نے بھی کچھ نمایاں فرق نہ دکھلایا - اُسی طرح پر سینکڑوں صاحبوں نے فریقین کے اندر جانے سے پیشتر ہی جگہیں سنبھال لیں - مقدمہ کے پیش ہوتے ہی صاحب مجسٹریٹ بہادر نے رائیزادہ بھگت رام کے مزاج کی کیفیت پوچھی - رائیزادہ صاحب کا خیال تھا کہ شاید وہ اپنی تقریر کو ختم نہیں کرسکیں گے - اور اسلئے مجھے باقی تقریر کے لئے کہتے تھے - لیکن جب اُنہیں جوش آگیا تو سب تکلیف خودبخود رفع ہوگئی - اور جس لیاقت کے ساتھ اُنہوں نے اپنے فرائض کو ادا کیا اُس کے لئے مجھے بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے - کیونکہ اُنکی قابل قدر تقریر خود بول رہی ہے -

مقدمہ کی چھٹی اور آخری پیشی

فیصلہ سنانے کے لئے ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء یعنی بحث سے کامل ایکماہ بعد کی تاریخ مقرر ہوئی - اُس روز صبح سوا دس بجے ہی میں معہ لالہ وزیر چند و لالہ لبتی رام ملزمان ہمراہ اپنے کونسل مسٹر روشن لعل کے کچہری ضلع میں پہونچگیا - باوجودیکہ صاحب مجسٹریٹ بہادر کے کمرہ میں ۲۵ یا ۳۰ سے زیادہ آدمیوں کی گنجائش نہ تھی - تاہم اُسی وقت سے احاطہ کچہری پُر ہونا شروع ہوگیا - اور مقدمہ کا آخری فیصلہ سُننے کے اشتیاق میں خاصہ مجمع اکٹھا ہوگیا - مسٹر روشن لعل اندر چلے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد حکم سُنانے کے لئے فریقین بلائے گئے - اُسوقت صاحب مجسٹریٹ نے جو خلاصہ فیصلہ کا سُنایا تھا اُسے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں رہی - کیونکہ اس کتاب کے ناظرین فیصلہ کو مجنسہ خاتمہ پر پڑھ لیں گے - حکم سُن کر سب باہر آگئے - باوجود منع کرنے کے بھی باہر کا ہجوم اپنا جوش روک نہ سکا - اور چیرز پر چیرز

ہونے لگے۔ زیادہ نمائیش سے بچنے کے لیئے میں اُسی دن دوپہر بعد کی گاڑی میں روانہ ہوکر ۴½ بجے اپنے گھر پہونچگیا۔ اور پرمیشور کی اپار دیا کا دھنیہ وادادا کیا۔

یہ کتاب کیوں شائع کیگئی ہے

اب اِس سوال کا جواب دینا میرے لیئے آسان ہے کہ یہ کتاب کیوں شائع کی گئی ہے۔ مقدمہ کے خاتے کی خبر سنکر جو پانچسو کے قریب تار خبریں اور خطوط میرے نام آئے ہیں اُنمیں سے ۹۵ فیصدی میں تاکید تھی کہ اِن جملہ حالات کو قلمبند کرکے کتاب کی شکل میں شائع کیا جاوے۔ لیکن محض یہی واقعہ میرے اِس کام کا محرک نہ تہا۔ میں نے اِس کتاب کو کسی فخر یا تکبر کی بُنیاد پر لکھنا شروع نہیں کیا تہا۔ اور نہ صرف اسکی یہی غرض تھی کہ آریہ سماج کی بردباری اور انصاف پسندی کی سپرٹ کو ظاہر کیا جاوے۔ اسکی غرض اِن سب باتوں سے بھی بڑھکر ہے۔ اِسوقت اس مُلک کے اندر بیسیوں مذہبی۔ مجلسی اور پولٹیکل اصلاح کرنے کا بیڑا اُٹھانیوالی سوسائٹیاں موجود ہیں۔ جنکے اندر سینکڑوں لیڈر کام کر رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ وے سب اور اُنکی سوسائٹیوں کے ممبر اِس کہانی کو شروع سے آخیر تک پڑہیں اور اِس سے کچھ سبق لیں۔ اگر اُن میں سے کوئی بھی اِسوقت اپنے بھائیوں کو دھوکھا دے رہا ہو۔ تو اُس کا فرض ہے کہ فوراً ایسی نامناسب حالت سے علیحدہ ہوجاوے اور اگر وہ خود اپنے فرض کو محسوس نہیں کرتا تو اُس سوسائٹی کو چاہیے کہ اگر اپنی ہستی قایم رکھنا چاہتی ہے۔ اور کچھ کام کرنا چاہتی ہے۔ تو اپنے اندر ایک ہی اِس قسم کے لیڈر کی موجودگی کو گوارا نہ کرے۔

کشما کا پھل بڑا میٹھا ہے

آریہ سماج کے ممبروں کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کیا گیا۔ وہ اِس کہانی سے بخوبی ثابت ہو جائے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ روڑ میں جو طوفان بے تمیزی اُن کے برخلاف اُٹھایا گیا اُس سے کون آدمی واقف نہیں ہے؟ لیکن آریہ سماج نے اِس کے جواب میں کیا عمل کیا۔ ۲ سیپٹمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو پنڈت گوپی ناتھ کا مقدمہ خارج ہوا اور ہم سب باعزت بری ہوئے۔ ۳ سیپٹمبر سنہ ۱۹۰۱ء مقدمہ لالہ سومناتھ بنام سیتارام رودبڑ نواسی

میں سیتارام ملزم نے بڑے عجز سے معافی مانگی اور اُسے معاف کردیا گیا اُسنے حسب ذیل معافی نامہ پیش کیا تہا۔

"جو چٹہی بہ عنوان "دیانندی شگوفہ" مجہہ سیتارام نے "جین دہرم شرادک" میں لالہ سومناتھ پردہان آریہ سماج روپڑ کے برخلاف چہپوائی تہی۔ مجھے اب افسوس سے لکہنا پڑتا ہے کہ اُسمیں ہتک آمیز خلاف واقعہ باتیں درج ہوگئی تہیں۔ جس سے اُن کو سخت نقصان پہونچا۔ اِسوجہ سے میں بڑے ادب سے معافی مانگتا ہوں۔ میں لالہ صاحب کی سوشیل حالات کے لحاظ سے ویسی ہی عزت کرتا ہوں جیسا کہ اُس چٹہی چہپوانے سے پیشتر کرتا تہا۔ میں اُن کو برادری سے خارج نہیں سمجہتا۔ اُن کے حقوق عام آدمیوں کے ساتہہ ویسے ہی سمجہتا ہوں جو کہ سابق میں تھے۔ مجہہ سے آریہ لوگوں سے کوئی جہگڑا نہیں ہے۔ عام لوگوں کی اطلاع کے واسطے یہ معافی نامہ اخبار "ستیہ دہرم پرچارک" اور اخبار "پنجاب سماچار لاہور" میں اور "جین دہرم شرادک" لاہور میں شائع کراتا ہوں"

۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو پنڈت گوپی ناتھ اور دیگر روپڑ نو اسی سناتن دہرمی صاحبان نے ایکسو روپیہ سے زیادہ بابت خرچہ مستغیثان کو دیکر معافی نامہ داخل عدالت کردیا اور اُن کو بھی معاف کردیا گیا۔ جو لوگ وقت بے وقت کشما اور دیا اور عفو وغیرہ کا زبانی اُپدیش دوسروں کے لئے دیا کرتے ہیں اور اپنے سدہانتوں کی رکشا کے لئے جو پورشارتہہ آریہ پرش کرتے ہیں۔ اُن کے لئے آریہ سماج کے ممبروں کو مطعون کرنیکی کوشش کیا کرتے ہیں۔ میں اُن سے پوچہتا ہوں کہ کیا وہ اِس سے بڑہکر کشما کا بہاو آج کل کی دیگر مذہبی سوسایٹی کے لیڈروں میں دکہا سکتے ہیں۔ جہاں تہوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ مجز سے پُرمسیح کے واعظوں نے اپنے مذہب کی ہتک کے بدلے ایک ہندو کو قید کرایا تہا۔ وہاں آریہ سماج کا یہ عمل بڑے غور کا مستحق ہے۔

میرے ناظرین میں سے جنہوں نے روپڑ کے حالات پڑھے تھے اُنہیں معلوم ہوگا

کہ کس طرح پر مصیبتوں سے تنگ آکر مجبوراً لالہ سومناتھ جی عدالت تک پہونچے تھے جن لوگوں نے جتھا کرکے پانی تک بند کر دیا ہو۔ جنہوں نے حجام وغیرہ تو در کنار کہاروں کو بھی برادری خارج کی دھمکی دلاکر آریوں کے گہروں کو بیباکھ اور جیٹھ کی سخت تپش کے دنوں میں بے آب کر دیا ہو۔ جنہوں نے آریوں کے بیمار بچّے پانی کے لئے ترستے دیکھ کر بھی اُنکی دردناک آوازوں پر کچھ توجہ نہ کی ہو اور سنگدل ہوکر اُنہیں ایک ایک چلّو پانی کے لئے ترسایا ہو۔ جن لوگوں نے کہ دھرم کے کاموں کو ادہرم تبلاکر دہرماتما لوگوں کے ہر کام میں وگہن ڈالنے کی کوششیں کی ہوں اُن کے قابو آنے پر بھی اُنہیں چھوڑ دینا معمولی آدمیوں کا کام نہیں ہے۔

لیکن ہم کون ہیں؟ جو شیخی کریں!! جس پرماتما نے مجھے اور میرے ساتھی ملزموں کو بل دیا تھا کہ باوجود سخت سے سخت چوٹیں برداشت کرنے کے بھی اُف نہ کریں۔ اور تمام سختیوں کو جھیلتے ہوئے بھی سچائی کو پبلک کے روبرو لانے کے لئے پُرشارتھ کریں۔ اُسی پرماتما نے لالہ سومناتھ اور مہاشے اندرچند کو طاقت دی کہ وے اپنے تمام دکھوں کو بھولکر اپنے گزشتہ دشمنوں کے معافی مانگتے ہی اُن کو اپنے بھائی سمجھ کر معاف کر دیں۔

ہندو بھائیوں سے اپیل

اور چند ایک الفاظ میں اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آریہ سماج کو تکلیف پہونچانے اور اُسے رُوق کرنے کا کام پہلے پہل سناتن دھرم سبھاؤں کی طرف سے شروع ہوا ہے۔ آریہ سماج نے اپنی پیدائیش کے دن سے ہی کبھی پر پہلے حملہ شروع نہیں کیا۔ ہاں اپنی حفاظت کے لئے اِس نے ہمیشہ پُورشارتھ سے کام کیا ہے۔ لیکن کیا آپ نے کبھی اپنے دل سے یہ پرشن کیا ہے کہ آریہ سماج اور اُس کے سبھاسدوں کو اپنی حفاظت کے لئے کام کرنے کی کیوں ضرورت پڑتی ہے؟ اپنے دلوں کے اندر گھُسکر پوچھئے تو آپکو جواب ملیگا کہ جن ویدوں اور شاستروں کی آپ محض زبانی عزت کرتے ہیں

جس ورن آشرم دھرم کا کہ آپ محض زبانی اقبال کرتے ہیں اُن کو عملی طور پر پھیلانے کی کوشش میں آریہ سماج پر چاروں طرف سے حملے ہورہے ہیں سوارتھی لوگ آپکو آپکے سچے دوستوں اور بہی خواہوں سے اِس لئے ناراض کرا رہے ہیں کہ آریہ سماج کی آواز سُنتے ہی آپ اُن کے پول سے واقف ہو جاویں گے۔ اے پیارے ہندو بھائیو! آپ یقین جانو کہ آریہ سماج کو آپ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اُس کو ان بُرائیوں کے ساتھ دشمنی ہے۔ جوکہ آپ کے اور ہم سب کے اندر پھیل کر ہمارے آتمک مندر کی بُنیادوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ اور یہ اُنہیں برائیوں کا نتیجہ ہے کہ جو لوگ معمولی اخلاق سے بھی بے بہرہ ہیں۔ اور بڑے سے بڑے پاپوں میں خفیہ طور پر لپت ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو دھرماتما اور شریف ظاہر کرتے ہیں۔ وہ آپ کے لیڈر اور رہنما بنے ہوئے ہیں۔ بُرے اور بھلے دونوں طرح کے آدمی کس مذہب اور فرقے کے اندر نہیں پائے جاتے؟ مُسلمان اور عیسائی۔ برھمو اور آریہ ہندو اور جینی کوئی بھی مُتشبہ سماج بُرے آدمیوں سے خالی نہیں ہے۔ لیکن اگر ان جماعتوں کے راہبر پاپی اور دُشٹ آتما ہوں تو پھر انسان کی آئندہ بہبودی کی امید کیا ہوسکتی ہے جوکہ ایک ہی اُودیشیہ ہر ایک مذہبی بناوٹ کا ہوا کرتا ہے۔

آریہ سماج کے ممبروں نے اگر مجبور ہوکر کسی گرے ہوئے بھائی کی اصلیت کو ظاہر کیا ہے۔ تو اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ گرے ہوئے کو اور گرایا جاوے یا اُس سے کسی قسم کے بدلے کا خیال ہو۔ آریہ سماج کا اُدیشیہ یہ رہا ہے کہ کسی بھی مذہبی سوسائیٹی کے راہبر بدچلن نہ ہوں۔ تاکہ اُنکا پرسپر بھراترِی بھاؤ کے ساتھ دھارمک وچار ہوسکے اور انسان آخر کار رہستی کی تلاش میں کامیاب ہوسکیں۔

آریہ بھائیوں سے آخری اپیل

آریہ سماج کے ممبروں کی خدمت میں بھی ایک اور التماس باقی ہے۔ دہرم

کے راستے پر چلتے ہوئے جسقدر کشٹ ملتے ہیں وہ دھرم کے پیاروں کے لئے بطور اُس ورزش کے ہوا کرتے ہیں۔ جوکہ آخرکار پہلوان بنانے میں کامیاب ہوتی ہے۔ آپ لوگ اِن تکلیفوں کو اپنے لئے ایشور کی دیا کا نشان سمجھتے ہوئے اپنی سہن شیلتا کی طاقت کو بڑھاتے جاؤ تاکہ اس مہان اُپدیشیہ کو پورن کرنے کے قابل بن سکو۔ جوکہ رشی دیانند نے تمہارے سپرد کیا تھا۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

ستیہ دھرم پرچارک

پر

پہلا لائبل کا مقدمہ

بیان استغاثہ

بعدالت جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع لاہور

پنڈت گوپی ناتھ ولد پنڈت مکند رام برہمن ساکن لاہور ــــــــــ

بنام

(۱) لالہ منشی رام پلیڈر جالندھر شہر ضلع جالندھر
(۲) لالہ وزیر چند ساکن ایضاً ــــــــــ
(۳) لالہ البتی رام ساکن ایضاً ــــــــــ

استغاثہ زیر دفعات ۵۰۰
۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند

پنڈت گوپی ناتھ مستغیث حسب ذیل بیان کرتا ہے:

(۱) یہ کہ لالہ منشی رام پلیڈر ساکن جالندھر پرنٹر۔ پبلشر۔ ایڈیٹر۔ مینجر۔ مالک اخبار ست دہرم پرچارک کا ہے۔ جو اُسی نام کے مطبع میں جس کا لالہ منشی رام پروپرائیٹر بھی ہے طبع ہوکر شایع ہوتا ہے۔

(۲) یہ کہ لالہ وزیر چند ساکن جالندھر اُسی اخبار کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے۔

(۳) یہ کہ لالہ لبھی رام اُسی مطبع اور اخبار کا اسسٹنٹ مینیجر ہے۔

(۴) یہ کہ اخبار ست دہرم پرچارک مورخہ ۲۰۔ ماگھ سمت ۱۹۵۷ مطابق یکم فروری ۱۹۰۱ء میں (جس کا اصل ترجمہ شامل عرضی ہذا ہے۔ اور اُسپر نشان حرف A کا دیا ہے) مندرجہ ذیل عبارت شائع ہے:۔ "پنڈت گوپی ناتھ کے مِتر ولاس کی بیہودہ تحریریں" عبارت متذکرہ پنڈت گوپی ناتھ سے منسوب ہے اور ہتک آمیز ہے۔ (۵) یہ کہ ایک چٹھی (جس کا اصل اور ترجمہ شامل ہے۔ اور اُسپر نشان حرف B کا دیا ہے) اِسی اخبار کے اِسی نمبر میں معہ تائیدی نوٹ ایڈیٹر کے شائع ہوئی۔ اس تمام چٹھی میں مستغیث کی نسبت ہتک آمیز الفاظ اشتعال بخش طریقہ پر درج ہیں اور خاصکر ذیل کے فقرات توہین آمیز ہیں:۔ "کوئی اشراف آدمی جسکے اندر سیلف ریسپکٹ کا ذرا بھی خیال ہے۔ ہرگز ہرگز گوارا نہ کریگا۔ کہ کوئی رند برسرِ بازار اُسکی پگڑی اوتارے یا کوئی اوباش شرارتاً اُسے نقصان پہنچانے کے لئے سخت سے سخت ناجائز وسائل کو کام میں لاوے۔ مگر وہ اِن باتوں کی کچھ بھی پروا نہ کرے۔ ہم بڑے تعجب سے دیکھتے کہ سناتن دہرم گزٹ کے اندر پنڈت گوپی ناتھ کی طرف سے آریوں کے برخلاف سخت ہتک آمیز مفسدانہ تحریریں پے در پے نکل رہی ہیں۔ بغض وکینہ سے محض شرارتاً وہ مہرشی دیانند اور آریہ سماج کی ہستیوں کو بے نقط سُنا رہا ہے۔ اور ہر طرح اُنہیں بدنام کرنے پر کمربستہ ہے۔ مگر آریہ پُرشوں کی طرف سے کوئی بھی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ پنڈت صاحب پُرانے آریہ اخباروں کی پُرانی تحریروں میں سے بے جوڑ ٹکڑے چُن کر اُنکو غلط پیرایہ میں بیان کرکے بھولے بھالے ہندوؤں کو آریہ سماجیوں کے خلاف بھڑکا رہے ہیں اور چارو غیرہ ناموں سے اُنکی صریحاً ہتک کرتے ہوئے ہندوؤں کو اپنی برادریوں سے خارج کرنیکی پٹیاں پڑھا رہے ہیں۔ اِس سے بھی بڑھکر وہ آریہ سماج کے برخلاف گورنمنٹ کے کان بھرنے کی دیوانہ وار جدوجہد کر رہے ہیں۔ اگرچہ ہمیں یقین واثق ہے کہ سمجھدار ہندو پنڈت صاحب کے دم جھانسوں میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ وہی گنگا جمنی پنڈت صاحب ہیں جنہوں نے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گاؤ کشی کے متعلق ہندو دھرم کے برخلاف مضمون لکھا تھا۔ اگرچہ ہمیں در ڈھ وشواس ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو وہ اِن کمینہ حرکتوں سے آریہ سماج کی طرف سے بدظن کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کیونکہ وہ پنڈت صاحب کے اعمالنامہ سے کماحقہٗ واقف ہے۔ لیکن پھر بھی فساد یا غلط فہمی کا خدشہ ضرور ہے۔ اگرچہ جس دن سے کہ پنڈت صاحب نے ہوش سنبھالا ہے۔ اُن کا وطیرہ یہی ہے۔ مگر جب سے کہ مہربان گورنمنٹ عالیہ نے نہ معلوم کن خاص وجوہات کی بُنیاد پر اپنے سزاء قید کی حکم کو منسوخ کرکے صرف چھ سو روپیہ جرمانہ کرکے ہی پنڈت صاحب کو چھوڑ دیا ہے۔ پنڈت صاحب اور بھی بڑھتے گئے۔ بقولیکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پنڈت صاحب اپنی گزشتہ کرتوتوں پر نادم ہوکر ہوا و نخوت کو اپنے دماغ سے دور کرتے اور آئندہ اپنے اعمالنامہ کو سیاہ کرنے سے ڈرتے۔ وہ دیدہ دہنی اور بہتان بازی میں پہلے سے بھی بڑھکر دیدہ دلیر ہو رہے ہیں۔ اور شبانہ روز آریہ سماجوں کی نسبت غلط فہمیاں پھیلانے اور آریہ پرشوں پر کمینہ حملے کرنے پر کمربستہ ہیں۔ مگر نتیجہ یہ کہ نہ ہی تو گورنمنٹ ہی اِن شر انگیز تحریروں کا کوئی نوٹس لیتی ہے اور نہ کوئی آریہ اخبار ہی اِن کو گورنمنٹ عالیہ کے نوٹس میں لاتا ہے۔ اِن حالات میں۔ اِسکے سواء اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ پنڈت صاحب کی ہر ایک شر انگیز تحریر کا تُرکی بتُرکی مُنہ توڑ جواب دینے کے لئے کوئی علیحدہ اخبار جاری کیا جاوے یا سناتنی اخباروں اور کتابوں سے جوکہ پرلے درجے کی ہتک آمیز تحریروں سے پُر ہیں خاص خاص تحریریں بجنسہ انتخاب کرکے ایک ضخیم کتاب کی صورت میں شائع کیجاویں۔ تاکہ گورنمنٹ عالیہ اِن تحریروں کو آریوں کی اصلی تحریروں کے مقابلہ میں رکھہ کر اِس امر کا اندازہ لگا سکے کہ زیادتی کس کی طرف سے ہے۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ دیگر سناتنی اخباریں تو ایک طرف اگر صرف سناتن دھرم گزٹ کے آج تک کے تمام پرچوں کی ہی پڑتال کیجاوے تو شاید ہی کوئی ایسا پرچہ ہوگا کہ ہتک آمیز اور شر انگیز تحریروں سے خالی ہو۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ پنڈت گوپی ناتھ صاحب کو اپنا تازہ اقرار یاد دلاکر مناسب ہدایت فرمائیگی۔ ورنہ اغلب ہے کہ تنگ آکر آریوں کی طرف سے بھی کوئی تُرکی بتُرکی جواب دینے کو کمربستہ ہوجاوے جس سے معاملہ کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ ہم پنڈت صاحب سے بھی بڑے ادب کے ساتھ نویدن کرتے ہیں۔ کہ وہ جلد ہوش میں آجاویں۔ ورنہ اُن کو سخت افسوس کرنا پڑے گا۔ دانا کو اشارہ ہی کافی ہے"۔

(۶) یہ کہ اخبار ہذا کے پرچہ ۷، ۸ گھبر ۵ پھاگن سمت ۱۹۵۵ (جو ہر دو تاریخ کا ایک ہی پرچہ شائع ہوا ہے) میں ایک ایڈیٹوریل نوٹ طبع ہوا۔ جسکے بعد میں ایک چٹھی جو منجانب وزیر چند

بیان کیجاتی ہے درج ہے (اصل اور ترجمہ شامل ہے اور اسپر نشان C کا دیا ہے) اور اُس میں
اُس چٹھی کا مضمون درج ہے۔ جو کہ پنڈت گوپی ناتھ خفیہ طور پر شایع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن
جو اُس نے کبھی جاری نہیں کی اُسپر ہتک آمیز حاشیہ جابجا دیئے گئے۔ اور اِن میں ذیل کے الفاظ خصوصاً
توہین آمیز ہیں "سفید جھوٹ" "بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں ہی گذارہ ہوسکتا ہے"
"ضرور آپ کے بغیر سوانگ کیسے پورا اترے گا۔ اور سیاپے کی نین کا کام کون دیگا کیسی اور جگہ
خواہ آپ جائیں یا نہ جائیں مگر جلندہر میں ضرور ہی آنا۔ دو برس سے جلندہر نوسیوں کو
آپکے دیکھنے کا اشتیاق لگ رہا ہے۔ لالہ منشی رام جی آپکو پکڑ نہیں لیں گے اتنا کیوں ڈرتے
ہیں۔ آدمی ڈھیٹھ ہونا چاہیئے۔ شرم کس بلا کا نام ہے۔ کورا ہی سکت کہائی تھی۔ ہم دوبارہ عرض
کئے دیتے ہیں کہ جلندہر ضرور ہی آنا۔" "مابعد کچھ نہیں لکھا۔ وہ شاید ساتھہ ساتھہ وصول
ہوگا۔ مطلب پر تو آب آئے۔ یہ خوب دور کی سوجھی۔ پیکے بٹورنے کا یہ اچھا ڈہنگ ہے۔
مردہ چاہے دوزخ میں جائے یا بہشت میں ملا کو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔" "بیشک
ورنہ چھہ سو روپیہ جیب میں آنا مشکل ہے!" "ایک اوپیکریٹ (خفیہ) منڈلی بھی اِس سازش
میں شریک ہے"
آخیر فقروں میں ذیل کی عبارت ہتک آمیز ہے:- "کیا تم نہیں دیکھتے کہ دیا ہین گھاتک اِس
بے بس بالک (آریہ سماج) کا گلا گھونٹ کر اسکا کام تمام کرنیکی گھات میں لگے ہوئے ہیں"۔
(۷) یہہ کہ عبارت اور فقرات مذکورہ بالا مستغیث سے متعلق ہیں۔ اور اُس سے جرم ازالہ حیثیت عرفی
سرزد ہوتا ہے۔
(۸) یہہ کہ اخبار ست دہرم پرچارک لاہور میں اشاعت پاتا ہے اور ایڈیٹر سناتن دہرم گزٹ
سائل۔ آریہ سماج لاہور لائبریری اور ایڈیٹران اخبار ٹربیون۔ پنجاب سماچار۔ اور دیگران کے
نام بذریعہ ڈاک باقاعدہ آتا ہے۔
(۹) یہ کہ سائل اور دیگر اشخاص کو اخبار ست دہرم پرچارک کے وہ نمبر جن پر استغاثہ ہے
لاہور میں بذریعہ ڈاک پہونچے۔
(۱۰) یہ کہ لالہ منشی رام۔ لالہ وزیر چند و لالہ آتما رام نے یہ اتہام جنکی نسبت استغاثہ ہے۔ سائل کو
نقصان پہونچانے کی نیت سے شایع کئے۔ یہ جان کر یا یہ باور کرنے کی وجہ رکھہ کر کہ ایسے اتہام

سائل کی شہرت کو نقصان پہونچادیں گے۔ اِسلئے زیر دفعہ ۵۰۰ کے مُجرم ہیں۔ اور لالہ منشی رام زیر دفعہ ۵۰۱ و ۵۰۲ کے مجرم ہے۔ کیُونکہ وہ پرنٹر اور فروخت کنندہ اخبار متذکرہ کا ہے۔ اور لالہ لبھّی رام بھی بحیثیت اسسٹنٹ مینجر اخبار اور مطبع متذکرہ بالا جرائم مذکور کی اعانت کا مُجرم ہے۔

عرضی

دستخط پنڈت گوپی ناتھ

سمن بنام مدعاعلیہم بہ تقرر ۲۶۔ اپریل زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ جاری ہوں۔ دستی دئے جاویں۔ ۶۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

حکم سپردگی

میں یہ استغاثہ صاحب سیٹی مجسٹریٹ کی خدمت میں واسطے فیصلہ کے بھیجتا ہوں۔

دستخط

اٹکنس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۹ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

ترجمہ بیان پنڈت گوپی ناتھ مستغیث

(**نوٹ** - پنڈت گوپی ناتھ کا پہلا بیان ۲۶۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو ازجانب استغاثہ شروع ہوا۔ مُسپر وز مستغاث علیہم کے قانونی مشیر نے سوالات جرح بمشورہ قانونی مشیر استغاثہ وصاحب مجسٹریٹ بہادر ملتوی رکھی۔ پھر پیشی آئندہ پر استغاثہ کے کُل دیگر گواہان کے اظہارات قلمبند ہو جانی کے بعد ۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو پنڈت گوپی ناتھ کے بیان کا تتمہ اُس کے اپنے قانونی مشیر کے سوالات کے جواب میں لکھا گیا۔ جسکے بعد اُس پر جرح کے سوالات شروع کئے گئے۔ ۲ مئی کو جرح کا بہُت کم حصہ ختم ہوا۔ چنانچہ مقدمہ ۴ اور ۵ جون سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے ملتوی کیا گیا۔ ۴۔ جون سے شروع ہوکر ۵۔ جون کو تقریباً ½۴ کے قریب تک مستغیث پر جرح کے سوالات ہوتے رہے۔ اُس کے بعد ۱۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء کو مستغیث کا بیان ثانی

سارے دن میں ختم ہوا۔ گویا مستغیث کا بیان پانچ مختلف تاریخوں پر ہوا جسی سہولیت کے لیئے ایک ہی جگہہ درج کیا گیا ہے۔) ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۱ء

پنڈت گوپی ناتھ ولد مکند رام ذات کاشمیری براہمن عمر ۳۹ سال ساکن لاہور۔

باقرار صالح

میں لاہور میں رہتا ہوں اور سناتن دہرم گزٹ کا ایڈیٹر ہوں۔ میں ست دہرم پرچارک کو جانتا ہوں منشی رام جالندھر کا ایک وکیل ہے۔ اور اُس پرچہ کا ایڈیٹر اور مالک ہے۔ جوکہ اُسی نام کے ایک مطبع میں طبع ہوتا ہے۔ جسکا بہی منشی رام مالک ہے۔ وہ پرچہ میرے آفس (دفتر) واقعہ سناتن دہرم گزٹ پریس میں باقاعدہ آتا ہے۔ اِن دستاویزات ... اور ... جلد ہائے ست دہرم پرچارک میں لکہا ہے "مطبع ست دہرم پرچارک جلندہر شہر میں باہتمام منشی رام مالک مطبع کے طبع ہوا"

وزیر چند مستغاث علیہ نمبر ۲ جہاں تک مجہے علم ہے اُس پرچہ کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے اور مضامین متدعویہ میں سے ایک کا ظاہرا لکہنے والا ہے۔ کاپی (اخبار ست دہرم پرچارک) مورخہ ۸ و ۱۵ فروری ۱۹۰۱ء (دستاویز حرف ...) میں متذکرہ بالا مضمون وزیر چند کا لکہا ہوا درج ہے۔ میں وزیر چند کو جانتا ہوں۔ (اُسکی طرف اشارہ کرتا ہے دستخط صاحب مجسٹریٹ بہادر)

لالہ بستی رام اسسٹنٹ مینجر ہے۔ اور دونوں دستاویز ہائے پرچہ جات ست دہرم پرچارک میں بطور اسسٹنٹ مینجر کے لکہا ہوا ہے۔ میں اِس ملزم کو نہیں جانتا ہوں۔ اور آج سے پیشتر میں نے اِسے نہیں دیکہا تہا۔

یہہ استغاثہ میں نے عدالت میں دائر کیا تہا۔ اور جہاں تک میرا علم اور یقین ہے یہ صحیح ہے کہ کچھ عرصہ سے یہ پرچہ میرے برخلاف مضامین شائع کر رہا ہے۔ یہ عمل کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ خصوصاً ۱۸۹۹ء سے چند ایک مضامین ہتک آمیز شائع ہوئے ہیں۔ ایک جلد ست دہرم پرچارک مورخہ ۲۲۔ جولائی کے صفحہ ۵ پر ایک مضمون ہے۔ جسکی سُرخی ہے چیلاکس کو کہتے ہیں۔ جس میں مجہہ پر دہوکہا دینے والا ہونے اور بدل جانے کا الزام لگایا ہوا ہے۔ صفحہ ۹ پر ایک مضمون بہ سُرخی پنڈت گوپی ناتھ جواب دیں ہے۔ اُسمیں یہ فقرہ درج ہے۔ کہ

منشی گوپی ناتھ جی حماقت کا پہاڑ سر پر اُٹھائے ہوئے ہیں اور پُرانوں سے ڈھکوسلے سُنا کر
لوگوں کو گمراہ کرنے کا مُجھ پر الزام لگایا گیا ہے (اِس اخبار پر نشان حرف C لگایا گیا ہے)
ایک اور جلد مورخہ ۱۷ جون ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۱۱ پر ایک لمبا مضمون بعنوان پنڈت گوپی ناتھ
جواب دیں۔ ہے۔ جس میں مُجھ سے ۴۴ سوالات پوچھے گئے ہیں۔ جو زیادہ تر حقارت اور مضحکہ
آمیز ہیں اور چند ایک گھنونی قسم کے ہیں (دستاویز حرف D)
اُسی پرچہ کی ایک جلد مورخہ ۸۔ جولائی ۱۸۹۹ء کے صفحہ اول پر ایک مضمون ہے۔
رسالہ گوپی ناتھ پر میری ایک نظر۔ جس میں مجھے کشمیری بچہ کہا گیا ہے اور مُجھ پر بے لگام
ہو کر جھک مارنے کا الزام لگایا گیا ہے (دستاویز نشان حرف E)
ایک جلد مورخہ ۴ ہاڑ سمت ۱۹۵۶ کے صفحہ ۱۲ پر میرے راوی میں نہانے والی عورتوں کے
پارچات چُرانے کے امکان پر بحث ہے (دستاویز حرف F)
ایک جلد مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۱۱ پر ایک تحقیر آمیز مضمون ہے جس میں مجھے
ایک ایسے جُلاہے سے مناسبت دی گئی ہے۔ جسکا جسم نیم زندہ ہے (دستاویز حرف G)
۱۸۹۹ء میں بھی اِس پرچہ نے عام طور پر مُجھ پر حملے جاری رکھے۔ اور اسی طرح ۱۹۰۰ء
میں بھی۔ ایک جلد مورخہ ۱۳۔ جولائی ۱۹۰۰ء کے صفحہ جات ۱۲ اور ۱۷ پر میرے برخلاف
ہتک آمیز مضامین اُس موقعہ پر درج کئے گئے۔ جبکہ گورنمنٹ کی طرف سے میرے برخلاف
مقدمہ بنایا گیا تھا ستیہ دھرم پرچارک عام طور سے سلسلہ وار میرے برخلاف رہا ہے آخرکار
دو اشاعتوں میں۔ ایک مورخہ یکم فروری ۱۹۰۱ء دو مضامین ہیں اور مورخہ ۸ و ۱۵ فروری
۱۹۰۱ء دو مشترکہ اشاعتوں میں مضامین متدعویہ درج ہوئے۔ یہ دونوں پرچے میرے
پاس ایک ہی وقت میں آئے۔ وے میرے دفتر کے پتہ سے آئے۔ جیسا دستاویز B سے
ظاہر ہے۔ ڈاک خانہ کی مُہر جالندھر سے ۱۹ فروری کی لگی ہوئی ہے اور لاہور کی ۲۰ فروری
کی (درست ہے۔ دستخط صاحب مجسٹریٹ بہادر) یہ پرچہ جات ایڈیٹر سناتن دھرم گزٹ کے
نام خطاب کئے گئے ہیں۔ وہ ایڈیٹر میں ہوں۔ میرے بھائی گووند سہائے نے انہیں کھولا
اور پہلے مضامین کو دیکھا۔ یہ اخبار لاہور میں کئی جگھوں پر آتا ہے۔ ٹربیون آفس۔ پیسہ اخبار
آفس۔ پنجاب سماچار آفس۔ ہیوریٹی سرونٹ آفس۔ آریہ سماج لائبریری۔ اور رام بھجدت

پلیڈر کے پاس۔ آریہ سماج کی لائیبریری میں ہر شخص جاکر اس اخبار کو پڑھ سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کئی ایک ہیرے ووہتوں کو یہہ پرچہ پہونچا۔ اور ان مضامین سے انہیں رنج ہوا۔ کئی آدمیوں نے مجھے کہا کہ انہوں نے یہہ مضامین لائیبریری میں پڑھے ہیں۔ باوا متھراپوری ان مضامین کو لائیبریری میں پڑھنے کے بعد آیا۔ اور مجھے تسکین دی۔ پرچہ مورخہ یکم فروری ۱۹۰۱ء (دستاویز حرف ۸ ؎) میں مجھہ پر بیہودہ تحریروں کا الزام لگایا گیا ہے کہ میں سناتن دہرم کی نہایت فحش اور گندی تحریروں سے اُلٹی کرتا ہوں یہ مضمون جیبرنشان B کا لگایا گیا ہے۔ اُس کا مجہہ پر اطلاق ہے اور مجہپر خیانت۔ خودغرضی اور شرارت منسوب کرتا ہے۔ اور مجہہ پر ناجائز وسائیل استعمال کرنے شرارت اور چالاکی کا الزام لگاتا ہے۔ مجھے رند اور اوباش بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ اور آگے چلکر مجہہ پر ہتک آمیز اور مفسدانہ تحریریں شائع کرنے اور بغض وکینہ سے محض شرارتاً بے نقط سنانے کا الزام لگایا گیا ہے۔ مجہہ پر غلطی سے ہندوؤں کو آریہ سماجیوں کے برخلاف بھڑکانے اور آریہ سماجیوں کی ہتک کرنیکا بھی الزام لگایا گیا ہے۔ یہ کُل فقرہ جھوٹھا ہے۔ ویساہی گورمنٹ کو آریہ سماج کے برخلاف کرنے کی دلوانہ وار کوشش (کا فقرہ غلط ہے۔) گو میں نے گورمنٹ کی توجہ ضرور آریہ سماجیوں کی چند ایک تحریروں کی طرف دلائی تھی۔ مجھے گنگاجمنی پنڈت بھی کہا گیا ہے۔ اور مجہہ پر گاؤکشی کے حق میں ایک مضمون لکھہ کر مسلمانوں کو خوش کرنے کی کوشش کا الزام لگایا گیا ہے۔ یہہ میرے برخلاف سب سے بڑہکر لائیبل ہے۔ میں نے کبہی بھی ایسا مضمون نہیں لکہا۔ میں نے کبہی کوئی مضمون گاؤکشی کے حق میں نہیں لکہا۔ یہ بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ گورمنٹ میرے گزشتہ چلن کو بہت خراب سمجہتی ہے۔ مجہہ پر دریدہ دہنی اور غلط فہمیاں پہیلانے اور نیک آدمیوں پر کمینہ حملے کرنیکا الزام لگایا گیا ہے۔ کُل مضمون اول لفظ سے آخر لفظ تک ہتک آمیز ہے۔ اور میرے برخلاف ایک سخت حملہ تھا۔

پرچہ ۸ و ۱۵ فروری ۱۹۰۱ء میں ایک ایڈیٹوریل نوٹ نکلا تھا۔ اور مضمون بہ سُرخی "بھانڈا پھوٹ گیا" جس میں ایک پرائیوٹ خط شائل تہا جو میں نے لکہا تھا اُس میں درج ہے کہ ہیم سین اپنی اعلیٰ جگہ سے پورانک سبہا کی تہ میں گر گیا۔ جس چٹہی کا ایڈیٹوریل نوٹ

میں ذکر ہے۔ ویسی کوئی چٹھی میں نے شائع نہیں کی۔ میں نے چٹھی لکھی تھی اور اُسے چھپوایا تھا۔ میں نے ۱۰۰ جلدیں چھپوائی تھیں۔ اور تب اپنا ارادہ بدل لیا۔ او۔ اُسے شائع نہ کیا۔ ایک جلد گم ہو گئی تھی۔ ملزم کے اخبار میں جو چٹھی شائع ہوئی تھی۔ وہ اُس چٹھی کی بجنسہ نقل ہے۔ جو کہ میں نے لکھی تھی اور جسکی ایک جلد کہ گم ہو گئی تھی۔ میں سناتن دہرم سبہا کا سکرٹری ہوں اور وے (مراد آریوں سے ہے) ہم کو ہمیشہ پوُرانک سبہا کہہ کر پکارتے ہیں اس لفظ **پوُرانک** کے خصوصاً بُرے معنے ہیں۔ کیونکہ آریہ لوگ کہتے ہیں کہ پُران فحش اور گندے ہیں۔

مضمون بہانڈا پھوٹ گیا۔ میری نسبت ہتک آمیز ہے۔ مُجھ پر ایک پرائیوٹ سازش میں شامل ہونے کا الزام لگایا گیا ہے جس میں بھیم سین کا شامل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ او مضمون کا مطلب ہے کہ میری پرائیوٹ چٹھی کے شائع ہونے سے پاپ کا بہانڈا پھوٹ گیا ہے چٹھی جو درج ہے۔ ویسی ہی درج ہے۔ جیسی مینے لکھی ہے۔ مینے اُسے

Strictly private and confidential

لکھا تھا۔ اِسلئے اُسکی اشاعت میری نسبت ہتک آمیز ہے۔

ایک جملہ کو سفید جھوٹ کہا گیا ہے جسکے معنے اُردو محاورہ میں فاش جھوٹ کے ہیں آگے چلکر مُجھکو ایک بے اصولا آدمی کہا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ہی ایک بے اصولا آدمی گذارہ کر سکتا ہے۔ ترجمہ کے صفحہ ۶ پر جو تشریحیں درج ہیں وہ خصوصاً ہتک آمیز ہیں۔ مُجھے سبہا کی ڈین کہا گیا ہے۔ اور بے شرم بتلایا گیا ہے۔ اگلی تشریح میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ میں اپنے فایدہ کے لئے بھیم سین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اور اُسکے بعد یہ اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ میں چھ سو روپیہ کی رقم اپنا جرمانہ ادا کرنے کے لئے جمع کرنیکی کوشش کر رہا ہوں۔ الیشوانند اور آلارام بھی آریہ سماج کے لیڈر ہوا کرتے تھے۔ وے بھی سناتن دہرم سبہا میں شامل ہو گئے تھے۔

اِس سے آگے مضمون اُس (بیان کی گئی) مکردہ سازش کی مزید تشریح کرتا ہے جسمیں میرا شمول بیان کیا جاتا ہے۔ مُجھ پہ "دیاہین گھاتک" ہونیکا بھی الزام لگایا گیا ہے۔

جملہ دستاویزات حرف C سے حرف CH تک وے جلدیں ہیں۔ جو کہ مجھی باقاعدہ معمولی

طور پر بذریعہ ڈاک پہونچی ہیں - جملہ مضامین جن کا مینے ذکر کیا ہے - میری شہرت کے لیئے نقصان دہ ہیں - لوگوں کے دلوں میں اِن سے یہ پیدا ہوتا ہے - کہ میں کروہ سازشوں میں شامل ہوتا ہوں - دھوکہا دیکر اپنے فائدہ کے لیئے روپیہ کماتا ہوں - میرے برخلاف نفرت ہیبت اور تحقیر کے خیالات پہیلائے گئے ہیں - اور مجھے بے اصولا ظاہر کیا گیا ہے -

اگر یہ الزام صحیح ہوتے تو لوگ مجھے دہوکھا باز اور بے اصولا سمجھنے لگ جاتے -

جو پرچہ جات میرے پاس آتے ہیں وے تبادلہ میں آتے ہیں معلوم ہنیں کہ آریہ سماج لائبریری خریدا ہے یا نہیں -

واقعہ ١٧ مئی سنہ ١٩٠١ء

یہ چھٹی دستاویز حرف L (جو میں پیش کرتا ہوں) مجھے مسٹر سی ایچ ٹہر صاحب سے پہونچی تھی - یہ دستاویز حرف ا بحل اس کے ساتھ ملفوف آیا تھا - "انڈین فیمین چیریٹیل ریلیف فنڈ کی جنرل کمیٹی کا میں قریب ۲ - فروری ۱۸۹۷ء کے ممبر منتخب ہوا تھا - اور ۸ - فروری کو ایک اگزکٹو (انتظامیہ) کمیٹی بنائی گئی تھی اور میں اُس کا ممبر ہوا - اور اس حیثیت میں کئی جلسوں میں شامل ہوا - یہ دولوں کاغذات دستاویزات حروف ج بحل اور ر بحل اُن واقعات کا صحیح بیان ہیں جو کہ اُن کمیٹیوں میں گزرے تھے - دستاویز حرف M مسٹر ٹہر کا اپنا دستخطی خط میرے نام ہے - یہہ دستاویز حرف N ایشیاٹک سوسائیٹی سیلون (لنکا) کی طرف سے میرے نام خط مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۹۱ء ہے -

احکام درمیانی

(۱) مستغاثہ نے اور کوئی گواہان پیش نہیں کرنے ہیں -

(۲) وکیل استغاثہ کو قبل از فرد قرارداد جرم لگائے جانے کے پنڈت گوپی ناتھ پر جرح ہونے کی نسبت اعتراض ہے - لیکن چونکہ کل گواہان کے بیانات قلمبند ہونے تک جرح کے التوا کا عمل عام اور مفید ہے - اس لیئے میں اس گواہ پر سوالات جرح کی اب اجازت دیتا ہوں -

(دستخط حاکم)

گوپی ناتھ پھر بلایا گیا برائے سوالات جرح

میرا باپ کاشمیر سے لاہور میں میری پیدائش سے پیشتر آیا تھا - اور میری عمر اس وقت

۳۹ برس کی ہے۔ اُس سے پیشتر لاہور میں ہماری کوئی جائیداد نہ تھی۔ میرے پانچ بھائی ہیں۔ مِتر ولاس پریس میرے والد کی ملکیت تھی۔ اُس مطبع کے کھولنے سے پیشتر مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرا باپ کیونکر اپنا گزران کرتا تھا۔ اِس مطبع سے ایک مِتر ولاس (نامی) اخبار نکلتا تھا۔ وہ ہندی میں تھا۔ اخبار عام کو شروع کئے ہوئے ۳۱ برس ہوئے۔ یہہ مِتر ولاس اخبار سے پیشتر جاری ہوا تھا۔ یہ بھی اُسی مطبع سے شایع ہوتا تھا۔ میرا باپ اور میرے بھائی اکٹھے بطور ایک مشترکہ خاندان کے رہتے تھے۔ میرے باپ کی موت کے بعد ایک بھائی کنہیا لال علیحدہ ہوگیا ہے۔ اور گورنمنٹ کا ملازم ہوگیا ہے۔ باقی ہم سب اب تک اکٹھے رہتے ہیں۔ اِس علیحدگی کو ایک یا ڈیڑھ سال ہوا۔ اس کے باعث جائیداد خاندان مشترکہ کی تقسیم نہیں ہوئی۔ میرا والد بہت کم اردو جانتا تھا۔ کنہیا لعل انگریزی جانتا ہے۔ یہ پمفلٹ (وشتا ویزہ DT) مِتر ولاس پریس نے طبع کیا تھا۔ اور میرے بھائی نے تصنیف کیا تھا۔ کنہیا لال کی عمر تقریباً ۴۰ برس کی ہے۔ جس وقت یہ پمفلٹ طبع ہوا میں بھی پریس کے مالکان میں سے ایک تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ پمفلٹ پڑھا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے وہ صحیح ہے۔ صفحہ ۶ پر میرے والد کی حالت اور اُسکی لاہور میں آمد صحیح طور پر بیان کی گئی ہے۔ صفحہ جات ۱۴ و ۱۵ پر یہ بیان صحیح ہے۔ کہ اُس نے (میرے باپ نے) ۲۵ برسوں تک کام کرکے پھر اس پمفلٹ کے طبع ہونے کے دس برس پیشتر سے اپنے کارخانہ کے لئے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ اِن دس برسوں میں جبکہ اُس نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ پریس کا کام ہم سب بھائی چلاتے تھے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ پنڈت گووند سہائے بطور ایڈیٹر اخبار عام کے کام کرتا تھا۔ اور کنہیا لال بطور ایڈیٹر مِتر ولاس کے۔ میرا والد ۲۲۔ دسمبر ۱۸۹۷ء کو مر گیا۔ میں کچھ عرصہ کے لئے مِتر ولاس کا ایڈیٹر تھا اور پھر اُس کے بعد کنہیا لال ایڈیٹر ہوا۔ یہ پرائیوٹ انتظام تھا۔ میں کبھی بھی اخبار عام کا ایڈیٹر نہیں رہا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے کبھی ایڈیٹوریل نوٹس نہیں لکھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری کوئی تحریریں ایڈیٹوریل نوٹس میں نکلیں یا نہیں۔ ماہ جولائی ۱۹۰۰ء میں بموقعہ استغاثہ از جانب گورنمنٹ برخلاف میرے۔ میرا بھائی ایک ہفتہ کے لئے ہردوار گیا تھا۔ اور میں نے اُس کی جگہ کام کیا تھا۔ اِس سے پیشتر میں نہیں خیال کرتا کہ گووند سہائے کبھی بھی لاہور سے باہر گیا ہو۔ میں اخبار عام کا ایک دو یا تین برسوں کے لئے

مینیجر رہا ہوں لیکن اب عرصہ پانچ یا چھہ سال سے میرا بہائی مینجر ہے۔ ان اخبارات یا پریس کے معاملہ میں ہم بہائی ایک دوسرے کو مدد دیا کرتے ہیں "سناتن دہرم گزٹ" بھی میرا اخبار ہے۔ اخبار "مِتر ولاس" کی اشاعت بند ہوگئی ہے۔ اس میں مذہبی مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ اور خاتمہ پر یہ قریباً سناتن دہرم گزٹ کی طرح کا ہوگیا تھا۔ قبل اس کے کہ آریہ سماج نے سناتن دہرم پر اپنے حملے شروع کئے مِتر ولاس عام خبریں اور رائیں شائع کیا کرتا تہا۔ بطور ایک اخبار کے اِس سے کبھی بھی نفع نہیں ہوا۔ ہندی ناظرین کم تھے اور اِس لئے اِسے بند کیا گیا۔ جب یہ بند ہوگیا۔ تو سناتن دہرم گزٹ شروع ہوا۔ یہہ بطور ایک مذہبی پرچہ کے سناتن دہرم کے خلاف حملوں کو روکنے کے لئے تجویز کیا گیا تہا۔ یہہ ۱۸۹۷ء میں جاری ہوا۔ تو آریہ سماج اور دیگر مخالفین سناتن ہندو دہرم کے برخلاف اسکا نشانہ تھا۔

بمبئی کا "وینکٹیشور" اخبار ہمارے مطبع میں تبادلہ میں آیا کرتا تھا۔ اُسکی جو اشاعت پیش کیگئی ہے وہ مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء ہے۔ (دستاویز D1) صفحہ ۲ پر ایک مضمون ہے۔ جسکی سُرخی ہے "ہمارے ہمعصر مِتر ولاس کا ہم پر جہوٹھا اعتراض" جہاں تک مجھے علم ہے وینکٹیشور پہلے سناتن دہرم کے برخلاف تھا۔ اور بعدہٗ اُس کے حق میں ہوا۔ وینکٹیشور ایک سناتن دہرم کا مندر بمبئی میں ہے۔ آریہ سماجی لوگ بُت پرستی کے برخلاف ہیں وینکٹیشور کی مورتی اس اخبار کا ایک نشان ہے اور اُس میں چھپی ہوئی ہے۔ اِس میں لکھا ہے "ہماری سمجھہ میں نہیں آتا۔ کہ ہمارے ہمعصر مِتر ولاس نے اخبار میں دیگر مذاہب والوں کو گالیاں دینا اور بیہودہ اعتراض کرنا اور ملک میں مخالفت پہیلانا کیونکر دہرم پرچار سمجھہ رکھا ہے۔ اگر آپ سچے سناتن دہرم کے پیرو ہیں تو دہرم کا کوئی ظاہر کام کرکے دکہلائے۔۔۔۔ اگر آپ اپنی غیر معمولی لیاقت کے زور سے ایسا ہی سمجھتے ہیں تو کیا آپکے صفحہ در صفحہ میں کسی سماج کو گالیاں دینے سے کسی سماج کا فائدہ ہو جائیگا؟۔۔۔۔ ہمکو افسوس ہے۔ کہ آپ جیسے آدمی جن کی عزت دُنیا میں مشہور ہے اپنا اصلی فرض چھوڑکر بے فائدہ شور مچاکر ہندو دہرم اور دیسی اخبارات کو بدنام کر رہے ہیں۔ اب رہا مذہب کا معاملہ جس سے آپ ہم کو گرا ہوا بتلاتے ہیں۔ اِس معاملے میں ہم نے آپسے صرف یہ پوچھا ہے۔ کہ ہم بھی آپکی طرح غیر شریفانہ طور سے کاغذ سیاہ کر دیا کریں۔ تو ہمیں آپ وِلِشنو سمجھیں گے ورنہ ہم وِلِشنو نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔ افسوس نہیں معلوم آپ

بڑھاپے کی عمر میں مسٹر ولاس کی عقل کہاں چلی گئی ہے جو مندرجہ بالا قسم کی تحریروں اور اعتراضوں سے اپنے اخبار کو بدنام کر رہا ہے۔" استغاثہ کے فقرہ نمبر ۵ کے متعلق تائیدی نوٹ ایڈیٹر کا یہ ہے "اس وشہ میں آگے لکھ چکا ہوں۔ اور مفصل آئندہ لکھوں گا۔" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایڈیٹر متفق تھا۔ ورنہ وہ اسکی بابت نہ لکھتا۔ ست دہرم پرچارک مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء میں اس بارے کا پہلا مضمون نکلا تھا۔ یہ دستاویز حرف D3 وہی اشاعت ہے جو کہ اس سے ظاہر ہوتی ہے۔

(ترجمہ دستاویز D4)

(**نوٹ** ۔ واضح رہے کہ ۲۵۔جنوری ۱۹۰۱ء کے پرچہ میں صفحہ جات ۲ اور ۱۵ پر حسب ذیل ایڈیٹوریل نوٹ درج ہے۔ جسکی طرف کہ یکم فروری ۱۹۰۱ء کے اخبار میں اشارہ کیا گیا ہے۔

آریہ سماج کے بانی اور اسکے دہرم پر گندہ بزدلانہ حملے

پنڈت گوپی ناتھ پر جب سے مقدمہ دائر ہوا تھا۔ اُن کے پرچہ سناتن دہرم گزٹ کی ٹون کسی قدر بدل گئی تھی۔ پھر انہیں سزائے قید کا حکم صادر ہوا کچھ عرصہ تک تو یہ چُپ رہے لیکن اپیل دائر ہوتے ہی نہ معلوم کس شہ پر اُنہوں نے آریہ سماج کے برخلاف نہ صرف سخت ہی لکھنا شروع کیا بلکہ آریہ پرچوں کی تحریروں کو غلط پیرایوں میں ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ باوجود تقریر وکیل سُننے کے مسٹر ہری حسن سشن جج نے فیصلہ کے لئے لمبی تاریخ ڈال چھوڑی۔ اِس عرصہ میں آریہ سماج پر پنڈت گوپی ناتھ کے کٹاکش بڑھتے گئے۔ اور آخرکار نتیجہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے پھر سفارش ہوئی کہ محض جرمانہ کافی ہے۔ جج صاحب نے فیصلہ میں لکھا کہ ملزم نے اپنی طرز تحریر کو بدل لیا ہے۔ لوگ اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ اِس سے مجھے مطلب نہیں ہے۔ اسی عرصہ میں نہ معلوم کیوں قادیانی مرزا کے پیرؤوں نے آریہ سماج اور اُس کے کام کرنیوالوں پر سخت حملے کرنے اور اُن کی نسبت گندے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیئے

اور سب سے بڑھکر نور الاسلام نے گندگی اور ناشائستگی کا خاتمہ کر دیا۔ اِن جملہ تحریروں کو پڑھکر آریہ پُرش سخت مشتعل ہوکر مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ کیا اسیطرح لوگ آریہ سماج کو دبایا کریں گے۔ اِس کے علاوہ میرے پاس بنّوں کے سرحدی عیسائی اخبار کی تحریریں بھی بطور نمونہ بھیجی گئی ہیں۔ جن میں آریہ سماج پر تناسخ اور نیوگ کی بناء پر اسقدر فحش حملے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شریف عیسائی اِن تحریروں کو اپنی مستورات کے ہاتھ میں دینے کا حوصلہ کرسکے۔ میرے پاس روز دو تین خطوط آریہ بھائیوں کے پہونچ رہتے ہیں۔ جن میں میری بیجا شانتی پر سخت افسوس کا اظہار ہوتا ہے۔ میں اِن سب بھائیوں سے نویدن کرتا ہوں کہ میں ہرگز اِن اور دیگر تمام مذاہب کے اخباروں کی گندہ تحریروں اور ناشائستہ حملوں کا جواب ترکی بترکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ بلکہ اُن کا نوٹس بھی نہیں لینا چاہتا۔ ہاں آریہ سماج کے اصولوں پر جسقدر اعتراض ہوں اُن کا جواب ہمیشہ یُکتی اور پرمان سے دیتا رہا ہوں۔ اور دیتا رہونگا میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اِن تحریروں سے آریہ سماج کا کچھ بگڑ تو سکتا نہیں۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ میرے بھائی کیوں اس قدر رنج محسوس کرتے ہیں۔ میری رائے میں اس قسم کی تحریروں کو روکنے کی کوشش ہی نہیں کرنی چاہئے۔ میں اس قسم کی کوششوں کے سخت مخالف ہوں جنکے ذریعہ سے کہ گورنمنٹ کے پاس استدعا کیجاتی ہے کہ وہ ایسی تحریروں کو روکے۔ مجھے اِس سے مطلب نہیں ہے کہ گورنمنٹ اپنے انتظام کو قایم رکھنے کے لئے کیا کارروائی کرتی ہے۔ لیکن میں گورنمنٹ سے بھی درخواست کروں گا کہ آریہ سماج کے لحاظ سے اُس پر کئے ہوئے کسی حملے کو بھی نہ روکے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ دھرم کے معاملے میں گورنمنٹ کی مدد لینا دھرم کی کمزوری کو مان لینا ہے۔ میرا وشواس ہے کہ یدی ویدک دھرم سچا ہے۔ تو جسقدر زیادہ حملے اُسپر ہوں گے۔ اُسی قدر اُس کی سچائی ظاہر ہوگی۔ پس پُورانک محمدی

عیسائی ۔ جینی وغیرہ جملہ مذاہب کے واعظوں ۔ اور مصنفوں کی آگاہی کے لئے
یہاں درج کرتا ہوں کہ اُنکی ناشائستہ تحریروں کا ہرگز نوٹس نہیں لیا جاوے گا
البتہ ویدک دہرم کے اصولوں پر جسقدر اعتراض کئے جاویں گے ۔ اُن کا جواب
ہمیشہ دیا جاویگا ۔ پرم پتا اسہن شیلتا پردان کریں ۔ تاکہ آریہ سماج کے ممبر
اپنی سہن شکتی سے ویدک دہرم کی رکشا کرسکیں "

الفاظ رند اور اوباش مجہہ سے متعلق ہیں ۔ جیسا کہ کُل مضمون سے ظاہر ہوتا ہے ۔ لفظ رند کبھی بھی اچھے معنوں میں نہیں آتا ۔ اور اِس مضمون میں خصوصاً بُرے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے ۔ اِس لغات فیروزی میں اِسکے معنے Sceptic کئے ہیں اور Platts ڈکشنری میں بھی پہلے معنے یہی دئے ہیں ۔ لغات بُرہان قاطع میں بھی Sceptic ہی معنے دئے ہیں نہ کہ Libertine میں کتاب دیوان رند سے واقف نہیں ہوں ۔ میں نے دیوان حافظ کی بابت سُنا ہے رند کے معنے اُس شخص کے ہیں جوکہ قاعدوں اور بندشوں کی پرواہ نہیں کرتا ۔
اگر کوئی شخص پبلک پریس میں کسی کی نسبت یہ ظاہر کرے کہ فلاں شخص میرا زیر مشق رہا ہے اور اُسکی ماں بہن کو گالیاں لکھے تو میں اُسکو اگر اُسنے کسی کے جواب میں ایسا کہا ہو تو سچا نہیں کہوں گا ۔ ورنہ سُچا کہوں گا ۔ اگر گالی کے جواب میں ایسا لکھے تو شہر بردبار نہیں کہیں گے اگر پبلک پریس میں ایک شخص ایسا فقرہ استعمال کرے " دوٹ کڈھی فقیر لبھرے " تو یہ بُرا ہے ۔ سوائے اِس کے کہ ایسی ہی تحریروں کے جواب میں کہا جاوے (میرا) یہہ جواب نیتی شاستر کے مطابق ہے ۔ یہ جو جلدہ نمبر ۵ بابت ۱۵ ۔ مارچ ۱۹۰۰ء (دستاویز D 5) جلدہ نمبر ۷ بابت ۱۵ ۔ اپریل ۱۹۰۰ء (دستاویز D 6 اور ترجمہ انگریزی D 7) اور جلدہ ۵ نمبر ۸ بابت ۳۰ ۔ اپریل ۱۹۰۰ء (دستاویز D 8 اور ترجمہ انگریزی D 9) (پیش کی جاتی ہیں) یہ میرے سناتن دہرم گزٹ ہیں ۔ مضامین خاص اور ایڈیٹوریل نوٹس کے ملئے میں خصوصاً ذمہ وار ہوں ۔ اور جملہ مضامین کے لئے بھی میں ذمہ وار ہوں

از سناتن دھرم گزٹ بابت ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

ہولی کے چٹکلے

ہولی منانے کے لئے ہمارے لئے عمدہ ترین زیر مشق آریہ سماجی یا دیانندی بھائیوں سے بہتر اور کوئی نہیں۔ ہمارا جی ایسے ہی کھیلنے کو چاہتا ہے۔ کیونکہ ہولی میں قاعدہ ہے جو **روندو** ہو یعنی زیادہ رونے اور چڑنے والا ہو۔ اور یا کوئی احمق الدولہ یا بُت شکن النسل فرطوط ہو اور ہندو بیرج سے پیدا ہو کر ہولی سے چڑے اُسسے زیادہ دل لگی کرنی چاہئے ۔ دیانندی بہائیوں میں آج کل دو دَل یعنے گروہ مشہور و معروف ہیں۔ دونو ایک دوسرے سے ایسا لڑتے اور باہم دھول کیچڑ اور گندگی اڑاتے ہیں کہ ہندو لوگ ہولیوں میں کیا کریں گے۔ انکے یہاں آج کل باہم برسوں سے برابر ہولی ہو رہی ہے۔ یعنے آج بارہ اور بارہ چوبیس اور بارہ چھتیس اور بارہ اڑتالیس اور بارہ ساٹھ مہینوں سے برابر دھول دھتا ہو رہا ہے۔ لیکن ہماری رائے میں یہ مہا بھرشٹ جانگلو لوگوں کا کام ہے۔ جو بارہ ہی مہینوں ہولی کھیلتے رہیں + ہمارے یہاں سب بات ایک نیم یعنے اندازہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ یعنے بارہ مہینوں میں فقط آٹھ دن ہولی کے لئے مخصوص ہیں باقی نہیں ۔ ان ایک ہفتہ کے اندر اندر ہم جسقدر دیانندیوں سے کرلیں روا ہے ۔ اسکے بعد کیا مجال کہ کوئی انکی مائوں کا گھونگھٹ بھی اُٹھا سکے۔ وہ چاہے خود بے پردہ ہو کر سماج میں بیٹھی رہیں۔ اور اُنکے ہی لوگ ٹک ٹک اُنکی طرف دیکھیں لیکن ہم اِن دنوں کے علاوہ اور دنوں میں کچھ نہ کریں گے۔ آج ہولیوں کی اِس اننت مہا کے ساگر میں ہم تھوڑی دیر کے لئے دیانندی بہائیوں کو مگن کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چڑیں تو چڑیں ہمارے انگوٹھے سے! جتنا چڑیں گے اتنا ہی ہمیں مزہ آویگا۔ پچھلی مرتبہ جو ہمنے ان سے ہولی کھیلی تھی بہت سے روپیوں میں آکر وہ کئی مہینوں تک پیٹتے رہے۔ کیونکہ ہمنے ہولی کے رنگ میں کچھ ایسی شوخی ملا دی تھی کہ وہ کئی ہفتوں بلکہ مہینوں تک اپنے چہرہ کو صابن سجی سے دھوتے رہے۔ مگر رنگ نہ گیا۔ آخر کسی عقلمند نے انکو مشورہ دیا کہ گئو ماتا اور سانڈ پتا کے موت

اور گوبر سے چہرہ کو مل مل کر دھو ڈالو۔ جی تو ایسا کرنے کو نہ چاہتا تھا۔ پر عزتا کیا نہ کرتا آخر کو جھک مار کر ایسا کرنا پڑا۔ اور تب جا کر شانتی ہوئی۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

کنجر پھلا سماج

دیانندیوں کی ایک پارٹی کو بڑی مشکل درپیش ہے۔ وہ ایسی ہے کہ اُسے چھٹکارا اِنہیں نہیں سوجھتا۔ وہ یہہ کہ لاہور میں جس محلہ میں وہ سماج کے لئے مکان خرید کر اینٹ۔ لکڑی۔ گارے۔ چونے کی پوجا کرتے ہوئے سماج مندر بنا بیٹھے ہیں۔ وہ مکان ایسے محلے میں واقعہ ہے کہ جس کا نام کنجر پھلا ہے۔ شاید سکھوں کے زمانہ میں وہاں نوچی والے کنجروں کا کوئی اڈا یا اُنکی خاص جائداد تھی جسّے اِس محلہ کا نام کنجر پھلا مشہور ہوگیا۔ اور وہ اب تک جاری ہے۔ اب اس پارٹی کے سماجی لوگ بہت جھٹ پٹاتے ہیں اور دانت پیستے ہیں۔ اور اِن اپنے لیڈروں پر بہت کچھ لعنت بھیجتے ہیں کہ جنہوں نے کنجر پھلے کے محلے میں مکان لے کر انکی ناک ہمیشہ کے لئے کاٹ دی۔ جب یہہ اپنے زعم میں جیتا تما بنے ہوئے لوگ کوئی بہت گھن گھور لکچر دیتے ہیں اور بہت گلا پھاڑ پھاڑ کر اور پانی پی پی کر اپنے باپ دادا کو کوستے ہیں۔ اور بڑی شیخی بگھارتے ہیں۔ اسوقت انکے باپ دادا کے خیرخواہ سناتن دھرمی ایک ہی دُھرپہ ایسی چھوڑ دیتے ہیں جو انکے تمام لکچر کے اثر کو اس طرح برباد کر دیتی ہے کہ جیسے گھاس کے انبار کو ایک آگ کی چنگاری۔ اسوقت اِنسے کچھ بکتے نہیں بنتا۔ اور بہر یٹ کر رہجاتے ہیں۔ اِن سے کوئی سناتن دھرمی نوجوان کھڑا ہوکر اتنا ہی جب کہہ دیتا ہے کہ کنجر پھلا والی سماج میں ایسا لکچر ہوا۔ اور محلہ کے نام پر ذرا زور دیا کہ انکا تمام لکچر خاک میں ملجاتا ہے۔

سناتن دھرمیوں کی طرف سے اس بات کی خار ہمیشہ ان لوگوں میں کھٹکتی رہتی ہے۔ اب گزشتہ پرتی ندھی بلی بی کے مجرے میں ایک گھاگھر نے بہت عمدہ علاج سناتن دھرمیوں سے بدلا لینے کا بتایا ہے۔ اس نے کہا کہ ہمیں سناتن دھرمیوں سے بخوبی بدلا اس طرح لینا چاہئے کہ وہ عمر بھر یاد کرتے رہیں۔ جب ہمارے لالہ منشی رام صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ۳۰ ہزار روپیہ چاہے بگڑ بھی جاوے۔ لیکن گوروکل کا تجربہ ضرور کر لینا چاہئے۔ اور کامیابی نہ بھی ہوئی تاہم تیس ہزار روپیہ بگاڑ دینا کوئی بات نہیں ہے۔ پس جب ہمارے پردہان صاحب کا یہ قول ہے تو ہمیں بھی چاہئے اس مکان کی اینٹ سے اینٹ بج جاوے۔ لیکن سناتن دھرمیوں سے ضرور بدلا لینا چاہئے۔ جو کنجر پھلے کا نام لے کر ہمیں کنجر بناتے ہیں۔ اسکی تجویز یہ ہے کہ یہ مکان سناتن دھرم سبھا لاہور کو بطور ہبہ کے دیدیا جاوے اس شرط پر کہ

وہ ہمیں سبھا کے جلسے کیا کریں جب وہ مان لیں تو تب۔ میں انکو کنجڑ پھلا والی سبھا کہہ کر ہم اِن سے بدلا لیں۔ دوسرے ایک بڑے گھگھو نے کہا کہ اسے بہتر یہ ہے کہ اِس مکان کو بالکل مسمار کر دیا جاوے اور بڑا میدان بنا دیا جاوے۔ کچھ دن میدان خالی پڑا رہنے دیا جاوے جب تک کہ آریہ سماج کا نام لوگوں کو بھول جاوے۔ یعنے جب تک کہ سماج کے نشان کے علاوہ اسکا نام بھی مٹ جاوے۔ تب پھر یہاں ایک ٹھاکر دوارہ یا شوالا بنا دیا جاوے۔ اسوقت بھی ہم لوگ اِس قابل ہونگے کہ سناتن دہرمیوں سے پورا بدلا لیں اور ہمیشہ کنجڑ پھلے والا ٹھاکر دوارہ یا شوالہ کہہ کر پکارا کریں گے۔ سبھا تو شائد کبھی بند بھی ہو جاوے۔ لیکن ہندؤں کا ٹھاکر دوارہ اور شوالہ دور نہیں ہو سکتا۔ پس یہ تجویز پہلے سے بہتر ہے ہمیشہ ہند وہمارے زیر مشق رہینگے آخری فقرہ ان صاحب کی تقریر کا بڑا جوشدار تھا۔ اُنکے سُنتے ہی لوگوں کے دل دہل گئے کچھ سُن گُن ہمارے رپورٹر کو لگگئی۔ جنے گو اِسے لکھنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں رکھی۔ لیکن اسکا بیان ہے کہ یہ اصلی فقرہ کے زور کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں ہے اور وہ یہ ہے:- اے آریہ بھائیو۔ اگر آپ میں سلف رسپکٹ کا کچھ بھی مادہ ہے اگر آپ خود کو بالکل ذلیل نہیں خیال کرتے۔ اگر آپ میں انسانیت کے خون کا ایک بھی قطرہ ہے۔ اگر آپ میں زندگی ہے اور آپ بالکل مردہ نہیں ہو گئے۔ اگر آپ اپنی اور اپنے بال بچوں ماں بہنوں کی عزت کا ذرا سا بھی پاس رکھتے ہیں۔ اگر آپ بیشرمی میں غارت نہیں ہو گئے۔ اگر آریہ سماج کی ذراسی بھی وقعت آپکے دل میں ہے۔ اگر آپ کو سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی ایک راکھہ کی چُٹکی کے برابر بھی پرواہ ہے۔ اگر آپ اپنے علاوہ اپنے سوامی جی مہاراج کو بھی ذلیل کرنا نہیں چاہتے۔ اگر آپکے جسم میں سچے آریہ خون کی ایک بوند بھی ہے۔ اگر آپ بالکل لالچی۔ بیشرم نالائق خود غرض۔ اور نابکار نہیں ہو گئے تو میں کہتا ہوں کہ اسوقت اسی دم اِس مکان کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔ کہ کنجڑ پھلے میں آریہ سماج کا نشان نہ رہے۔ نام خود رفتہ رفتہ مٹ جاویگا۔ ہم کو اسکی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ کہ اِس مکان پر اسقدر لاگت آچکی ہے۔ لعنت ہے آپ پر اگر آپ روپیہ کا خیال کرکے اِس تجویز پر عملدرآمد سے پہلوتہی کریں۔ لعنت ہو آپ پر اگر سناتن دھرمیوں کی اتنی گالیاں سُننے پر بھی آپ

دم بخود رہیں۔اور اس اینٹ لکڑی کی عمارت میں بیٹھے رہیں کہ جسکی وجہ سے آپکی ناک کٹ رہی ہے۔لعنت ہے آپ پر اگر آپ جلدی بہت جلدی کالی جمعرات سے پہلے پہلے اس مکان کو ہمیشہ کے لئے خالی نہ کر دیں۔آپ اگر پتھر پوجک نہیں ہیں اور نہ اینٹ لکڑی کی پوجا کرتے ہیں۔بس آپکو ذرا تعصب یا خیال نہیں ہونا چاہئے کہ اس مکان میں آریہ سماج اتنے برسوں تک رہا ہے۔اپنے ہاتھ سے کیسے اِسے مسمار کریں یہ آپکو لکڑی اینٹ پتھر سے کوئی کام نہیں۔اگر یہ مکان نہ رہا تو اور سہی۔اور اگر آپ لوگ سچے آریہ سنتان ہیں تو آپکو اینٹ پتھر کی پرواہ کرنا گویا اپنے منہ پر سیاہی ملنا ہے۔آپکا ایشور نراکار تو سماج بھی نراکار ہونا چاہئے۔ورنہ تمام دُنیا کی لعنت آپ پر پڑیگی۔اگر آپ آج سے آگے ایک دن بھی اِس کنجر چھلے والی سماج میں آکر جمع ہوں۔اگر آپنے اگلی ہولیوں سے پہلے پہلے اس مکان میں آریہ سماج کی جگہ شوالہ یا ٹھاکردوارہ نہ بنادیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ کی بےشرمی نالائقی خودغرضی اور بےغرتی کی کوئی انتہا نہیں۔اور آپ پھر سماج میں مُنہ دینے لائق نہیں رہیں گے۔اسوقت آپکے نراکار ایشور اور آپکے سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج مہایوگی مہابراہمن۔مہاسنیاسی مہارشی مہامُنی۔مہاآچارج کی روح فیضخانہ سے نکلکر آپکو دیکھ رہی ہے۔یہ آپکے بڑے امتحان کا موقعہ ہے۔لاکھ جائے ساکھ نہ جائے۔ہاں سماجی بیرو۔اسوقت موقعہ ہے کہ امتحان میں پورے نکلو۔سارا سماج اور پرتی ندھی کا فنڈ بھی اگر خرچ ہوجاوے تو اس کام میں کردو۔لیکن قدم پیچھے نہ ہٹاؤ۔اگر آپنے اس تجویز سے منہ موڑا تو میں خیال کروں گا کہ آپ آریہ سماج کے لئے موجب ننگ ہیں۔گویا آپنے اپنے کُل کو خاندان کو۔ماں باپ کو نام کو اپنے اِس خون اور بیرج کو جسے آپ پیدا ہوئے۔اپنے شرم کو حیا کو بٹہ لگایا اور آپ اس لائق نہیں رہے کہ آپ کا کوئی مُنہ دیکھے۔اگر غیرت ہے تو اُٹھو اور اپنے ہاتھ میں پھاوڑہ لیکر اس مکان کو گرادو یا ہولی کی آگ میں جلادو۔اور زمین کو چاہے سناتن دھرم سبھا کے حوالہ کردو یا کوئی شوالہ بنادو۔اور سناتن دھرمیوں سے انتقام پورا لو اگر ایسے دشمنوں سے

آپ اس طرح پر انتقام نہیں لے سکتے - جیساکہ آپ کو بتایا گیا ہے یا ایسا نہیں چاہئے تو میں کہتا ہوں - (ٹیبل پر ہاتھ مار کر) زور سے کہتا ہوں اور (ٹیبل پر دو ہتھڑ مار کر) بڑے زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ پھر آپ انسان نہیں ہیں - حیوان بھی نہیں ہیں کیونکہ حیوان میں بھی انتقام کا مادہ ہے - میں کہتا ہوں کہ آپ جڑ پتھر ہیں - بلکہ جڑ پتھر سے بھی بدتر ہیں کیونکہ آپ بجائے یہ صورت حاصل کرنے کے اگر پتھر ہو کر پیدا ہوتے تاہم نمک یا مصالحہ پیسنے کے کام آتے - اب تو وہ فائدہ بھی نہیں ہے - ناحق آپ نے اپنی ماتا کو ۹ - ۱۰ مہینے گربھ میں رہنے کی پیڑا دی!!! اس فقرہ پر آریہ سماجی بہت سے وجد میں آگئے - جوش کا ایک دریا تھا کہ اُمڈا چلا آتا تھا - چیرز پر چیرز ہوتے تھے - ہمارے رپورٹر صاحب بھی ایسی حالت میں نہ رہ سکے اور بے اختیار اُٹھ بیٹھے - ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ رزولیوشن اتفاق رائے سے پاس ہوا یا کثرت رائے کے ساتھ - اور اس پر عملدرآمد کب ہوگا - اررر - کھرر - چھرر - کبیرر - نمبر ۲

آریہ سماجیوں میں عورتوں کا پردہ

عورت ذات میں قدرت نے بڑی خوبی دی ہے جو مردوں کے لئے دلچسپ ہے - عورت ذات کی آواز باریک اور شیریں - انکا جسم کومل کومل - انکے پیر چھوٹے چھوٹے - نازونخرہ قدرتی - ہر ایک حرکت میں ایک خاص ادا - جو مرد میں نہیں ہے - ہندوستان میں تھوڑے زمانہ سے پردہ جاری ہوگیا ہے - جب لوگوں میں پاپ درشٹی زیادہ ہو جاوے تب عورتوں کا پردہ اچھا ہے - اب آریہ سماج نے اپنے پبلک سالانہ جلسوں میں اس پردہ کو ہٹایا ہے - یعنے پہلے ستری سماج علیحدہ ہوتے تھے - لیکن اب مردوں کے سماج جلسہ میں عورتیں بے پردہ بٹھائی جاتی ہیں - اور واہ - واہ کیا بہار ہوتی ہے حاضرین کی تعداد میں اسے بہت ترقی ہوگی - جس طرح مشنری لوگ وعظ خانوں میں خوبصورت میموں سے باجا بجواتے یا گیت گواتے ہیں - اسلئے کہ رونق بلاشبہ زیادہ ہوتی ہے - اسی طرح شاید آریہ سماج کو بھی رونق بڑھانے کا خیال ہوا ہے - ہولی کی ترنگ میں ہم یہ لکھتے ہیں کہ شاباش مردو - تمہاری اس کارروائی سے مجمع کے علاوہ روپیہ کی کمائی بہت ہوگی - بشرطیکہ ہمارے مشورہ پر چلو - اگر آپ آئندہ

سے اپنی عورتوں کو بہت بن ٹھن کر ایسے جلسے کے موقعہ پر بٹھاویں اور اسکا نام
Exhibition of the Punjab Parlanashin beauty
یعنے سماجی پردہ نشین زنانہ خوبصورتی کی نمایش تو اگر آپ ٹکٹ بھی لگادیں تو ہزاروں آدمی آپکی سماج میں آدیں۔ اگر آپ انگریزی اخباروں میں اشتہار دیں تو بہت سے یوروپین بھی فسٹ کلاس بلکہ رزروڈ کلاس ٹکٹ ضرور خرید کر آدیں اور اگر آپ انتظام کے ساتھ یوروپ کے اخباروں میں چند ماہ پہلے سے اشتہار دیدیں تو براعظم یوروپ سے بھی بہت سے لوگ اس نمائش کی یاترا کے لئے آدیں جیسے پیرس کی نمائش میں بہت سے لوگ جاویں گے ہمارے ایک دوست آپکے ساتھ کنٹراکٹ کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ آئندہ جلسے سے چند ماہ پہلے انکو مطلع کردیں۔ کہ کس کس صاحب کی گھروالی کیسے کیسے لباس میں شامل ہوگی اور کہاں کہاں بیٹھیں گی۔ اور انکی نشستوں پر وہ نمبر لگاسکیں کہ فلاں نمبر کی نشست پر فلاں بی بی بیٹھی ہونگی۔ اور اسکا وہ اشتہار جاری کرنے کے مجاز ہوں تو وہ صورت پانچسو مستورات کے جمع ہونے کے وہ پانچ دن کے لئے پانچہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں گے۔ ایک ہزار عورتوں کے لئے دس ہزار روپیہ۔ غرضیکہ اسی حساب سے کم وبیش سمجھ لو۔ ہمارے دوست اس تجربہ پر تیار ہیں اور وہ لکھتے ہیں کہ اتنے چند سال میں وہ بہت امیر بن جاویں گے۔ آپکی عورتوں سے کوئی مزاحمت نہیں کیجاویگی۔ کیا مجال کوئی ہاتھ لگا سکے۔ البتہ دیکھنے کا اختیار سبکو ہوگا اور پردہ کرنا نہ ہوگا۔ لہذا فیشن کے انداز سے وہ انکو بیٹھاویں گے اور پوشاکیں بھی وہ تجویز کرکے بتائیں گے۔ کہ کس رنگ پر کیا پھبتی ہے۔ لو پانچہزار سالانہ کھرے کرو۔ گرودکل چلاؤ۔ یا شسش کل چلاؤ۔ منشی کل چلاؤ۔ یا مصدی کل چلاؤ۔ اگر ضرورت ہو تو ہم نہایت خوشی کے ساتھ اس دوست کا پتہ دیں گے جسکا یہ سکیم ہے ٭

پورانک اور دیانندی ویدک مذہب میں فرق نمبر ۱

ناظرین آج تھوڑا سا حال مابین پورانک اور دیانندی ویدک مذہب کے آپ صاحبان کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ اور اس صداقت کو ظاہر کرتا ہوں کہ جو بے شرم دیانندیوں نے عام لوگوں کو پرانوں کی عظمت بگاڑ کر اور ویدکو

جھنڈے پر چڑھا کر اپنے دام فریب میں پھنسایا ہے مگر بجائے اسکے کہ وہ بقول اپنے ستیارتھ پرکاش کے ویدونکی فضیلت کو مانتے اُنہوں نے اسکے برخلاف کارروائی شروع کی اور ستیارتھ پرکاش کو ستیارتھ پرکاش یعنے فضول اور غلط گو کتاب ظاہر کیا جیسا کہ نیچے درج ہے۔ دیانند اور اسکے چیلے چانٹے اندھگو میں پڑے ہیں اور اس طرح سے ویدونکی عظمت کو بٹا لگاتے ہیں کہ اُنکے کہنے کے مطابق تمام ہندو پورانک ہیں۔ بیشک ہم کہتے ہیں کہ ہم پورانک ہیں جسکے معنے صاف یہی نکلتے ہیں کہ ہم تمام ہندو پراچین وقت سے چلے آئے۔ ہمارا مذہب وید ہیں ہماری تاریخیں پُران ہیں۔ چونکہ ہر ایک مذہب کیواسطے تاریخ کا ہونا ضروری ہے کہ فلاں وقت ہمارا کون راجہ تھا اور اُس کا آچار کیسا تھا۔ پبلک اور رعایا سے کیسا برتتا تھا۔ اس کا دھرم کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ہم بڑے شوق سے اپنی تواریخوں پر عملدرآمد کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ ہمارا مذہب ویدک یعنے ویدالنوسار ہے مگر ہماری رسمیات تمام پرانی اور پراچین ہیں۔ ہماری تواریخیں پران آدک کہتی ہیں کہ ایک عورت کیواسطے صرف ایک خاوند جائز ہے۔ اور اسکا دھرم ہے کہ اپنے ست پر قائم رہے اور اُسی کو ایشور سمان جانے۔ خواہ اُس کا شوہر نامرد ہو یا کسی بیماری کے کارن ہمیشہ تنگ ہو۔ عورت کا یہ دھرم نہیں کہ اسکو تیاگ کر کے کسی دوسرے بدمعاش کی بغل کو گرم کرے۔ ناظرین ہمارا یہ ویدک ریلیجن (مذہب) ہے اسکے ساتھ ہماری پرانی رسمیات جو پرانوں سے ثابت ہوتی ہیں کہ آج تک کوئی بھی ایسا راجہ نہیں ہوا جسکی عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو یا راجہ کی رعایا میں کسی عورت نے یہ کہا ہو کہ میں اپنے شوہر کو نہیں چاہتی حالانکہ برعکس آریہ سماج ڈھول کا پول ویدک مذہب کو اس طرح بدنام کرتا ہے۔ اور اپنی مستورات کو مفصلہ ذیل اوپدیش کرتا ہے۔ جو انکی مذہبی دروغگو کتاب ستیارتھ پرکاش کہتی ہے۔

عورت کو پورا اختیار ہے کہ یدی اس کا خاوند عورت کے ناقابل ہو وہ فوراً اپنے پتی کو چھوڑے اور دوسرے غیر پُرش سے ہم آغوش ہو اور جبتک حمل نہ ٹھہرے بیشک غیروں کو لطف دے اور اپنی زندگی کو لطف اور مزے سے گذارے۔ واہ رے دیانند یہ تمہارا مذہب۔ (۲) اگر عورت کا خاوند کہیں پڑھنے کے واسطے باہر گیا ہو یا کسی خاص کام کے واسطے باہر جاوے تو عورت کو اختیار ہے کہ چند سال تک اگر اُسکا خاوند واپس آوے

تو اُس مرد سے جسکو وہ پسند کرے تمام بدن کو گھی لگا کر اس سے بھوگ کرے اور خاوند کے گھر میں آنے سے پہلے ایک بچہ پیدا کر چھوڑے تاکہ خاوند بیچارہ اس تکلیف سے نجات پائے۔ خوب! جو بات ہے خدا کی قسم لاجواب ہے۔ ناظرین اِس مضمون کو لکھتے ہوئے مجھے فکر پڑ گیا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ جبکہ ڈی۔ اے۔ وی کے سٹوڈنٹس جو پڑھنے کے واسطے گھروں سے آئے ہیں یا وہ دیانندی جو نوکری کے واسطے اپنے وطنوں کو خیرباد کہتے ہیں اور دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں اور تیسرے جب گرو کل کھل جائیگی تب تو اور ہی لطف ہوگا کیونکہ لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ چالاک اور ہوشیار ہونگی جنکے واسطے حقیقت میں ستیارتھ پرکاش جیسی یا پانچواں وید ہوگا۔ خاوند عورتوں کی ناجائز سنتان پیدا کرنے کے واسطے اُنہیں کوسینگے اور گھروں سے باہر نکالیں گے۔ اِدھر عورتیں جابجا اپنے پانچویں وید ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دینگی کہ دیکھو تم لوگ فضول ہو۔ سوامی صاحب ایسا فرما گئے ہیں۔ چہ خوش! انکے سوامی صاحب تو سوامی صاحب ہی ہونگے۔ علاوہ اِن سماجی لوگوں کو سمجھینگی کیا! وہ طیار ہونگی کہ عدالت میں جاویں اور اپنے پانچویں وید کا حوالہ دیں۔ اس کے بعد اور لیجئے۔ پورانک مذہب یعنی تاریخ ہم کو یہ بتاتی ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر جاوے تو اُسکو چاہئے کہ اسکے ساتھ ستی ہو جاوے۔ ورنہ اپنے آپکو مسکین حالت میں رکھے اور برتوں اور فاقوں سے اپنے آپکو مارے تاکہ اُسکی کامنا کسی اور پُرش کی طرف نہ ہو اور اپنا ست کھو بیٹھے۔" برعکس اِس کے دیانندیوں کا وید کہتا ہے:۔ یدی کسی عورت کا خاوند مر جاوے تو بجائے اِس کے کہ وہ اپنے آپکو پتی پر قربان کر دے۔ اسکو فوراً کسی اور خاوند کی تلاش کرنی چاہئے۔ حتیٰ کہ عورت گیارہویں خاوند کی دھن میں رہے کہ کب نئے سے نئے دوست کا مُنہ دیکھوں۔ جزاک اللہ۔ کیا دلکو فرحت دینے والا یہ فقرہ سماجیوں کے وید میں درج ہے۔

(۲) (جلد ۵ نمبر ۲ بابت ۱۵۔اپریل ۱۹۱۲ء دستاویز 6 Ⓓ)

نیوگ

یہ مسئلہ ایسا اہم ہے کہ اسکا اِزپنہ کرنا آریہ سماجیوں کے واسطے بہت ہی کٹھن ہے

اور اس مسئلہ کی اِن لوگوں نے ایسی مٹی پلید کی ہے کہ " زمیں جُنبد نہ جُنبد گل محمد"
بھلا کہاں انکے گورو گھنٹال دیانند کی آگیا۔ کہ اے بیرو تم اپنی کُل میں نیوگ جاری کرو اور
کہاں یہ بیوقوف لوگ اِس مسئلہ کو حل کرنے کی بجائے دِد واہ بواہ رچ رہے ہیں جو ہندو
مذہب تو کیا اسلامی اور عیسائی مذہب میں بھی شاہی خاندانوں میں رائج نہیں ہے
اگر باور نہ ہو تو کسی خاندانی بیگم یا لیڈی شاہی خاندان کا حوالہ تحریر کریں۔ جسکو ہم بسر و چشم
منظور کریں گے۔ مگر خیر جبتک یہ لوگ ادھر اُدھر کی مٹی کریر کر اپنے سر میں ڈالیں
تب تک ہم چند ایک نظیر شادی بیوگان کے ناجائیز ہونے میں بتاتے ہیں۔

اہل اسلام میں آج کل رانی صاحبہ بھوپال جو بیوہ ہیں اور ایک عرصہ سے بیچاری
بیوہ ہوگئی ہیں۔ تاحال دوسری شادی سے کنارہ کش ہیں اور ایسا ہی حال تمام اعلےٰ
اور معزز خاندانوں کا ہے۔ کیا ہندوستان۔ کیا ایران۔ کیا روم۔ اور کیا مصر۔

دوسری طرف انگلش قوم کو دیکھیں کہ ہماری راج راجیشوری ملکہ مہارانی جس کا
اقبال بھگوان دن بدن بڑھائے۔ ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ
بیوہ ہوگئیں۔ مگر کیا مجال کہ کوئی حرامزادہ آپکی طرف نظر کرتا۔

آپکی سوسائیٹی میں جسقدر عورتیں ہیں۔ جنکی تعداد قریب سات سو کے ہے اِن میں کوئی بھی
ایسی لیڈی نہیں جسنے بیوہ پن کی حالت میں شادی کی ہو۔ آپکی سوسائیٹی میں قریب ایک
تہائی کے بیوہ صاجزادیاں ہیں اور وہ اپنی قسمت کو ایسی طرح بھوگ رہی ہیں جیسے کہ ایک
ہندو بیوہ کی حالت ہوتی ہے۔

حال ہی میں جسکو عرصہ قریباً دو سال کا گزرا ہے کہ ایک لیڈی نے شادی کی اور اِس
خبر کے ہونے پر وہ فوراً دربار سوسائیٹی سے برطرف کیگئی حالانکہ اُسنے ایک لارڈ سے
شادی کی تھی اور ایک لارڈ کی ہی بیٹی تھی۔

اِس کے بعد آپ ایران اور مصر کو بھی دیکھیں کہ وہ بیگمیں جن کے خاندان فوت ہوگئے
کیسی غم و اندوہ میں عمر بسر کر رہی ہیں۔ حالانکہ اُنکے واسطے نئے سے نئے خوبصورت خوبصورت
جوان سے جوان اور امیر سے امیر شاہزادے طیار ہیں مگر وہ ایسی حرکت کو عار سمجھتی ہیں
اور اپنی ست کو بٹہ نہیں لگاتیں۔

کیا اس سے آریہ سماجیوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بیوگان کی شادی کیجائے ایسے خیال پر افسوس اور دھک ہے۔

چنانچہ شری منوجی مہاراج اور یاگولک جی یوں فرماتے ہیں کہ ”عورت کے واسطے نیوگ جائیز ہے ”چیرز“ ناظرین اسقدر عبارت کو پڑھکر تو آریہ سماجی چیرز پر چیرز دیتے جبکہ وہ اسقدر پڑھیں گے کہ واہ وا کیا خوب ہوا کہ شانتی دھرم گزٹ نے اسقدر عبارت شائع کردی۔ مگر اے نالائقو ذرا آگے بھی چلو اور دیکھو کہ منوجی اور یاگولک جی کیا تحریر فرماتے ہیں ”دوجموں یعنے زنار بندوں یا یوں کہو کہ براہمن۔ کھتری اور ویش قوموں کے لئے یہ ناجائیز ہے“

افسوس اسوقت ان کے سر پر مٹی اور دھول پڑ گئی۔ مگر پھر بھی یہ لوگ آنکھیں بند کئے اندھے گدہے کی طرح چلے جاتے ہیں اور بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ کس گڑھے میں گرجائیں گے۔ مگر جب پیچھے سے ایک سونٹا چوتڑوں پر پڑیگا۔ تو پھر قدرے سیدہے ہو جائینگے مگر بے شرم کو شرم کیا۔ بقولیکہ کسی کے چوتڑ پر درخت اُگا اور اُس نے کہا کیا پرواہ ہے اسکا میوہ کہائیں گے۔ حالانکہ یہی وجہ تھی کہ جب تمام سماجیوں نے بھنگیوں کیساتھ کھانا شروع کردیا۔ اور ہندؤں نے ان کے ساتھ ناطہ وغیرہ ترک کردیا۔ یہ سونٹا انکی پیٹھ پر ایسا پڑا کہ ہوش آگئی مگر عقل کے اندھے کئی ایک لوگ کچھ عرصہ کے بعد پھر اسی جہالت میں پھنس گئے اور لگے گوروکل کھولنے۔ ہندو مسلمانوں۔ عیسائیوں سے رل ملکر کھانے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اسکو پبلک خود غور کریگی۔

خیر اس طرح سے جب تک یہ لوگ اپنے شاستروں کی اچھی طرح سے خود چھان بین نہ کریں گے۔ اُن کا حال اُسی اندھے گدہے کی طرح ہوگا۔

اب رہا یہ کہ آخر منوجی نے جو ان کا نیوگ کہا یہ کن کے واسطے ہے۔ آپکے حکم سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ نہ براہمن نہ کھتری اور نہ ہی ویش اس رسم کے ادہکاری ہیں۔ اب رہے شودر لوگ۔ سو ان لوگوں کے واسطے یہ رسم بیشک واجب ہے۔ اس طرح سے یہ حال بھی غریب اور رذیل دیگر قوموں میں بھی ہے۔ اب رہا ان کا شور مچانا تو یہ بھی فضول ہے۔ اگر یہ لوگ نیوگ کر لیتے تو خیر اس سے ہمیں مطلب ہی کیا۔ ہمیں کیا کہ ان کی عورتیں

گھروں میں کیسی کیا کیا کرتی ہیں۔ چہ جائیکہ بازاروں میں دشمنوں کی بغلوں کو گرم کریں مگر واہ واہ کا مسئلہ تو انکے ستیارتھ پرکاش میں بھی نہیں ہے۔ کسی نے سچ کہا کہ اِن لوگوں کو پہلے اپنی آنکھوں کے ناخن اُتروانے چاہئیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کی حالت اور لغو بیانی پر جبکہ یہ لوگ نیوگ کی اوٹ میں چھپے ہوئے بیوگان کی شادی کرتے ہیں ؞

خالصہ ہندو ہوئے چلے جاتے ہیں

اِس عنوان کی سُرخی ہماری نظر سے منتی رامی اخبار سے گذری۔ ہمیں بڑا سخت آشچریہ ہے کہ یہ جلندھری سماجی لوگ اب کیُوں کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں تہاں سے ہندو لوگ انکی مجلس میں شامل ہوں۔ حالانکہ اُن کا دروازہ مُسلمانوں۔ عیسائیوں بھنگیوں و دیگر تمام مذاہب کے واسطے کھُلا ہے۔ اُن کو ہرگز اِس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ ہندو ہی ان کے سوشیل ریفارمر بنیں۔ اِن کو ہرگز اِس بات کا کبھی بھی پاس نہیں کرنا چاہئیے کہ یہ فرقہ ہندوُنکی جماعت بنجائے۔ مگر ہاں اگر ہندو لوگ اِسمیں شامل ہوجائیں گے۔ تو ان کا بھی یہی حال ہوگا۔ بقولیکہ دھوبی کا کُتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔" نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اودھر کے رہے نہ اودھر کے رہے۔ اب جبکہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ انکی دُردشا ہو رہی ہے اور اکثر ہندو سوسائٹیاں انکے ہاتھ کا کھانا عیب سمجھتی ہیں لہذا اِن لوگوں نے کوشش کرنی شروع کردی ہے کہ ہو نہ ہو کسی طرح سے اب سکھوں کو ہی شامل کرلیا جائے۔ چنانچہ اب یہ لوگ گاؤں گاؤں دیہات دیہات دربدر پھرنے لگے ہیں کہ کسی طرح سے جاٹ قوم ان کے پھندے میں پھنسے۔ اور یہ بھی اپنے آپکو اونچی ڈانگھ کرنیوالا کہیں مگر یہاں بات ہی کچھ اور۔ اب یہ لوگ سکھوں کو عجیب عجیب قسم کی نصیحتیں کرنے لگے ہیں:۔ کہ اے سکھو تم سراسر ہندوُونکی نقل کرتے ہو۔ شرادھ کرتے ہو مورتی پوجا کرتے ہو۔ تیرتھوں پر جاتے ہو۔ تہواروں میں ہندوؤں کی نقل کرتے ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب بھلا اگر اِن لوگوں سے کوئی پوچھے کہ کیُوں میاں جبکہ آپکا دروازہ ہر ایک قوم

دلیت کے لئے کھلا ہے تو اس سے فائدہ ہی کیا حالانکہ گورد کل کے چل جانے سے تمام قوموں کی کھچڑی ہو جائیگی۔ اور پھر آپ خوب ترقی او۔ ترقی بھی اس قسم کی کہ ہاتھ میں ڈھول لئے ادھر اُدھر پھریں گے۔ اے ناسکو یاد رکھو اس سے تمہارا کبھی بھی اودھار نہیں ہوگا۔ دیکھو شری کرشن بھگوان کیا نصیحت کرتے ہیں "میں کسی کو بہروپیا روپ میں دیکھ کر خوش نہیں ہوں بلکہ میں اُس شخص کو خواہ وہ کسی مذہب میں رہو اور میرا بھگت ہو اسی کے مذہب میں ہونگا"۔ "میری تلاش میں جو شخص ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب میں جاتا ہو۔ ہے ارجن میں اُسکو پاپی جان کر اُسکا دھیان نہیں کرتا۔" چنانچہ اس بات کی صداقت میں بڑے بڑے حوالجات موجود ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ شری رام جانکی لکشمن سہت چودہ برس جنگل میں گذارنے کے لئے جاتے تھے۔ ایک مقام پر اُنہوں نے بھیلنی کے بیر کھائے اور اسکا اودھار کیا۔ چنانچہ پھر کرشن بھگوان کہتے ہیں۔ ہے ارجن چانڈال سے چانڈال جو اپنے ست میں ہے اور اپنے اس مذہب میں جس میں کہ وہ پیدا ہوا ہے میرا آرادھن کرتا ہے میں اسکو اپنا سوروپ جانتا ہوں۔ مگر آج کل زمانہ کا ہیر پھیر ہے۔ آج کل کے دیانندی کیا اس بھگوان کے ڈھونڈنے کے واسطے کہ وہ ایک آتما ہو اور وہی آتما سب میں براجمان ہے اس لئے اُن کو سب کے ساتھ کھانا کھانا چاہئے۔ افسوس ہے اگر اُن کا یہ سدھانت ہے تو بہتر ہے کہ وے لوگ برھمو سماج کے ساتھ ملجاویں۔ مگر لطف تو یہ ہے کہ اب برھمو لوگ بھی اُن کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی مسلمان ان سے درکنارہ رکھنا چاہتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ ہندوپن کی اوٹ میں بیچارے غریب اور حلیم سکھوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر تابہ کے۔

---

۸ سناتن دھرم گزٹ بابت ۳۰ اپریل ۱۹۰۰ء

از صفحہ ۱۶ "ہمیں اس اشتہار کی سُرخی دیکھ کر نہائت افسوس ہوا۔ اور خیال کیا کہ بیسویں صدی کی سولیزیشن دیانندیوں کے واسطے یہی ہے کہ اپنی قوم میں ایک دوسرے کی

بہو بیٹیوں اور اپنے خاوندوں کی پیاری عورتوں کو ذلالت کی نگاہ سے دیکھیں۔ کیا یہ ڈوب مرنے سے کم ہے۔ ہمارا ایک پرشن اِس دیانندی سے ہے جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ اس میں بھی ایک غریب براہمن بھولے کالورام کو ہی آگے رکھا۔ کہ اگر کوئی ملامت کا ٹوکرا پھینکے تو اِس چالباز کا نام گم رہے اور بیچارہ برہمن مارا جائے۔ ہمارا جہاں تک خیال ہے۔ براہمن بیچارے بھولے بھالے ان کے ہتھکنڈوں کو کیا جانتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھئی آریہ سماجیو اپنو پوبارہ ہیں آئیندہ سے ذرا دھیان رکھنا کہ تمہاری قوم میں کتنے مرد ہیں جو سنتان پیدا کرنے کے قابل نہیں کتنی عورتیں ہیں جن کے خاوند اُن کو نہیں چاہتے۔ کتنے مرد ہیں جو اپنی عورتوں سے بیزار ہیں۔ اور کتنے وہ لوگ ہیں جو اپنی بہنوں اور بہو بیٹیوں کو کہیں گے کہ ہاں غیروں کی بغلوں کو گرما دیں۔ ۔ ۔ ۔"

از صفحہ ۱۷۔ دیانندی جواب دیں

ناظرین باعزوقار پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ کمترین ایک عرصہ سے بوجوہات خاص اشہبِ تیز گام قلم کو صفحہ قرطاس پر جولانی کرنے سے روک رہا تھا۔ اور طبیعت برق کردار کو مخالفین کے رخت پرچینی اور لغوگوئی کے پھونکنے سے باز رکھ رہا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

از صفحہ ۱۹۔ "بخدمت جمیع ممبران آریہ سماج ممالک مغربی و شمالی وغیرہ وغیرہ

نویدن کہ مہربانی کر کے سوالات مندرجہ ذیل کا جواب بذریعہ اخبار ستدھرم پرچارک جالندھر مرحمت فرمائیے۔

(۱) کسی ملازم سرکاری کا وجود منتری آریہ سماج ہونے کے بلا اطلاع اپنے افسر کے فرض منصبی کے غیر حاضر ہونا نمک حرامی ہے۔ یا کہ نہیں۔

(۲) کسی پردھان آریہ سماج کا خلاف وجہ فطری کارروائی کرنا کسی سماج یا گوروکل کا اصول ہے۔ یا کسی ترمیم شدہ ویدک کورس کا حکم ہے۔

(۳) بموجب تحریر ستیارتھ پرکاش آریہ کی تعریف کا مصداق ہے۔ اشخاص مذکورہ بالا میں یا ان سے کوئی اور بڑھکر اگر ہیں ہی تو فہو المراد اگر ہیں تو کون۔

(۴) اپنی بدچلنی اور بدکرامی پر توجہ نہ کرنا اور دوسرے شخص پر بھی الزام لگانا منشی آریہ سماج گڑھی عبداللہ خاں کا شیوہ ہے - اور سماج ایسی کمال سے مکمل ہیں - اگر اور بھی ہیں تو جائے افسوس ہیں - اگر ہیں تو کئوں نہیں انکے سر سے دستار فضیلت اتاری جاتی -
(راقم گنیشی لال سکرٹری سناتن دھرم سبھا گنگوہ)

جلد ۵ - نمبرہ کے مضمون کے لئے مجھ پر جرمانہ ہوا تھا - میں نے تمام جرموں سے اقبال کیا تھا عدالت کا فیصلہ صحیح تھا - مضمون موسومہ "نیوگ" جلد ۵ نمبر ۷ والا میرا لکھا ہوا نہیں ہے میں نہیں جانتا ہوں کس نے لکھا تھا - بشمبرداس اور بالمکند میرے اسسٹنٹ رہ چکے ہیں انہیں سے کسی نے لکھا تھا - میں خیال کرتا ہوں - کہ یہ میری غیر حاضری میں طبع ہوا تھا - میں عموماً ایسے مضامین کے مسودہ جات رکھتا ہوں - **نیوگ** ہندوؤں کے لئے جائیز ہے - سوائے براہمن کشتریہ - اور ویشیہ کے جن کے لئے کہ یہ ناجائیز ہے - صفحہ ۱۰ کا مضمون میرا لکھا ہوا نہیں ہے جلد ۵ - نمبر ۵ (دستاویز D) "ہولی کے چٹکلے" والا مضمون میں نے لکھا تھا - اور صفحہ الف سے ص تک میرا لکھا ہوا ہے - صفحہ اسے ۴۸ تک اخبار پہلے لکھا جا چکا تھا - اور چونکہ یہ ہولی کا دن تھا - میں نے یہ خاص رنگدار صفحے پیچھے سے شامل کر دئے - میں نے اسی قسم کے ہولی کے چٹکلے جوکہ تہذیب کے پایہ سے گرے ہوئے ہیں - **اودھ پنچ - سارسدھانیدھی کلکتہ** اور **بنگباسی** میں دیکھے ہیں - پنجاب کے کسی اخبار میں اس قسم کے ریمارکس دیکھنے مجھے یاد نہیں ہیں - شاید اسی قسم کے جلسے ہولی کے ایام میں متروداس میں نکلتے تھے - ان میں کوئی ہرج نہیں ہے - میں ہولی کے ایام میں ان میں کوئی ہرج نہیں دیکھتا - جب یاد آیا ہولیوں میں ایسے مذاق لکھ دئے - یہ لازمی مذہبی فرض نہیں ہے - کہ ہولیوں میں ایسے مذاق چھاپے جاویں یہ سناتن دہرم گزٹ بابت ۳۰ - مارچ سنہ ۱۸۹۹ء ہے - اور ہولی کا نمبر ہے - (دستاویز حرف D/۵ معہ ترجمہ انگریزی حرف D/۱۱)

آریہ سماج کے ساتھ ہولی

ہولی کی ترنگ میں یہ مضمون لکھا جا رہا ہے - آج ہمارا جی چاہتا ہے کہ آریہ سماج کے ساتھ خوب ہولی کھیلیں - خوب دھول اڑاویں - دو سُنیں چار سناویں - اتنا عرصہ کہ ہم ان کی

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

آج ہمارا ارادہ ہے کہ دیانند سرسوتی کو گدھے پر سوار کرا دیں۔ ہاتھی۔ گھوڑے پالکی۔ فنس۔ ٹمٹم۔ فٹن۔ ریل۔ انجن اور نار پر تو بہت دفعہ آپ سوار ہوئے ہونگے مگر گدھے کی سواری شائید نصیب ہوئی ہو۔ آخر گدھے کی سواری میں ہرج بھی کیا ہے ملتان میں برابر گدھے کی سواری تھی۔ حضور قیصرہ ہند تک ایک خوبصورت۔ خوش قسمت سب سامان شاہانہ سے سجے ہوئے گدھے پر سواری فرماتی ہیں سلطنت روم میں بھی گدھا سواری کا ایک نہائت نفیس جانور سمجھا جاتا ہے۔ حضور قیصرہ ہند کے سواری کے گدھوں کو وہ غذائیں ملتی ہیں۔ اور ایسی آسائش کے ساتھ رکھے جاتے ہیں کہ دیانندیوں کو تو کیا آپکے ایکسو آٹھ شری سوامی جی کو وہ میسر نہ ہو سکے۔ اور اُنہیں سے ایک ایک کی خاطر اسقدر خرچ ہوتا ہے کہ جس سے پچاس دیانندی بابو پل سکیں۔ یا اُس سے زیادہ کھرانند۔ کوکرانند۔ سوانا انند۔ اُپاہنانند

بھگتا نند - بالکا نند - اناتھانند - نتیم آنند - نمرانند - سرسوتی وغیرہ سوامیوں کا لشکر پل پڑے۔ اور ہندو مہتا لوجی میں گدھا بڑا اتم شہر رہے - خاص شیتلا دیوی جی کا واہن ہے - بس گدھے پر سوار کرانا کوئی دیانند سرسوتی کے لئے تحقیر نہیں ہو - بلکہ خاص شیتلا مائی کا درجہ انکو دیا گیا ہے اور سچ بھی تو ہے جسطرح سیتلا جی کے آنے سے بچوں میں ہل چل پڑ تی ہے - سرسوتی جی کے آنے سے کوری انگریزی کی جھوٹن کے پچاسویں حصہ کی سوکھی بوٹی سے مالامال بابو بچوں میں کہرام مچگیا - آج ہم اس کہرام کو ہولی کی اگنی میں جلاکر اسکی راکھ کردیں گے اور وھی دھول اڑاکر اپنے دیانندی سیتلا سے گرسے ہوئے بھائیوں کو اس مادہ سے پاک کریں گے - اور اسی چٹکی کی دھونی انہیں دیکر ان میں سے بھوت نکالیں گے - نکلا تو واہ بھلا - نہ نکلا تو انکی قسمت - ہمارے دونوں ہاتھ لڈو اور پیڑا ہیں اور اُن کے دونوں ہاتھ میں گھنٹا اور لیکھرام کی گھڑیال - چاہے ہاتھ میں رکھیں، یا گلے میں لٹکائیں -

اب گدھے پر ایسی دلائل سے سوار کرایا - تو ہار بھی تو چاہئے - ہولی میں لوگ کہہ دیں گے کہ جوتیوں کا ہار - مگر بھائی آج کل جوتیاں بڑی مہنگی ہیں - ایک ایک انگریزی جوڑا چار روپیہ سے پچاس پچاس اور سو سو روپیہ کا پڑے گا - اتنا مہنگا ہار پہنانے کی ہمیں حیثیت نہیں ہے - اگر کہو کہ ہندوستانی جوڑا سہی - پہلے تو چھی چھی - وہ اِس تہذیب کے زمانہ میں سجتا نہیں - زمانہ یہ اور ایسا جوتا! توبہ - توبہ - سڑی ہو - انگریزی جوتے کی عزت دربار میں - اور پھر ایک ایسے معزز درباری سے بھی درباری معزز سواری کے لئے دلیسی جوتہ کی تجویز محض واہیات - پھر سادہ سے سادہ دلیسی جوتہ بھی تو جو آگے دس بارہ آنہ میں پڑتا - اب دو ڈیڑھ روپیہ میں پڑے گا - وہ بھی قیمت زیادہ ہے - اگر کہو کہ دلیسی نہ سہی - پرانے انگریزی سہی - کیونکہ انگریزی پرانا بھی اچھا - سیاہی برش لگا لیا - دلیسی نئے سے بھی - مگر ہمیں بھی یہ مشکل ہے کہ زیادہ سستے وہ بھی نہ ملیں گے - کیونکہ وہ تمام اکٹھے کرکے ایک قسم کی ولایتی شراب کے بنانے میں کام آتے ہیں اور خمار میں پڑکر جب کھینچتے ہیں تو وہ سرور حاصل ہوتا ہے کہ اسکا لطف کوئی صاحب کسی شرابی دیانندی سے پوچھیں - شراب پینا درصل دیانندی بھائیوں کے

لیئے کوئی دوش نہیں۔ کیونکہ فقط "سوامی جی" کے دس نیموں پر چلنا اُنکا فرض ہے اور اُن نیموں میں نہ شراب کا کہیں ذکر ہے۔ نہ مانس کا۔ نہ اور بہت سی عیش کی باتوں کا۔ بس جو چاہے اِن نیموں پر چلتا ہوا بھی سب کچھ سے اُڑا سکتا ہے اور پھر کٹر سے کٹر اور سرگرم سے سرگرم دیانندی کا دیانندی۔ بلکہ دیانند کا بھی باپا دیانندی اور دیانند کی بھی غلطیاں نکالنے اور اُنکی تحریروں کو اصلاح دینے والا دیانندی۔ آخر دیانند بھی انسان تھا۔ وہ خود کہہ گیا ہے کہ جہاں میری غلطیاں معلوم ہوں اُن کو چھوڑ دیا جاوے یا غلط قرار دیا جاوے۔ وہ خود جانتا تھا کہ ویدوں کے غلط ارتھ کر رہا ہے۔ اِس لیئے اسکو معلوم تھا کہ جب اِن کے ہی چیلو چانٹوں میں سے کوئی تھوڑی سی بھی سنسکرت پڑھ لیگا تو اُسے دیانند کی غلطیاں فوراً معلوم ہو جاوینگی وہ اپنے لیئے خود یہ قول لکھ گیا کہ غلطیوں کو چھوڑ دینا۔ تاکہ پھر بھی عزت بنی رہے۔

ہاں ہم تو ہار تجویز کرنے لگے تھے۔ یہ کس بکھیڑے میں پڑ گئے۔ ثابت ہو گیا کہ اِس کام کے لیئے جوتیاں بہت مہنگی ہیں۔ ہولی میں اتنی زیادہ فضولخرچی بھی جائز نہیں ہے تھوڑی بہت ہو جاوے تو مضائقہ نہیں تفریح ہے۔

لوگ کہینگے کہ جوتی کو ہار سے نسبت۔ اِس کا جواب صاف ہے کہ آجکل ورن آشرم دھرم کی مریادا باقی رہی نیچ ذاتیں سر پر چڑھ رہی ہیں۔ اونچ ذات کو اور خاصکر براہمنوں کو نیچے گرا رہی ہیں۔ دیکھو ہندوؤں میں پہلے اکثر پاؤں ننگا رہا کرتا تھا۔ بہت ہوا گھاس کا مختصر پاپوش یا کھڑاؤں۔ پھر جوتا بھی بنا تو ایسا جسمیں آدھا پاؤں ننگا رہے۔ اب کیا حال ہے۔ پاؤں ننگا رہنا بدتہذیبی میں داخل ہے۔ ہمیشہ موزوں سے ڈھکا ہوا جوتا گرگابی سے بڑھتے بڑھتے گھٹنوں تک تو پہونچگیا۔ پھر چوتڑوں تک اور اس سے آگے چھاتی تک بہت تھوڑا ہی فاصلہ ہے۔ جہاں پر ہار لٹکتا ہے۔ اِس حساب سے کیا تعجب کہ بوٹ صاحب کبھی گلے اور سر تک جا پہونچیں۔ کوٹ کو دیکھیئے جو کسی زمانہ میں چغہ کی صورت میں پاؤں تک ہوتا تھا۔ گھٹتے گھٹتے کوٹ بنا اور وہ کوٹ بھی زانوؤں کے نیچے سے گھٹتا گھٹتا اب کمر تک آپہنچا ہے اور زیر ناف کا حصہ فقط پتلون کے زیر سایہ ہے۔ سر کو دیکھیئے۔ پہلے دو دو پگڑیوں اور دو ٹوپیوں سے ڈھکا رہتا اور سردار بنا ہوتا تھا

ایک پگڑی گئی- دوسری پگڑی گئی- ٹوپی آئی - وہ بھی ہلکی ہوتی یہاں تک ہوئی کہ بالکل اُڑ گئی- سر ننگا ہو گیا - اور یہیں تک نہیں بلکہ اس سر پر چند بال جو روز پیدائش سے آج تک کی نشانی تھیں- وہ بھی چٹ ہو گئے - اور رُنڈ مُنڈ - بابو ٹنڈ داس ہو گئے -

تو پھر دیانند سرسوتی کو کاہیکا ہار پہنا دیں - کھوپڑیوں کا ہار - وہ بھی آجکل میڈیکل کالجوں کی بدولت بہت مہنگی ہیں - اور طالبعلم کو جب قیمتاً ایسی چیزیں حاصل کرنے کی حیثیت نہیں رہتی - تو وہ اُسے چُرالیا کرتے ہیں - پس آسان طریقہ یہی ہے کہ اُنکے بنائے ہوئے ستیارتھ پرکاش کے جو اُن کے ویدک پریس میں کئی بار چھپا ہے - اور دیگر اُنکی تصنیفات کے بچے بچائے پروف اور کم زیادہ ورق جو دفتری کے پاس بچ جاتے ہیں - وہ تمام غیر ضروری کاغذات لیکر اُنپر کیمیجے کا رنگ دیکر اُن کو تاگے میں پروکر اُنکے گلے میں ڈالدیا جاوے - ہم خرما - ہم ثواب !! مگر پہلے ان کاغذوں کو بھگو کوٹ ڈالو اور پھر گول گول انڈے کی طرح بنالو اور ہار کیطرح پرولو - کوئی کوئی کہتے ہیں کہ گدہے پر سوار کر کے مُنہ بھی کالا کر دینا چاہئے - لیکن وہ اُنکی اپنی کرتوت ہے جو مُنہ کالا کریگی - ہماری کوشش کی ضرورت نہیں ہے - اور دوسرے یہ بھی ہے کہ ہم نے دیانند سرسوتی جی کو سوار کرا کر ولائت کی ہوا کھلانی ہے اور ولائیتوں میں پھرانا ہے - اِس خیال سے اُنکا مُنہ ایسا گورا بھی نہ تھا - کہ اُسے رنگ چڑھانے کی ضرورت پڑے - یورپین یا ولائتی رنگت کے سامنے وہ آخر ایک کالا "آدمی" تھا -

اِس سواری میں ایسا سرکردہ کوئی نہیں ہے جو خاص "دولہے کا سربالا ہو" یا ناٹک کی نائکہ ہو - یا اسنر کی دُم اور چیلوں میں پردھان چیلہ ہو - سب اپنی اپنی جگہ پردھان ہیں - لیکن تاہم اس کے ساتھ جھانجھ - ڈھپ - طبل - تھاپ - مردنگ ستار - سارنگی - کھنجری - گھنٹا - گھڑیال - کھڑکانے اور خاص کیرتن کرنیوالوں میں ایک بھیم سین جی ہیں - نہ معلوم یہ بھیم سین جی کتنے بڑے بھیم سین ہیں - کتنا کھاتے ہیں - کتنا شکار کرتے ہیں اور اُن کے بڑے بھائی یدھشٹر اور چھوٹے بھائی ارجن نکل سہدیو کون اور کہاں ہیں - جیسے بھیم سین ویسے ہی باقی کے بھی چار ہونگے -

پھر لالہ لوگ ہیں - لالہ منشی رام - لالہ ہنس راج - لالہ لاجپت رائے - لالہ دیوراج وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہر ایک شہر ہر ایک سے علیحدہ نکلتی ہے - کیونکہ جیسی سواری ہے ویسا ہی سازوسامان ہے -

اب اس سواری کے گیت دو چار سُن لو - اور بس - باقی اگلی ہولیوں تک !ان گیتوں کے سُننے سے معلوم ہو جاویگا کہ جو سواری ہم نے آریہ سماج کے گرو گھنٹال کے لئے تجویز کی ہے وہ عین غین نے قاف مناسب اور واجب ہے -

ایک تو آریہ گورو نے لکھا ہے کہ جو خود اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو - یا بیمار ہو - وہ اپنی عورت سے کہدے کہ دوسرے کسی سے جا کر بذریعہ نیوگ لڑکا پیدا کرے!! یہ بہت اچھی ترکیب ہے کہ کسی طرح خاندان کا نام رہ جاوے - ڈوب نہ جاوے - اپنی عورت دوسرے کے پاس بھیجدی ہے تو خاندان کا نام نہ ڈوبیگا - یہ تو ظاہر ہے کیونکہ دیانندی مارل کوڈ ایک نیا نکلا ہے - اسی طرح کسی کا خاوند پردیس گیا ہو - اُسکی عورت بھی پیچھے بیکار نہ بیٹھی رہے - کچھ نہ کچھ کھیتی کراتی رہے - یعنے خاوند کی غیر حاضری میں کسی اور پُرش سے نیوگ کرکے لڑکا بالا پیدا کر رکھے - خاوند صاحب پردیس میں ایک کمائی کریں - تو جورو صاحبہ بھی گھر میں دوسری کمائی کر رکھیں خاوند پانچ سال بعد میں آویں تو اپنی بیوی صاحبہ کی گود میں دو چار بچے کھیلتے ہوئے دیکھیں کس قدر خوشی اُن کو ہو گی کہ بلا محنت کئے ہی دو چار بچوں کے بابا بنگئے - مگر وہ بچے اپنی ماں کے اس خاوند صاحب کو اپنا بابا سمجھیں گے یا کہ اُس حضرت کو جو نیوگ کے چکر میں لاکر اُنکی والدہ کے ساتھ ایکانت سیون کرتا رہا ؟ بیچارے نیوگ کرنے والے کو تو کاہیکو محبت اِن بچوں سے ہو گی - اُس کے ساتھ تو وہی معاملہ ہوگا جیسے پنجابی میں کہاوت ہے کہ سٹ کڈ ہی فقیر لبترے!!!

پھر دیانند جہاتما لکھتے ہیں کہ جب اصلی خاوند پردیس سے آجاوے تو جو نیوگت خاوند ہے - یعنی جو غیر حاضری اصلی خاوند میں قائمقام خاوند رہکر بچے پیدا کرتا رہا وہ چھوٹ جاوے - !اگر بیچارہ کرائیہ کا ٹٹو ہو گا تو چھوٹ جانا تعجب نہیں - بقولیکہ قہر درویش برجان درویش - لیکن اگر ایسا نہ ہوا - یعنے کرائیہ کی اُسے پرواہ ہوئی

اور عورت کی اُسی قائمقام خاوند سے محبت ہوگئی - جسکی بدولت بچے پیدا ہو گئے ہیں اور اس قائمقام خاوند کی بھی تیجی لگن اسی بیوی صاحبہ سے ہوگئی اور جنہیں آکو دی جبلی خاوند صاحب جنکو بچہ پیدا کرنے سے ابھی تک کوئی واسطہ نہیں تھا - والی بہات ہیں موسل چند کی طرح - تو کیا ہوگا ؟ بیچارہ قائمقام خاوند ایک جگہ سر پٹکتا مرے گا - اور بیوی صاحبہ اُس کے فراق میں الگ قہر مچائیگی - دونوں کی زندگی دوبھر ہو جاویگی - ایسی صورت میں بہتر ہوگا - کہ اصلی اور قائمقام خاوند کی آپس میں باری مقرر ہو جاوے - پندرہ دن ایک اور پندرہ دن دوسرے - یا ایک دن ایک اور دوسرے دن دوسرا - اس طرح دونوں خوش رہیں گے -

یہ تو ہوا پردیس گئے ہوئے خاوند کے متعلق - لیکن جبکا خاوند گھر میں ہی ہو لیکن بچہ پیدا کرنے کے ناقابل ہو - اور اُسکی عورت کوئی قائمقام خاوند بنائے اور بچے پیدا کیا کرے تو وہ قائمقام خاوند تو ہمیشہ کے لئے ایکٹنگ خاوند ہو جاویگا - اُسکو بھی عورت کب چھوڑنے لگی ہے - جبکہ اُس کا اپنا اصلی خاوند مٹی کا میاں یا بودا میاں ہے - اصلی خاوند صاحب اِس صورت میں کیا خدمت کیا کرے گا - کما دھما کر جورو کو دیا کرے گا - کہ ایکٹنگ خاوند کو کھلائے پلائے اور اُس سے بچے جنکر خاندان کے نام کو قائم اور روشن رکھنے میں کوشاں ہو - اصلی خاوند ایک علیحدہ کمرے میں اکیلے پڑے ہوئے گھنٹے گنا کریں گے اور ایکٹنگ خاوند صاحب اُنکی جورو کو ساتھ لئے دوسرے کمرے میں سلطان اُتپتی کا جتن کریں گے - کیا آنند آتا رہے گا - اصلی خاوند صاحب کو کہ محنت کچھ نہ کرنی پڑی اور بچوں کی کھیپ تیار ہوتی رہی - اس ایکٹنگ خاوند کے ساتھ میعاد تعلق کی کوئی قید نہیں - کیونکہ اسطرح دس لڑکے اور ایک لڑکی تک پیدا کرنے کی دیانندی کوڈ میں اجازت ہے - اگر لڑکیاں دو چار ہوگئیں تو وہ گنتی میں نہ گنی جاوینگی - ایک ہی حساب میں مجرا ہوگی - لڑکے دس تک بیشک ہوں -

پھر دیانند مہاتما نے لکھا ہے - کہ نیوگ ہمیشہ اپنے سے اعلےٰ ذات کے مرد کے ساتھ کرنا چاہئے - یعنے بیج اُتم لینا چاہئے - آپنے ذات پات کی قید کا کھنڈن کرتے ہوئے بھی

یہ لکھا ہے کہ براہمن کے ساتھ عورت کا نیوگ کرانا سب سے اُتم ہے کیونکہ اسکا بیرج سب میں اعلیٰ ہے دیس سے اُتر کر کھتری ویش وغیرہ۔ اب کوئی آریہ سماجیوں سے پوچھے کہ ایک طرف سے تو تم برہمنوں کی حلوا پوری۔ کھیر۔ لڈو۔ پیڑا بند کرنے کے درپے ہو۔ اور خود تم لوگ برہمنوں میں بھی مہا برہمن بنکر سب دان لینے کے لئے ٹھیکرا کہوے کھڑے ہو۔ دوسری طرف سے مانتے ہو کہ برہمن کا بیرج نیوگ کے لئے سب سے اُتم ہے۔ جب برہمنوں کو کھیر۔ پوری۔ لڈو۔ پیڑا ہی نہ ملا۔ تو وہ بیچارے نیوگ کس طرح کرینگے اور آپکے گھروں میں اُتم سنتان کس طرح پیدا کرینگے۔ پس مناسب ہے کہ اپنی کُل رکھشا کے لئے آئندہ برہمنوں کو خوب مقوی غذائیں کھِلا کر انکے بیرج کو پُشٹ کرو۔ تاکہ اسکا نتیجہ تمہارے لئے بھی عُمدہ نکلے۔ یہ بھلا کیسی بات ہے کہ ادِھر سے برہمنوں کو کھانے کو نہ دینا اور اُدھر سے اُن سے نیوگ کرانے کی امید رکھنی۔ یا ایک قول پر ہرتال پھیرو یا دوسرے پر۔

ایک اور بات لکھ کر ہم ہولی کے مضمون کو بند کرتے ہیں۔ بُہت ہو چکی۔ دیانند سرسوتی نے لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ برہمن پرماتما کے مُنہ سے پیدا ہوئے۔ کھتری بھُجاؤں سے۔ ویش جانگھوں سے اور شودر پیروں سے یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جس انگ سے جو پیدا ہوگا۔ اُسی انگ کا سا آکار یعنے صورت اُسکی ہوگی۔ جو آدمی سر سے پیدا ہوگا۔ وہ گول مول شلجم کی طرح ہوگا۔ جو بھُجاؤں سے پیدا ہوگا وہ بازو کی طرح لمب کھمب ہوگا۔ رانوں سے پیدا ہونیوالے کی صورت ٹانگوں کی طرح ہوگی اور پیر سے پیدا ہونیوالا پیر کی صورت میں مینڈک کی طرح ٹاپا کرے گا۔ اگر یہ دلیل سچ ہے کہ جس انگ سے جو پیدا ہو اُسی انگ کی سی صورت ہوگی۔ تو اے دیانندی بھائیو۔ ذرا اپنی طرف خیال کرکے دیکھو اور ایمان سے بتاؤ کہ تمہاری پیدائش کس انگ سے ہوئی ہے۔ اور اس انگ کے ساتھ تمہاری صورت کِس قدر مشابہ ہے؟!!! زیادہ اور اب نہ کہلوائیے۔ باقی اگلی ہولی پر دیکھیں گے۔

سناتن دھرم گزٹ بابت ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱، ۲، ۳

دیانندی اخبار آریہ ورت کا چٹنا

جناب اڈیٹر صاحب سناتن دھرم گزٹ!

آپنے ۱۵ فروری کے رسالہ میں جو سوامی دیانند سرسوتی کے جعلی خیالات کا فوٹو لکھا ہے۔ اُس سے

دیانندیوں میں ہلچل پڑگئی اور بہت سے سمجھدار دیانندی اب پھر فکر میں پڑ گئے ہیں کہ کیا کیا جاوے۔ جو کچھ سناتن دھرم گزٹ میں چھپا ہے۔ اُسمیں صداقت کا اثر خاص طور پر محسوس ہو رہا ہے۔ آریہ ورت اخبار نے ۱۱ مارچ کے پرچہ میں بہت کچھ سراسیمگی دکھائی ہے اور ان باتوں کی سمجھنے میں اُسنے سر پٹکا ہے۔ کہ ہندو دھرم کیا ہے۔ اسکو تمام پر سپیر ویرودہ دکھائی دے رہا ہے۔ میں اسکی حیرانگی دور کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہہ کہتا ہوں کہ اے دوست۔ سناتن دھرم کے مسائل کا سمجھنا اور ٹھیک ٹھیک سمجھنا آپ جیسے چنچل اور چپل بدھی لوگوں کا کام نہیں ہے۔ تم لوگ خود اپنے ہی یہاں فقط ماس اور گھاس کا ہی فیصلہ نہیں کر سکے اور نہ ابھی تک تمکو ٹھیک ٹھیک یہ پتہ لگیگا کہ سوامی دیانند گوشت کھانے کی تردید کر گئے۔ یا تائید۔ پھر تم لوگ سناتن دھرم کے مختلف مسائل کو کیا سمجھو گے۔ اگر بھگوان ہی کی کرپا تمپر کبھی ہو گی۔ یا شُدھ چت سے اپنی گزشتہ کارروائیوں کا پشچاتاپ کر کے کسی مہاتما کی چرن سیوا کرو گے تو شاید کچھ حاصل کر سکو گے ورنہ شک میں ہی عمر تمام ہو جاویگی۔ اڈیٹر آریہ ورت جی اپنے اِس مضمون میں اڈیٹر سناتن دھرم گزٹ کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:۔ آپکا من پشچاتاپ کرتا ہو گا کہ کیا کریں۔ اب اِس مارگ کو پکڑ لیا۔ بڑھاپے میں مارگ پری ورتن کرنا ٹھیک نہیں وغیرہ وغیرہ۔ میں آریہ ورت جی کو یقین دلاتا ہوں کہ سناتن دھرم گزٹ کے اڈیٹر ابھی بوڑھے نہیں ہیں۔ ابھی تو جوان ہیر ہیں۔ اگر وہ دیانندی ہوتے تو آپ میں سے بہت سی ہی عورتوں کو جن کے پتی پردیس میں ہیں۔ یا جو خود سنتان اُتپن کرنے کی شکتی نہیں رکھتے۔ اِن عورتوں کو سوامی دیانند صاحب کے مسئلہ کی پیروی میں نیوگ دوارا اُتم سنتان اُتپن کر کے دیتے اور آپ میں سے بہت سے گُل چراغ ہو جانے سے اسکی بدولت بچ جاتے۔ مگر آپکی بدقسمتی ہے کہ ایسا سُندر کلین اور جوان پُرش، دیانندی نہیں ہے!!

راقم آریوں کا ایک دوست ٭ (بوجہ ایام ہولی کے ہمنے یہ تحریر شایع کر دی ہے لیکن ہم اپنے دوست نامہ نگار صاحب سے جو آریوں کے دوست ہیں التماس کرتے ہیں کہ ایسی پھبتیوں سے ہمیں آیندہ کے لئے معاف رکھیں۔ کہیں ہماری جوانی کو دیانندیوں کی نظر بد نہ لگجاوے

جو آگے ہی ہم سے بُہت چڑے ہوئے ہیں۔ وہ چاہیں ہیں وہ بوڑھا ہی کہدیں تو ہمارا کیا ہرج ہے ہمیں بوڑھا سمجھہ کر وہ اورکچھ نہیں تو ہمیں بابا بابا تو پکاریں گے یہی ہمارے لئے غنیمت ہے ۔ اڈیٹر)"

ہولی کی تقریب پر مخالف حملوں کا جواب کسی قدر آزادی کے ساتھہ دینے کا موقعہ لیا گیا ہے مضمون **آریہ سماج کے ساتھہ ہولی** پیرا لکھا ہوا ہے۔ اسمیں **دیانند سرسوتی** کی نسبت ذکر ہے لالہ منشی رام جنکی طرف اشارہ ہے یہی ملزم حاضر عدالت ہے۔ منسر آج۔ لاجپت رائے اور دیوراج جن کا اس میں ذکر ہے۔ سب آریہ سماجی ہیں۔ میں نے *Jolly words* (زندہ دلی کے الفاظ) استعمال کئے ہیں۔ یہہ واجب تشریح ہے۔ اور آریوں کی اپنی کتابوں میں سے لی گئی ہے۔ میں نے محض آریوں کے قواعد کے نتیجے کو بطور تشریح لکھہ دیا ہے میں چاروں ویدوں کو الہامی کتابیں مانتا ہوں۔ میں نے اُن کو کافی طور پر نہیں پڑھا۔ کہ یہہ بتلاسکوں کہ لفظ نیوگ اُن میں آیا ہے۔ یا نہیں۔ میں نے چند صفحے پڑھے ہیں۔ وے ضخیم کتابیں ہیں اور اُن کا سمجھنا مشکل ہے۔ علاوہ اِن دونوں ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۰ء کے ہولی کے پرچوں کے مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے کبھی اِس قسم کے ہولی کے مضامین کسی اخبار میں لکھے ہیں یا نہیں یہ سناتن دھرم گزٹ بابت ۱۵۔ جنوری ۱۹۰۱ء جلد ۶ نمبر ا ہے (دستاویز D 12 اور ترجمہ انگریزی D/3)

از سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء

از صفحہ ۲

ہمارا مقدمہ

اُس سچدانند سروپ۔ گھٹ گھٹ میں دیاپک۔ بھگت ستکاری۔ اسور سمہاری - پرماتما جیوتی سروپ کا اور تربھون دیاپنی۔ نانا روپ دھارنی۔ دُشٹ سمہارنی۔ مہا مایا جگت ایشوری شکتی بھوانی کا کوٹان کوٹ دھنیہ واد ہے کہ جنکی کرپا سے ہمکو ایک بڑی بھاری اکسمات آئی ہوئی آفت سے ایک بڑا بھاری اور سنجیدہ سبق ملکر چھٹکارا حاصل ہوا۔

ہم اپنے بہت سے مہربان دوستوں، اور بزرگوں اور ہتکاریوں کا کہاں تک شکریہ ادا کریں اور کن الفاظ میں اپنی ممنونی کا اظہار کریں۔ کہ جو شب و روز ہمارے لئے منگل پرارتھنا کرتے تھے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ہمارے لئے نانا پرکار کی آراودھناؤں میں ہمہ تن مشغول تھے۔ اور خود ہم سے زیادہ اُن کو فکر تھی۔ اُنکو بھی بیشمار مبارکباد ہے کہ اُنکی پرارتھنائیں سپھل ہوئیں۔ اور ہم عالیجناب مسٹر ہری صاحب بہادر کے رحم مجسم انصاف اور گورنمنٹ عالیہ کی عنائت اور خاص مہربانی سے ایک سخت سزا سے بچگئے۔ جسکی تشویش ہمیں اور ہمارے بیشمار کرموں کو پریشان کر رہی تھی۔ گورنمنٹ عالیہ کی یہہ تھوڑی عنائت نہیں ہے۔ کہ اُسنے اپیل کی شنوائی کے موقعہ پر بھی سرکاری وکیل کو بدیں ہدایات پیش ہونے کا ایما فرمایا۔ کہ وہ سزائے قید کو منسوخ کرانے میں امداد کرے۔ اِس سے زیادہ شفقت اور رحم کا سلوک اور کیا ہوسکتا ہے۔ جسکے لئے جسقدر شکرگذاری کا اظہار کیا جاوے کم ہے۔ اِس احسان کو ہم جلد فراموش نہیں کرسکتے۔ اور پرماتما سے صدق دل سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ ہم آئیندہ سے گورنمنٹ عالیہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔ اور مزید عنایات خسروانہ کے خود کو قابل بناسکیں۔ گو اِسمقدمہ میں ہمیں بیحد مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ اور جسمانی تکلیف اور تشویش کی کوئی انتہا نہ تھی۔ لیکن دوھنا کالیکھ اٹل سمجھکر سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں اور ہر بل بھاوی پرشاکر رہنے میں ہی بھلائی ہے اسی پر تکیہ کرکے ہم امید کرتے ہیں کہ جسطرح ہم نے نقصان اور تکلیف اوٹھائی۔ اُسی طرح فائدہ اور سکھ اُٹھانے کا بھی کوئی دن تو ہوگا۔ کیا عجب کہ اسی پرماتما کی اپار دیا سے ہمارے نقصانات اور تکلیفات کا نعم البدل جلد ہمیں حاصل ہو۔ وہی ہے جسمیں یہ طاقت ہے کہ پل میں کرے نہال !!! ۔

از صفحہ ۲

ہمارے عزیز سب سے چھوٹے بھائی برخوردار پنڈت پران کشن جی کی شادی خانہ آبادی ۱۵۔ فروری کو قرار پائی ہے۔ یہ شادی لاہور میں ہی ہوگی۔ ہم پرماتما سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ اسکی اپار کرپا اور اپنے مہربان دوستوں کی امداد اور اشیرباد سے ہم اس مقدس فرض کو بوجہ احسن اور بنیرگھن طور پر پورا کرنے میں سمرتھ ہوں۔ مقدمہ کی تکلیف

کے بعد یہ شادی ہمارے لیئے خوشی پر خوشی ہے۔ اور امید ہے کہ اسی طرح ہمارے مہربان ناظرین کے لیئے بھی ہوگی۔ جو ضرور اس خوشی میں شامل ہو کر ہر ایک طرح کی امداد سے ہماری اور اپنی خوشی کو دوبالا فرماویں گے۔ ہماری لاج پرماتما کے ہاتھ ہے۔ وہی اِس موقعہ پر بھی کسی نہ کسی روپ میں ضرور سہائیتا کریں گے ۔*

(از صفحہ ۶ و ۷)

لالہ منشی رام صاحب نے یا جو کوئی پرچارک کے مضمون کا راقم ہے۔ اُسنے اپنی تمام لیاقت معلومات اور عبارت آرائی اور ڈکشنری کا علم جتنا کچھ کہ تھا وہ اِس فقرہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ اُنہوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ڈکشنریاں چھانٹ کر بدی کے جتنے جو جو الفاظ ہیں وہ سب اکٹھے کرنے میں اپنا تمام دماغ صرف کر دیا ہے۔ کیونکہ اِس سے زیادہ بُرائیاں اور کسی ڈکشنری یا لغات یا کوش میں کیا ہو سکتی ہیں۔ جو بڑی انکسار صورت لیئے ہوئے شریان مہاتما جگیاسو منشی رام جی مہاراج کے اخبار میں اِس پروئی ہوئی لڑی میں درج ہیں۔ جو کسی ایک جیو کا گھات مہاپاپ سمجھتے ہیں اور ایسے مانس کھانے کو بھی بڑا پاپ خیال کرتے ہیں۔ کہ اِسے جیو ہتیا ہوتی ہے!!

لیکن وہ نہیں جانتے کہ اپنے مندرجہ بالا الفاظ سے اُنہوں نے نہ فقط پشو ہتیا۔ یا جیو ہتیا کی ہے بلکہ مہا گھور لاکھوں برہم ہتیائیں کر ڈالیں اور کروڑوں جیوؤں کی ہتیا کر ڈالی۔ شاستر میں فقط جان سے مار دینے کا نام ہی ہتیا نہیں ہے۔ بلکہ اسکو اور بھی گھور ہتیا کہا گیا ہے کہ جو بانی دوارا کیجاوے۔ یعنے کسی کا اناور کر کے یا اپنے دُروچنوں سے اسکے آتما کو کشٹ دینا۔ یہ ہتیا (हत्या) معمولی جیو ہتیا سے بُہت بلپشٹ ہے۔ ہمارے خیال میں تو وہ آدمی جو بھوکھ کو رفع کرنے کے لیئے مایان لو کہ شوق کے لیئے۔ یا یہ بھی مان لو کہ مرنے کے لیئے یا پُشٹی کے لیئے یا کسی غرض سے بھی تیتر۔ بٹیر۔ جنگلی مرغ۔ بکرا۔ ہرن۔ چھاگ۔ مرغابی۔ مچھلی وغیرہ جل جنتو جو وہت ہیں ان کا مانس کھاتا ہے۔ اور اسکے لیئے ان جیوؤں کا بدھ بھی ہوتا ہے بلکہ مان لو کہ خود وہ اپنے ہاتھ سے ان جیوؤں کا شکار یا بدھ کرتا ہے۔ اور سواد چکھتا ہے۔ وہ اُس شخص سے ہزار درجہ کم گنہگار ہے۔ جو اپنے دُرِبچن اور پاپی اپوتر شبدوں سے کسی منش کی

مہاندا کر کے اسکے آتما کو کلپاتا - اور کشٹ دیتا ہے - یہ جیو بدھ سے بہت درجہ زیادہ پاپ ہے - خصوصاً جبکہ ہزاروں لاکھوں آتماؤں کو مہا گھور دکھ دیا جاوے جو مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے - یہ برہم ہتیا ضرور انکو چمٹیگی - اس لوک میں نہیں تو پرلوک میں - اگر شاستر سچ ہے اور بقول گھاس پارٹی کے اگر کسی اس پارٹی کے آریہ کو تیتر بٹیر مارنے اور گوشت کھانے کے لئے پرلوک میں جیو ہتیا کا پاپ بھاگی ہونا پڑے گا - اس سے کئی درجہ زیادہ اس وچن سے برہم ہتیا کا پاپ اُن کو چمٹیگا - کیونکہ ہتیا بھی کئی طرح کی ہیں - دوسرا یہہ بھی پاپ ہے کہ جنہوں نے مانس کھایا - اسنے جیو بدھ ہوا - انکو مزہ تو آیا - پیٹ تو بھرا - اور عام مثل ہے کہ میٹھے کے لالچ سے جوٹھن کہائی ! لیکن یہ زبان دوارا جو ہزاروں لاکھوں برہم گہات لالہ منشی رام جی کے اخبار میں ہوئے ہیں - انہیں کیا مزا آیا - ؟ پھر جو بلا ضرورت بیفائدہ ہی پاپ کیا جاوے (یعنے ایک آسودہ آدمی دوسرے کی گردن گھونٹ اسکا مال لوٹ لے) اسکی سزا بھی بہت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اس پاپ کے جو کسی خاص ضرورت سے کیا جاوے - مثلاً بھوکھ سے لاچاری کیحالت میں غلہ لوٹ لینا یا چوری کر لینا ! اگر عموماً مضامین میں "اوم شم" لکھنے والے لالہ منشی رام جی جو لیڈر بھی ہیں اس ہمارے اصول کو دیکھیں گے تو بہت صحیح پائیں گے کہ آپکے ایسے گھاس پارٹی سے مانس کھانیوالا بہت اچھا ہے - جو پاؤ بھر ماس سے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے بجائے اس کے جو لاکھوں جیو ہتیا زبان سے کرے اور اُسکے مُنہ میں ایک لقمہ بھی نہ جاوے ... . .

.. ..

صفحہ ۸ - اگر گورنمنٹ عالیہ کے مشیران ایسے الفاظ کے لئے باز پرس نہیں کرتے تو ہمیں مفصل ہدایات لمجانی چاہئیں - کہ اشتعال بخش کیا ہوتا ہے تاکہ ہم اسی حد کے اندر اندر رہیں جو اشتعال بخش میں نہ آوے .. ..

صفحہ ۱۵ و ۱۶ - ہندو تخم سے پیدا ہو کر جس شخص نے پنچ گویہ (पञ्च गव्य) کا مہاتم نہیں جانا - اُسنے زیادہ بدقسمت اور گھور پاپی اور کون پیدا ہوگا - ! ہندو دھرم سے اُتنا ہی ہو کر جو گو موتر کو میٹھا سمجھتا ہے - جو گو موتر کی مہما نہیں جانتا ہو

ہمارے خیال سے اپنے ہندو کُل کو کلنک لگادیا اور بجائے کُل تارک ہونے کے وہ کُلانگار پیدا ہوا۔ اگر دھرم اور شردھا کا تخم بھی دل میں باقی نہیں ہے۔ تاہم کسی چترا اور لائق ویدجی مہاراج سے گوموت کے فوائد دریافت کئے ہوتے۔ اور گوبر کی حقیقت معلوم کی ہوتی۔ ہم اور ہمارے بزرگ بیشک پنچ گویہ (पञ्चगव्य) پیتے ہیں۔ اور بڑی بھاونا سے پیتے ہیں۔ اگر یہ بقول تمہارے پیشاب اور گوبر ہڑپ کرنے کے برابر ہے تو اے کُل کو لانچھن لگانے والے تحریرنا! کے رائیٹر مہاشیہ اگر تم ہندو کُل ہی سے پیدا ہوئے ہو تو یاد رکھو کہ تمہارے بزرگان پُشت ہا پُشت تک اِسی پیشاب اور گوبر کو مُدتوں سے برابر ہڑپ کرتے رہے۔ اور اُنکی نس نس اور خون اور گوشت اور پوست اور استخوان میں اسی پیشاب اور گوبر کا دائمی اور مستقل اثر موجود ہے۔ اور اسی اثر سے تم بھی پیدا ہوئے ہو۔ لہٰذا تمہارا اِس قسم کی نفرت انگیز الفاظ میں بیان کرنا زیب نہیں دیتا۔ اگر کوئی مُسلمان یا عیسائی کی پیدائش کا شخص ایسا کہتا تو قابل معافی تھا۔ لیکن تم ہرگز نہیں۔ تمہارے ماں باپ دادا دادی۔ پردادا۔ پردادی۔ نانا۔ نانی۔ پرنانا۔ پرنانی۔ لکڑ دادا۔ لکڑ دادی وغیرہ وغیرہ تمام کی پیدائش پر۔ جنیئو پر۔ شادی پر۔ موت پر۔ غرضیکہ بہت سے موقعوں پر اِسی پیشاب اور گوبر سے سمت پنج گویہ (पञ्चगव्य) ضرور پان کیا گیا ہوگا۔ "اُنہیں پیشاب اور گوبر ہڑپ کرنیوالوں" کی نسل میں پیدا ہو کر تمہارا یہ مُنہ کہاں ہے کہ یہ کہہ سکو؟ اگر ہم پورانک بُت پرست گائے کو پاکیزہ اور مقدس جانور خیال کرتے ہیں تو یاد رکھو کہ تم بھی انہیں کی اولاد ہو جو ایسا کرتے تھے۔ ہم گویا تمہارے بزرگوں کے ہی دھرم کا پالن کر رہے ہیں۔ اِسلئے تمہارے لئے جائے تعظیم ہیں۔ کیا تم یا تمہارے "پورانک بُت پرست" والدین اور بزرگان گائے کو پاکیزہ اور مقدس جانور نہیں خیال کرتے تھے؟ پھر ہم پر اِس کا طعنہ کیا؟ جو طعنہ ہم پر ہے پہلے اپنے آباد اجداد پر دیجئے اور ثابت کیجئے کہ وہ تمام جہالت مجسم اور ویدک گیان سے ہین تھے۔ پھر ہم اندازہ لگانے کی کوشش کریں گے۔ کہ ایسے آباو اجداد کے خاندان میں آپ ایسے

لائق اور ویدک روشنی سے ایک دم منور کس طرح پیدا ہو گئے؟ بیشک ہمارا پرمیشور پرماتما سرب دیاپی سچدانند ہے۔ بیشک وہ ہر ایک جگہ موجود ہے۔ آپکو اختیار ہے کہ جوتی میں بوٹ میں یا سنڈاس میں اُسکی پوجا کریں۔ کیا مجال کہ آپ پر کوئی اعتراض کرے۔ ہم کو اختیار ہے کہ ہم سرب تیرتھ منی پوتر سوچہ ([illegible]) امندروں میں سندر سامان کے ساتھ اسکی پوجا کریں۔ آپکو کوئی حق نہیں یہ کہنے کا کہ وہاں پوجا نہ کریں اور جہاں تم بتاؤ وہاں پوجا کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر آپکے خیال اور آپکی پیشکردہ وجوہات سے جوتی ناپاک نہیں ہے۔ تو آپ بیشک اِسے اپنے سر پر لئے لئے پھرا کریں ہمیں اِسّے ذرا برابر سروکار نہیں ہے۔ لیکن آپکا ایسے گندے الفاظ پر اُتر آنا کیسا نامعقول شیوہ ہے؟ اگر آپ اپنے والد کو مقدس یا پاکیزہ خیال کرتے ہیں۔ تو کیا آپکے لئے یہ واجب ہوگا کہ اُسکی ہڈی اور چمڑا اُدھیڑ کر اُسکی پوجا کیا کریں۔؟ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمیں ایسے الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آریہ مسافر کے الفاظ واقعہ میں سخت اشتعال بخش ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از صفحہ ۱۷ و ۱۸

ہم اس روز کی خوشی کے ساتھ تمنا کرتے ہیں جبکہ لالہ منشی رام جی بھی اپنے "اصلی رنگ روپ" میں آکر دکھاتے ہیں اور ہم ان کے لئے مبارکباد کی ایوننگ پارٹی دیں جس میں گھاس ہی گھاس ہوگا۔ اگر ڈانس ہوگا بھی تو بہت پردہ اور لحاظ کیساتھ معہ" کارروائی ہوگی۔ جیسا کہ ملتان کے آریہ سبھاپتی جی نے کارروائی فرمائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از صفحہ ۱۹

لیکن آریوں سے ایک نہیں ایک سو ایک لاکھ ایک ہزار ایک شکایت ہے۔ جب آریوں کے ساتھ ہولیوں میں دل لگی کرنے کی وجہ سے ہم پر یہ جُرم لگایا گیا کہ ہم آریوں کو اشتعال دے کر امن میں خلل ڈالنے کے سزاوار ہیں اور بڑے بڑے آریہ لوگ ہمارے خلاف شہادت دینے کو تیار پائے گئے۔ تو پھر ہم کیوں گورنمنٹ عالیہ کے سامنے یہ ظاہر نہ کریں کہ ان آریوں کی کرتوتیں بھی ذرا دیکھی جاویں۔ جو

ہندؤوں مسلمانوں سکھوں وغیرہ وغیرہ سب کی سخت توہین اور انپر فحش حملے کرکے انکو اشتعال دیتے ہیں؛ یاد رہے کہ ہم برابر آریہ لٹریچر کا نمونہ حتے المقدور گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے لئے پیش کرتے رہیں گے۔ اور لالہ منشی رام جی کے اس طعنہ کی ہمیں ذرا پرواہ نہیں ہے۔ جو وہ ہمیں دیتے ہیں کہ ہم عیسائی اور مسلمانوں غرضیکہ سبکو اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں۔ باقی ہماری نسبت جو "پوراہک" کا لفظ لالہ منشی رام جی نے استعمال کیا ہے۔ اسکا مطلب وہ ہمیں سمجھا دیں۔ کہ کن معنوں میں استعمال کیا ہے۔ پھر ہم اسکا جائیزہ بخوبی لے سکیں گے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

از صفحہ ۲۰

ہمیں اس انتظام میں دقت دکھائی دیتی ہے۔ کہ پانچ وقتوں کے لئے ایک روپیہ یعنے ایک وقت کے لئے کچھ کوڑیاں کم سوا تین آنے وصول کرنے سے پوری نہ پڑیگی اور پھر بہت سے جھگڑے بھی اُٹھیں گے۔ اگر کسی نے کم کھایا اور کسی نے زیادہ کھایا تو کیسے نبھیگی؛ کیونکہ آریہ بھائی کوڑی کوڑی کا حساب لینے والے ہیں! اگر کسی نے سے رے کم کھانا کھایا تو وہ باقی حساب مانگیگا۔ اور اگر کوئی زیادہ ڈکار گیا تو مہمان نواز اس کے سر ہونگے! کوئی مہمان کھانے کے ہمراہ چائے۔ دودھ۔ چٹنی مربہ۔ پاپڑ۔ دھی بڑے مانگ بیٹھا تو کیا ہوگا۔؛ کسی نے برف سوڈا واٹر لیمینڈ کا شوق جتلایا تو کیا ہوگا۔؛ کسی نے مٹر یا سیم پھلی پکانے کا آگرہ کیا اور آنکی قیمت گران ہوئی۔ یا کریلے مانگے جو اُن دنوں بہت مہنگے ہوں تو پھر کیا ہوگا؛ سوا تین آنے میں تو ایسی چیزیں ملنے سے رہیں۔ ایسی صورت میں بہت سی مشکلات واقعہ ہونگی۔ گھی۔ دودھ کو آگے ہی آگ لگی ہوئی ہے۔ پھر سوا تین آنہ میں ایک آدمی کا پیٹ بھرنا تو مشکل ہے۔ سناتن دھرمی طریقوں سے آریہ بھائیوں کو نفرت ہے۔ ورنہ ہم اُن کو آسان تدبیر بتا دیتے۔ کہ جن دنوں جلسہ ہو اُن دنوں لوگوں کے گھروں سے "منڈے" مانگ لاویں۔ یا کسی ایسے "پوپ" کے ساتھ ٹھیکہ کرتے کہ جسکے یہاں بہت کثرت کے ساتھ "منڈے" آتے ہیں۔ تو مفت کام نکل جاوے۔ اور اُجرت بھی دینی پڑے تو بہت تھوڑی۔ کیونکہ پوپ

لوگوں کے پاس اِسقدر "ہندے" آتے ہیں کہ وہ "چھان بورے" کے ساتھ ملا کر اُنکو کوڑیوں کے مول فروخت کر دیا کرتے ہیں۔ اِسی نرخ پر وہ آریہ بھائیوں کو دیدیں گے۔

.. ..

از صفحہ ۴۲

بل بے گورو کُل۔ بل بے گورو کُل۔ ابھی یہ جاری نہیں ہوا۔ تو آج سے سوا سال پہلے سے یہ حال ہے۔ اگر جاری ہو گا تو پھر بھونچال آجاویگا۔ بقولیکہ ابھی فتنہ ہے کسی دن کو قیامت ہو گا! جو ایک "ودیارتھی" سوسو "پنڈتوں" کے دانت کھٹے کر دیگا "ودیارتھی" کیا۔ توپ کا گولہ ہوا۔ بلکہ لیمو کا ست! بھلا پوچھو کہ اگر اُٹھے بھنے نہیں لئے جاتے تو کیا ایک "ودیارتھی" پنڈتوں کے دانت کھٹے کیا کرتے ہیں یا کہ ایک پنڈت سوسو ودیارتھیوں کو چپت لگا لگا اور کان اینٹھ اینٹھ کر پڑھایا کرتے ہیں؟ اِن طالبعلموں یا ودیارتھیوں کو اُستاد یا پنڈت لوگ "آسمان سے گرا ہوا" کہا کرتے ہیں جو آپسمیں ملکر کسی ایک اُستاد کو دِق کیا کرتے ہیں! پھر علاوہ ازیں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ جب گورو کل کے ایک ایک "ودیارتھی" ایسے توپ کے گولے ہو جاویں گے کہ سوسو پنڈتوں کے دانت کھٹے کر سکیں تو وہاں کے "پنڈت" کیسے ہونگے۔ خاصی ہیکم توپیں ہونگی بلکہ کارخانہ کرپ کی بنی ہوئی! ایک اور مشکل ہے کہ اِس گورو کل کے لئے پڑھانیوالے پنڈت کہاں سے دستیاب ہوں گے؟ فی الحال تو یہ آریہ سماجی "پنڈت" لوگ خود کاشی میں جاکر "ودیارتھی" بنتے۔ اور پڑھتے ہیں اور ہمارے یہاں کے ودیارتھی ان کے یہاں کے پنڈت ہوتے ہیں۔ مگر گورو کُل کے لئے شائد خلاف قانون قدرت نئی سرشٹی کے "پنڈت" آسمان سے گریں گے۔ جیسا کہ سوامی دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ سرشٹی کی آدمیں بلا ماں باپ کے جوان جوان آدمی پرمیشر نے پیدا کئے تھے۔ ہمیں آریہ بھائیوں کی اِس شرافت پر بڑا تعجب آتا ہے کہ وہ ایک طرف سے تو کاشی کے پنڈتوں کو کوستے ہیں۔ دوسری طرف سے ان میں وہی اُپدیشک یا پنڈت فاضل مانا جاتا ہے۔ کہ جس نے کاشی میں جاکر چند سال تعلیم پائی ہو۔ یا پنڈتوں کی جوتیاں سیدھی کی ہوں .. ..

اس پرچہ میں مضمون "شادی خانہ آبادی" میں نے لکہا تھا۔ سناتن دہرم گزٹ بابت ۲۸۔فروری ۱۹۰۰؁ء میں ایک مضمون شایع ہوا تھا "عیسائیوں کی کرتوت اور آریہ سماجیوں کی نالایقی" (دستاویز حرف D 14) سناتن دھرم گزٹ بابت اکتوبر ۱۹۰۰؁ء میں ایک مضمون "آریہ چمار" شایع ہوا ہے۔ (دستاویز D 15/ ترجمہ D 16)

سناتن دھرم گزٹ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۰؁ء

از صفحہ ۸ و ۹

کیونکہ اِسکے آگے خود ہی اخبار ہذا لکہتا ہے کہ:- وید بھگوان کی سواری پر چاروں طرف سے پھولوں کی برشا ہورہی تھی۔ یہاں تک کہ فاحشہ عورتوں نے بھی پشپ برشا کی۔ نہ معلوم آریہ لوگوں کا خیال فاحشہ عورتوں کی طرف کیونکر چلاگیا۔ کیا وہ کو انہیں کو تاڑنے کے لئے سواری کے ساتھ تھے؛ جسطرح رتن اور جواہرات سے بھرے ڈھیر میں کوّے کی چونچ غلاظت پر ہی جاتی ہے۔ کیا اسی طرح آریہ اڈیٹر منشی رام جی کو اس تمام عالیشان مجمع میں جسکے ساتھ پچاس ہزار سے زیادہ صاحبان تھے۔ اور ہر ہر موقعہ پر معزز روساء دہلی کی طرف سے عطر پان کی تواضع چلی جاتی تھی۔ اس تمام نظارہ میں انکی نظر فاحشہ عورتوں ہی کی طرف گئی؛ یا تو یہ آپکے اخلاق پر بڑا بھاری دھبہ ہے اور یا آپ نے محض ہمارے وید بھگوان کی توہین کرنے اور ہمارے بھائیوں کو اشتعال دینے کے لئے یہ فقرہ درج کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(از صفحہ ۹)

پھر منشی رام جی کو یہ طوفان تولنے کی کیا ضرورت تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(از صفحہ ۱۰)

تو اِسپر منشی رام جی کو ایسی جلی کٹی سنانے کا کیا حق تھا۔ سوائے اِسکے کہ توہین کیجاوے۔ اور اپنے آریہ دل کو خوش کیا جاوے "ذات دی کوڑھ کلی تے شیراں نال جپھے" والی پنجابی مثل یہاں صادق آتی ہے۔

از صفحہ ۱۱

سناتن دہرم گزٹ کی مخالفت میں اشتعال بخش کلمات استعمال کرتے اور

بے شرم گنڈوں کی جماعت کی طرح مہامنڈل کے پنڈتوں کو دِق کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

از صفحہ ۱۲

اور انہوں نے ہم پر ایسی پھبتیاں شروع کیں کہ اگر ہم ہنسی میں ٹال نہ دیتے اور خدا جوش میں آجاتے تو بہت سے آریوں کے وہیں سروں کے ٹکڑے اُڑ جاتے۔ اور مہا بھارت کا تھوڑا سا نقشہ انہیں وہیں دکھائی دیدیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر ہم اپنا اسوقت ایک ہاتھ اُٹھاکر کسی بدزبان آریہ کے مُنہ پر ایک چپت جمادیتے تو ہزاروں ہاتھ ہمارے ساتھ اُٹھتے۔ اور بجائے جمناجل سے ترپن کرنے کے اُن دہرم نندکوں کے خون سے ترپن ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از صفحہ ۱۴

سر منڈواتے ہی اولے پڑے۔ (آریہ اور پرچار)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساتن دہرم گزٹ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۰ء میں سے ایک ایڈیٹوریل نوٹ بسا ونی سمت ۱۹۵۷ کے ست دھرم پرچارک کے ایک مضمون پر لکھا تھا۔ (دستاویز ۲۱ D ترجمہ ۱۸ D)

ساتن دھرم گزٹ بابت ماہ۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

از صفحہ ۱۲ تا ۲۳

ہمارا مقدمہ۔ حضور گورنمنٹ عالیہ کی خدمت فیضدرجت میں ہم بکمال ادب اور انکسار کے ساتھ گذارش کرتے ہیں کہ رسالہ ساتن دھرم گزٹ میں ایام ہولی وغیرہ میں چند ایسے مضامین شائع ہوئے ہیں کہ جنکو ہم ہولیوں کے جوش اور آریہ لوگوں کو ترکی بترکی جواب دینے کے طیش میں آکر اسوقت شائع تو کر بیٹھے۔ لیکن اب جو ہم سنجیدگی کیساتھ انہیں دیکھتے ہیں تو اعلےٰ اخلاق اور تہذیب کے پایہ سے۔۔۔ وہ گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ہولی کے جوش میں ہمسے ایسی حرکت سرزد ہوگئی جو گورنمنٹ عالیہ کی خفگی کا موجب ہوئی۔ چونکہ گورنمنٹ عالیہ کا یہ اعلےٰ فرض ہے کہ تہذیب اور اخلاق کی معاون ہو۔ اور بد تہذیبی اور بد اخلاقی کی جہاں تک ممکن ہو تخریب کے درپے ہو۔ لہذا ہم کسی قسم کی کوئی شکائت نہیں کرسکتے

اگر وہ ایسے مضامین پر حرف گیری فرماوے - اور اپنی ناراضی کا اظہار کرکے ایسے مضامین کی اشاعت کے لئے سزا دینے پر آمادہ ہو - کیونکہ یہ تمام کارروائی اُنکی نیک نیتی پر مبنی ہے - اگرچہ اُن ناواجب اور سخت قسم کے اشتعالک بخش حملوں کی طیش میں آکر وہ مضامین ہمارے گزٹ میں شائع ہوئے جو آریہ سماجی لوگ ہر ایک موقعہ پر بے تحاشا ہم سناتن دھرمیوں پر کیا کرتے ہیں - لیکن قانونی طور پر یہ کوئی ڈیفنس ہمارے لئے نہیں ہے کہ چونکہ ایک مجرمانہ حرکت کرتا ہے - لہذا دوسرے فریق کی ویسی ہی مجرمانہ حرکت قابل مواخذہ نہ ہو - ایک چور اپنے بچاؤ کے لئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص یا اشخاص ڈاکہ مار کر چونکہ اسوقت تک محفوظ ہیں - اسلئے چوری کرنے کے لئے اُسے بھی باز پرس نہ کیجائے - دو سیاہیاں ملا کر ایک سفیدی نہیں بن سکتی ہے گو یہ ہوسکتا ہے کہ ایک سیاہی کے مقابلہ میں اگر دوسری نہائت شوخ رنگ کی سیاہی پیش کیجاوے تو پہلی سیاہی اُسکے سامنے پھیکی ضرور معلوم ہو گی - لیکن سفیدی نہیں بن سکتی - لہذا اور اصحاب ہمارے متعلق جو کچھ کرتے ہوں سو کرتے ہوں - لیکن ایسی صورتوں میں ہمارا تہذیب یا اخلاق کو ہاتھ سے دیدینا کوئی وجہ ڈیفنس ہمارے لئے نہیں ہوسکتا - اسی طرح گو ہولیوں کے ایام میں ہندو لوگوں میں بہت کچھ فحش اور بے تکلفی کا استعمال پایا جاتا ہے - اور خوب خوب تہذیب اور اخلاق کی مٹی خراب کی جاتی ہے - اور اُن دنوں کی ایسی فحش حرکات پر اسی طرح چشم پوشی ہوجاتی ہے جس طرح دیوالی کے ایام پر قمار بازی پر - لیکن تاہم گورنمنٹ عالیہ بحیثیت گورنمنٹ کبھی اس قسم کی حرکت کو قانونی طور پر جائیز نہیں خیال کرسکتی - چاہے وہ ہولیوں میں ہو یا اور کسی موقعہ پر - گورنمنٹ عالیہ کے نقطہ خیال سے زبانی گندہ فحش چند ایام میں باہم کہہ سن لینا اور بات ہے - اور ایک رسالہ میں شائع کرنا دوسری بات ہے - اور بیشک گورنمنٹ عالیہ کا خیال بالکل درست ہے - گو ہمارے گزٹ کی اشاعت ایک خاص فرقہ تک ہی محدود ہے - اور ایک بھی آریہ سماجی صاحب اسکا خریدار نہیں ہے گو وہ ایسے بخیال سرکار والاکمال درجہ بھڑک گئے - لیکن تاہم یہ ایک رسالہ ہے - اور اس میں اگر کوئی مضمون قابل گرفت اور قابل سرزنش چاہے کن ایام میں شائع ہو - اگر وہ کسی طرح پر

گورنمنٹ عالیہ کی توجہ میں آجاوے۔ تو وہ اسپر چشم پوشی نہیں کرسکتی۔ کیونکہ ایسا کرنے سے خود اسکے اخلاق پر حرف آتا ہے۔ کہ وہ ایسے مضامین کی اشاعت کو روکنے میں پہلوتہی کرتی ہے۔ اور اپنے نازک فرائض کی انجام دہی میں قاصر رہجاتی ہے۔ گورنمنٹ عالیہ بیشک ہماری ماں باپ ہے اور ہم اسکے ہر ایک مہر رحم اور عنایت خسروانہ کے امیدوار اور خواستگار ہیں اور ہمیشہ رہینگے۔ لیکن اپنے بچہ یا لڑکے کی کسی ناواجب حرکت پر اگر ماں باپ اسے سزا دیں یا ہاتھ یا بید سے اسے ماریں تو وہ بچہ نہائیت بیوقوف ہوگا۔ جو اس سزا سے والدین کی شکائیت کرے یا اِسوجہ سے انہیں ظالم سمجھے کیونکہ اسے خیال کرنا چاہیئے کہ جبکہ وہی ماں باپ لاڈ اور پیار سے اُسے پالتے ہیں۔ اسکی اچھی حرکات کے لیئے اُسے خوش ہوتے ہیں۔ اسے انعام دیتے ہیں۔ اسکی تعلیم اور پرورش میں ہزاروں دِقتیں برداشت کرتے ہیں اُن کو یہ بھی حق ہے کہ اگر بچہ کی کسی نالائق حرکت سے ناراض ہوں تو اِسے سزا بھی دیں اور اسے طمانچہ بھی ماریں۔ کیونکہ ان کا ایسا کرنا بھی بچہ کے حق میں آئیندہ بہتری کے خیال سے ہے بعینہ اسی طرح ہم خیال کرتے ہیں کہ جبکہ گورنمنٹ عالیہ ہم رعایا کو بچوں کی طرح پالتی ہے اور ہر ایک فکر رکھتی ہے۔ اور اچھے کاموں کے لیئے انعام اور عزت بخشتی ہے۔ اگر ہماری کسی ناواجب حرکت پر ناراض ہوکر ہمیں سزا دے۔ تو ہم کسی طرح پر بھی حرف شکائیت زبان پر نہیں لاسکتے۔ کیونکہ ایسا کرنا نہائیت درجہ احسان فراموشی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ کا ایسا سلوک بھی ہماری آئیندہ کی بہتری کے خیال سے ہے کہ پھر ایسی حرکت سرزد نہ ہو۔ نیز دیگر بچوں یعنے رعایا کو بھی سبق ہو کہ ایسا کرنے سے یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ باوجود سختی سزا کہ ہم صاحب مجسٹریٹ ضلع بہادر مسٹر سی۔ ایچ۔ اٹکنس صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہمیں اس بات کا عملی تجربہ کرایا۔ کہ عدالت کے قلمی اختیارات کے سامنے گورنمنٹ کی سفارش بھی نظر انداز ہوسکتی ہے۔ اور صیغہ جوڈیشل اور انتظامی ایسا علیحدہ علیحدہ ہے کہ ایک کی سفارش دوسرے تک کارگر ہونا یقینی امر نہیں ہے۔ اور اسبات کا بھی تجربہ انکے حکم کی بدولت ہوا کہ انسان کی تمام پختہ امیدیں بھی کسی وقت ایک آن کی آن میں برباد ہوسکتی ہیں۔ اور اُسے فقط اپنی ہی کوششوں پر بھروسہ نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ ڈرتے رہنا چاہیئے۔ کہ نہ معلوم پردہ قلم سے کیا ظہور پذیر ہو۔ ہم باشبہ اپنی کوششوں کے بعد بیٹھکر

ہو گئے تھے۔لیکن صاحب ضلع بہادر نے ہمیں نہ بھولنے والا سبق ہمیشہ کے لئے دیا کہ یہ ہماری سخت غلطی تھی۔حاکم کے قلم سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔آخر کار جو ہماری قسمت میں تھا وہی ہوا صاحب ضلع کا کیا قصور ہے۔ وہ ایک ذریعہ تھے ہمارے کرموں کا پھل دینے کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔

سناتن دھرم گزٹ مورخہ ۳۱۔ جنوری ۱۹۰۰ء میں ایک مضمون **بھرشٹانند جی** نکلا تھا۔میں نہیں جانتا اُسے کس نے لکھا تھا (دستاویز D/19 اور ترجمہ D 20)

سناتن دھرم گزٹ ۳۱ جنوری ۱۹۰۰ء

بھرشٹانند جی۔کسی شخص سے ایک نے پوچھا آپ کا مذہب کیا ہے۔وہ بولا بھائی اسوقت تو میرا کوئی مذہب نہیں ہے۔ پہلے میں برہمن تھا۔پر اسکے بُت جھگڑے مجھے ناپسند ہوئے۔تب میں اُسے چھوڑ سکھ ہو گیا۔ پر ایک روز سکھوں نے مجھے حقہ پیتے دیکھا اس سے وہ مذہب بھی چھوٹا۔تب ایک مُسلمان کے پریم میں پھنس مُسلمان ہوگیا۔ایک دن کسی نے ہوٹل میں سوٗر کھاتے دیکھ لیا۔ اس میں مسلمانی بھی بگڑی۔لاچار کرسٹان ہوگیا۔اور کچھ دن آزاد رہا۔پر اس سے بھی طبیعت گھبرائی۔تب آریوں کی مہربانی سے اب تو ان کے دفتر میں نام لکھا لیا ہے۔ اور بے کھٹکے مست پھرتا ہوں۔اب بگڑنے کا خطرہ نہ رہا۔اس سے میرا نام بھرشٹانند جی ہے۔

سناتن دھرم گزٹ بابت ۱۴۔فروری ۱۹۰۰ء میں ایک نامہ نگار کا مضمون نکلا تھا۔ بہ سُرخی "ہوشیارپور میں دیانندیوں کا جھوٹھ اور اُن کا انتظام" (دستاویز D 21 معہ ترجمہ D 22)

اپنے بھائی کی شادی کے موقعہ پر میں نے سناتن دہرم گزٹ میں (دستاویز حرف D 23) مدد مانگنے کا مضمون لکھا تھا

ضمیمہ اخبار عام لاہور مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۱ء

مہربان ناظرین اخبار عام کی خدمت میں بے تکلفانہ التماس۔ ہمارے افسر سمجھو۔ مالک سمجھو۔ معاون سمجھو۔ مددگار سمجھو۔ سرپرست سمجھو۔ دوست سمجھو۔ غمگسار سمجھو ہمدرد سمجھو۔ جائے پناہ سمجھو۔ مہربان سمجھو۔ عزیز سمجھو۔ رفیق سمجھو۔ شفیق سمجھو۔ کرم سمجھو

منظم سمجھو - جو کچھ سمجھو ناظرین اخبار عام ہی ہیں - تکلف سے یا بے تکلفی سے جو کچھ کہنا ہے اِنہیں سے ہی عرض کرنا ہے - اِس غرض کی داد دینے والے - بسر و چشم قبول کرنیوالے یا نہ کرنیوالے جو کچھ ہیں وہ ناظرین اخبار عام ہی ہیں - غرضیکہ ہمارا جو کچھ بھروسہ ہے اِن پر ہی ہے اور جو کچھ ہمیں ناز ہے اُنکی وجہ سے - کہا بھی ہے "ناز بران کن کہ خریدار تست"!!! جہاں ایک خریدار - پر لوگ ناز کیا کرتے ہیں - وہاں ہزاروں خریدار ونکی وجہ سے ہمیں ناز کیوں نہ ہو!!! اِسی بھروسہ پر ہم آج اِس خاص موقعہ پر ایک خاص درخواست اپنے ناظرین باتمکین قدردانان باصفا کی خدمت میں بے تکلفانہ طور پر کرنا چاہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اِسپر خاطر خواہ توجہ ہوگی ۔

گزشتہ ایام میں جو بدقسمت مقدمہ ہمارے عزیز پنڈت **گوپی ناتھ** پرسناتن دھرم گزٹ میں ہولیوں کا مضمون شائع کرنے پر ہوا - ہم خداوند عالمین کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنکی عنایت بڑے بڑے عالیجاہ مہربانوں کی شفقت - گورنمنٹ عالیہ کے رحم اور عالیجناب مسٹر ہری صاحب بہادر ڈویژنل جج بہادر کے رحم مجسم انصاف سے وہ آخرکار مناسب طور پر انجام پایا - جسکے لئے شکرگذاری کے کوئی الفاظ ہمارے پاس نہیں ہیں - دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من کا معاملہ ہے - اِسمقدمہ میں علاوہ بیحد تشویش اور تفکرات اور انڈائرکٹ نقصان کے قریبًا تین ہزار روپیہ کا مالی نقصان برداشت کرنا پڑا - جو ایک تھوڑی رقم نہیں ہے - اگرچہ ہمارے چند مغز مہربانوں نے اسموقعہ پر بلحاظ ہمدردی یہ تجویز پیش کی تھی کہ نقصان کو پورا کرنے کے لئے چندہ کیا جاوے جسمیں اُنہوں نے خوشی سے اپنی شمولیت کا ایما فرمایا تھا - لیکن اُسوقت ہم نے ایسا کرنا مناسب خیال نہ کیا - کہ خدا جانے اسکا نتیجہ کیا نکلے اور کہاں تک ہمیں کامیابی ہو - ساتھ ہی مجسٹریٹ صاحب بہادر کا یہ فقرہ جو فیصلہ میں درج تھا - بیطرح ہمارے کان میں گونج رہا تھا کہ ملزم اِس حیثیت کا آدمی ہے کہ چاہے کتنی بھی رقم کا جرمانہ اسپر کیا جاوے - اسکو کچھ محسوس نہ ہوگا - کیونکہ اِسکے دوست فورًا ادا کردیں گے - گویہ فقرہ صاحب مجسٹریٹ بہادر کا ہمارے عزیز پنڈت **گوپی ناتھ** کی شان کو بڑھانیوالا - اور سب طرح قابل شکرگذاری کے تھا - کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر

عزیز موصوف کو ایسا ہر دلعزیز خیال کرتے ہیں کہ کتنی بھاری رقم کا جرمانہ ہو فوراً اسکے دوست ادا کر دیں گے۔ لیکن اِس خاص موقعہ پر انکی یہ با توقیر اور عالیشان رائے ہمارے لئے زخموں پر نمک چھڑکنے کے برابر تھی اور ہم ایسے پیچ و تاب میں تھے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا سا سماں تھا غرضیکہ کئی ایک قسم کی شش و پنج کیوجہ سے ہم نے اپنے معزز مہربانوں کے اس آزاد تجویز کو شکر گذاری کے ساتھ نامنظور کر دیا جو اُنہوں نے عین ہمدردی کے خیال سے پیش کی تھی اور تن تنہا اِس نقصان اور آفت کا مقابلہ کیا۔ اور زہے نصیب کہ ورطہ تشویش سے ہمارے عزیز کی سلامتی کا جہاز کنارے پر آپہنچا۔

لیکن اب ہمیں ایک اور ضرورت درپیش ہے جو خلاف تشویش کے انبساط اور خوشی مجسم ہے۔ جس کو سُنکر ہمارے ہمدرد اور مہربان بلاشُبہ خوش ہونگے اور وہ یہ ہے کہ:- ہمارے عزیز سب سے چھوٹے بھائی برخوردار پنڈت **پران کشن** جی کی شادی خانہ آبادی کی مبارک تقریب درپیش ہے۔ اِس کے لئے ۱۵- فروری کی مبارک تاریخ مقرر پائی ہے۔ گویا کہ مشکل سے ۲ ہفتے اِس مبارک تقریب میں باقی ہیں۔ اُنیسویں صدی کا آخری سال قریب قریب تمام ہی تشویش اور تفکرات اور مالی نقصانات میں گزرنے کے بعد بیسویں صدی کے آغاز میں یہ شادی خانہ آبادی ہمارے لئے خوشی پر خوشی ہے اور اُس رب العالمین کی یہ بڑی بھاری برکت اور ایک مبارک کرشمہ ہے۔ جو رنج کے بعد خوشی بھی دکھاتا ہے۔ گو یہ خوشی صرف کثیر کے ساتھ حاصل ہونیوالی ہوتی ہے لیکن چونکہ اِسّے خانہ آبادی متصور ہے اور ہمارے خیال سے یہ تقریب ایک خاص تقدس رکھتی ہے لہذا اسپر ہر ایک قسم کا خرچ بخوشی گوارا ہوسکتا ہے۔ مقدمہ کا خرچ جیسا بد قسمت تھا شادی کا خرچ ویسا ہی خوش قسمت ہے۔ اُس خرچ سے جیسا افسوس اور رنج ہوتا ہے۔ اس خرچ سے ویسی ہی خوشی اور فرحت متصور ہے۔

جب پہلا افسوسناک خرچ جبراً و قہراً گوارا کیا گیا تو یہ دوسرا فرحت آمیز خرچ اپنی خوشی سے کیوں گوارا نہ کریں؟

گو یہ خرچ پر خرچ حوصلہ کو پست کر دینے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لیکن ہم اُسی

خداوند عالمین ہر دو جہان مشکل آسان پر تکیہ رکھکر جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ پل میں کرے نہال- اس مبارک کام کے انتظام میں مشغول ہوتے اور اپنے معزز ہمدرد ناظرین سے مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ اسوقت ہماری امداد کے لئے تیار ہوکر ہماری خوشی کو مزید خوشی میں تبدیل فرماویں- ہمارے بوجھ کو جہاں تک ممکن ہو بانٹ لینے میں ہمارے ساتھ شامل ہوں- ہر ایک قسم کی امداد اس خوشی کے موقعہ پر شکریہ کے ساتھ قبول ہوگی- جو صاحب اور کسی قسم کی امداد فرمانے کا موقعہ نہ رکھتے ہوں- ان سے کمال آرزو کے ساتھ التجا ہے کہ وہ مہربانی سے اخبار عام کا چندہ پیشگی فی الفور ارسال فرماکر ہمیں بہت جلد ممنون فرماویں- تاکہ آپکی باموقعہ امداد سے ہم اس مقدس فرض کو بوجہ احسن پورا کرسکیں +

اخبار عام میں بھی ایسی ہی درخواست نکلی تھی ۱۸۹۹ء میں دوسرے بھائی کی شادی ہوئی تھی- میں نے سناتن دھرم گزٹ میں ہمدردی کے لئے لکھا تھا- مجھے معلوم نہیں ہے- کہ اُس کے باعث سے خریداران سے کچھ آیا تھا یا نہیں میں نے ایسی ہی اپیلیں دوسرے اخباروں میں دیکھی ہیں- مجھے اُنکے نام یاد نہیں ہیں-

سناتن دھرم گزٹ بابت ۳۱- جنوری ۱۹۰۱ء میں ایک مضمون پنڈت بہیم سین کا شائع ہوا تھا- جسے میں نے اُس کے اپنے پرچہ سے نقل کیا تھا- اور اُسپر **فٹ نوٹ** دئے تھے (دستاویز D 24)

سناتن دھرم گزٹ بابت فروری ۱۸۹۵ء (دستاویز حرف D 25 D ترجمہ D 26) میں ایک مضمون "ایک شرمناک وقوعہ" نکلا ہے- جسپر میں نے ایک نوٹ لکھا ہے اور اُسی اشاعت میں ایک مضمون درج ہوا تھا "ستیارتھ پرکاش کا اردو ترجمہ" جو مقدمہ گورنمنٹ کی طرف سے مجھ پر کیا گیا تھا- اُس سے پیشتر میرا مباحثہ لالہ منشی رام سے ہوا تھا- میں روپڑ کے ایک جلسہ پر تین چار سال ہوئے جب گیا تھا اور وہاں پنڈت گردھاری لعل اور سومناتھ کے ساتھ میرا مباحثہ ہوا تھا- اور اُس کے تعلق میں ایک جھوٹھا خط ست دہرم پرچارک میں چھپا تھا- اس مباحثہ میں لالہ منشی رام وہاں (روپڑ)

نہ تھے۔ میں نے ست دھرم پرچارک مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۸ء میں خط "رد پڑیں ویدک دھرم کی جے"، پڑھا ہے۔ اسکے جواب میں مینے ایک مضمون لکھا تھا۔ "اس جھوٹ پر خدا کی مار" جو سناتن دھرم گزٹ بابت اپریل ۱۸۹۸ء میں شایع ہوا (دستاویز D 27 ترجمہ D 28)

از سناتن دھرم گزٹ بابت ماہ۔ اپریل ۱۸۹۸ء

اِس جُھوٹ پر خدا کی مار

جالندھر کے آریہ مہنشی رام اور انکا اخبار

آریہ سماج کی اپنے مُنہ میاں مٹھو یعنے اپنے مُنہ سے خود کو مہاتما پارٹی کہنے والی سماج کے جالندہری آرگن اخبار ست دھرم پرچارک پر لاکھ لاکھ لعنت ہے۔ اس بے شرمانہ جھوٹ کے لئے جو اِس میں سناتن دھرم مہاؤں کے شاستر ارتھ کے متعلق شایع ہوتے ہیں۔ ہمیں خیال تھا کہ لالہ منشی رام صاحب سچ مچ کے مہاتما ہوں گے۔ لیکن جو محض بے شرمانہ غلط بیانیاں انکے اخبار میں سناتن دھرمیوں کے متعلق بلاتحقیقات شایع ہوتی ہیں ان سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ سناتن دھرمی اہل ہنود کو جھوٹھے واقعات کے ذریعہ دُکھانا ہی اپنا مقصد اعلیٰ خیال کرتے ہیں اور یہی انکی ناپاک مشن ہے۔ ایک اخبار کے اڈیٹر ہو کر اور خاصکر ایسے اخبار کے جسکا نام ست دہرم پرچارک وہ بلاتحقیقات بے بُنیاد باتیں شایع کرتے ہیں۔ کہ جس کے لئے اگر بحیثیت مہاتما نہیں تو بحیثیت ایک اڈیٹر اخبار کے انکو سخت شرم آنی چاہئے۔ اور ہم ان کو خبردار کرتے ہیں کہ اب ہم لوگوں کے برداشت کی حد ہو رہی ہے۔ اور اگر وہ جلدی اِس اشتعالک بخش رویہ سے باز نہیں آویں گے۔ تو مجبور ہم کو دوسرا علاج کرنا پڑے گا۔ جسکی وجہ سے اس موڑھ آتما کمپ میں کھلبلی مچ جاویگی۔

گھاس پارٹی سماج اور سناتن دھرم کا مقابلہ

عجب تماشے کی بات ہے۔ جن لوگوں کو منتظمان دیانند کالج نے ھکڑ اور شرر انگیز اور نہ معلوم کن کن خرابیوں کی بُنیاد سمجھکر بلکہ کُتا تک کہہ کر کالج کے انتظام سے باہر دھتا بتادی اور انکی بابیں رنیش دفش کچھ نہیں چلی اور اب وہ ہائے پکار مچا رہے ہیں۔ اور جو لوگ خود اپنے

ہجیشوں کی نظر میں ایسے گرے ہوئے ہیں کہ جن کا وار اپار نہیں۔ (شرم ہو تو پانی میں ڈوب مریں) وہ لوگ اب بھی سناتن ہندو دھرم کے سامنے آتے ہیں جو انکے جیسے سینکڑوں لپوڑ پنتھوں کو آج تک ہضم کر چکا اور نہ معلوم ابھی کتنوں کو ہضم کرے گا۔ آریہ یا دیانندی لوگ بھی اب اس عظیم الشان دھرم کے کرال ونشٹ ال اور ہرکتنی کے بیچ میں آئے ہوئے ہیں اور اب تھوڑے ہی دن باقی ہیں کہ یہ سناتن دھرم روپی شیر آپکی ہڈی پسلی تک چبا ڈالے گا یا ایک پنجہ مار کر جسطرح وشامن کا خون بھیم سین نے پیا تھا ویسا ہی کرے گا۔

شرم چہ کُتی ست کہ پیش مرداں بیاید

شرم چہ کُتی ست کہ پیش مرداں بیاید؟ کیوں لالہ منشی رام صاحب! یہی آپ کا موٹو ہے نہ؟ جو آپ نے کالی کالے بھینس کے اچھروں میں اپنے اخبار پر ماٹو لکھا ہوا ہے۔ اِسکے بدلے آئندہ سے یہ ماٹو اسپر جلی قلم سے لکھئے! لالہ منشی رام صاحب ایک طرف سے توست دھرم پرچارک میں اور دوسری طرف انھیں اپنے اخبار میں جریان اور انعام اور جلق زدوں کے تریاق کا اشتہار چھاپکر پیسہ کمانے میں شرم نہیں آتی۔ آپ وکیل بھی ہیں لیکن پیسہ کمانے کی دُھن میں تنا بھی نہیں خیال کرتے کہ وہ تعزیرات ہند کے مطابق جُرم کر رہے ہیں کہ ایسا فحش اشتہار شایع کرتے ہیں۔ جسکے لئے کئی اخبار نویسوں کو سزا ہو چکی ہے؟ اگر مجسٹریٹ اِن سے جواب طلب کرے تو گھگی بندھ جاوے اور وکالت اور ایڈیٹری اور مہاتماپن اور پرتی ندھی کا خمار چند منٹ میں ہرن ہو جاوے۔

غلط بیانیوں کا سلسلہ

یکم بیساکھ کے لالہ منشی رام صاحب کے اخبار ہذا پاکھنڈ دھرم پرچارک میں "دو پڑ میں ویدک دھرم کی جے" اور "کھنہ میں پورانوں کی دھری شکست" یہ دو مضمون شایع ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کھنہ کے شاستر ارتھ اور کرنال کے شاستر ارتھ (غرضیکہ جہاں جہاں سناتن دھرمیوں سے مٹھ بھیڑ کرتے ہیں) کے متعلق کمال شرمناک دروغگوئیاں اسی اخبار میں چھپ چکی ہیں۔ کھنہ کا وقوعہ تازہ تھا جس کے متعلق منشی رامی اخبار نے ایک داستان پیش کی۔ اور ہمارے بہت سے سناتن دھرمیوں نے دوسری داستان ارسال کی۔ منشی رام جی کا طوطی بولتا تھا۔ کہ ہم جیتے۔ اور سناتن دھرمی سنکھیہ بہیروں کا یہ بیان تھا کہ دیانندیوں کو مُنہ دکھانیکی جگہ نہیں ہے۔

ہمیں تصدیق کا شوق پیدا ہوا اور خاصکر اس لئے کہ ہمیں روپڑ سے نہائت پر اصرار خطوط اور تار آئے کہ ابکی دفعہ انکے جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہوں۔ جہاں ہم آج تک کبھی نہیں گئے۔ حالانکہ چار سال سے سبھا ہے۔ ہمیں خیال پیدا ہوا کہ ادھر ہی سے کھنہ پہنچکر بھی کل حالات معلوم کریں گے۔

روپڑ کے حالات

۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷ مارچ کو روپڑ سبھا کا سالانہ جلسہ تھا۔ ۲۵۔ تاریخ کی رات کو ہم وہاں وارد ہوئے۔ وہاں کے آریہ سماجی لوگ (جنکے پریزیڈنٹ وہاں کے منصف صاحب ہیں اور جنکی نسبت جو کچھ حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں کہ کیسا پارٹ وہ سماج میں لیتے ہیں۔ بشرط ضرورت آئندہ درج کئے جاویں گے) دھرم سبھا کو شاستراتھ کے لئے للکار رہے تھے۔ سناتن دھرم سبھاؤں کے سالانہ جلسوں پر عموماً شاستراتھ کا وقت رکھنے کی چال نہیں ہے۔ اس لئے کہ اپنے دھرم کا اُتسو اور آنند اوٹھاتے ہیں۔ کیوں کچھ حصہ اس بیش قیمت وقت کا ایسے شاستراتھ میں ضایع کیا جاوے۔ کہ جس کا فیصلہ ایک ڈونگنٹہ میں کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن بیشرم آریہ سماجی لوگ اس معاملہ کو سناتن دھرم سبھا کی کمزوری پر محمول کرکے اپنی تان الاپا کرتے ہیں اور نوٹس پر نوٹس دیکر وہ اس نوٹس بازی میں ہی اپنی جیت خیال کرتے ہیں۔ روپڑ میں بھی مُٹھی بھر سماجیوں نے ایسا ہی اپدرو مچا رکھا تھا۔ چونکہ ہمیں ان لوگوں کے ڈھول کا پول بخوبی معلوم ہے کہ سماجیوں میں دھرم ودیا تو خاک بھی نہیں ہے۔ اور اُن کے اُپدیشک بھی نرے کرائے کے ٹٹو ہیں۔ ہمنے بڑی خوشی کے ساتھ وہاں کے سماج کی خارش مٹانے کے لئے شاستراتھ منظور کر لیا۔ اور ۲۷۔ تاریخ صبح ۹ سے ½ ۱۰ بجے تک کا وقت مقرر کرکے اعلان کر دیا۔

روپڑ میں شاستراتھ

بیشمار خلقت اسموقعہ پر شاستراتھ سُننے کو جمع ہوئی۔ مورتی پوجن پر سماجیوں کو بڑا بل ہے۔ اور انکی خواہش تھی کہ وید کے حصہ منتر بھاگ میں سے مورتی پوجن سِدھ کیا جاوے۔ ہمیں اس معاملہ میں کوئی عذر نہ تھا۔ لیکن ہم نے سماجیوں کی لیاقت کی پرکھ کرنے کے لئے ان سے درخواست کی کہ وہ جو ایک حصہ وید یعنے منتر بھاگ کو مانتے ہیں اور ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ منتر بھاگ میں سے ہی ہم اپنا دعویٰ ثابت کریں۔ اور دوسرے حصہ وید یعنے اُپ نشد بھاگ کو نہیں مانتے۔ اس کے ثبوت میں کوئی

پرمان دیویں- اگر یہ ثابت ہو جاویگا کہ فقط وید کا حصہ منتر بھاگ ہی ماننے کے قابل ہے
اور باقی کوئی گرنتھہ نہیں تو ہم بڑی خوشی سے ہمیشہ کے لئے باقی گرنتھوں سے کنارہ کش
ہو جاویں گے- اور منتر بھاگ ہی کو مانیں گے- اِسپر سماج کی طرف سے ایک لونڈا اُٹھ کھڑا ہوا
ہمیں سخت شرم آئی کہ ایسا لونڈا جو ابھی ہمارے نیچے دس بارہ برس رہ کر تعلیم پاوے تو شائد
کسی قابل ہو- سماج نے اسکو ہمارے سامنے کھڑا کر دیا ہے- معلوم ہوا کہ یہی کپڑا بیچنے والا
لونڈا وہاں کی آریہ سماج کا منتری بھی ہے- گو ہم نے اِسکو اپنے لئے کسر شان سمجھا کہ اس
لونڈے سے گفتگو کریں- جو ابھی ہمارا شاگرد ہونے کی بھی حیثیت مشکل سے رکھتا ہے-
لیکن جب مقابلہ میں وہ سماج کی طرف سے اُتر آیا تو لاچار اسکی گت بنانی پڑی- اور ایسی
وہ حالت ہوئی کہ سماج کے لوگوں نے ہی اسے گفتگو کرنے سے روک دیا- اور ایک بڑے
موٹے سے آدمی کو جو دیانند سرسوتی کی طرح اس قسم کا پگڑ باندھے ہوئے تھا جیسا وابر
داج کے ساتھ دیانند کی تصویر بکتی تھی- سامنے کھڑا کر دیا- ہم کو آنند ہوا کہ اس ان پڑھ
لونڈے کی نسبت کچھ تو یہ مہاتما جی زیادہ ہونگے- انہوں نے مورتی پوجن کے کھنڈن میں
طوطے کی طرح یاد کئے ہوئے وہی منتر پڑھے جو ستیارتھ پرکاش میں درج ہیں- اور جب
ہمنے انہیں اور دیگر منتروں کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ مورتی پوجن وید انکول ہے اور ان موٹے
پنڈت جی سے باصرار پوچھا کہ وہ کوئی ثبوت فقط منتر بھاگ کے ہی سوتہ پرمان ہونے
میں دیں تو یہ موٹے مہاتما بھی حوش ہواس کھو بیٹھے- کیونکہ کچھ پونجی ہوتی تو بولتے
غرضیکہ کم سے کم پانچ دفعہ ہمنے یہی سوال کیا اور پانچ دفعہ ان موٹے پگڑ دھاری مہاتما کو
جواب کے لئے موقعہ دیا گیا- مگر وہاں سوائے آئیں بائیں شائیں کے کچھ نہ تھا- ہمنے خاص
اس مقصد سے کہ آریہ سماج کوئی ثبوت پیش کرے کہ کیوں فقط ایک حصہ وید ہی قابل
ماننے کے ہے بجائے ۱/۲-۱ بجے شاستراتھ ختم کرنے کے ۱/۲ ۱۱ بجے تک وقت دیا- لیکن اِس
معاملہ میں اِن لوگوں کو ایسی شکست ہوئی کہ مُنہ سے بات نہ نکلتی تھی- موٹے پنڈت جی
نے دو ایک دفعہ ۴-۵ منٹ تک سنسکرت بھی بولی لیکن وہ سنسکرت ایسی اشدھ تھی کہ
آسانی سے اسکی غلطیاں سمجھ میں آسکتی تھیں- ہمارے ہمراہ سنسکرت کے بھی ایسے ایسے
وِدوان تھے کہ جو اس موٹے آریہ پنڈت کو برسوں تک سنسکرت پڑھا سکتے تھے- ہمنے

پوچھا کہ اگر سماجیوں کا یہ مطلب ہے کہ جو سنسکرت زیادہ بولے وہی طرف فاتح سمجھا جاوے تو یہی بات لکھدو۔ ابھی ہم سبھا کی طرف سے دھارا پرواہ سنسکرت کا نمونہ پیش کرسکتے ہیں لیکن اسپر بھی سماجی نہ ٹکے۔ آخر ہم نے اس آریہ اُپدیشک کے تمام قولوں کا پرمان سمیت کھنڈن کرکے بار بار اسکو للکارا کہ وہ کوئی ایک تو پرمان منتر بھاگ کے سوتہ پرمان ہونے میں دیں۔ لیکن اس معاملہ میں اُنکی زبان بند ہوگئی۔ کہاں سے پرمان لاتے۔ یہ تو انہوں نے زبانی ڈھکوسلہ بنا رکھا ہے۔ ہم نے سوامی دیانند کرت وید بھاشیہ میں سے ہی چند منتر پڑھکر سُنائے کہ دیکھو جس منتر بھاگ پر تم اسقدر اتراتے ہو اسمیں کتنی فحش باتیں تمہارے سوامی نے ہی لکھی ہیں۔ انکا بھی سمادھان کرو اور ثابت کرو کہ کیوں منتر بھاگ ہی سوتہ پرمان ہے۔ جب وہ بیچارے بالکل لاچار ہوگئے۔ اور ۱۱½ بجے کا وقت بھی ہوگیا تو ہمارے سبھاسدوں نے ہم سے کہا کہ اب ہماری پوری تسلی ہوگئی ہے۔ کہ آریہ سماج کے پلّے میں کچھ نہیں ہے۔ اب انکی شکست فاش سب پر واضح ہوگئی ہے۔ آپ ان کو چھوڑ دو۔ لہٰذا ہم نے شاستر ارتھ بند کردیا۔ اور جو درگشا سماجیوں کی تمام شہر میں اس دن ہوئی۔ اگر یہی فتح ہے تو پرمیشر ان کو ہمیشہ ایسی ہی فتح مبارک کرتا رہے!! کوئی صاحب روپڑ جادیں اور کُل باشندگان اہل اسلام تک سے دریافت کرلیں کہ کیا حقیقت ہوئی

منشی رام کے اخبار کے بیان کا جائزہ

یکم بیساکھ کے اخبار وِشٹ دھرم پرچارک میں اسی بزاز کے لونڈے آریہ منتری مسمی سومناتھ نے اس شاستر ارتھ کا حال درج کرایا ہے۔ ہمیں اس لونڈے سے کیا شکایت ہوسکتی ہے۔ لیکن ہمیں لالہ منشی رام کی کرتوت پر سخت افسوس ہے کہ ایسے نالائق نامہ نگاروں کے بھروسہ پر وہ اس طرح کے جھوٹے واقعات شائع کرکے اپنا منہ کالا کرتے ہیں۔ یہ بزاز کا لونڈا جو سوائے کپڑا بیچنے اور گز ہاتھ میں لیکر ناپنے کے دوسرا کام کرنے کے ناقابل ہے اس منشی رام کے اخبار میں لکھتا ہے کہ ہم اس شاستر ارتھ میں اس لونڈے کی بات کا جواب نہ دیلکے۔ بل بےشرم۔ جب تمہارے بڑے بڑے گرو گھنٹال ایسے پکے بیشرم ہیں تو تجھ سے جو کچھ ہو تھوڑا ہے۔ ہمارے کشمیری پنڈت ہونے پر اس آریہ لونڈے

کو کیوں درد ہوتا ہے- جسنے کوئی اپنا لڑکا اسکے یہاں نہیں بیاہنا ہے- کہ وہ کشتری ہونیکا تذکرہ بیچمیں لاتے ہیں- ! ہم تو جنم سے جاتی مانتے ہیں- پس اگر کوئی بزاز کا لونڈا بڑا بھاری سنسکرت ودوان یا وید پاٹھی بھی ہو جاوے تاہم اسکو ہم براہمن نہیں سمجھ سکتے- اور نہ کبھی اسکے گھر اپنا لڑکا بیاہیں گے- سماجی کھتریوں کو ختیار ہے کہ چونکہ وہ گُن کرم سے ذات مانتے ہیں اسلئے بیشک اپنی لڑکیوں کا ناطہ بڑے بڑے بہادر جنگ میں تمغہ حاصل کئے ہوئے بلوچوں پٹھانوں گورے سپاہیوں اور میجروں وغیرہ سے کریں- یا خالصہ سکھوں یا پوربیوں سے کریں- کیونکہ اصل گُن کرم سے کھتری وہی ہیں- لیکن ہمیں شُبہ ہے کہ پوربئے یا سکھ یا گورکھا لوگ ان سے ناطہ منظور کریں گے- اگر ہمکو اس بزار کے آریہ لونڈے کے ساتھ یا انکے موٹے اُپدیشک کے ساتھ رد پڑ میں شاسترارتھ کرنے میں شکست ہوئی ہے- تو ہم پرمیشور سے چاہتے ہیں کہ ہم کو ان لوگوں سے ہمیشہ ایسی ہی شکست حاصل ہوتی رہے- ہم ایسی شکست میں ہی کمال درجہ خوش ہیں- اور آریہ سماجیوں کو ایسی ہی جیت حاصل ہوتی رہے جو انکو رد پڑ میں ہوئی-

لالہ منشی رام جی کو چیلنج

ہمکو اس آریہ لونڈے سے کچھ شکایت نہیں جس نے یہ مضمون منشی رامی اخبار میں شائع کرایا ہے- لیکن ہم کو لالہ منشی رام صاحب کی حماقت پر سخت افسوس ہے کہ اُنہوں نے یہ مضمون چھاپکر اپنی عزت کو ہماری نظروں سے ایسا گرا دیا ہے کہ ہمارا خیال انکے متعلق بالکل بدل گیا ہے- ہم لالہ صاحب کو پھر ایک دفعہ خبردار کرتے ہیں کہ وہ ایسی جھوٹی تحریریں چھاپنا چھوڑ دیں- ورنہ ان کو اسکا خمیازہ بیطرح کھینچنا پڑیگا- اگر سماج کی گھاس پارٹی اور اس کے بڑے مہاتما منشی رام جی کو شاستراارتھ کا گھمنڈ ہے اور وہ خود کوت دہرم پر چلنے والا مانتے ہیں تو ہم لالہ منشی رام کو انکے باپ کی اور خود سوامی دیانند سرسوتی کی قسم دیکر کہتے ہیں کہ اِدھر اُدھر کے لونڈوں کو شاستراارتھ میں کھڑے کراکر کیوں اپنی اور اپنے سماج کی مٹی پلید کرتے ہیں- اگر وہ باپ کے تخم ہیں تو خود ہمارے ساتھ شاستراارتھ کرنے میں سامنے آویں- جو جگہ وہ شاستراارتھ کے لئے مقرر کریں ہمیں منظور ہے- بیشک جس پنڈت کو وہ چاہیں اپنے ساتھ رکھیں- ہم بھی اپنے دو ایک پنڈتوں کو ساتھ لے کر اُن کے ساتھ کھلے میدان میں شاستراارتھ کے لئے نکلیں گے- اور دُنیا پر ثابت کریں گے کہ لالہ منشی رام دلیسے کتنے ایک گیدڑ آریہ سماج میں ہیں جو بیشرمی کے ساتھ اپنے لونڈوں کے ذریعہ

کام لینا چاہتے ہیں۔ اور جب خود انکے سر پر اب لو انکے ایسے پرخچے اُڑتے ہیں کہ عمر بھر یاد کریں گے۔ اے لالہ منشی رام جی ہمارے اس چیلنج کو منظور کیجئے۔ ورنہ ان حرکات سے باز آیئے جو دشٹ پنا آپ اپنے اخبار کے ذریعہ ظاہر کر رہے ہیں۔

کھنہ کی حالت

روپڑ کا کام ختم کر کے ہم ایک دن کے لئے کھنہ گئے جو ایک عمدہ قصبہ اور ریلوے سٹیشن ہے۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ تمام ہندو لوگ ایک زبان ہو کر اس درد شا کا بیان کر رہے تھے جو وہاں کے شاستراتھ میں آریہ سماجیوں کی ہوئی ہم نے جب اُنکو سُنایا کہ منشی رامی اخبار میں ٹھیک اس کے برخلاف لکھا تھا۔ کہ سناتن دھرم سبھا والے ہار گئے تو وہ لوگ دانتوں میں انگلیاں دینے لگے کہ دیکھو جی یہ لوگ کیسے بیشرم ہیں۔ مُنہ کی کھاتے ہیں اور پھر بھی نہیں شرماتے۔ ہمارے ساتھ شریمان پنڈت گنپتی جی مہاراج مہوپدیشک بھارت دہرم مہامنڈل بھی تھے۔ وہ بھی حیران تھے کہ اصل حقیقت تو یہ ہے جو یہاں آکر معلوم ہوئی ہے۔ اور سماجی اخبار کس کمینہ درجہ کے بیشرم اور نالائق ہیں۔ ۲۹۔ مارچ کی سہ پہر کو پنڈت گنپتی جی نے اور ہم نے وہاں کی دہرم سبھا میں ویاکھیان دیا جسکو پادری نیوٹن صاحب بھی سُننے کے لئے آئے تھے۔ جب ہم ویاکھیان دے رہے تھے تو ایک شخص بیچ میں کھڑا ہو کر مخل ہوا اور ایک کاغذ کا پرچہ دکھا کر کہنے لگا کہ ابھی اس کا جواب دو۔ معلوم ہوا کہ یہ پرچہ آریہ سماج کی طرف سے تھا اور یہ شخص اسی سماج کی طرف سے بھیجا ہوا ہماری سبھا میں بدامنی پھیلانے آیا ہے۔ ہم نے اس شخص کی بدتہذیبی کے لئے اسے ملامت کی کہ جبکہ ہم سبھا میں ویاکھیان دے رہے ہیں۔ اسوقت بیچ میں اُٹھنے کا کیا کام ہے۔ خط لانا تھا تو ہمارے ڈیرے پر لاتے جہاں ہم دن بھر مقیم تھے۔ یا ہمارا ویاکھیان ختم ہونے کے بعد چٹھی دیتے۔ یہ تہذیب کس نالائق نے تم کو سکھائی ہے۔ کہ ہمارے جلسے میں آکر خلل اندازی کرو۔ جاؤ اسوقت چٹھی کا ہم کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ اور یہ کہہ کر ہم نے اس چٹھی کے پرخچے اڑا دیئے جو سنسکرت کی ایسی غلط لکھی ہوئی تھی کہ آریہ سماج کے ودوانوں کے لئے موجب شرم ہے۔

اوپر شاستراتھ (शास्त्राथ) کے بدلے شستراتھ (शस्त्राथ) لکھا تھا اور نیچے اُپدیشک (उपदेशिक) کے بدلے (उपदेशक) لکھا تھا۔ بیچ کی عبارت

ہیں جو غلطیاں تھیں اُن کا اندازہ نہیں - یہ وہ غلطیاں تو سب سے اوپر اور سب سے نیچے کی سطر میں تھیں! نہ معلوم وہ کون نالائق اُپدیشک سماج کا تھا جو باوجود ایسی بے علمی کے ٹکا کمانے کو اُن کا اُپدیشک بنکر انکی ذلت کراتا تھا۔

لالہ منشی رام جی سے سوال

ہم مہاتما پارٹی کے گُرو گھنٹال لالہ منشی رام جی سے پوچھتے ہیں کہ ایسے ہی اُپدیشک ہیں جنکو نوکر رکھکر اور پرتی ندھی سبھا کا روپیہ انکی تنخواہ میں بگاڑ کر وہ ست دہرم کی اُنتی کرنے نکلے ہیں۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیانندیوں کی اس پرتی ندھی سبھا میں جسکو یہ شرمیتی شرمیتی کہہ کر پکارتے ہیں کوئی بھی سنسکرت کا ودوان نہیں اور لالہ منشی رام جی وغیرہ شائد محض کورے ہیں ورنہ کچھ تو لیاقت دیکھ کر وہ اپنے لئے اُپدیشک مقرر کیا کریں۔ اس امر میں کالج پارٹی جتقدر اس مہاتما پارٹی پر زہر اُگلے صحیح ہے کہ یہ لوگ پبلک کا روپیہ اس طرح ضائع کرتے ہیں۔ جبکہ کہیں سے لائق اُپدیشک نہیں ملتے تو نالائق لوگوں کا جنکا ٹکا کرم اور ٹکا دہرم ہے اپنا اُپدیشک بنا لیتے ہیں۔ لالہ منشی رام سے ہم یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے سماجیوں کو یہ تہذیب کہاں سے سکھائی ہے کہ ایک آدمی اپنی مجلس میں کھڑا ہو کر لکچر دے رہا ہے۔ اور ایک غیر آدمی بن بلائے آکر اس لکچر میں لاف زنی کرے اور اس میں رخنہ ڈالے۔ جو شخص آریہ سماج کی طرف سے کہنہ میں یہ خرابی کر بیٹھا تھا عام لوگوں کو اسکی اس ڈھٹائی پر اسقدر جوش آیا تھا کہ نہ معلوم اسکی کیا دُرگت ہوتی لیکن خاص ہم نے اور دہرم سبھا کے پریزیڈنٹ صاحب نے نہائت مشکل سے لوگوں کے جوش کو روکا اور تب وہ صحیح سالم نکل سکا۔

آریہ سماجی پول

غرضیکہ آریہ سماجی شاستر ارتھوں اور اُن کے بڑے بڑے اُپدیشکوں کی پول ہمارے سامنے خوب کھُل گئی اور انکی گیدڑ بھبکیوں کی قدر معلوم ہوگئی کہ ان لوگوں کو کچھ نہیں آتا۔ طوطے کی طرح ستیارتھ پرکاش رٹ رکھی ہے اور اگر اس میں بھی کوئی شنکا کرے تو جواب نہیں دے سکتے۔ پس اتنا ہی مصالحہ ہے بلکہ بہت سے موقعوں پر تو یہ لوگ صاف یہہ بھی کہدیتے ہیں کہ ہم سوامی دیانند کے پیرو نہیں ہیں۔ اور انکی کُل باتوں کو نہیں مانتے ۔۔

لالہ منشی رام جی کو پھر چیلنج

ہم لالہ منشی رام صاحب کو پھر چیلنج دیتے ہیں کہ اگر انہیں کچھ شرم ہے اور اگر کچھ ایمانداری ہے۔ اور کچھ لیاقت اور راستی کا زعم ہے اور کچھ بھی بھروسہ ہے۔ کہ اُنکی آریہ سماج سچے راستہ پر ہے تو بیشک ہمارے ساتھ شاسترارتھ کا بندوبست کریں۔ ہم ثابت کریں گے کہ وہ خود اور انکی سماج کے جملہ اُپدیشکان بالکل دھوکے کی ٹٹی میں شکار کھیلنے والے ہیں۔ یا تو لالہ منشی رام ہمارے اِس چیلنج کو منظور کرلیں۔ ورنہ اپنے اخبار میں شاسترارتھ کے جھوٹے حالات لکھکر اپنا مُنہ کالا نہ کیا کریں۔ ہم بحث وغیرہ بنانے یا مدھیست قایم کرنے میں بھی زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ جسطرح پر چاہیں نکلیں میدان میں اور آویں مقابلہ پر اور۔ دکھادیں پبلک کو کہ ان میں اور انکی سماج میں کس قدر پنڈتائی ہے۔ ہم اِس رسالہ کا نمبر رجسٹری کراکر لالہ منشی رام صاحب کے پاس روانہ کرتے ہیں تاکہ اُن کو یہ عذر نہ رہے کہ انکے پاس یہ پہنچا نہیں ہے۔ ہم اور سب چھوٹی چھوٹی بھیڑوں کو چھوڑ کر بڑے بڑے گرگوں سے ایک دفعہ ہی شاستراتھ کرکے اُنکی اندرونی نالائیقی پبلک پر ظاہر کرنے کو بیتاب ہو رہے ہیں۔ آؤ لالہ منشی رام مرد میدان بنو ہم بھی ذرا تمہاری وکالت اور ایڈیٹری اور تقریر بازی اور شاستراتھ کی لیاقت کو تو دیکھیں اور آپکے اُپدیشوں کا بھی جائیزہ لیں۔ اگر آپ اپنے باپ کے سچے بیٹے ہیں تو تیار ہوجاؤ ہمارے شاستراتھ کے لئے اور پھر ہمکو ثابت کرایا جاوے کہ روبڑ اور کھنہ میں کون جیتا اور اگر تم شاستراتھ کے لئے نہ نکلے تو تمہارا سناتن دھرم کے پیروان کی نسبت کبھی بھی یہ لکھنا کہ وہ تم سے یا تمہارے چیلے چانٹوں سے یا تمہارے کرائیہ کے ٹٹو اُپدیشکوں سے ہار گئے محض جھک مارنے کے برابر ہوگا۔ جسکا خمیازہ اس لوک اور پرلوک میں آپ کو کھینچنا پڑے گا۔ ہمیں آپکی صورت پر رحم تو آتا تھا مگر ان نالائق تحریرات کو دیکھ کر جو آپ کے اخبار کی روسیاہی کرتی ہیں۔ ہم مجبور ہوئے ہیں کہ ایک دفعہ آپ سے بھی زور آزمائی کرکے آپکی لیاقت کا جائیزہ تو لیں۔ یا آپ سے ہار کھائیں اور یا آپکو بیچ میدان پچھاڑ کر آپ کا بولتا طوطی بند کریں۔ قسم ہے آپکو اپنے نرانکار پرمیشور کی اگر آپ شاستراتھ سے گریز کریں۔ لاہور آئیں یا جالندھر ہمیں بلائیں۔ ہم دونوں طرح سے تیار ہیں ؞ پرمیشور کے لئے ہمیں ناامید نہ کرنا۔ ہماری بھجائیں اس دھرم یدھ کے لئے پھڑک رہی ہیں۔

بُزدل بن کر باتیں نہ بانا۔ بلکہ جوانمرد بنکر میدان میں نکلنا۔ گہر کی کوٹھڑی میں بیٹھکر اخبار میں اناپ شناپ لکہہ بنا اور بات ہے۔ وہ تو بُزدل سے بُزدل اور نالایق سے نالایق آدمی بھی کر سکتا ہے۔ لیکن پبلک میں اپنی صورت دکھاکر پھر اپنے قول کو ثابت کرنا البتہ کچھ حوصلہ چاہتا ہے۔ منشی رام جی کرو حوصلہ۔ اور دکھاؤ اپنی لیاقت اپنے تمام سماجیوں کو! اگر تمنے ایسا نہ کیا تو لاکھ لاکھ دھکار اور پھٹکار آپ پر ہوگی۔ اگر پھر بھی آپنے کبھی یہ الفاظ اپنے اخبار میں درج کئے کہ سناتن دھرمی آپ سے یا آپکی بودی سماج سے ہار گئے +

اُس خط (مطبوعہ ست دہرم پرچارک ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء) پر لالہ منشی رام نے کوئی نوٹ نہیں دیا ؛

واقعہ ۴۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء

لالہ وزیرچند ملزم سے میری کوئی بڑی ذاتی واقفیت نہیں ہے۔ میں ست دہرم پرچارک پریس میں کبھی نہیں گیا۔ میں نے کبھی اُس (لالہ وزیرچند) کے دستخط سوا سمن کے نہیں دیکھے۔ اِس پریس سے دو پرچے نکلتے ہیں۔ ست دہرم پرچارک اور آریہ مسافر۔ اور آخرالذکر پر لالہ وزیرچند کا نام بطور سب ایڈیٹر کے درج ہے۔ لیکن ست دہرم پرچارک پر ایسا نہیں ہے۔ وہ جالندہر میں رہتا ہے اور ست دہرم پرچارک میں مضامین لکہتا ہے۔ اِس لئے میں نے یہہ نتیجہ نکالا کہ وہ ست دھرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے۔ میرے پاس اور کوئی دستاویزی شہادت نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا نکالا ہوا نتیجہ معقول ہے۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ لالہ بستی رام ست دہرم پرچارک میں اسسٹنٹ مینجر لکہا جاتا ہے۔ اِس سے زیادہ میں اُس کے یا اُسکے فرائض کی نسبت نہیں جانتا ہوں۔

اخبار عام متروِلاس پریس میں شایع ہوتا ہے جسمیں کہ سناتن دہرم گزٹ بھی چھپتا ہے بحیثیت ممبر خاندان میں مالک مشترک ہوں۔ پنڈت گوبندسہائے میرے ساتھ ایک ہی مکان میں رہتا ہے۔ میرا بھائی پریس کا مینجر بھی ہے۔ ایک ہی مکان میں اخبار عام کے ایڈیٹر کے لئے کمرہ علیحدہ ہے۔ اور سناتن دہرم گزٹ کے ایڈیٹر کے لئے کمرہ علیحدہ ہے۔ ایڈیٹران بلحاظ اپنے عہدہ کوئی علیحدہ تنخواہ نہیں پاتے ہیں۔ سناتن دہرم گزٹ کی خط وکتابت کے لئے علیحدہ

چھپے ہوئے [illegible] (فارم) ہیں۔ اور اخبار عام کے لئے علیحدہ ہیں۔ میں کبھی کبھی اخبار عام کے ایڈیٹر کے چھپے ہوئے خطوط کے فارموں پر لکھتا ہوں۔ میں عموماً بطور ایڈیٹر کے نہیں لکھتا۔ لیکن میں اپنے بھائی کے کہنے پر کبھی ایسے لکھتا ہوں اور جو خطوط پر اپنے دستخط کر دیتا ہوں۔ میں کبھی کبھی اخبار عام کے متعلق اُس کے خاص فارموں پر خود بخود بھی لکھا کرتا ہوں۔

لوگ مجھے اخبار عام والا پکارتے ہیں اور جو لوگ کہ مجھے اچھی طرح نہیں جانتے خیال کرتے ہیں کہ میں اخبار عام کا ایڈیٹر ہوں۔ جو خطوط یا منی آرڈر پنڈت گوپی ناتھ ایڈیٹر اخبار عام کے نام سے آتے ہیں میں اُنہیں کبھی بھی واپس نہیں کرتا۔ ایسے خطوط وغیرہ مجھے آئے ہوں تو عجب نہیں مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں کبھی بھی کسی جلسہ میں یا سرکاری خط وکتابت میں بطور ایڈیٹر اخبار عام کے بیان کیا گیا ہوں۔ میری طرز تحریر میرے بھائی سے مختلف ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کس طرح پر فرق ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری تحریر کی نسبت میرے بھائی کی تحریر کا مغالطہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ لیکھرام کو میں جانتا ہوں جو آریہ سماج کا ایک ممبر تھا۔ اور سخت بدزبان اور ہندوؤں کو گالیاں دینے والا تھا وہ ۱۸۹۷ء میں مارا گیا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ وہ قتل کیا گیا ہے۔ آریہ سماج کی ایک پارٹی اُس کی عزت کرتی تھی۔ اخبار عام مورخہ ۹۔ مارچ ۱۸۹۷ء۔ (دستاویز حرف 29 ① ترجمہ 30 ②) کے صفحہ ۳ پر **لیکھراج کے** قتل پر ایک نوٹ نکلا تھا۔

اخبار عام مورخہ ۹۔ مارچ ۱۸۹۷ء سہ شنبہ

آریہ مسافر **لیکھراج کا قتل**۔ لاہور میں اس خوفناک واردات قتل پر بہت ہی افسوس اور خوف ظاہر کیا گیا ہے۔ قاتل کوئی مسلمان تھا جو پکڑا نہیں گیا ہے یہ خون روز روشن میں سرزد ہوا ہے قاتل ظاہر کرتا تھا کہ ہندو ہونا چاہتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے دلی بخار نکالا ہے۔ آریہ سماج کی تینوں پارٹیوں میں ماتم کا عالم طاری ہے۔ اور اُنکی حالت صد قدر سے قابل ہمدردی ہے کہ اُنکا سربرآوردہ شخص جو اس بیرحمانہ بزدلی سے قتل کیا گیا کہ خود انگریزی راج پر دھبہ آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لاہور یاغستان ہوگیا کہ قتل کے بعد قتل وقوع میں آتے ہیں اور انتظام

خاک ہنیں۔ اس کے بعد کون باشندہ لاہور اپنی زندگی کو محفوظ سمجھہ سکتا ہے۔ آریہ مسافر کی زندگی کا یہ خوفناک خاتمہ قابل عبرت ہے۔ لیکن اسمیں شبہ نہیں کہ آریہ سماج کی کم ازکم ایک پارٹی اسکو قومی شہید کی نظروں سے دیکھیگی :۔

یہہ نوٹ میں نے نہیں لکھا (وکیل استغاثہ اِسکے واقعہ متعلقہ ہونے کے برخلاف عذر کرتا ہے لیکن عدالت اس عذر کو ٹھیک نہیں سمجھتی۔ دستخط ایچ کلورٹ)

اخبار عام بابت ۲۲۔ مارچ ۱۸۹۶ء (دستاویز D 31 ترجمہ D 32) میں ایک مضمون "لیورپول کا اسلامی انسٹیٹیوٹ" نکلا ہے۔ میں نے یہ نہیں لکھا۔ یہ ایڈیٹوریل ہے۔

از اخبار عام ۲۲۔ مارچ ۱۸۹۶ء

لیورپول کا اسلامی انسٹیٹیوٹ

ہم اپنے ناظرین کو اس انسٹیٹیوٹ کی افسوسناک حالت بتلا چکے ہیں کہ جسپر ہندوستان کے اسلامی اخبارات اتنا فخر کیا کرتے تھے۔ اور اسکی خوبیوں میں دین کی عمدگی کے ڈنکے بجاتے تھے۔ وہ کیسا دہوکھے کی ٹٹی نکلا ہے۔ اگر انجمن اسلامیہ لنڈن ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کی رائے کا آئینہ خیال کیجاسکتی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ بلاشک ایساہی ہے تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسٹر عبداللہ کوئیلم صاحب کی کوششوں کو فخر کی نظر سے دیکھا جاوے۔ اور لیورپول انسٹیٹیوٹ کے قائم کرنے میں جو عظیم روپیہ اہل اسلام کا صرف ہوا ہے۔ اگر وہ ہندوستان میں کسی اسلامی بہبودی کے کام میں صرف کیا جاتا تو ہزار درجہ بہتر فائدہ تھا۔ مسلمانوں کی حالت اس ملک میں بالعموم افلاس کی بتلائی جاتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا روپیہ اس بیدردی سے ضائع کیا جانا کسیقدر خاص افسوس کا موجب ہے . . . .

جب روپیہ کے باعث آج کل اتنی عظمت ہے کہ ایک معمولی رذیل آدمی بھی اپنے حسب نسب تک کو بدل ڈالتا ہے۔ اور کوئی چون نہیں کرسکتا۔ اگر روپیہ کے باعث غلاموں کی ایسی نوکریاں فرض سمجھہ کر کی جاتی ہیں۔ تب روپیہ کے واسطے یہ کیا مشکل ہے کہ دوسرے

دین کی تعریف اور تعین کیجاوے - مسٹر عبداللہ کوئیلم نے اور اسی طرح مسٹر الگزنڈر ویب صاحب نے ہزار ہا روپیہ اہل اسلام کا صرف اپنے کھالیا - کہ وہ مسلمانوں کے دین کی تعریف کرتے تھے - ویب صاحب کی نسبت خود غرضی کا راز جلد تر فاش ہوگیا لیکن مسٹر کوئیلم صاحب کا بھنڈا تو خود انجمن اسلامیہ نے پھوڑا ہے -

یورپ کے ہمسایہ ممالک کے پولیٹیکل یار لوگوں نے ٹرکی میں آکر بکثرت تمام اسلامی مذہب قبول کیا - اور مسلمانوں کی برادری میں دخلیاب ہوکر جب دیکھا - کہ تمام ناکوں پر قابض ہوگئے ہیں یکلخت شور محشر برپا کردیا - اور سلطان روم اسوقت انہیں لوگوں کے ہاتھوں ایسے تنگ آرہے ہیں - کہ پریشان ہیں کہ کیا کیا جاوے - یہ بات اب معلوم کی گئی ہے کہ کریٹ کے تمام مجاہدین رعایائے کریٹ کے بھائی بند ہیں - اور رعایائے کریٹ میں زیادہ تر نمائیشی مسلمان ہیں - جو ترکوں کی بربادی میں مجاہدین کے ساتھ دل سے ایک معلوم ہوتے ہیں -

سلطان روم کی موجودہ حالت کسقدر بے لبسی کی ہے - اس کا اصلی باعث یہ ہے کہ خود سلطان کی رعایا میں ایک زبردست گروہ مسلمانوں کا شامل ہے - یہ گروہ نوجوان ٹرکش پارٹی کہلاتا ہے اور اِن لوگوں نے جو بظاہر مسلمان ہیں - اور ٹرکی کی رعایا میں شامل ہیں - سلطان کے خلاف وہ وہ زبردست اشتہار شرمناک اور مفسدانہ شائع کئے ہیں کہ ہندوستان کے دیندار مسلمانوں کو حیرت ہوتی ہوگی - کہ جنکو ہم حافظ حرمین شریفین اور خلیفہ تصور کرتے ہیں ترکی رعایا کے مسلمان نوجوان اُنہیں کی بیخکنی کے درپے ہوں - لیکن واقعہ میں ایسا ہی ہے - جب خاص اپنی دینی رعایا کا یہ حال ہے - تو دیگر طاقتوں کی مخالفت کیوں نہ زور پکڑے -

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے خیال کی رفتار سے شدھی سبھا کے مقاصد پر آنچ ضرور آتی ہے - اور فی الحقیقت سبھا مذکور کے معزز ممبروں کیخدمت میں کہ جنکی قومی نیک نیتی میں شبہ کرنا سخت غلطی سمجھنا چاہیئے - یہ التماس مودبانہ طور پر کیجاسکتی ہے - اور امید ہوسکتی ہے کہ وہ اِسپر ناچیز رائے اخبار عام کو شرف غور فرماویں گے - کہ بائیس کروڑ اہل ہند کا جمع کرنا اور رکھنا بہتر و موزوں ہوگا - یا کہ چند ہزار یا حد درجہ چند لاکھ غیر آدمیوں کا

سوسائٹی میں ملانا کہ جن میں نہ معلوم کتنے چھپے رستم اور لیکھراج کے قاتل اور ویب اور کوئیلم ایسے شامل ہوں۔ جو محض بھید لینے یا طاقت توڑنے کی غرض خاص سے مختلف بہانے پیش کرکے اور فریب دیکر اپنی خاص اغراض کو حاصل کریں۔ جو سوائے خاص شمولیت کی حاصل ہونا مشکل بلکہ ناممکن ہونگے۔ اِس فقرہ کے بعد ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کردیا ہے۔ ہم شُدھی سبھا کی کارروائی کو یاد رہے۔ کہ اس سے بُرا نہیں سمجھتے کہ مُسلمانوں سے ڈرتے ہیں۔ انگریزی راج کا سایہ اگر خواب خیال نہیں ہے۔ ہم کو حق بات کے ظاہر کرنے اور حق کام کے پورا کرنے میں کسی کا ڈر نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر لیکھراج کے قاتل کا پتہ نہ لگا۔ تو اِس قسم کا خیال قائم ہوگا۔ لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اس بارہ میں اپنے فرائض کو سمجھتی ہے۔ اگر اس قسم کا خوف قائم رہا تو سب سے زیادہ ڈر عیسائی پادریوں کو ہوگا اور ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر مُسلمان ہندوؤں کے مذاہب کی توہین کتابوں میں شایع کرسکتا ہے۔ تو ہندو کو بھی اُنہیں ہتھیاروں سے کام لینے کا ایسا ہی اختیار حاصل ہے ہماری بنیاد مخالفت جس بات پر ہے۔ وہ ظاہر کرچکے ہیں۔ اور اگر اسکو خیال ہیں تو پنڈت لیکھرام کی قیمتی جان عزیز کبھی اس بیدردانہ طور پر نہ جاتی۔ قاتل کا پکڑنا سرکار کا فرض ہے۔ اور اس میں مدد کرنا ہندو مُسلمانوں دونوں کا فرض ہے۔ لیکن اِن کوششوں سے لیکھرام واپس نہیں آسکتا۔ . . . .

مسٹر عبداللہ کوئیلم بھی بہت آسانی سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ تمام متن اُنکا اپنا ذاتی تھا۔ اور انجمن اسلامیہ کو اس سے کیا واسطہ ہے۔ اور کہ انجمن اسلامیہ کی اسکو کیا پرواہ ہے۔ بہرحال جیسا کہ ہم نے لکھ دیا ہے۔ ہم نے ابھی تک مسٹر کوئیلم صاحب کا جواب دعویٰ نہیں دیکھا ہے۔ اُن کے قلم میں لڑنے کی طاقت مضبوط پائی جاتی ہے۔ اور ہم دیکھیں گے کہ وہ اپنے اخبار کریسنٹ میں اس مخالفانہ فتوے کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

اب تک ہم اِسکو بہت تھوڑا دیکھتے تھے۔ خصوصاً اُس روز سے جبکہ ہم ہنگامہ کے خلاف ایک سخت اشتعالک بخش تحریر دربارہ وفاداری اہل اسلام شایع کی تھی۔ یہ تحریر خاص مسٹر کوئیلم کے دستخطوں سے تھی۔ اور ایڈیٹوریل کالم کی منتخب جگہ بہ جلی حروف میں چھاپی گئی تھی۔ اس کو دیکھ کر ہمارا خیال مسٹر کوئیلم کے کام اور نیتوں کی نسبت بدل گیا

اور اس کے بعد اب خواہش پیدا ہوئی ہے کہ مسٹر کوئیم کے اکسپلے نیشن کو پڑھیں۔ جو کچھ ہوگا اُس کا لب لباب آپکو بھی سُنائیں گے ۔

اخبار عام ۲۳۔ مارچ ۱۸۹۷ء (دستاویز 33 ﷺ ترجمہ 34 ﷺ) ایک دوسرا مضمون لیکھ رام کے بارے میں ایک نامہ نگار کی طرف سے ہے۔

اخبار عام شنبہ ۲۳۔ مارچ ۱۸۹۷ء

پنڈت لیکھ رام کا ظالم دوست

پیارے مقتول پنڈت لیکھ رام کا قاتل دوست۔ جائے حیرت و افسوس۔ دوستوں سے بھاگنے کی جگہ شرم کا مقام۔ زہر آمیز شیرینی کا مزہ۔ ہمارے قدیمی دشمن۔ جائے اجتناب۔ ہماری احتیاط کی ضرورت۔ ہندو شرافت اور نجابت کا ثمرہ۔ مہمان نوازی کا بدلہ شرم! شرم!! شرم!!! افسوس! افسوس!! افسوس!!! - اے مقتول محب آریہ سماج ہندو قوم۔ تیرے صدقے۔ دھرم پر جان دینا قابل تحسین و آفرین۔ ذکر کا نشان قابل لہرانے کے آریہ قلعے پر دور کا نشان بنا جھنڈا۔ غیر ملکوں کے دلوں میں تیری جگہ۔ تیرا نام۔ یادگار۔ تیرا واقعہ جانکاہ۔ ہماری تاریخ ہمارا دل تجھ پر قربان۔ تو مذہب کا گرویدہ۔ پُرانی رسم ہندو دھرم کا تازہ کرنیوالا۔ نیا حقیقت رائے تیرے پس ماندے اگرچہ بے تیرے مصیبت زدہ۔ مگر تو قوم کے دلوں میں کُھب گیا۔ کُل قوم تیری یادگار میں رو رہی ہے۔ اور تو مذہبی قربانی میں شہید اور خوش اور تیرا بول بالا تیری روح آنند میں۔ اور تو سیدھا بہشت میں۔ اے ابدحیات سُرگ میں براجمان تو ہماری یادگار۔ افسوس! افسوس!! افسوس!!! - تیرا قاتل دوزخ کا واسی۔ مردود نامراد۔ تیری طرح اُس کا کُنبہ ماتم میں بیٹھے - اور یہ دن دیکھنا نصیب۔ ہماری لعنت اُس پر مدام۔ اے قاتل تیری جان عذاب میں اور تو ملعون۔ تونے بیرحمانہ حملہ کیا۔ ہمارے محسن کو مارا۔ تیری بُزدلانہ کرتوت۔ قابل نفرت۔ اے بیشرم تو احسان تلے مر نہ گیا۔ تو واقعی کسی محسن کُش قوم سے ہوگا۔ احسان نے تیری گردن نہ ماری۔ حاتم کی قتل میں احسان نے بادشاہوں تک کو زیر کیا۔ پر تو ملعون نمک حرام پچھاڑا نہ گیا۔ تیری کرتوت پر افسوس تیرے حیا پر شرم۔ تو قابل لعنت اور نفرین۔ شرم! شرم!! شرم!!! اے لیکھ رام کے

گرویدہ ہندو - مرنے والا مرگیا۔ اگرچہ ظالم کے ہاتھ سے پر دہرم پر شہید ہی سیدھا بہشت میں۔ ظلم
ظالم کی گردن پر پھر گیا خوف - خوش ہو جاؤ۔ اگرچہ دل نہ چاہے ۔ ہائے ایک پیارا مرے اور
پھر خوشی - پر مطلب خیز - سوچو - قومی بکرا ہمیشہ مذبوح ہوا کرتا ہے - اگرچہ نرم دلی قوم کا
کام نہیں یہی دہرم اور امور ہی کا انجام اور پھل ہے - جسکو پالیا - یہی نشان تھا - جو دہرم کے
سر پر پھرایا گیا - قابل ذکر ہے اور قابل تحسین - اے خوشی منانے والے - اگر ہو تو شرم
کرو - یہہ مردانگی نہیں - ہمت نہیں - قاعدہ ہے اور پُرانا ہے - جب حُجت میں برابر نہ آیا تو ناچار
جنگ کی ٹھانی - خواہ ہارا یا مرا - پر اِس جگہ یہ بھی نہیں - دغا اور فریب سے مارنا بزدل اور بے علم
عورات کا کام ہے - مرد میدان سامنے آتے ہیں ۔ جو عقل نہ رکھے وہ حیوان ہے اور حیوان
ہمیشہ لاتیں مارتے آئے ہیں - کوئی مردی نہیں - اِس سے دہرم ہینا نہیں ہوا - تمہاری لیاقت
نہیں بڑھی - تم نے زنانہ کام کیا - بے علمی قابل نفرت - جہولت قابل شرم - کرتوت لعنت کے
لائق - شرم ! شرم !! شرم !!! - الہام سے مارا جانا ایک وقت پر ہوتا ہے جو ہر حالت میں
اٹل ہوتا ہے مگر واقعہ ہونے سے انسان چوکنا ہو جاتا ہے اگر ایسا ہوتا - موجب فخر ہوتا
سب ہی صاد کرتے - پر ایک عالم کے پیچھے کسی ظالم کا پڑ جانا - اور موقعہ تاڑ کر مار کر رہنا کوئی
مردانگی نہیں - قابل تضحیک اور بیجا فخر ہے - شرم ! شرم !! شرم !!! (ڈبل آر ہاتمی) ...
میں اُس کا لکھنے والا نہیں ہوں - کہا جاتا تھا کہ قاتل ایک نومسلم ہندو تھا - جو کہ پھر ہندو ہونا
چاہتا تھا - اور اِس لئے لیکھرام کے پاس گیا تھا - حقیقت رائے ایک ہندو لڑکا تھا - جو اِس لئے قتل
کیا گیا تھا - کہ وہ مسلمان نہیں ہوتا تھا - لیکھرام کو اُس سے تشبیہ دی گئی ہے - یہ مضمون لیکھرام
کے قتل کے باعث مسلمانوں کے سخت برخلاف ہے - یہ غالباً کسی آریہ سماجی کا لکھا ہوا ہے - اِس موقعہ
پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا تھا - جسے آریہ سماجیوں نے بھڑکایا تھا - ہندو بھی
عام طور سے اس میں شامل تھے - مجھے معلوم نہیں ہے - کہ آیا کوئی مسلمان اِس پر اخبار عام سے
ناراض ہو گیا تھا یا نہیں - میں نے یہ دیکھا تھا کہ اخبار عام کے مسلمان خریداروں کو اسکی خریداری
سے باز رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی - چند مسلمانوں نے مسلمانوں کے پاس سرکیولر خطوط اِس طرح پر
ہٹانے کے لئے بھیجے تھے - مینے بحیثیت منیجر اپنے ناظرین کو ایک سرکیولر لیٹر بھیجا تھا - مجھے معلوم
نہیں ہے - کہ وہ پرائیوٹ اور کنفڈنشل تھا یا نہیں - میں نے خط کو لکھا اور اُسپر دستخط کئے تھے

اور اپنے مسلمان ملازموں کی تعداد کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اسوقت (ہمارے مسلمان ملازم) ۸۰ فیصدی تھے۔

اخبار عام بابت ۲۴۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز 35 D ترجمہ 36 D) میں اس کی، بابت ایک مضمون ہے جس میں ذکر ہے کہ "ہم" نے ایسا خط بھیجا تھا۔ یہ ایک ایڈیٹوریل نوٹ ہے لیکن میں نے نہیں لکھا تھا۔

اخبار عام بابت ۲۵۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز 37 D ترجمہ 38 D) میں ایک مضمون "ہماری رائے کی وقعت" ہے۔ یہ میرا لکھا ہوا نہیں ہے۔

از اخبار عام ۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۷ء

ہماری رائے کی وقعت

بقول استادان تعلیمی اخلاق کا ایک مقولہ یہ ہے کہ قبل اس کے کہ دوسروں کو کسی بات کی نصیحت کیجاوے بہتر ہے کہ پہلے اسپر خود عمل کریں۔ اگر ایسا کیا جاوے تو عام خیال یہ ہے کہ نصیحت بہت موثر ہوتی ہے۔ بشرطیکہ نصیحت کرنا منظور ہے۔ لیکن جہاں نصیحت لینے سے واسطہ ہے وہ معاملہ ہر ایک کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ چاہے تو ٹیکے کے رُخ سے زمانہ کی رفتار کا اندازہ کرے اور چاہے تو لاکھہ جگایا جاوے لاکھ شور کیا جاوے نہیں مانیں گے پر نہیں مانیں گے بلکہ اگر کچھہ اثر محسوس ہوگا تو محض اُلٹا۔ پہلے کام کو بھی خراب کرنے والا۔

کوئی رائے وقعت حاصل نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ اسکا نتیجہ نیک تسلیم نہ کیا جاوے اور جو رائے بغیر غور کرنے نتیجہ آخری کے بعض واقعات کے جوش میں ظاہر کردیجاتی ہے۔ وہ بعض اوقات بالکل خلاف اور اکثر اوقات کچھ بھی نہیں اثر پیدا کرتی ہے۔ ہماری رائے گورمنٹ کی خدمت میں جو کچھ ہے یہ ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں ہندوستان کی مساوی الحقوق رعایا ہیں۔ دونوں رعایائیں صدیوں سے یکجا رہیں اور قیامت تک یکجا رہینگی۔ ہندوستان ہندوؤں کے لئے نہیں ہے نہ مسلمانوں کے لئے ہے بلکہ ہندو مسلمانوں غرضیکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے ہے اور اس سے بڑھکر اگر ہے تو برطانیہ کے لئے ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں ہندوستان کے

نوے فیصدی دیسی اخبارات اِس رائے کے صدق دل سے موید ہوں گے۔ لیکن گھر کی حالت کو دیکھتے ہیں تو عجب قلعی کُھلتی نظر آتی ہے۔

ایک مذہب کا معاملہ ہے کہ جسمیں گورنمنٹ نے ہر ایک فرقہ کو پوری آزادی دے رکھی ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ خود لامذہب ہے۔ ہمارا پولٹیکل انتظام سب کُچھ گورنمنٹ کے آدھین ہے۔ اِس کے لئے تو حقوق چاہتے ہیں لیکن مذہب کی عظیم آزادی جو کُلیہ طور پر ہمارے ہاتھ میں دیگئی ہے۔ اسکی طرف سے ایسے اندہے ہو رہے ہیں کہ جسکا اثر پولٹیکل حدود میں بھی اپنی ناپاک آلائش پُہنچا دیتا ہے۔

ہمارا کام اپنے اہل مُلک سے صاف صاف عرض کر دینا ہے۔ اہل مُلک اپنی مادری زبان کے خیالات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں گو اسوقت یہ سوال بھی معرض بحث میں لایا گیا ہے۔ کہ ہماری مادری زبان کیا ہے۔ کوئی کسی زبان کو مادری بتلاتا ہے اور کوئی کسی کو بتلاتا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں مادری زبان یہی ہندوستانی زبان ہے جو اگر ناگری حروف میں لکھی جاوے تو ہندی ہے اور فارسی میں لکھی جاوے تو اردو ہے۔ اپنے بھائیوں سے مخاطب ہونے میں تکلف نہیں کرتے ہیں اور غلط فہمی کا اندیشہ کمترین ہوتا ہے۔

احتیاط اُسوقت درکار ہے جبکہ گورنمنٹ سے گذارش کرنا ہے جو ہم تمام ہندوستانی فرقوں رعایا سے علیحدہ اور اجنبی ہے۔ اِس سے متعلق بات بات پر غلط فہمی کا پیدا ہونا ممکن ہے کہ خدا جانے ہم کیا کہتے ہیں اور وہ کیا سمجھتے ہیں۔ اُنکے کہنے اور سمجھنے میں اور ہمارے کہنے اور سمجھنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ وہ فاتح ہیں اور ہم مفتوح ہیں۔

اگر ہم تمام اہل ہند کو بغیر امتیاز مذہبی تفاوتوں کے پولٹیکل حقوق کے متفق و مساوی پلیٹ فارم پر لانا چاہتے ہیں۔ تو مذہبی تخصیصوں کی مساوی تنظیم کرنا لازم ہے۔ راقم الحروف کے واقفان قبول کریں گے کہ وہ صدق دل سے اپنے سناتن دہرم کا ثنا خواں ہے۔ اور اگر ہندو جامہ ہونے کی وجہ سے مُلکی رائے کے ظاہر کرنے کا کُچھ بھی مادہ ہے تو سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ دکھائیں کہ مسلمان تو مُسلمان ہندو

بھائی بھی ہماری رائے کو مانتے ہیں یا نہیں۔

پہلے یہ "ہماری رائے" ظاہر ہو جانی چاہئے کہ جسپر اسقدر زور دینا منظور ہے۔ ہر ایک اہل مذہب اپنے اعتقاد میں پکا اور سچا ہے۔ اور جبکہ ہر ایک کا واسطہ خدا سے ہے تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ جس رنگت میں پسند کرے اُسکو یاد کرے۔ اگر ہمارا سنکھ بجانا کسی مقام پر بند کیا جاوے۔ تو ہم کو جو رنج پیدا ہوگا وہی رنج ہوگا ایک مسلمان بھائی کو اگر اُسکی اذاں میں دخل دیا جاوے۔ نہیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ ہوگا۔ کیونکہ اپنے رنج کو تو ہم سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اُس کا رنج قیاس سے متعلق ہے۔ جس کا کچھ بھی حد و حساب نہیں ہے۔

برٹش راج کی اصل خوبی اہل ہند کو عملی طور پر اسوقت محسوس ہونے کے قابل ہوگی جبکہ عیسیٰ بدین خود اور موسےٰ بدین خود کی عقلمندی کو ہر ایک فرد بشر عملی طور پر قبول کرے گا۔ اگر مسلمانوں کے ہاں بیف کہانا جائز ہے تو ہمارا روکنا محض فضول ہے اور مقابلہ کرنا خود انتظام کا مقابلہ کرنا ہے۔ ہم گؤ ماتا کی عزت کرتے ہیں اور اُس کے گوبر سے چوکا دیتے ہیں۔ اور اُسکے موت سے پرایشچت کرتے ہیں ہمکو اختیار ہے۔ لیکن عیسائیوں کی دال روٹی کا مدار ہی بیف اور بیڑ پر ہے۔ اور اہل اسلام کے نزدیک بھی یہ مذہبی طور پر مطلق حرام نہیں ہے۔ بلکہ حلال محض ہے۔ کیسے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ اہل اسلام اگر چاہیں کہ گائے کی قربانی کریں تو ہندو اُن کے روکنے میں خون خون ہونے لگیں حالانکہ یہ خونخواری بالکل ناجائز اور خلاف انتظام ہے۔

ہم بریلی کے اہل اسلام کی صدق دل سے تعریف کریں گے کہ اُنہوں نے موقع عید پر اپنی نیک سلوکی کا فیاضانہ ثبوت دیا ہے۔ ہندوؤں کو اسپر فخر نہیں کرنا چاہئے بلکہ شکر گذار ہونا چاہئے۔ کہ اہل اسلام نے اُنکی خاطرداری کو مدنظر رکھکر گائے کی قربانی نہ کی۔ اور اہل ہنود کو بھی جا بجا دکھانا چاہئے کہ وہ بھی ایسے امور میں جو مذہبی فیلنگ سے متعلق ہیں خلل لانا نہیں چاہتے بلکہ اُن کا ہاتھ بٹانا چاہتے ہیں۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اس مصالحت کے رویہ میں ہندو کا احسان مسلمان پر نہیں ہوگا اور نہ مسلمان کا احسان ہندو پر ہوگا۔ بلکہ دونوں کا احسان خود اپنے اپنے اوپر پہلے اور

دوسرے پر لعید میں ہوگا۔

گورنمنٹ کی پوزیشن کی نسبت کہہ چکے کہ تین لوک سے متھرا نیاری ہے۔ اسکے نزدیک گو اور سور گھوڑا۔ اور گدھا دونوں برابر اور دونوں اپنے اپنے موقعہ پر مساوی مفید ہیں وہ نہیں سمجھہ سکتی کہ ہندو کیا بکتے ہیں جبکہ گو کو بُری چیز کہتے ہیں اور مسلمان کیا رٹتے ہیں جبکہ جھٹکے کو مردار سے بھی بدتر تصور کرتے ہیں۔ اسکا علاج سیدھا ہے کہ اگر ہندو مسلمان باہم لڑتے جھگڑتے ہیں فوج بڑھائی جائے اور اعتبار اُٹھایا جائے اور انتظام کڑا بنایا جائے کیونکہ وہ ہندوستان کو فتح کرچکی ہے اور اسکو رکھنا چاہتی ہے یہ کسقدر افسوس اور عدم تعلیم کی بات ہے کہ گورہ فوجوں کے لئے لکھو کہا من بیف بہم پہنچے اور مسلمان اگر اسکو نعمت سمجھکر نوش کرنا چاہیں تو اسلئے روکے جائیں کہ ہندو بھڑکیں گے۔ کیا بھڑکیں گے اور کس سے بھڑکیں گے ؟ بھڑک کر کیا کریں گے۔ یاد رہے کہ رہا سہا ستیاناس کریں گے۔ وہ گورنمنٹ کو جو عیسائی مذہب آبائی کی نہیں ہے کیسے ہندو بنالیں گے۔ اور جب تک ایسا نہ کریں گے دوسری رعایا کو انکی آزادی سے کیسے روک سکیں گے۔ یہ روک صرف ایکطرح ممکن ہے کہ ہم آپکی دلداری کریں گے تو ضرور ہے کہ آپ بھی ہماری دلداری ضرور کریں گے۔ یہ قاعدہ کُلیہ ہے اور ہر ایک مذہب بجا اور روا ٹھیرتا ہے۔ ہم کو بار بار سمجھنا چاہیئے کہ گورنمنٹ اسبارہ میں آخرکار جھوٹا ہمیں کو بناویگی کہ دوسرے کے مذہبی معاملہ میں کیوں دخل دیتے ہو۔ اور اسوقت ہمارا جواب کیا ہوگا۔

ہم کو اسبات کا پورا اختیار ہے کہ اپنے لئے گئو رکھشنی سبھائیں بنائیں اور اُنمیں لاوارث اور آوارہ مویشیوں کی پرورش کرکے آخرت کا پُن حاصل کریں۔ لیکن یہ ہم کو اختیار نہیں ہے کہ اور کوئی شخص اپنی زرخرید چیز کا حسب دلخواہ استعمال کرے اور ہم اُسپر شور مچائیں۔ ہم کو چاہیئے کہ اپنی نظر کو بچائیں اگر ایسا ہی بُرا معلوم ہوتا ہے تو یاد کریں کہ راج کیسا ہے اور ہم کیا کرسکتے ہیں۔ اہل اسلام سے زیادہ سے زیادہ یہ امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ ایسے کام کو ہندوؤں کی نظروں سے اوجھل کریں۔ لیکن اگر کارے قضا ظاہر بھی ہو جائے تو یاد رکھنا چاہیئے کہ قانون کی نظر میں

وہ ایسا سنگین جُرم نہیں ہے۔ جیسا کہ اسکی نسبت جوش پیدا کیا جاتا ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اگر گائے کو متبرک سمجھتے ہیں اپنے گھر میں اسکی پرورش کریں۔ کوئی ہندو گھر نہ ہو جو گؤ ماتا سے خالی ہو اور وہ گؤ ماتا ایسی خوش اور تیار نظر آوے کہ دیکھتے ہی ظاہر ہو جاوے کہ ہاں ہندوؤں کی گؤ ماتا ہے۔ بخلاف اسکے کیا ہے۔ سو ہندو گھروں میں ایک گئو ہو تو ہو اور یہاں تو وہ بھی "گتا وہ" کے۔ یئے گلیوں میں دربدر پھرتی ہیں۔ دودھ لینے میں کوئی کسر نہ رکھیں گے۔ لیکن کھانا دینے میں پسلیاں اور پہلو ہی ظاہر کر رہے ہیں جو مثل پنجر کے ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پھر کئی اہل ہنود ایسے بھی دیکھے گئے کہ گائے حاصل کی اور جب دیکھا کہ دودھ دینے سے رہ گئی ہے کسی ایسے کے پاس بیچ ڈالی جو قیمت کا اندازہ اسکے وزن پر کرتا ہے اور بائع خود جانتا ہے کہ مشتری اسکو لیکر کیا کرے گا۔" ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سناتن دہرم کے ہندوؤں میں گائے کی بڑی عزت ہے۔ عام طور پر ہندو "گائے کو کاٹا گیا۔ ذبحہ کیا گیا"، کے الفاظ کو بُرا مانتے ہیں۔" مسلمانوں کے ہاں **بیف** (گائے گوشت) کھانا جائیز ہے۔ تو ہمارا روکنا فضول ہے" اس فقرہ پر سمجھدار ہندوؤں کو کچھ اعتراض نہیں ہوتا۔ گائے کا گوبر اور پیشاب دیگر چیزوں میں ملاکر (پنچ گویہ) ہندو خاص خاص موقعوں پر پیتے ہیں۔ میں بھی اسے پیتا ہوں۔ یہ مضمون صُلح کُن ہے۔ اور افسوس کرتا ہے۔ کہ ہندو لوگ مُسلمانوں کو اس کے کرنے اور کھانے سے کیوں روکتے ہیں۔ جیسے کہ برٹش رجمینٹیں (گورا فوج) کھاتی اور کرتی ہیں۔ یہ مضمون جو میں نے پڑھا ہے۔ میری رائے کے مطابق ہے۔

اخبار عام بابت ۲۷۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء (دستاویز حرف 39 D) میں بھی ایک ایڈیٹوریل نوٹ "ہماری رائے کی وقعت" اسی پورانی سُرخی سے درج ہے۔ انہیں بھی گاؤکشی کے بارے میں ذکر ہے۔ یہ میں نے نہیں لکھا تھا۔ پہلے مضامین ہندوؤں کے سمجھانے کے لئے تھے اور بعد کے مضامین مُسلمانوں کے سمجھانے کے لئے۔ ایسے مضامین کا ایک سلسلہ شایع ہوا تھا۔ (دیکھو اخبار عام ۱۷۔ جون سنہ ۱۸۹۷ء" ہماری رائے کی وقعت"

دستاویز 40 D ترجمہ 41 D)

اخبار عام ۱۷ جون ۱۹۰۸ء

ہماری رائے کی وقعت

اِس عنوان کے نیچے جو مضامین اخبار عام میں شائع ہوئے ہیں خوشی تعجب اور افسوس ہے کہ وہ ایسی غیرمعمولی وقعت یا بیوقعتی کے ساتھ دیکھے پڑھے اور سُنائے اور مشتہر کئے گئے ہیں۔ کہ ہم حیران اور ششدر رہیں اور ہمارا یہ سلسلہ ہی رُک گیا کہ طوفان کے رُخ کو دیکھ لیں۔ خوشی اِس لئے ہے کہ مضامین ہذا کا از حد چرچا کم سے کم لاہور میں ہوا۔ اور باہر بھی کسی قدر۔ اس سے زیادہ خوشی ایک اخبار نویس کے لئے کیا ہو سکتی ہے کہ ایسے مضامین ہر کہ و مہ کی زبان کا ٹاپک ہوں۔ تعجب اِس لئے ہے کہ اخبار عام میں آجتک ہزاروں مضامین شائع ہوئے ہیں۔ کسی پر اسقدر چرچا نہیں ہوئی۔ یہ آج ہمارے نئے مہربان یا خاص اشخاص ہمارے رفیق یا مُدعی سُست اور گواہ چُست یا اعلیٰ درجہ کے مسخرے دوست یا ہمارے دلی خیر خواہ یا ہماری عزت پر ہاتھ مارنے (توبہ توبہ ہاتھ رکھنے) والے متفقان کا لشکر کہاں سے پیدا ہو گیا کہ ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پر مار رہا ہے اور آندھی کی طرح پھیل رہا ہے۔ اور گرد و غبار اُڑا کر دل لگی کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے چند مہربان اِس تاک میں مدت مدید سے تھے کہ کہیں موقعہ ملے تو اپنے خبث باطن (توبہ توبہ۔ صاف باطن) ہونے کا پورا زور دکھا دیں اور ہمیں دشمنوں اور دوستوں میں تمیز کرنے کا موقعہ دیویں اور یہہ موقعہ ان کو اپنے دل کے بخار (توبہ توبہ شانتی) دکھانے کا ایسا موقعہ ہاتھ آگیا کہ فقط ایک ڈگڈگی گلے میں باندھنی باقی رہ گئی۔ ورنہ اور کوئی کسر بازار بازار میں حتٰی کہ ندی کنارے بھی منادی کرنے میں باقی نہیں رہی۔ اگر ہم دس ہزار روپیہ خرچ کر کے بھی اس کام کے لئے معزز ایجنٹ یا ٹاؤٹ مقرر کرتے یا معزز وکیل بذریعہ ناوٹس کے بہم پہونچاتے تو شاید اِسقدر چرچا نہ ہوتی جواب ہوئی ہے!!

خوشی اور تعجب کی وجہ تو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں - اب افسوس اس لئے ہے کہ کئی ایک ہمارے
بھولے بھالے بھائی سادہ لوح جو زمانہ کی چہل پہل اور موجودہ زمانہ کے کچے تعلیم یافتہ لوگوں
کی چالبازیوں سے ناواقف ہیں وہ بھی بیچارے باتوں باتوں میں پھنس گئے ہیں - نہ وہ
مضمون کی روش کو سمجھ سکتے ہیں - نہ اُن بھولے بھائیوں نے عمر بھر میں کبھی اخبار پڑھا یا خریدا
ہوگا - پنساری کے یہاں سے پڑیا میں آجاوے تو اور بات ہے - وہ ہمارے انوسنٹ بھائی
بھی ان ظاہری تعلیم یافتہ لوگوں کے چھرے میں ایسے آگئے ہیں کہ اسوقت انکی حالت
نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی سی ہے - ایک طرف ہماری ذات کو دیکھتے اور سوچتے ہیں
تو تعجب اور خیال پیدا ہوتا ہے - دوسری طرف گو گو کی آواز سنتے ہیں اور چالبازوں کی
زبان سے ایک غترہ مضامین کا سن لیتے ہیں جو اُن کو خاص کر سُنایا جاتا ہے تو بیچارے
کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور رام رام پکارتے ہیں -
پھر ہم قبول کرتے ہیں کہ اُن مضامین میں چند فقرے ایسے تھے کہ اگر نہ لکھے جاتے تو
بہتر تھا - دوسرے الفاظ میں وہی مطلب بیان ہو سکتا تھا - یا اگر وہ مضامین ہی نہ
لکھے جاتے تو بھی کوئی ہرج نہ تھا اور نہ انکی ایسی خاص ضرورت تھی - اور یہاں تک بھی
ہمیں ماننے میں انکار نہیں کہ بلاشبہ چند ہندو بھائیوں کو انسے رنج بھی پہنچا - جن سے
ہمیں صدق دل سے معافی مانگنے میں بھی انکار نہیں لیکن باوجود ہم کھلے دل سے کہتے
ہیں اور جرات کے ساتھ لکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ مشہور کرتے ہیں کہ اہل اسلام سے رشوت
لے کر یہ مضامین لکھے گئے - اہل اسلام کو ناجائز طور پر خوش کرنے کے لئے ایمان کا خون کیا
گیا - ذاتی فائدے کے لالچ سے ایسی حرکت اخبار عام سے سرزد ہوئی - وہ اول درجہ
کے بے ایمان نالائق جھوٹے بدبخت حاسد ہیں جو خواہ مخواہ جلتے ہیں اور ہماری عزت کو
آنچ پہونچانے کا موقعہ تاک رہے ہیں - یا وہ کوئی ایسے سیاہ باطن بزدل اور مکار ہیں کہ
کھلے میدان میں مقابلہ کی تاب نہ لاکر دوسری طرح سے اپنے تیر چلاتے ہیں اور اُن
لوگوں کو ہمارے برخلاف اُکساتے ہیں کہ جنکی ہمارے ذریعہ سے بڑی طاقت ہے اور
جن کے ذریعہ سے ہماری طاقت ہے - جنکا دل جیسا ہے وہ دوسرے کو دلیسا ہی خیال
کرتا ہے - شائد وہ خود ایسے بے ایمان ہونگے کہ ذاتی لالچ سے ایمان کو بیچ دیں - اسلئے

وہ ہم کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔لیکن خوش قسمتی سے بہت سے موقعہ اس سے پہلے ایسی ہو چکی ہیں جبکہ ہم اس امر کا امتحان دے چکے ہیں اور آئندہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ ایسے بہت سے موقعہ آویں گے جبکہ یہ حاسد روسیاہ ہوں گے۔اور چلو بھر پانی میں انہیں منہ دیکھنا ہوگا۔اسوقت یہی لوگ رُخ پلٹیں گے۔اور زمانہ ہمیں وہ تماشہ دیکھنے کا موقعہ دیگا زندگی اور نیک نیتی شرط ہے۔

کھوٹے دلوں کے نکتہ چینوں نے یہ تو سمجھا نہیں کہ اخبار عام کس غرض سے مضمون لکھ رہا ہے۔اسکا مدعا کیا ہے۔اگر سمجھا ہے تو اُسے بدنیتی سے چھپایا ہی فقط پر کا کوا بنانے پر کمر باندھی ہے اور ایسے ایسے بہتان بکے ہیں اور بے ایمانی والے خیالات ہماری طرف منسوب کئے ہیں۔اور ایسی ایسی غلط افواہیں اُڑائی ہیں کہ اگر مسئلہ تناسخ صحیح ہے اور اگر کوئی انصاف کرنے والا سب کے دلوں کا حال جاننے والا خدا موجود ہے تو ان لوگوں کو چاہ ذلالت میں کچھ عرصہ نواس کرنا ہوگا۔اور نہ معلوم کونسی جون میں جاکر وہ اس گناہ کا پھل بھوگیں گے۔اور اگر ہم جھوٹے اور وہ سچے ہیں تو ہمارا یہی حال ہوگا۔

ہم اندھے نہیں ہیں۔بہرے نہیں ہیں۔سب دیکھتے ہیں، اور سب سُنتے ہیں۔کبھی جی چاہتا ہے کہ لنگاڑوں کے ساتھ لنگاڑپن کا سلوک کرکے دکھایا جاوے کہ وہ کس کھیت کی مولی ہیں۔اور کہاں اپنی حیثیت سے بڑھکر زور دکھاتے ہیں۔پھر جی میں آتا ہے کہ سبکوں کے ساتھ ہلکی کارروائی شایاں نہیں۔ایک چُپ سو سُکھ سکوت کے ساتھ زمانہ پر انصاف چھوڑ دو۔ طوفان کے بونے خود بیٹھ جاویں گے۔

کئی شریرالنفس لوگ بھولے بھالے لوگوں میں یہ مشہور کرتے ہیں کہ اخبار عام نے یہ لکھا ہے کہ پُرانے رکھیشور لوگ گومیدہ کیا کرتے تھے۔اِسلئے ہندو لوگوں کو بیف کہانا جائیز ہے۔اُڈکئوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ فلاں اسلامی اخبار میں یہ چھپا ہے کہ اخبار عام والے کا ہم یونہی اعتبار نہیں کرتے۔اگر وہ سچ مچ مُسلمان ہوجاوے اور ہمارے ساتھ ملکر کلمہ پڑھے تو البتہ ہم اسپر اعتبار کریں گے۔ہم آنکھیں ملکر دیکھتے ہیں۔نہ تو آج تک اس ۲۰ سال کے عرصہ کے اندر اخبار عام

ہیں کوئی ایسا مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ لکھا ہو۔ البتہ ترلوکی گرو مہامتی شری مان پرم ہنس بری براجکا چاریہ سری ۱۰۸ سوامی۔۔۔۔۔۔۔ جی مہاراج جو ایک مشہور فرقہ کے فونڈر ہو گذرے ہیں جن کو ہندوؤں کا سید احمد کہنا چاہئے۔ اور جنکے گروہ کی دو پارٹیوں کی لڑائی میں بیش بہا لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ اور اب جنہیں ایک پنڈت کے مارے جانے پر صلح ہو گئی معلوم ہوتی ہے (جس سے ان داناؤں نے ثابت کرایا ہے کہ گویا وہی فتنہ کی جڑ تھا) اُنہوں نے اپنی بڑی مقدم دہرم پُستک میں جو وہ اپنے پیروان کے لئے کُل مذاہب کا نچوڑ بنا کر انکو دے گئے ہیں۔ اور جسکی کئی ہزار کاپیاں شائع ہو چکی اور ہو رہی ہیں۔ اسمیں یہ ضرور لکھا ہے کہ گائے اور گدھی برابر ہے اور بانجھ گائے کو۔۔۔۔ کچھ عیب نہیں ہے!!! کہاں ایک سوامی مہاراج کی بنائی دھرم پُستک اور کہاں یہ کلام؟ افسوس کہ اِسپر غوغا ہو اور اخبار عام میں اتنا لکھنے پر کہ دیگر مذاہب کے یہاں وہ چیز جائز ہے جو ہندوؤں کے لئے سخت سے سخت قسم ہے۔ اسپر یہ غازیوں اور ستوالوں کا سارا زور شور۔ ہلہ گُلّہ!!

دوسری افواہ کی نسبت بھی ہم چھان بین کرتے ہیں۔ تو اسکے بھی صحیح ہونے کا ہمیں کوئی پتہ نہیں ملتا۔ ہم نے جس جس اسلامی اخبار کا نام سُنا اسکو تلاش کر کرکے ڈھونڈھا اور منگوایا کہ ہماری نسبت کہاں ایسا درج ہے۔ کہ بغیر مُسلمان ہوئے وہ ہمپر اعتبار نہیں کریں گے۔ لیکن اسوقت تک کہیں پتہ نہیں لگا۔ ہمیں خود شوق ہے کہ دیکھیں لیکن دستیاب نہیں ہوتا۔ کوئی ہمارے مہربان جو افواہیں اُڑانے میں اپنا دل خوش کر لیتے ہیں اگر ہمیں وہ اخبار دکھادیں تو ہم ممنون ہونگے۔

یہ درمیانی تمہید ہم کو جبرًا و قہرًا درمیان میں لکھنی پڑی جسکی وجہ سے ہمارا سلسلہ مضمون رہ گیا۔ اب ہم اگلی دفعہ ہندو مسلمانوں میں گوشت جھٹکا اور حلال پر جو خواہ مخواہ کی رنجش ہے۔ اسپر آزادانہ بحث کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سلسلہ کُل میرے بھائی پنڈت گووند سہائے نے لکھا تھا۔

یہ خط (دستاویز 2 ۱۲ ۶ مجموعہ 3 4 (G1)) بنام مولوی ظہور علی احمد ہیڈر درجہ اول بھوپال

میں نے لکھا تھا - یہ اخبار عام کے ایڈیٹر آفس سے لکھا ہوا ہے ۔

Akhbar-i Am
Editor's Office
Lahore 29-5-1884

To

Maulvi Zahur
Ali Ahmad Sahib
Bhupal-

بخدمت شریف جناب مکرم معظم بندہ جناب مولوی صاحب زاد عنایتہ

تسلیم - آپکا نوازش نامہ آج میرے پاس پہونچا - میں ہنایت شکریہ بجالاتا ہوں کہ آپ نے اپنے خیالات ہنایت ایمانداری کے ساتھ بلاکسی قسم کے تعصب یا ذاتی رنجش کے ظاہر فرمائے ہیں اور زیادہ تر وجہ شکریہ کی یہ ہے کہ ایک ایسے کرمفرما کے الطاف نامہ حاصل ہونے کی آج مجھے خوشی ہوئی ہے جو اُس زمانہ سے اخبار عام کو خریدتے ہیں جب کہ یہ عدم سے وجود میں آیا - اِس لئے میں بھی اس آپ کے نوازشنامہ کو قیمتی خیال کرکے اسکا جواب لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ایسے قدیمی معاون کے سامنے صفائی خیالات لازمی ہو - آپکو جسطرح اپنی رائے قایم کرنیکا اختیار ہے - اسی طرح اگر میں ویسی ہی ایمانداری کے ساتھ آپکی رائے سے اختلاف ظاہر کروں تو آپ سے امید ہے کہ اس امر کی اجازت دیں گے اخبار نویس کے فرائض آپ جانتے ہیں کہ کیا ہیں - ہر ایک پہلو کو دیکھنا - جہاں تک ممکن ہو اُسکا فرض ہے - ممکن ہے کہ کبھی کسی طرف پہلو تہی ہو جاوے - لیکن میں ایمانداری کے ساتھ آپکو بخوبی یقین دلاسکتا ہوں - کہ اخبار عام ہرگز متعصب نہیں ہے بلکہ اسکی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ہندو مسلمانوں کو ایک ملک کی رعایا سمجھ کر ایکسے شایاں سلوک کرے - ممکن ہے کہ کسی مضمون سے آپکو رنجش ہوئی ہو - اور شاید اسمیں آپکی نظر سے میری ہی غلطی ہو لیکن یہ بھی میں آپکی خدمت میں سچے دل سے عرض کرتا ہوں کہ ایسے بھی بہتیرے موقعہ ہوئے ہیں کہ جہاں ہندو ناظرین ازحد ناراض اخبار عام سے ہوئے ہیں کہ اسنے بلا وجہ اہل اسلام کی طرفداری کی ۔ ۲۰ مئی کے اخبار عام میں جو لیڈر چھپا ہے - اسپر کئی ایک ہندو صاحبان کے سخت خطوط آرہے ہیں -

۱۸ مئی کے اخبار عام (میں) جو لیڈر پٹیالہ ریاست کے متعلق ہے - اسپر بھی یہی حالت ہے

کہ کیوں ہم نے ایک ہندو ریاست میں مسلمان اہلکار اِن کے تقرر کی سفارش کی۔ غرضیکہ ایسے بہت سے موقعے ہیں۔ ہم لوگ آریہ سماجی تو ہیں نہیں کہ آپ اخبار عام کو اُن میں شامل سمجھیں۔ بلکہ آپ یقین جانیں کہ ہندو یا آریہ صاحبان کا یہی بڑا الزام اخبار عام پر ہے کہ وہ پورا پورا ہندو اخبار نہیں ہے۔ بلکہ ہندو مسلمان دونوں کے فائدہ کے لئے ہے اور مسلمانوں کی طرفداری سے بھی یہ نہیں چوکتا۔ میں نے جو کنفیڈنشل چٹھی آپکی خدمت میں روانہ کی وہ دھوکہ دینے کی غرض سے نہیں ہے۔ بلکہ اصل حالات کا اظہار ہے۔ اگر اخبار عام بقول آپ کے پورا پورا متعصب اور مسلمانوں کا بد خواہ اخبار ہو جاوے۔ اور کٹر اور متعصب ہندو اخبار کا جامہ پہن لے تو آپ یقین جانیں کہ اخبار عام ہرگز نقصان میں نہیں رہیگا کیونکہ اس صورت میں ایک بڑی تعداد ہندوؤں کی اور آریوں کی اسکی خریدار بنجاویگی جیسا کہ ہمیں اشارہ ہو رہا ہے۔ جتنے ہمارے مسلمان خریدار کم ہو جاوینگے۔ اُس سے زیادہ ہندو پیدا ہوں گے۔ لیکن مجھکو فقط یہ خیال ہے کہ پھر یہ اخبار اخبار عام نہ رہیگا۔ جیسے رہنے کا اسے آج تک فخر ہے۔ اخبار عام کا فخر اسیں ہے کہ یہ ملکی اخبار رہے نہ کہ کسی خاص فرقہ کا آرگن۔ لیکھرام کے معاملہ میں بھی اگر آپ کل مضمون شروع سے آخر تک پڑھیں گے جو اخبار عام میں وقتاً فوقتاً شائع ہوئے تو آپ پر ثابت ہو جاویگا کہ دونوں پہلوؤں سے درج ہوئے ہیں۔ اور یہ آپکی زبردستی ہے کہ آپ اخبار عام پر یکطرفہ کارروائی کا الزام دیں۔ کیا اخبار میں یہ نہیں چھپا تھا کہ:۔ ممکن ہے کہ لیکھرام کا قاتل مسلمان نہ ہو۔ کیونکہ اسنے بہت سے مذاہب اور خاص سناتن ہندو دہرم والوں کے خلاف بھی بہت سخت سُست لکھا تھا؟ اگر آپکو معلوم ہوتا کہ لیکھرام کے متعلق کسقدر پُرجوش مضامین ہندو اصحاب کی طرف سے اخبار عام کے لئے آئے اور اُن میں سے کسقدر ردی میں پھینکے گئے تو آپکو تعجب ہوگا کہ کس اخبار پر آپ کس قسم کا الزام لگا رہے ہیں۔ حالانکہ اہل اسلام کی طرف سے جو مضامین آئے وہ کل درج کئے گئے اور اب بھی اگر کوئی آوے تو انکار نہ ہوگا۔

انگریزی اخبار "ارجن" کی نسبت بھی مجھے دو ایک الفاظ لکھنے کی اجازت دیجئے۔ اگرچہ امر زیر بحث اخبار عام ہے نہ کہ "ارجن" اخبار۔ مگر چونکہ آپنے اسکا ذکر کیا ہے

اِس لئے مجھے بھی لازم آیا کہ حقیقت بیان کردں + ارجن اخبار کو اخبار عام کے ساتھ کوئی ایڈیوریل تعلق نہیں ہے - ایک سینہ میں دو دل نہیں ہے - لاہور میں بدقسمتی سے ایک اخبار پنجاب آبزرور انگریزی زبان میں شایع ہوتا ہے جسکی پالسی یہی ہے کہ اہل اسلام کی طرفداری اور اہل ہنود کی دلازاری کرنا انپر ہمیشہ حملے کرتے رہنا اسلئے جواب میں چند ہندوؤں نے انگریزی اخبار "ارجن" شایع کرایا ہے +

اِس کے اڈیٹر وغیرہ بالکل مختلف ہیں - فقط اِسی قدر ہے کہ اِس مطبع کی انگریزی شاخ میں چھپتا ہے - اگر یہاں نہ چھپے گا تو دوسرے مطبع میں چھپ سکتا ہے - پس اِس اخبار کو اخبار عام کے ساتھ ملانا یہ ناانصافی ہے + جب تک اخبار پنجاب آبزرور اپنے رویہ کو درست نہیں کرتا اسوقت تک اسکو اپنے خلاف جواب سُننے کے لئے آمادہ رہنا چاہئے لیکن ناظرین اخبار عام کی طرف سے یہ ناانصافی ہے - کہ وہ ان دونوں کو خلط ملط کریں - اگر پنجاب آبزرور یہ رویہ اختیار نہ کرتا تو شاید ارجن اخبار جاری ہی نہ ہوتا - اور اگر ہوتا بھی تو ایسا نہ ہوتا - کہ جسکی آپ شکایت کرتے ہیں آپکو پنجاب آبزرور دیکھہ کر پھر انصاف کرنا چاہئے +

ہمارے ملازمان کارخانہ کی نسبت آپ نے خوب رائے قائم کی ہے - کیا یہی انصاف ہے؟ مانا کہ لاہور میں ہندو کاتب کم ہیں (اگرچہ اب انکی تعداد پیشتر سے بہت زیادہ ہے) مگر کیا چوکیدار بھی ہندو نہیں مل سکتے؟ پریسمین بھی ہندو نہیں مل سکتے؟ دفتری بھی ہندو نہیں مل سکتے؟ کیسے تعجب کی بات ہے کہ کس طرح جب آپ خفگی میں ہیں تو اُلٹا نتیجہ نکالتے ہیں - میرا یہ خیال نہیں ہوا - کہ اُن میں سے کسی ایک کو بھی علیحدہ کیا جاوے کیونکہ دل نہیں مانتا کہ بلاقصور کسی کو جواب دیا جاوے - اب آپ کا اختیار ہے کہ آپ میرے لکھے پر باور کریں یا نہ کریں لیکن مینے اصلی حقیقت سے آپکو آگاہ کر دیا ہے - میں تو اسکو آپکی بڑی بھاری فیاضی میں داخل سمجھتا ہوں کہ باوجودیکہ آپکی رائے اخبار عام کی نسبت ایسی ہے تاہم آپ اسکو شروع زمانہ سے خریدتے رہے ہیں - اور اِس لئے مینے آپکی تحریر کا جواب لکھنا فرض سمجھا + اگر آپ اخبار عام کی خریداری بند کر دیں گے تو آپکو اختیار ہے اسمیں کسی کا کیا بس ہے - میں اِس عریضہ کے جواب تک کا انتظار کرتا ہوں

جس کے آجانے پر میں جو آپکی فاضل قیمت اس کارخانہ میں ہوگی۔ بڑی خوشی سے آپ کی خدمت میں ارسال کرونگا - یا جہاں آپ فرماویں گے ارسال کرونگا - جواب ارسال فرماکر ممنون فرماویں ۔ نیازمند گوپی ناتھ

مکرر آنکہ فقط آپ کا ہی ایک اکیلا خط ہے جسمیں اخبار عام کی نسبت یہ خیالات ہیں یہ تو میں کبھی باور نہیں کرونگا کہ ہمارے کل معزز خریداران اہل اسلام بقول آپ کے بیوقوف ہیں - میں اسکی نسبت اتنا ہی عرض کرسکتا ہوں کہ وہ کل مضامین کو غور سے پڑھتے ہیں اور کل کا نتیجہ نکالتے ہیں نہ کہ فقط ایک آدھ مضمون ہی پر اپنی رائے قائم کرلیتے ہیں ۔

D. Gopinath

اور مئی سنہ ۱۸۹۰ء کا ہے - اسپر میرے دستخط ہیں - اور ایک خط کے جواب میں ہے - اسپر بطور مینیجر کے دستخط نہیں ہیں - نہ اس میں یہی ذکر ہے - کہ میرے بھائی کے کہنے سے لکھا گیا ہے ایک اخبار ارجن لاہور سے نکلا کرتا تھا - ہم اس کے مشترک مالک تھے - تھوڑے عرصہ کے لئے اسکا اڈیٹر ایک آریہ سماجی اچھا لکھنے والا ہمارا نوکر تھا - مجھے اس کا نام یاد نہیں ہے - وہ ہمارا نوکر دو یا تین سال تک رہا - مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کھتری تھا یا براہمن - وہ گریجویٹ نہیں تھا - مگر لاہور کا باشندہ تھا - جسے کچھ عرصہ سے میں نے یہاں نہیں دیکھا ہے - آخری دنوں میں تین یا چار ماہ کے لئے میرا چھوٹا بھائی کنہیالال اڈیٹر رہا - اور پھر وہ پرچہ بند کردیا گیا - یہی دونوں اڈیٹر رہے تھے - جہاں تک مجھے یاد ہے - میں نے اس پرچہ میں کبھی کچھ نہیں لکھا - میں خیال کرتا ہوں کہ وہ کسی خاص مذہب پر حملہ نہیں کرتا تھا - لیکن وہ ہندوؤں کا طرفدار تھا - مجھے نہیں معلوم کہ یہ پرچہ اخبار "محمڈن ابزرور" کی مخالفت میں نکالا گیا تھا - صرف ہمارا خاندان ہی پروپرائیٹر اور پبلشر (مالک اور اشاعت کنندہ) تھا -

اخبار عام مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۰ء (دستاویز D 44) میں میرے سرکیولر خط کے جواب میں جو مسلمانوں کے خط آئے تھے - اُنپر ایک ایڈیٹوریل نوٹ ہے - بہت سے آریہ سماجیوں نے اس گاؤکشی کے سلسلہ مضامین کی بابت ہندوؤں کو دق کیا - کہ گوپی ناتھ سکرٹری سناتن دہرم سبھا کا ہے - اور ایسے مضامین لکھتا ہے - وہ خیال کرتے تھے کہ میں نے وہ مضامین لکھے تھے - میں ایسے آریوں کے نام نہیں جانتا ہوں - لیکن دربار پر میرے مواجہ میں وہ ہندوؤنکو

دِق کرتے تھے۔ اور میرے باپ کو بھی دِق کرتے تھے۔ وے اِن مضامین کو پڑھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ گوپی ناتھ نے یہ لکھا ہو۔ میں نے اُنکی کبھی تردید نہ کی۔ کچھ ہندو ان مضامین "ہماری رائے کی وقعت" کی وجہ سے مجھہ پر ناراض تھے۔ لیکن وہ اخبار بین نہ تھے۔ ساتن دہرم سبھا کے ممبروں نے بھی یہ سُنا اور میں نے فوراً سبھا کے عُہدہ سکرٹری سے استعفیٰ دیدیا۔ یہہ باقاعدہ اجلاس میں نہیں کیا گیا تہا۔ چھہ ماہ بعد پھر اُنہوں نے باقاعدہ مجھہ سے سکرٹری بننے کے لئے درخواست کی۔

بشمبر دیال میرا ملازم ہتا۔ وہ ۱۹۰۶ء تک میرا سناتن دہرم گزٹ کا اسسٹنٹ ایڈیٹر تھا۔ میں ٹھیک تاریخیں نہیں بتلاسکتا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ ۱۸۹۷ء میں تہا۔ اخبار عام مورخہ ۲۲۔جون سنہ ۱۸۹۷ء کے ایڈیٹوریل کالم میں بشمبر دیال کا ایک خط درج ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی بشمبر دیال ہے۔ میرا بشمبر دیال سناتن دہرم کا ممبر اور ایک فہمیدہ آدمی تھا۔ اور میں اُسے سچا آدمی سمجھتا ہوں۔ (دستاویز 46 D مع ترجمہ 46 D شامل کیا گیا) اِن مضامین پر لاہور میں شور پڑا تھا۔

اخبار عام ۲۲۔جون ۱۸۹۷ء

اخبار عام کے ساتھ پُرانی محبت کا اظہار

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام۔ عرصہ دس سال سے ہمکو اخبار عام کے ساتھ اُنس ہے۔ اور باوجودیکہ بڑے بڑے نامی گرامی اخبارات دیکھنے کی خوشی ہم کو حاصل ہے۔ تاہم اردو اخبارات میں اخبار عام ہمارے اشتیاق کے لئے غیرمعمولی پرچہ ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے واقعی اردو اخبارات میں اخبار عام کا اعجاز اُسکے ہمعصروں کے لئے رشک پیدا کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ چرخ کجرفتار کی گردش ابتدائے آفرینش سے آج تک مشہور و معروف ہے۔ اسواسطے ہم دیکھتے ہیں کہ چند ہفتوں سے اخبار عام کو خاص غیرمعمولی صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ تحمل و استقلال کے ساتھ اِسوقت کو جو خدائے برحق کی طرف سے آپکو دیکھنا پڑا کہ

سنجیدگی کے ساتھ برداشت کریں گے۔ تاہم یہ سمجھ کر کہ ہر ایک عالی دماغ اور دانا آدمی بھی ایسے وقت میں جبکہ اُس کے مخالف طاقتور گروہ میں ہو جاتے ہیں تو گھبرا جاتا ہے ہمارے دل میں خیال پیدا ہوا ہے کہ ہم اخبار عام کے ساتھ اپنی پورانی محبت کا اظہار کریں۔

ہم نے اُن دونوں مضامین کو جو کہ آپ نے ہماری رائے کی وقعت کے عنوان سے ۲۵۔ ۲۷ مئی کے اخبار میں شایع فرمائے ہیں کئی بار ملاحظہ کیا ہے۔ نہ صرف اکیلے بلکہ اچھے اچھے لائق اور سمجھدار صاحبان کے ساتھ بیٹھ کر بھی اُن مضامین کو پڑھا ہے۔ علاوہ اس کے خاص اِس شہر لاہور میں اُس ناقابل برداشت جوش کو بھی اچھی طرح دیکھا جو اِن مضامین کی وجہ سے ہندو قوم میں برپا ہوا ہے نہ صرف لاہور بلکہ امرتسر میں ہم نے خود جا کر معزز اور عالی رتبہ ہندو صاحبان سے ملاقاتیں کر کے آپکے اُن مضامین کا جوش دیکھا ہے۔ علاوہ اس کے بذریعہ تحقیقات معلوم کیا ہے کہ کُل پنجاب میں اُن لوگوں پر جنہوں نے ایک دفعہ اِن مضامین کو پڑھا ضرور اِس قسم کی تاثیر ہوئی۔ علاوہ اسکے ہم نے صحیح تحقیقات کے ذریعہ یہ بھی معلوم کیا ہے کہ واقعہ میں آپ کے اخبار کے دشمن آپکی آبرو کے مخالف صاحبان نے موقعہ پا کر کوشش کر کے ان مضامین کو ایسے لوگوں کو سُنایا اور بھڑکایا ہے کہ حقیقت میں جن لوگوں کے ہاتھ تک اخبار نہیں پہونچتا۔ غرضیکہ اسوقت لاہور میں عام طور پر اور پنجاب کے دوسرے مقاموں میں بھی کم وبیش جو کچھ جوش آپ کے خلاف برپا ہوا ہے وہ اُس مضمون سے جو آپ نے اُسی عنوان کے نیچے ۱۷۔ جون سنہ ۱۸۹۷ء کو نکالا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو بھی اُسکے تسلیم کرنے میں کچھ عذر نہیں۔ آپ خود مانتے ہیں کہ ہندو پبلک عام طور سے آپ پر ناراض ہوئی ہے۔ یہ بھی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ مضامین مذکورہ میں ایسے الفاظ لکھے گئے جو ناقابل تحریر یا جن کا نہ لکھا جانا بہتر تھا۔ باوجود اِسکے آپ اِس مضمون میں ایسے بھاری جوش کی بے پروائی کی ہتک کرتے ہیں۔ اور اپنے قلم کے زور سے اُن مضامین کی زہریلی تاثیر کو نابود کرنا چاہتے ہیں۔ جو تمام قوم میں ایسا جوش برپا کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ لہذا اگر ہمارا خیال غلطی پر نہ ہو۔ تو بجائے اِس کے کہ آپ جوش برپا کرنے والوں کی مخالفت یا جوش میں آپ سے بدظن ہونیوالوں

کی جہالت کو طشت از بام کرکے غصہ کو بڑھاتے بہتر تھا کہ اُن دونوں مضامین کے اُن
الفاظ کی زہریلی تاثیر کو ہٹانے کے لئے ایسے شائستہ مضامین نسخہ مسیحائی کی طرح سے
شایع کرتے جن سے آپکے مخالف شرمندہ ہوتے اور ہندو بھائیوں کے زخمی دلوں کو مرہم
لگتا۔ کیونکہ آپ ایک نہایت اعلیٰ قوم اعلیٰ درن اور اعلیٰ خاندان کے معزز ممبر ہیں اور
آپکو ہندو مذہب کے تمام دقیق مسائل معلوم ہیں کیونکہ یہ بات تمام پنجاب پر روشن ہے
کہ جس خاندان سے اخبار عام نکلتا ہے اُسی میں سناتن دہرم سبہا کے لائق سکرٹری پنڈت
گوپی ناتھ صاحب نے جنم لیا ہے۔ جنہوں نے کہ اس مضمون کے شایع ہونے سے پہلے
بارہا سناتن دہرمی عالیشان جلسوں کے پلیٹ فارم پر ایستادہ ہو کر سناتن دہرم کی بابت
مضامین پر لکچر دئے ہیں اور چھوا چھوت وسپرش اسپرش جیسے مضامین پر جنکے کئی
مشہور لکچر ہو چکے ہیں۔ ایک دفعہ خاص لاہور میں پنڈت صاحب موصوف نے سر جلسہ
فرمایا تھا کہ عام پاپوں کی تاثیر آریہ سماجی اور مسلمان صاحبان پر بمقابلہ ہندو بھائیوں کے
اسواسطے معلوم نہیں ہوتی کہ نہائت صاف اور بالکل سفید چادر پر ایک بوند سیاہی
کی دور سے چمکتی ہے اور سیاہ چادر پر اگر ایک دوات بھی اُلٹی ہو جاوے تو سیاہی
میں سیاہی ملجاتی ہے۔ ٹھیک اُنہیں کے اُس خیال کے موافق ایک اعلیٰ مرتبہ اعلیٰ خاندان
آدمی سے دہرم کے متعلق ایسی غلطی کا سرزد جیسی کہ ان مضامین میں کی گئی ہے۔ جسقدر
جوش برپا کرے اور پبلک کو اس جوش میں شامل کرنیوالے بدنیت لوگوں کے لئے موقع دے
تھوڑا ہے کیونکہ آپ خود انصاف کریں کہ زیادہ معزز اور بہت بڑے آدمی سے تھوڑی سی
غلطی کتنی بڑی خیال کیجاتی ہے اور یہ تو وہ غلطی ہے جسکو خود آپ قابل معافی تصور کرتے
ہیں۔ پس بجائے اس کے کہ جوش پھیلانے والے اور اُس میں آنیوالوں کے خلاف آپ
اپنے قلم کی طاقت سے کام لیں آپکو بھی شایاں ہے کہ اب اپنے اعزاز اور مرتبہ کے
مطابق استقلال اور حوصلہ کو اپنا رہنما کریں اور بالکل اس امر کا خیال نہ فرماویں کہ
اگر کسی سوامی جی نے اپنے کسی گرنتھ میں گئو کو گدھی کے برابر لکھدیا یا کہ بانجھ گئو کا ۔۔۔
جائیز رکھدیا۔ اس بات کے ظاہر کرنے سے سوائے اس کے کہ اُن کے کمزور سماج کی بنیاد
میں بھاری پاپ دکھایا گیا ہے۔ جسکا پھل پرلوک میں سوامی جی اور اس لوک میں

اُن کے چیلے بھگت رہے ہیں آپ اس سے کوئی فایدہ نہیں اُٹھاینگے۔ ہمارے یقین میں آپ جیسے دہرماتما پُرش سے اگر دہرم کے متعلق کوئی غلطی واقعہ ہو تو سب سے سیدھا طریق عام رائے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا یہ ہے کہ آپ اول اُسکو تسلیم کریں اور اُسکے بعد اُس غلطی کی اس عمدگی سے تردید کریں کہ جن بدنیت لوگوں نے حقیقت میں آپ کے صرف ان چند الفاظ کو لیکر ہی آپکو زوال پہنچانے کی سعی شروع کی ہے وہ خود بخود شرمندہ ہو جاویں اور آپ اپنی غلطی کو رفع کر کے اُسی طرح سے دشمنوں کی چھاتی پر دندنائیں

راقم بشمبر دیال

ہم اِس قیمتی مضمون کو جو ایک سچے کرمفرما نے ارسال کیا ہے بڑی خوشی اور شکرگذاری کے ساتھ اپنے لیڈنگ کالمز میں جگہ دیتے ہیں اور یہ صرف اس لئے ہے کہ اپنی نیک نیّت کا ثبوت اپنے انصاف پسند ناظرین کو دیا جاوے۔ ہم اپنے کرمفرما کی نصیحت کو صدق دل سے منظور کرتے ہیں اور اپنی طرف سے صرف اِسقدر یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بیڈہب سلسلہ مضامین کا نہ تو اہل اسلام کے خوف سے اور نہ داتی لالچ سے حوالہ قلم کیا گیا تھا۔ غلطی ہونا بیشک بشریّت ہے اور سمجھ کا فرق بھی انسانوں میں قدرتی ہے لیکن خیال کی غلطی سے نیت کا آلودہ کرنا اس سے بڑھکر بے انصافی ایک خیر خواہ اخبار نویس کے حق میں کیا ہو سکتی ہے۔ ہمارے کرمفرما کا اظہار بیشک پُر محبت ہے ہم اُن کے فیلنگ کی اِس سے بڑھکر قدر کرتے ہیں جیسی کہ اپنے فیلنگ کی ہم انکی تحریر کو بے پروائی سے نہیں دیکھتے ہیں۔ اور نہ ہی پبلک کے خیال کی ہتک کرتے ہیں یا غصہ بڑھاتے ہیں۔ اگر ہماری نیت میں فتور ہوتا اِس تحریر کو شایع ہی نہ کرتے جو اپنے طرز کی پہلی تحریر اس بارہ میں ہمارے پاس پہونچی ہے۔ اور بھی چند تحریریں ہمارے پاس آئی ہیں جو بھی اہل ہنود کی طرف سے ہیں لیکن چونکہ اُنکی روش سے ہمارے خیالات کی قدر دانی مترشح تھی اُنکا شایع کرنا خلاف مصلحت اور جوش کی آگ میں تیل تصور کر کے عمداً روکدیا گیا ہے۔ ہم کو تحمل و استقلال کے ساتھ سنجیدگی کے مدنظر رکھنے کی دوستانہ نصیحت کی گئی ہے۔ ہم اِس نصیحت کی سر آنکھوں سے قدر کریں گے۔ آخیر میں ہم اپنے پرماتما پرمیشور سے سچے دل سے التجا کرتے ہیں کہ ہم کو دوستوں اور دشمنوں میں تمیز کرنیکی لیاقت دے

ہمارے حوصلہ کو مضبوط رکھ اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہمارے دشمن بھی ہمارے دوست بن جائیں۔ بجائے اس کے کہ ہمارے دوستوں کی دلشکنی ہو۔ آمین یارب العالمین ۔۔

کبھی کبھی اخبار عام میں محکمہ کمسریٹ کے اشتہار طبع ہوتے ہیں۔ انہیں کچھ **چمڑہ گاوان** کی نسبت ہوتے ہیں۔ انکی ایک کاپی محکمہ کمسریٹ میں جاتی ہے۔ اخبار عام مورخہ ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک اشتہار گوشت گائے کا بگڑا ہوا ہے۔ (D 47)

میں نے سول ملٹری گزٹ کے مالکان کے برخلاف ایک ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا تھا۔ اس مقدمہ میں پنڈت امرچند نے میرے برخلاف شہادت دی تھی اس مقدمہ کے حالات اخبار میں لکھے گئے تھے۔ انہیں اکیلا ہیں مدعی تھا۔ پنڈت امرچند نے ایک دعویٰ میرے اور میرے والد کے برخلاف کیا تھا۔ میں نے امرچند کے برخلاف اول مقدمہ کی نسبت کچھ نوٹ اخبار عام میں دیئے تھے۔ اور اس لئے امرچند نے دعویٰ کیا تھا۔ لیکن برادری کے کہنے پر میں نے معافی مانگ لی۔ میں نے دیگر گواہان استغاثہ پر بھی حاشیے چڑھائے تھے۔ پنڈت بالک رام بھی ایک (گواہ) تھا۔ اور وہ کشمیری پنڈت ہے۔ اور اب مرگیا ہو۔ میں نے ان سب گواہان کے ساتھ صلح کرلی تھی۔ میں نے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ ان سب سے معافی مانگ لی تھی معہ وکلاء کے۔ کامل سینہ صفائی کا مضمون اخبار عام مورخہ ۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کے ایڈیٹوریل کالم میں ہے (D 48 ترجمہ D 49)

اخبار عام ۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء

معافی نامہ

جو الفاظ توہین و ہتک آمیز عزت وقتاً فوقتاً اخبار عام لاہور میں ابتدائے ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء لغایت ۱۰۔ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء نسبت پنڈت امرچند صاحب حکیم سابق داروغہ ٹھگی حال پنشنخوار کے شایع کئے گئے ہیں اور جن کے لئے پنڈت صاحب موصوف نے استغاثہ فوجداری دائر کیا جو بعدالت لفٹنٹ سی پی ڈون صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور پیش ہے۔ وہ بالکل بے بنیاد اور لغو ہیں۔ انکی اشاعت سے

ہم ہر سہ اشخاص یعنے مالک - اڈیٹر و منیجر جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں نادم ہو کر بصدق دل پنڈت امرچند صاحب اور اُن کے پسران سے معافی کے خواستگار ہیں اور پنڈت صاحب نے بنظر نوازش بزرگانہ ہم کو معافی دی ہے - اور نیز اُن کے پسران نے معافی منظور کر لی ہے - اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ جو کتاب مسوّم بہ "داستان سول ملٹری گزٹ" مطبع اخبار عام میں زیر طبع ہے - اسمیں دو حصہ جنمیں الفاظ تہتک آمیز نسبت پنڈت صاحب یا ان کے خاندان کے درج ہیں تحریر و شائع نہ کریں گے - اور آئندہ کو اس قسم کی توہین اور تہتک نسبت پنڈت صاحب یا اُن کے خاندان کے شائع نہ کریں گے - نیز فریقین باہم رضامند ہو کر اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ کو کوئی فریق نسبت اس مقدمہ کے یا اس شہادت کے جو پنڈت امرچند صاحب نے دوران مقدمہ میں دی کوئی ارجاع نالش یا مزید کارروائی نہیں کریں گے ۔

دستخط پنڈت مکندرام - پنڈت گوبند سہائے
و پنڈت گوپی ناتھ ۔

کامل سینہ صفائی مندرجہ بالا معافی نامہ کے شائع کرنے پر ہم صدق دل سے رضامند ہیں اور اس سے اگر اخبار عام کے مخالفوں کو زک اور ندامت معلوم ہوگی تو اس کے ساتھ ہی اسمیں بھی شبہ نہیں ہے کہ دوستوں اور غمگساروں پر بھی صاف طور پر واضح ہو جاوے گا کہ اخبار عام ایسا اندھا اور نامعقول نہیں ہے کہ اپنی غلطیوں اور فروگذاشتوں کا اعتراف نہ کرے - پنڈت امرچند صاحب مثل اکثر دیگر گواہان کے جو پنڈت گوپی ناتھ صاحب کے مقدمہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں خلاف میں پیش ہوئے تھے - ہمارے مخدوم اور احباب تھے - مثلاً پنڈت بھاگوت صاحب جن کے پاس پڑھنے اور اُنکے شاگرد کہلانے کا اڈیٹر اخبار اور راقم الحروف دل سے فخر کرتا ہے اور اسیطرح مخدوم مکرم بابو چندر ناتھ متر صاحب کی نسبت کہنا چاہئے کہ فقط اُستاد شفیق ہی نہ تھے بلکہ خاص مہربان بھی تھے - پنڈت بالک رام بھان صاحب کی نسبت بھی ذاتی دوستی اور نیاز کا

تعلق قایم تھا - اسی طرح بھائی گورمکھ سنگھ صاحب اور دیگر صاحبان بھی قدیم عنایت فرماؤں سے ہیں - ایسے مکرم واجب التعظیم احبابوں اور دوستوں کی شان میں ایسے فقرات کا استعمال جیساکہ دوران داستان مقدمہ ہیں کئے گئے ہیں ہمکو خود اسوقت ناگوار گزر رہا ہے اور ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ اب جبکہ معاملہ کو یہاں تک طول دیا گیا ہے ہم بقیہ کدورتوں کو دلوں میں محفوظ رکھیں تاہم اسموقعہ خاص پر اور بھی زیادہ ضرورت کے ساتھ اُن دوستوں اور قدیم عنایت فرماؤں سے جو علاوہ ازیں اپنے اپنے حلقوں میں فخر قوم اور موجب زینت ہیں منت اور عاجزی سے معافی مانگتے ہیں کہ جنہوں نے فریق ثانی کیطرف سے قانونی پیروی کے دوران میں محض اپنا حق اور فرض پورا کیا تھا - جناب مسٹر سنکلیئر صاحب جوکہ اسوقت گورمنٹ ایڈوکیٹ ہیں اور اعلیٰ درجہ کے نیکدل نیک مزاج اور نیک نیت افسر ہیں - جنکی لیاقتوں کو ہم سر آنکھوں پر تسلیم کرتے ہیں - اسی طرح مولوی شاہدین صاحب بیرسٹر جوکہ خاندان باغبانپورہ کے لئے باعث فخر ہیں اور ہمارے ذاتی دوست اور دلی مہربان نہ فقط وہ خود ہیں بلکہ اُن کے تمام خاندان کے بزرگوار ہمکو ہمیشہ نظر عنایت و شفقت سے دیکھا کئے ہیں - اور مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر و میونسپل کمشنر کہ جنکی نسبت علاوہ دیگر بالائی خوبیوں کے یہ کہنے کا فخر بھی حاصل ہے کہ ایک زمانہ میں اخبار عام کا ایڈیٹر اور راقم اُن کے ساتھ ایک ہی مدرسہ بلکہ جماعت میں پڑھتے تھے - اور ایسا ہی فخر خاندان باغبانپورہ کے بہت سے ہونہار اور کامیاب نوجوانوں کی نسبت بھی حاصل ہے - ہم کمال صداقت اور صاف باطنی کے ساتھ ان احباب سے بھی امید رکھتے ہیں کہ ازراہ نوازش ہماری فروگذاشتوں کی پردہ پوشی کریں گے اور اُن کو یاد دلاکر ہمارے دل کو جو آگے ہی مارے پشیمانی کے بہت شرمندہ ہو رہا ہے مزید آزردہ نہیں کریں گے - اسوقت ہم کو معلوم ہو رہا ہے کہ جوش اور اعتدال کے خیالات میں کس قدر فرق زمین و آسمان کا ہو جاتا ہے - اور اس زبردست تجربہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ ہم کو آئندہ رفتار وقایع نگاری میں بہت بھاری اور قیمتی سبق حاصل ہوگا - ہمکو جب تک اس دنیا میں رہنا ہے اپنے دوستوں اور کرمفرماؤں کی تعداد

کو بڑھانا اور اتفاق و یگانگت کو قایم رکہنا اور ترقی دینا مقصود ہے اور خدا گواہ ہے کہ ہمارا کانشنس ہمکو بار بار اس فقرہ کے ساتھ دُھتکارتا ہے کہ ؎ تو برائے وصل کردن آمدی ۔۔ نہ برائے فصل کردن آمدی !!! اس کے سامنے ہم مجبور ہیں کہ سر تسلیم کو خم کریں اور بغیر چون و چرا کے اپنی غلطیوں کو قبول کر کے اپنے ہی ضمیر کی ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ سے نجات پائیں ۔ ایک انسان کے لئے اگر اخلاقی نظر سے دیکہا جاوے غلطی ہو جانا عجائبات سے نہیں ہے بلکہ ایک معمولی بات ہے اور کہا بھی ہے کہ انسان غلطیوں سے بھرا ہوا ہے اور یہ کہ غلطی کرنا انسان کا کام ہے اور بخشدینا خدائی ہے ۔ ہمارے خیال میں غلطی سے مطلع ہوتے ہی ایمانداری یہ ہے کہ اُس کا اُسی صفائی کے ساتھ اعتراف کیا جاوے جیسی کہ اسکا ارتکاب کیا گیا تھا ۔

ہم کمال خلوص ارادت کے ساتھ تیار ہیں کہ اسی میدان میں کہ جہاں ان صاحبان کے حق میں اپنے رنج کا بخار نکالا تھا اور انہیں ہاتھوں سے اسکا کفارہ کریں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارے تمام دوست لاہور کے ہوں یا کشمیر کی ریاست کے ہوں جنکو اُن بیانات سے صدمہ پہنچا ہے ہمارے حال پر رحم فرماکر ہماری تند بیانیوں کو از راہ دریا دلی کے معاف فرما دیں گے اور بھول جاویں گے ۔ ہماری طرف سے اس ناگوار معاملہ کے فراموش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاوے گا ۔ ہم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ اگر کسی اور صاحب سے غلطی ہو جاوے ۔ تو یہ دلیل ہمارے لئے مزید غلطی کرنے کی نہیں ہوگی ۔ ہم کو اس امر سے واسطہ نہیں ہے کہ ہمارے اپنی ذات کی نسبت کیا کیا کچھہ فرمایا گیا ۔ ہم کو خود اپنے فعل سے واسطہ ہے اور ہم صدق دل سے خیال کرتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز مناسب نہیں تھا ۔ ہم اب اس بات کو مزید طول نہیں دیں گے ۔ بلکہ اخیر میں بکمال خوشی اور سینہ صفائی سے تمام دوستوں سے جنکی شان میں اس شہادت سے متعلق ناگوار اور رنج پہونچانیوالی باتیں محض غلطی اور جوش سے کہی گئی ہیں ۔ حتےٰ کہ اپنے قدیم دوست اور برادر غمخوار صاحب سے اور اپنے مہربان معصر تہاپر صاحب سے بھی سچے دل سے معافی کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور ہم کو اُن تمام احباب کی بزرگی

اور شرافت اور عالی خیالی سے امید واثق ہے کہ وہ ظاہر طور پر ہی نہیں بلکہ دل سے بھی ہماری پچھلی فروگذاشتوں کو فراموش کریں گے اور ہمکو مثل قدیم سابق کے اپنا دوست اور خیرخواہ سمجھکر ہمیں ہمیشہ کی سی نظر عنایت و شفقت بحال رکھیں گے ہم کو اس انجام بخیر مصالحت کی نسبت چند معزز کرمفرماؤں کا خاص طور پر تذکرہ کرنا ہے جسکے لئے آئندہ موقعہ کی تلاش کریں گے۔

کفر است در طریقتِ ما کینہ داشتن

آئیں ماست سینہ چو آئینہ داشتن

مولوی فضل الدین نے میرے برخلاف مقدمہ دائر کیا تھا۔ کیونکہ **ارجُن** میں چھپ گیا تھا۔ کہ لیکھ رام کے مقدمہ میں اُن کی تلاشی ہوئی ہے۔ مقدمہ برخلاف میرے تھا۔ اور ایک معافی نامہ اخبار عام مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۸۹۷ء کے ایڈیٹوریل کالم میں درج کیا گیا تھا (دستاویز 𝒟 5 معہ ترجمہ 51 𝒟)

اخبار عام ۳ مئی سنہ ۱۸۹۷ء

معافی نامہ

ہم بڑے ادب کے ساتھ جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر و میونسپل کمشنر لاہور کے آگے اپنی ممنونی کا اظہار کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہم کو مہربانی سے اس غلطی کے لئے معاف فرمایا۔ جو انگریزی اخبار "ارجُن" میں اُنکی نسبت شائع ہوئی تھی کہ اُنکی خانہ تلاشی پولیس کے ذریعہ ہوئی۔ ہم کو سخت ندامت ہے کہ ایسی غلطی اس معاملہ میں سرزد ہوئی۔ جس کے لئے ہم معافی کا اظہار کرچکے ہیں۔ اب دوبارہ اظہار معافی کا کرکے اس امر کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب نے ہمارے اوپر احسان کرکے یہ معافی منظور فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ عدالت میں ہم نے یہ بھی منظور کیا ہے کہ اس غلطی کی فروگذاشت کے لئے مبلغ عہ دوصد روپیہ کسی ایسے خیرات خانہ میں ادا کریں گے جس کا کسی خاص مذہب کے ساتھ لگاؤ نہ ہو۔ اور جسکو مولوی صاحب نامزد

کریں - اور مبلغ ۵۰ پچاس روپیہ مولوی صاحب کو خرچہ کے لئے ادا کریں گے - امید ہے کہ آئندہ ہمارے تعلقات دوستانہ رہینگے - اور کوئی وجہ انہیں فرق لاپروائی نہ ہوگی ۳۰ تاریخ کے اخبار عام میں جو مختصراً لکھا گیا تھا کہ اس مقدمہ میں ملزمان بری کئے گئے وہ صحیح نہیں تھا - بلکہ جو حال مندرجہ بالا لکھا گیا ہے وہ صحیح ہے - یعنی مولوی صاحب نے معافی منظور فرمائی اور مقدمہ آگے نہ چلا - اس غلطی کے لئے بھی ہم اظہار معافی کا کرتے ہیں - عدالت کا بھی نہایت شکریہ ہے کہ جسکی تائید ہاغی سے یہ فیصلہ باہمی ہوا؛

یہ میں نے اخبار عام میں نہیں لکھا تھا - کہ میں بری ہو گیا ہوں - میں نے سول اینڈ ملٹری گزٹ والے مقدمہ کی صفائی کے گواہان کے بیانات اخبار عام میں صحیح طور پر دئے تھے - جہاں تک مجھے یاد ہے - وہ میں نے ہی دئے تھے (اخبار عام مورخہ ۵ و ۷ - اکتوبر ۱۸۹۵ء) میں گیارہ بارہ برس سے سناتن دہرم سبھا کا سکرٹری ہوں - یعنی جب سے اسکی رجسٹری ہوئی ہے - اس عرصہ میں میں نے اکثر لکچر دئے تھے - اور کئی مرتبہ جلندھر اس غرض کے لئے بلاوے پر گیا ہوں شاید آخری مرتبہ سنہ ۱۸۹۸ء کے بڑے دنوں میں گیا تھا - اسوقت میرا لالہ منشی رام کے ساتھ مباحثہ ہوا تھا - اس کے بعد میں جلندھر نہیں گیا - میں نے جلندھر سے کبھی کچھ نقدی نہیں لی - اگر لی بھی ہے تو سبھا میں داخل کر دی ہے - اپدیشکوں کو عموماً نقد نذرانہ ملتا ہے مجھے جلندھر اور دیگر جگہوں میں بھی نقدی ملی ہے - میں نے جلندھر میں کبھی بھی سبھا کے لئے چندہ کی اپیل نہیں کی - پہلے میں نے کہا کہ میں نے روپیہ نہیں لوں گا - پھر لے لیا - اور سبھا میں داخل کر دیا - میں نے اسے کبھی بھی اپنے ذاتی اخراجات کے لئے استعمال نہیں کیا -

"اخبار عام" اور "سناتن دہرم گزٹ" دیسی ریاستوں میں بھی جاتے ہیں - میں بھی کبھی کبھی جاتا ہوں - اگر مجھے دعوت ملے دیگر حالتوں میں نہیں - اور رتبہ مطابق رواج کے مجھے خلعت ملتا ہے - میں ریاست سے مدعو ہو کر کپورتھلہ گیا تھا - اور سبھا کی طرف سے بھی اور مجھے خلعت ملے تھے - میں کچھ برسوں سے وہاں نہیں گیا - کئی برسوں سے مجھے مدعو نہیں کیا گیا - کیونکہ مدعو کرنے کے کوئی موقعے نہ تھے - میں ایک مرتبہ وہاں دسہرہ میں گیا تھا سالگرہ کے دربار میں مجھے کبھی بلایا نہیں گیا - میں سنہ ۱۸۹۲ (غلط ہے سنہ ۹۳ چاہئے)

میں جبکہ کانگریس آئی اور لورو جی آئے تھے۔ کمیٹی استقبالیہ کا ممبر تھا۔ اس جگہ سالگزشتہ میں بھی کانگریس تھی۔ تب میں استقبالیہ کمیٹی کا ممبر نہ تھا۔ کیونکہ میرے خیالات کچھ تبدیل ہو گئے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ آیا میرا نام کاٹ دیا گیا تھا یا نہیں۔ میں اپنی مرضی سے ہی اُس میں شامل نہیں ہوا۔ میں نے اپنے آفس کی عمارت خرید کی تھی۔ اور اس کی مرمت کی تھی۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے اسوقت اپنے اخبار کے خریداروں سے اینٹ اور چونہ کے لئے مانگا تھا۔ یا نہیں۔

ہریدوار میں گورنمنٹ نے ایک میلا جبراً بند کر دیا تھا۔ میں نے اُسکی کارروائی کی نگرانی کی اور انہیں اپنے اخبار میں رپورٹ کر دیا۔ یعنے اخبار عام میں۔ یعنے لاہور میں ایک جلسہ کیا تھا (اُس کے متعلق) اور ایک میموریل بھی بھیجا تھا (اسجگہ وکیل نے ممالک مغربی وشمالی وادوہ گزٹ مورخہ ۲۶۔ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء شامل کی۔ دستاویز (۵۵ ای)

نوٹ - اسجگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گزٹ کے اُن حصہ جات کا ترجمہ درج کیا جاوے۔ جنہیں کہ ملزمان کے ایڈوکیٹ نے پڑھکر مستغیث کو سنایا تھا۔ تاکہ دستاویز کے پیش کرنے کی وجہ معلوم ہو جاوے۔

"اس تحریک کی تہ میں جاتریوں کے دل کام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پنڈتوں کا لالچ اور ایسے شخصوں کی نمک حرامی جیسے پنڈت گوپی ناتھ لاہوری۔ اور ۲۵۔ مئی کے لاہور کے جلسہ کا پریزیڈنٹ "۔۔۔

جس جلسہ کا یہ شخص میر مجلس تھا۔ وہ سناتن دھرم سبھا کی طرف سے بلایا گیا تھا۔ جس کا کہ گوپی ناتھ۔ ایڈیٹر اور مالک اخبار عام کا سکرٹری اور لیڈر ہے اس پنڈت (pandit) متحرک کی تحریروں کی کیا وقعت ہونی چاہئے۔ اُس انتخاب سے ظاہر ہو گا۔ جوکہ اخبار عام مورخہ ۱۸ ستمبر سے معہ ترجمہ کے اس کے ساتھ شامل ہے۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

(۵) میں اب پنجاب کی تحریک کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس کا محرک پنڈت گوپی ناتھ ایڈیٹر اور مالک اخبار عام لاہور کا تھا۔ وہ سناتن دہرم سبھا کا بھی ایک بارعب ممبر ہے۔ جس سوسائٹی کو اُسنے

تحریک کرنے اور گورنمنٹ کی خدمت میں عرضداشت بھیجے کے لئے ترغیب دی - پنڈت گوپی ناتھ ایک پر جوش ہندو ہوگا - اور جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے - مہاوارنی کے دن گنگا میں غوطہ لگانے کے پُن کا بھی مضبوط معتقد ہوگا۔ اور یہ بھی اُس کا مستقل اعتقاد ہوگا کہ میلے پر ہندؤوں کے ساتھ شرمناک بُرا برتاؤ ہوا۔ لیکن وہ **خود مہاوارنی کے موقعہ پر نہیں آیا** - اور نہ ہی اُس نے تحریک میں کام کرنا شروع کیا - جب تک کہ اُسے ایک ہزار روپیہ کا اقرار نہ ملگیا"

واقعہ ۵ - جون سنہ ۱۹۰۱ء

جب یہہ گزٹ شایع ہوئی تھی تو شائد میں نے اخبار عام میں کچھہ لکھا تھا - اُسوقت میرا باپ زندہ تھا اور میں اُسوقت اخبار عام کا مالک نہ تھا۔ اِس لئے کسی قدر مجھے اُس سے رنج ہوا تھا - میں نے مسٹر ہیرنگٹن اور وہائٹ صاحبان کا جواب اخبار عام مورخہ ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء میں لکھا تھا۔
(53 D ترجمہ 54 ک)

اخبار عام ۲۱ - دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء

تحقیقات ہردوار کے متعلق

پنڈت گوپی ناتھ کا جواب بنام مسٹر اے ایچ ہیرنگٹن کمشنر قسمت میرٹھ و مسٹر جے ایم رائٹ مجسٹریٹ سہارنپور

....

اے جناب مسٹر ہیرنگٹن اور مسٹر رائٹ صاحبان - پیشتر اور کسی بات کا جواب دینے

کے میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کس مجہول اور پاجی شخص نے آپ کو یہہ بتایا کہ میں اخبار عام کا مالک اور اوڈیٹر ہوں ؟ آپ نے جو اپنی چھٹیوں میں یہ بات لکھکر گورنمنٹ میں روانہ کی۔ آپنے کونسی تحقیقات کی تھی ؟ اگر آپنے خود اپنے من گھڑت یہ جھوٹی اور بیہودہ بات لکھی ہے تو آپ کو شرمندہ ہونا چاہئے کہ آپ اتنے بڑے افسر ہوکر آپکے قلم سے ایسی شرمناک غلطی سرزد ہو۔ اور اگر کسی غیر شخص نے آپکے ماتحتوں میں سے آپکو اس غلطی میں ڈالکر آپکو شرمندہ کرایا ہے تو آپکو ایسے جھوٹے بے ایمان پاجی کو ایسی سزا دینی چاہئے کہ اُسکا مُنہ کالا ہو جاوے۔ اور اس سکونڈرل کی زبان جل جائے۔ آپ خیال فرماوینگے کہ میں ایسا آپے سے باہر کیوں ہوگیا اور کیوں ایسے سخت الفاظ لکھنے پر اُتر آیا ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں اِس بات کو اپنے لئے سخت گالی کے برابر سمجھتا ہوں اگر کوئی مجھے کہے کہ میں اخبار عام کا مالک اور اوڈیٹر ہوں۔ اور ایسی گالی بکنے والے پر اگر میرا بس چلے تو اُسکی پگڑی اور ٹوپی اُتارکر اُسکے سر پر سو جوتے لگاؤں اور پھر بھولکر ایک دو سے شروع کروں ۔ اے خداوند تعالے اے رب العالمین۔ مالک اخبار عام اور اوڈیٹر اخبار عام کا سایہ مبارک میرے سر پر تا ابد برقرار رکھیو۔ کہ جنکی گود میں میں ناز پرورده ہوکر پرورش پاچکا ہوں اور پارہا ہوں۔ اور جنکی موجودگی اور سلامتی کے باعث میں ہزاروں نخروں کے ساتھ ایک آزاد شہزادے کی طرح زندگی بسر کررہا ہوں۔

اے کمشنر صاحب میرٹھ اور اے مجسٹریٹ صاحب سہارنپور آپ نے گورنمنٹ رپورٹ ہی ملاحظہ فرمائی ہوتی کہ اخبار عام کے مالک کون ہیں! آپ نے اخبار عام ہی کی ایک کاپی دیکھی ہوتی کہ اسکے اخیر میں کون صاحب کا نام بحیثیت مالک کے لکھا ہوا ہے ! آپنے اُس نقشہ کی نقل پنجاب سے منگالی ہوتی جمیں اوڈیٹران اخبار کے نام بھی درج ہوتے ہیں۔ پھر آپ کو آسانی سے معلوم ہوجاتا کہ مالک کون ہے اور اوڈیٹر کون ہے اور آپ

اس شرمناک غلطی میں نہ پڑتے جو آپ سے سرزد ہوئی ہے اور جبکہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں ہے۔ سوائے اسکے کہ آپ کو شرم سے مُنہ نیچا کرنا پڑے! میں اس رنج کا کوئی اندازہ نہیں بتا سکتا جو مجھکو آپکے ان الفاظ سے ہوا ہے اسلئے نہیں کہ اخبار عام کی ملکیت اور اڈیٹری ایک درجہ کا فخر اور عزت نہیں ہے۔ بلکہ اسلئے کہ جو تعلقات میرے عالیشان مالک صاحب اور اڈیٹر صاحب سے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ میں بارگاہ عالی سے صدقدل کے ساتھ دعا کرتا ہوں۔ کہ یہ عزت اور فخر انکو ہی حاصل رہے۔ اور مجھے اُنکی عُمدہ طور پر خدمت کرنی نصیب ہوتی رہے۔ اگر کوئی شخص مجھے مالک اور اڈیٹر اخبار عام کا نیازمند اور تابعدار کہے تو اس خطاب کو میں اپنے لئے مین سعادت اور فخر سمجھوں گا۔ لیکن اگر کوئی مجھے ان خطابوں سے منسوب کرے تو اُسکے لئے تو میرے جی سے یہی نکلیگا کہ خدایا اُس کے منہ میں چھالے پڑیں اور اُسکی زبان جل جائے! اے کمشنر اور مجسٹریٹ صاحبان بہادران اب یہ فرمائے کہ یہ سخت رنج دینے والی محض دروغ خبر کسنے آپکو دیکر آپکو شرمندہ کرایا؛ مناسب ہے کہ اس راسکل کو سربازار ننگے چوتڑوں پر کم سے کم ایک سو کوڑے رسید کئے جاویں۔ سردار لچھمن سنگھ کی نسبت گو باوجود اُسکے مُکر جانے کے یہ ثابت ہوا کہ اُسنے دو ہُنگ ڈھپ غریب چرن سنگھ پر اس لئے رسید کئے کہ وہ سپاہیوں کو مٹھائی دینے کے لئے دوکان نہیں کھولتا تھا۔ اور جو بیچارہ بعد میں اس جہان سے چلدیا۔ اگر غریب چرن سنگھ پر ایسی بات کے لئے سردار لچھمن سنگھ نے دو دھپ مارے تو بیشک اُس پاجی کے لئے ایک سو کوڑوں کی سزا بہت ہی کم ہے۔ جس نے آپکو ایسی جھوٹی خبر دی!٭

اس میں پروپرائیٹر سے مراد میرے والد اور ایڈیٹر سے مراد میرے بڑے بھائی سے ہے۔ اس اخبار میں یہ لکھنا کہ " برسربازار اُس راسکل (rascal) کے ننگے چوتڑوں پر کوڑے رسید کئے جاویں " فحش نہیں ہے۔ میں اُسوقت بہت ہی ناراض تھا۔ میرے پاس اس گزٹ کی رپورٹ کی نسبت گورنمنٹ سے ایک خط آیا تھا۔ مجھے یاد ہے جب بمرور عرصہ نو دس سال یہ افواہ اُڑی تھی کہ مہاراجہ کاشمیر کے اختیارات کم ہونے والے ہیں۔ میں اُسوقت کاشمیر گیا تھا۔ اور

مہاراجہ صاحب نے مجھے ایک مراسلہ شملہ لے جانے کے لئے دیا تھا۔ میں نے اُسے (مُراسلہ کو) دیکھا تھا۔ وہ اُنہیں اختیارات کے متعلق تھا۔ میں اُسے شملہ لے گیا۔ میری کچھ خاطرداری نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ ایک پرائیویٹ اِنڈیویجوئل Private individual کی حیثیت میں گیا تھا۔ کوہ نور۔ میں مجھ پر روپیہ لینے کا الزام نہیں لگایا گیا تھا۔ بلکہ مہاراجہ صاحب کے لئے زیورات فروخت کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ میں نے مقدمہ دائیر کیا اور کوہ نور نے معافی مانگ لی۔ مجھے یاد نہیں ہے۔ کہ مجھ پر اپنے لئے روپیہ لینے کا الزام لگایا گیا تھا یا نہیں اخبار عام مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء میں یہ لکھا تھا کہ مجھ پر پندرہ ہزار روپیہ لینے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اِسکی بابت بھی مقدمہ کیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے (پرچہ دکھلایا گیا) میں نے اِس الزام کی نسبت دعوی نہیں کیا تھا۔ کوہ نور کے مقدمہ میں میرا بیان باقرار صالح ہوا تھا۔ لالہ روشن لعل بیرسٹر اُس مقدمہ میں بھی ملزم کی طرف سے پیش ہوئے تھے۔ جیساکہ اِس مقدمہ میں ہوئے ہیں۔ مجھے یہ اقبال کرنا یاد نہیں ہے۔ کہ میں اخبار عام کا ایڈیٹر ہوں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ایڈیٹوریل لکھے ہونگے۔ لیکن ایڈیٹوریل چارج میرے پاس کبھی نہ تھا۔

پنڈت ایشوری پرساد نے ایک پمفلٹ لکھا تھا (دستاویز ڈ ڈ D)

التماس تحقیقات راستی

بخدمت آریہ سماجک صاحب!

یہ چھوٹا سا رسالہ بالخصوص اُن ہمقوم اصحاب کی خدمت میں نہائیت ادب کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جو اپنے خیالات کے مطابق اپنے ہمقوموں کی بہتری کے لئے مختلف اصلاحیں (مذہبی وسوشیل وغیرہ) عمل میں لانے کے درپے ہو رہے ہیں اور اپنا قیمتی وقت اور اُس سے زیادہ ترقیمتی خیال اُن اصلاحوں کی کامیابی کے لئے (علاوہ روپیہ کے صرف کے) خرچ کر رہے اور جو اپنی جماعت کو آریہ سماج کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معترضان کو آریہ سماجک گرنتھوں کے بیانات اور آریہ سماج کی کارروائیوں

کی نسبت جو اعتراضات ہیں اُن میں سے بعض اس قسم کے ہیں کہ اگر انکا علم ہونے کے باوجود آریہ سماجک اصحاب اُنکی درستی نہ کریں۔ یا باضابطہ مباحثہ کے ذریعہ سے اُن اعتراضات کو غلط ثابت نہ کریں تو سناتن دھرمی لوگ طبعاً یہ نتیجہ نکالیں گے کہ وہ قابل اعتراض بیانات اور کارروائیاں ارادتاً کئے گئے ہیں اور کیجاتی ہیں۔ اگر باوجود علم ہو جانے کے غلطی یا غلط بیانی کی اصلاح نہ کیجائے تو کیا سناتن دھرمی ہندو لوگوں کا یہ خیال کرنا آریہ سماجک اصحاب کو متعجب کرے گا کہ آریہ سماج غلطی پھیلاتا ہے۔

سناتن دھرم ٹریکٹ سوسائیٹی (جس کی طرف سے یہ رسالہ جاری کیا جاتا ہے) تحقیقات راستی کے لئے ہر وقت تیار ہے اور انصاف پسند آریہ سماجک اصحاب سے اس رسالہ کے ذریعہ سے التماس کرتی ہے۔ کہ باضابطہ تحریری مباحثہ میں شریک ہو کر اپنی انصاف پسندی کو عمل میں لاویں۔

معترضان کے اعتراضات حسب ذیل ہیں

اول۔ آریہ سماجک گرنتھوں میں غلط بیانات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دوم۔ ویدوں کے آریہ سماجک بھاشں میں اسّی فیصدی غلطی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوم۔ آریہ سماجک پنتھ وید کے خلاف ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چہارم ایشور اوپاسنا کی کمی اور اخلاقی کمزوری کی ترقی!

اگرچہ بظاہر آریہ سماجک صاحب آستک معلوم ہوتے ہیں تاہم جس طریق پر اُن کا برتاؤ نظر آتا ہے اور جس طریق کے دلایل وقتاً فوقتاً اُن سے سُننے میں آتے ہیں اُن سے صاف پایا جاتا ہے کہ عموماً ایشور اوپاسنا کی نہائت کمی ہوتی جاتی ہے بلکہ ایشور کی ہستی کا خیال ہی کمزور ہوتا جاتا معلوم ہوتا ہے۔ نیز دیگر اصلاحی کوششوں کی مانند آریہ سماجک عام کارروائی سے بھی اندیشہ ہے کہ چند اقسام کی اخلاقی کمزوری کو ہندو قوم میں تقویت ہو رہی ہے۔ جو کسی قدر عرصہ سے ترقی کر رہی ہے۔ (۱) زنا۔ (۲) شرابنوشی (۳) قماربازی (۴) اپنی زبان کا پاس نہ رکھنا

(۵) کاروبار اور لین دین میں بد دیانتی اور فریب (۶) ادب اور حیا کی کمی (۷) لڑکی کا ایسی صورت میں ناطہ دینا کہ اُس سے اپنا ذاتی فایدہ ہو۔ ان سبکی ترقی ہو رہی ہے۔

پنجم آریہ سماجک اصلاحی کوشش سے ہندو قوم کا نقصان!

اگرچہ اکثر موقعوں پر آریہ سماجک اصحاب کا یہ اظہار پایا جاتا ہے کہ ہم اپنی قوم کی بہتری کے لئے کوشش کرتے ہیں لیکن نہایت افسوس کے لائق یہ امر ہے کہ جس طریق پر آریہ سماجکی اصلاحی کوشش اب تک جاری رہی ہے۔ اُس سے ہندو جماعت کو کئی معنوں میں نقصان ہو رہا ہے اور ایک نہایت بھاری نقصان یہ ہے کہ دیگر اصلاحی کوششوں کیطرح آریہ سماجک اصلاحی کارروائی سے بھی قومی ہمدردی اور عموماً قومیت کے خیال کا زوال ہوتا جاتا ہو اور قوم کی کمزوری ہوتی جاتی ہے۔

اور سناتن دہرم سبھا نے اپنی لاگت پر اُسے میرے مطبع میں چھپوایا تھا۔ ایشوری پرساد بھا میں بھی لکچر دیا کرتا تھا۔ اور وہ لکچر معہ دوسری کارروائی کے سناتن دہرم گزٹ میں شایع ہوئی تھی میں نے جون اور جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کے سناتن دہرم گزٹ میں (دستاویز D کا D ترجمہ D کا D) مقدمہ ہولی کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ روپیہ کی ضرورت ظاہر کی تھی۔

سناتن دہرم گزٹ بابت ماہ جون و جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

التماس

سناتن دھرم گزٹ پر سرکاری مقدمہ

سناتن دہرم گزٹ ۱۵۔ مارچ کے نمبر میں ہولیوں کے ایام میں جو مضمون ہولی کو چھپکے شائع ہوا تھا۔ اسپر گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ایک مقدمہ کئی ایک دفعات کے رو سے قایم کیا گیا۔ کہ مضمون بھڑکانے والا ہے۔ آریوں کو بہت بدنام کیا گیا ہے۔ امن میں خلل آنے کا اندیشہ ہے۔ فحش ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ یہ امر سُنتے ہی اور اسکی بھنک پاتے ہی ہم اس کوشش میں ہمہ تن مشغول ہوگئے۔ کہ جس طرح ممکن ہو گورنمنٹ عالیہ کی ناراضگی

کو رفع کیا جاوے۔ اِسّے معافی کی درخواست کیجاوے۔ اِسّے رحم کی التجا کیجاوے۔ ہماری اور ہمارے بہت سے معزز کرمفرماؤں کی یہی رائے تھی۔ کہ ایسے معاملہ میں گورنمنٹ عالیہ کے مقابلہ میں مقدمہ لڑنا بالکل ناموزون ہوگا۔ اور اِسّے معافی حاصل کرنا ہی عین عزت ہے۔ چنانچہ اسی کوشش میں ہمارا یہ تمام وقت صرف ہوا۔ دو دفعہ ہمیں شملہ جانا پڑا بہت سے کرمفرماؤں کی امداد سے ہمنے معافی پیش کی۔ قابل وثوق ذریعوں سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اگر عدالت میں ہم جرم کا اقبال کریں اور عدالت کے رحم پر خود کو چھوڑ دیں تو گورنمنٹ عالیہ معافی کو منظور فرما کر سزائے قید کے لئے زور نہ دیگی۔ اِس ارشاد کو ہم نے اپنا رہنما بنا کر بغیر کسی قسم کی ڈیفنس کی کوشش کے (کہ آریہ لوگ بھی نہایت اشتعالک بخش مضامین ہمارے اور سناتن دہرم کے خلاف لکھتے ہیں اور ہماری تحریروں میں بھی معنوں کی بڑی گنجائش ہے۔ وغیرہ وغیرہ) ہم نے جُرم سے اقبال کرلیا۔ گورنمنٹ عالیہ کے ارشاد کے مطابق ہمنے ہماری ضمانت بھی آئندہ کے لئے دینی منظور کی کہ ایسی تحریریں آئندہ شائع نہ ہونگی۔ اور گورنمنٹ عالیہ نے بھی عنایت فرماکر سرکاری وکیل پیروکار مقدمہ کو ہدائت فرمائی کہ وہ اِس امر کی کوشش کرے کہ سزائے جرمانہ پر ہماری رہائی ہو جاوے۔ چنانچہ سرکاری وکیل نے عدالت کے روبرو ایسا ہی بیان کیا کہ ایسی صورت میں جبکہ ملزم نے معافی پیش کی ہے۔ جُرم کا اقبال کیا ہے۔ گورنمنٹ اور عدالت کے رحم پر خود کو چھوڑ دیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے ضمانت دینا منظور کرتا ہے۔ اور یہ مقدمہ بھی اپنی وضع کا پہلا ہی مقدمہ ہے جو آج تک کبھی عدالت میں دائر ہوا لہذا سرکار کا منشاء اسمیں زیادہ زور دینے کا نہیں ہے۔ اور یہ کافی ہے کہ اِسے جرمانہ کی سزا دیجاوے۔ ہم ہر طرح سے مطمئن تھے۔ اور آخری حُکم سُننے کے لئے ۲۔ اگست کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر میں پیش ہوئے۔ مسٹر اٹکنس صاحب بہادر نے فیصلہ میں لکھا کہ باوجود اِن تمام حالات کے جو گورنمنٹ ایڈوکیٹ نے بیان کئے۔ اور باوجود ملزم کے معافی وغیرہ طلب کرنے کے ہم خیال کرتے ہیں کہ سزائے جرمانہ بالکل ناکافی ہوگی۔ وہ اِس لئے کہ چاہے کتنا بھی جرمانہ ہم کیا جاوے عدالت کی رائے میں وہ تمام رقم جُرمانہ سناتن دہرم سبھاؤں کے اصحاب ہی ہماری طرف سے

اداکردیں گے۔ لہذا عدالت نے ہمارے لئے ۶ ماہ قید محض کی سزا تجویز فرمائی ہے۔
۳- اگست کو یہ حکم دیاگیا۔ ہماری طرف سے عدالت صاحب سشن جج بہادر میں اپیل ہوا جس نے فی الحال تا فیصلہ اپیل ہمیں ضمانت پر رہا کردیا ہے۔ ہمارے احباب سناتن دھرم سبھا غور فرماویں کہ عدالت العالیہ کا کیا خیال ہے۔ یا کیا خیال ان کے دل میں قائم ہوگیا ہے کہ کل سناتن دھرم سبھائیں ہم کو ہزاروں روپیہ کی امداد دے رہی ہیں اور آیئندہ بھی امداد پر آمادہ ہیں۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اسوقت تک ایک بھینی کوڑی ہمیں کسی سناتن دہرم سبھا یا کسی احباب سے مقدمہ کی امداد میں وصول نہیں ہوئی اسوقت تک اس آفت سے خود کو بچانے کے لیئے ہمارا پانی کیطرح روپیہ صرف ہوا۔ اور ہورہا ہے۔ آیئندہ ابھی اور نہیں معلوم کہ اور کتنا خرچ ہوگا۔ کہ اس ناگہانی آفت سے چھٹکارا حاصل کریں۔ لیکن کسی سناتن دھرمی صاحب نے اسوقت تک کچھ بھی امداد نہیں فرمائی۔ ایسی صورت میں یہ ہماری کتنی بڑی بدقسمتی ہے۔ کہ عدالت کچھ خیال کرتی ہے۔ اور اصل حقیقت بالکل اسکے خلاف ہے۔ بہرحال جو بھاوی ہے وہ ضرور ہوکر رہیگی۔ ہم سے جہاں تک ہوسکیگا جدوجہد کریں گے۔ ہماری اور ہمارے تمام دوستوں اور عوام الناس پبلک کی امیدوں کے بالکل خلاف یہ فیصلہ صاف آسمان سے بجلی کیطرح گرا۔ ایسی ہی تردّدات اور تکلیفات میں اگر گزٹ کی اشاعت گزشتہ چند عرصہ سے بالکل بے ترتیب ہوگئی۔ اور آئیندہ اسکی حالت کچھ عرصہ دگرگون رہے تو امید ہے کہ ناظرین ہمیں معاف فرماویں گے +

سناتن دھرم گزٹ بابت ماہ جون وجولائی سنہ ۱۹۰۰ع

صفحہ ۱۵ و ۱۶

دیانند سوامی بھئے کلجگ کا اوتار
بھرشٹ کئے سب دھرم سے سما او کول بچار۔

چوپائی

دھرم نشٹ پرتی کینہہ دوارا | ارتھ شردتن پرتی کو لاسارا

پوتھ ستیارتھ پرکاش بنایا | پاپ ادھرم جگت میں چھایا
یجُر وید پھر بھاشیہ ہی بھاکھا | کرم دہرم کی کاٹی شاکھا
دوج بھوجن مُکھ دان شرادھا | سب کہنہ ایکبار کیا بادھا
جیہہ بِدھ ہوت دھرم نرمُولا | سوسب دیا نند کر چھولا
شبھہ آچرن ایک نہیں راکھا | دیو پتر گروان نہ بھاکھا

چھند

آنی بھرشٹ اچار ابھیاسنار ادھرم سنئے نہیں کانا | بھارت رامائن اتی کُھدائن تربید گیتا شنو پُرانا
ایہہ نوارے سوتر بگارے کری ایک بھائی رچنا | ایہہ دھورتائی سوامی بتائی پاپ جُگت سب ہے بچنا

دوہا

برن سنجائے اینت گھور سوامی نے جو کینہ | دہرم برکش کو کاٹ کر پاپ دکھہ رکھہ دینہ

چوپای

جنکی یہہ آچرن پرمانی | ہتہ جانہہ نشچر سم پرانی
شری گنگا یمونا نہیں نہاویں | اوجلوں کے سمان بتاویں
جات بہید انتر نہیں راکھا | شودر کو براہمن ہونا بھاکھا
کرم ہی دوج شودر بتایا | شودر کو وید ادھکار بتایا
بیاہ بدھوا کے انیک سمجھائے | پتی ورتا کو نیوگ کرائے
مورتی پوجن کینہ نشید ہا | جات نہیں اوتارن بھیدا
رام کرشن کو منوکھہ ہی جانیں | موکش سے پھر آنا جڑ مانیں
پتا مات بچ مورکھہ ہی دوکھیں | ترپن شرادھ برتاوک روکیں
گنگو بندھیا گر وہہ تل جانیں | نفع دگدھ ماتر ایک مانیں
مرتک کرم پت ومات نہ کرینہی | پاتک دوس وشٹ نہیں ڈرینہی

دوھا

انی کہید سنسار میں پراپت ہوا جب آن | بچ پاپ کا بوئے کر سوامی تیاگے پران

تیاگے پران شیتل بھی دھرنی
دہرم برکش سندر پھلایا
مہاراجوں نے کینی سہائی
اُپدیشک بہارت بلوائے
دہرم آریہ نشچہ سب توری
آریہ دھرم نربل کر دیہا
بردھی دھرم اب ہوت ہی پہلے
ترپن شرادہ نیم برت دھرنا
سہت آنند کرو بھئے تیاگی

سِنگھ دلشٹر السرت جیسی ہرنی
کرپادِک بج شاکھا جایا
دہرم سماجیں ستھر کروائی
پول دیانند کے کہلوائے
درشائی سوامی کی چوری
دہرم سبھا اہی پراکرم کینا
شنے شنے پاپ نشٹ ہوجائے
پرتما پوجن جمی ست کرما
دیانند دھورتا اب بھاگی

رامچند۔ سری کرشن مناؤ
رہ بدھی بھوساگر تر جاؤ

شعر

نماند ستمگار بر روزگار بماند برو لعنتِ پائدار

سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۵۔جنوری سنہ ۱۹۰۶ء (دستاویز 85 ک 2 ترجمہ 96 ک 2) میں ایک مضمون لکھا ہے۔کہ دیانندی آریوں کے بھرشٹ آچار ایسے ہیں کہ وہ ہندو براوریوں سے خارج کردینے کے لائق ہیں۔

سناتن دھرم گزٹ بابت ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱

ہندو سوسائٹی کا گھن

دیانندی آریونکی بھرشٹاچار کرتوتیں ہندو برادری سے خارج ہونیکے قابل جنپر اب تمام ہندو برادریونکی پوری وضروری توجہ رکار ہے
تمام کو ظاہر ہووے کہ ۱۸۷۵ء جیسے کہ دیانندی آریہ سماجوں کی بُنیاد قائم ہوئی ہے۔تب سے

آج تک ہندو لوگوں کا اسکی نسبت عموماً یہ بھی خیال رہا ہے کہ یہہ فرقہ بھی مثل فرقہ ہائے کوگوں۔ گلاب داسیوں سکھوں۔ نرنکاریوں جینیوں وغیرہ کی ایک ایسا ہی ہندو قوم کے ضمنی فرقوں میں سے ہے جو کہ گو کہ چند ایک مذہبی فرائض و رسومات میں تو ہندو قوم سے کچھ کچھ اختلاف رکھتے ہیں۔ مگر اُس بھاری پابندی ذات پات۔ چھوت چھات اور کھان پان کو جسپر کہ ہندو قوم کی ہستی اور دیگر قوموں سے علیحدہ تمیز کئے جانیکا مدار ہے برابر قایم و بحال رکھنے میں سر مو کوتاہی نہیں کرتے ہیں۔ یہ بات بھی صاف ظاہر ہے کہ دیانندی آریہ فرقہ میں جسقدر کہ لوگ شامل ہیں یہ تمام ہندو قوم سے ہیں۔

چنانچہ زمانہ حال سے تھوڑا عرصہ پیشتر تک یہ خود دیانندی فرقہ کے لوگ بھی اسی طرح پر عمل کرتے رہے ہیں اور دھرم کے لحاظ سے یا بزرگان خاندان و برادریوں کے خوف سے کبھی ان کو بھی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ کہ علانیہ طور پر اس پابندی کو توڑ دیویں یا اپنے خاندان و برادریوں کے روبرو بلا دھڑک صاف طور سے یہ الفاظ منہ سے نکال سکیں کہ غیر ہندو قوموں کے ساتھ ملکر کھانے پینے سے یا اُنکو اپنے فرقہ میں شامل کرلینے میں ہم کو کوئی عیب خوف یا شرم نہیں ہے۔ اور یہہ ہی وجہ ہے کہ آج تک ہندو برادریوں نے بھی اُنکی کارروائیوں کی نسبت کوئی سخت نوٹس نہیں لیا تھا۔ اور جو تدارک اِنکا کہ برادری کی رو سے ہوسکتا تھا کوئی نہیں کیا تھا۔ اور ابھی تک اِن لوگوں کا عام برت برتاؤ کھانے پینے رشتہ ناطہ و مرنے پرنے میں شمولیت کا بدستور ہندو برادریوں میں جاری ہے۔

کچھ تھوڑے عرصہ سے اِن لوگوں نے ہندو دھرم و بزرگان خاندان و ذات برادریوں کو ہیچ تصور کرکے اور اُنکی کسی طرح کی کوئی پرواہ کو خاطر میں نہ لاکر ایسی ایسی کارروائیاں کرنی شروع کردی ہیں کہ جن سے اُنکی مراد یہ پائی جاتی ہے کہ تمام غیر ہندو ذاتیں و قومیں بلکہ چوہڑے چمار تک کو بھی اپنی دیانندی آریہ سماج میں شامل کرکے پرسپر برت برتاؤ و سمبندھ سے تمام ہندو قوم کو بھرشٹ کردیویں اور اُسکی تمام پوترتا۔ دہرم کرم۔ ذات پات۔ چھوت چھات کی وچار کو دور کرکے اس ہندو قوم کی ہستی کو جواب تک شروع دُنیا سے اپنے پوتر پیوتا دکھی۔ مُنی لوگوں کی ایک یادگار چلی آتی ہے۔ نیست و نابود کرکے صفحہ دُنیا سے اُٹھا دیویں۔ کیونکہ

جب چوہڑے۔چمار تک کی ساری قومیں بلکہ ایک قوم بموجب خیال اِن بھرشٹاچاریوں کے بجاویگی اور انہیں کی شکھیا کے انوسار آگے اُس قوم کے دھرم کرم آچار ہوا کریں گے۔ پھر فرمایئے اس ہندو پوتر قوم اور اس کے دہرم کرم اوپاسناگیان کا کہیں بھی نام ونشان باقی رہ جاوے گا:۔ .. ..

.. ..

میں نے یہ مضمون نہیں لکھا۔میری موجودگی میں مضامین بغیر میرے ملاحظہ کے طبع نہیں ہوتے ہیں اِسمضمون پر میرا کوئی بھی نوٹ تائیدی یا تردیدی نہیں ہے۔ اِسمضمون کا مطلب ہے۔ کہ چونکہ وے ہندوؤں کے ساتھ شامل رہنا نہیں چاہتے ہیں۔ اُن کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔ یہ آرٹیکل کا عام منشا ہے جس میں کہ ستیہ دہرم پرچارک سے بھی اسی قسم کا اقتباس شامل ہے۔ میری ذاتی رائے ہے کہ اُنہیں اِس طور پر (برادری) خارج کر دینا چاہئے۔

سناتن دھرم گزٹ بابت ۳۱۔ جولائی سنہ ۹۹ ۱۸ء (دستاویزہ 6 [illegible] اور ترجمہ 61 [illegible] د [illegible] 6 [illegible]) میں ایک آرٹیکل ہے۔ جسمیں آریا عورتوں کے ہارمونیم بجانے اور گانے کا ذکر ہے:۔

سناتن دھرم گزٹ بابت ۳۱۔ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

ترقی کا نیا ڈھنگ

ایک دو بات اگر ہوویں تو کوئی لکھے۔ آریوں کی تو ہزاروں ہیں نئی باتیں

اب دیکھئے کہ کوہ منصوری کے آریہ سماجی اپنا فرقہ بڑھانے میں اس قدر کوشش کر رہے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اس قدر کوشش اور جانفشانی قوم آریہ اپنے حقیقی مذہب کے راہ راست پر آکر پیروی کریں تو دارین کی مرادوں سے مالامال ہو جاویں۔ مگر تعجب ہے اُن کی عقل پر۔ حیرت ہے اُنکے افعال پر۔ کس سے کہیں کون سنتا ہے شعر

کون سُنتا ہے کہانی میری :: اور پھر وہ بھی زبانی میری

اب آریہ صاحبان کی اُن چالوں اور ہندوں کو کہ جن سے اپنے فرقہ کو ترقی دیتے ہیں ملاحظہ

دنیا ہے۔ شاستروں کو تو بالائے طاق رکھدیا۔ اور بقول عیسائیت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا یعنی اُن لوگوں کو جو اِس احاطہ محیط آریہ سے باہر ہیں جمع کرنے اور اُن کو اپنے مذہب میں لانیکیواسطے جمع کرنے کے حسب ذیل طریقے اور ڈھنگ نکالے:- سماج کے روز تمام دن ہرمونیم باجا بجانا۔ اور سماجی عورتوں کو خوب بناؤسنگار کرکے سماج میں جملہ حاضرین سماج کے روبرو لانا اور نہائت سُریلی اور نکیلی آواز سے گوانا کہ جس سے خواہ مخواہ دل انسان اِس جذب مقناطیس سے کھینچ جاوے۔ اور عورتوں کو مثل مردوں کے بوٹ اور موزے اور دھوتی وغیرہ پہناکر دوسروں کے مکانوں میں اُنکی مستورات کو پڑھانے کی غرض سے بھیجتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ خوب شروع کئے ہیں جہاں تک میری نظر کا سوت دیکھتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ زمانہ حال پر ابھی کلجگ نے پورا غلبہ نہیں پایا کچھ دھرم کا خوف لوگوں کو ہے ہیں۔ ورنہ اے دیانند تو آپکی ان چالوں اور دام حیات میں کلجگی لوگ ضرور گرفتار ہوجاتے واہ رے آریہ سماج تیرے افعال ناہیدہ اور چال پیچیدہ کو کہاں تک کوئی لکھے خاموشی کے بعد یہ دعا کافی ہے۔ کہ پرمیشور اس تیری چال سے بچاوے ✦

(نامہ نگار۔ از کوہ منصوری)

میں سمجھتا ہوں کہ میں یہاں (لاہور میں) نہ تھا۔ جبکہ یہ طبع ہوا۔ میرا اسسٹنٹ۔ صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔ کہ پنڈت دیانند دھوکہ کی ٹٹی سے دُنیا کو بہکا رہا ہے۔
لالہ دیوراج جلندھر آریہ سماج کا ایک ممبر ہے۔ وہ ایک بڑا رئیس ہے۔ میں نے بذریعہ اس پلیڈر کو دیکھا ہے۔ وہ بھی آریہ سماج کا ممبر ہے۔ اُس نے ایک پرچہ تعلیم نسوان پر چلایا ہے میں نے اس کا اپنے سناتن دھرم گزٹ میں ذکر کیا ہے اور بتلایا ہے۔ کہ اُنہیں للائین دیوراج وغیرہ کہنا چاہئے گویا کہ وہ عورتیں ہیں۔
سناتن دھرم گزٹ بابت ۲۴۔ جون ۱۸۹۶ء (دستاویز 63 D ترجمہ 64 D)
میں ایک گمنام آرٹیکل نکلا تھا۔ جسکی سُرخی ہے "ایک سفید جھوٹ" مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ اُس کا لکھنے والا کون تھا۔

ست دھرم پرچارک کا سفید جھوٹھ

پرمہنس پری براجکاچاریہ سوامی دشوونندجی مہاراج کو کیلاش باس کئے دو ماہ بھی نہیں

گزرے ہیں کہ دیانندیوں نے انکی نسبت انڈ بنڈ لکھنا شروع کردیا ہے نہ معلوم تعصب نے انکی آنکھ میں مٹی کیوں ڈال رکھی ہے کہ جسکی وجہ سے انکو سفیدی بھی سیاہی نظر پڑتی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ست کا گرہن ان کا اصول ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھلانے کے اور کا مصداق ہے یا دراصل ست کو گرہن کرتے ہیں ۔ منشی رام جسنے سناتن دھرمی ودوانوں کی ہجو پر کمر باندھ رکھی ہے اور وکیل ہونیکی وجہ سے جھوٹ لکھنا اور بولنا جسکے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جواپنے تئیں آریاؤں کا ایڈیٹر بتاتا ہے ۔ ۱۱۔ مارچ ۱۹۰۶ء کے ست دہرم پرچارک (جو اصل اَست دہرم پرچارک ہے) میں نہایت بےشرم ہوکر لکھتا ہے ۔۔۔۔۔۔

....

سناتن دھرم گزٹ بابت جولائی ۱۸۹۸ء (دستاویز 65 D ترجمہ 66 D)

لالہ منشی رام سے شاستر ارتھ

ہمارے ماہ مئی کے ضمیمہ کے جواب میں لالہ منشی رام نے اپنے ۳۔ جون کے پرچہ میں ۸ کالم سیاہ کئے ہیں ۔ ....

....

جب آپ کھنڈن کریں گے تو نہ معلوم ہمارے مہابیر اور بھیرو جی کہیں رات کو آپکی چھاتی پر نہ چڑھ بیٹھیں؟ ....

....

ہم نے لالہ صاحب کی ہر ایک بات کا غیر مشتبہ الفاظ میں جواب دیدیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ ہماری دلی مراد اُن سے شاستر ارتھ کرنیکی ہے لیکن اخیر میں ہم لالہ صاحب کے ایک شرمناک جھوٹ پر اُن کے کان اینٹھنا چاہتے ہیں اور اُن کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اب جھوٹی بکواس کرنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ اب ہمارا اُن کا شاستر ارتھ ہونیوالا ہے ۔ ویدکن شاستروں کا نام ہے اب ہم خود اُن سے فیصلہ کریں گے ۔ لالہ صاحب کو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے

کہ جس ضلع میں وہ رہتے ہیں۔ اُسی کے متعلق حالات سے وہ اسقدر بے علم ہیں یا وہ جان بوجھہ کر مکاری اور شرارت کرتے ہیں؟

لالہ صاحب اِس بحث کے دوران میں پنڈت شردھارام جی پھلوری کا نام درمیان میں لے آئے ہیں اور اُنکی ایک کتاب کو پیش کرتے ہیں اور اِس مضمون میں ۲ دفعہ اُنہوں نے پنڈت شردھارام جی کو ہمارا گرو قرار دیا ہے۔ چونکہ ہمیں اُن کے اِس صریح جھوٹ کہنے پر سخت غصہ پیدا ہوگیا ہے۔ اِس لئے ہم یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ لالہ صاحب کی شرارت اور جھوٹھی بکواس کو تمام پر ظاہر کریں۔

لالہ صاحب اور ہمارے درمیان شاسترارتھ ہے۔ پنڈت شردھارام جی پھلوری جن کو یہ چولا چھوڑے کئی برس ہو گئے اُن کو درمیان میں لانا چہ معنی دارد۔ سوا اس کے لالہ صاحب اپنی حماقت کا ثبوت دیں؟ سُنئے لالہ صاحب ہم کشمیری پنڈت ہیں۔ ہمارے گورو وغیرہ سب کشمیری ہیں۔ ہم نے سوائے اپنے کل گرُو کے اسوقت تک کسی کو گورو دھارن نہیں کیا۔ آپ بالکل جھوٹ اور کمال بدنیتی سے ہمیں پنڈت شردھارام جی پھلوری کا چیلا ظاہر کرتے ہیں فرمائیے قانون کے رو سے اُسکی کیا سزا آپکے لئے ہے؟ ہم پنڈت شردھارام جی کو نہائیت تعظیم کی نظر سے دیکھتے رہے۔ جیساکہ اور بہت سی پنڈتوں کو دیکھتے ہیں لیکن ہم کبھی اُنکے چیلے نہیں بنے۔ اور نہ اُن کو گورو دھارن کیا۔ پنڈت شردھارام جی کی اور دیگر پنڈتوں کی کمال عزت کرتے ہوئے بھی ہم اس امر کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ کہ ایک گورو رکھتے ہوئے پھر ہماری نسبت کوئی آدمی کہے۔ کہ ہم نے دوسرے کو گورو دھارن کیا۔ چاہے وہ دوسرے مہاشہ کیسے ہی ودوان اور مہاپُرش کیوں نہ ہوں؟ ایسا کہنے والے کو ہم اول درجہ کی نفرت سے دیکھیں گے۔ اس توہین کے لئے کیا ہم عدالت میں چارہ جوئی نہیں کرسکتے؟ ای بدنیتی کے ساتھ جھوٹ لکھنے کے عادی لالہ منشی رام۔ تم نے اپنی وکالت کے دوران میں بہت سی لوگوں پر جرح کی ہوگی۔ ہم تم پر جرح کرتے ہیں۔ کہ بتاؤ تم کو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم پنڈت شردھارام جی کے چیلے ہیں؟ بتاؤ تم نے کہاں سے تحقیقات کی۔ کہ ہم نے اُن کو گورو دھارن کیا؟ بتاؤ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ تمہارے اِس نالائق اور جھوٹھے قول کا؟ اگر کوئی ثبوت نہیں اگر تم نے کمال بے احتیاطی یعنے GROSS NEGLIGENCE سے تحقیقات کے

ذریعہ رکھنے پر بھی بلاتحقیقات یہ جھوٹ ہماری نسبت شایع کیا ہے تو کیا بموجب قانون یہہ تمہاری کمال درجہ کی بدنیتی کا ثبوت نہیں ہے ؟ اور کیا اس کے لئے تم پر چارہ جوئی نہیں ہوسکتی - خبردار - کان کو ہاتھ لگاؤ - چونکہ تمہارے ساتھ ہمیں شاستراتھ کرنا ہے - لہذا تمہاری اس خطا کو درگزر کرتے ہیں - کہ ہماری آرزو شاستراتھ کی پوری ہو - البتہ پنڈت شردھارام جی آستک تھے - باہر کیا تھے - انکی نسبت ہم کچھہ نہ کہہ کر - فقط اتنا ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں - کہ تمہاری لاہور آریہ سماج کے پردھان لالہ جیونداس جی - پنڈت شردھارام جی کے شش رہ چکے ہیں - انہوں نے پنڈت جی سے کنٹھی اور تلک جو چیلہ ہونے کا نشان تھا دھارن کیا - جن کو اب وہ مٹا چکے ہیں - ہم نے نہ کبھی پنڈت جی سے کنٹھی تلک دھارن کیا - نہ انکے چیلے بنے - پس ہمیں پنڈت شردھارام جی کی تحریر سے کوئی مطلب اور غرض نہیں - ہم آپ سے شاستراتھ کرنے کو تیار ہیں - اور آپ ہی سے ہماری چند باتیں ہونی ہیں -

ادھر اُدھر کی جھوٹھی بکواس چھوڑو - ہمنے تمہاری اس نالائقی اور بدنیتی سے پر تحریر پر بڑی کوشش سے اپنے غصہ کو شانت کیا ہے - اب آپ ایسی باتوں کو چھوڑ سیدھی طرح سے شاستراتھ کریں اور ممکن ہو تو شاستراتھ کی تاریخ جلد مقرر کریں - شاستراتھ کے وقت تقریروں کے لکھنے کا بندوبست ہم آپ ملکر کریں گے - اور اگر ضرورت ہوگی تو اس کے لئے کسی صاحب کو اُجرت دینے میں بھی ہم شامل ہوں گے - اگر آپ کے خیال میں کوئی ایسے صاحب ہوں جو لکھ سکیں تو خوشی کی بات ہے ورنہ ہم بھی کوشش کریں گے ساتھین کو اختیار نہیں ہوگا - کہ جو چاہیں کسی کی تقریر کا خلاصہ لکھکر شایع کریں بلکہ وہ تقریریں شایع ہونگی - جنپر تقریر کرنیوالوں اور صاحب چیرمین کے دستخط ہوں گے - جیسا کہ آپ پہلے منظور کرچکے ہیں - ہردو فریق میں سے جو صاحب بلا اِس طریق کے کوئی تقریر شایع کریں گے - انکی بدنیتی سمجھی جاویگی ٭

سناتن دھرم گزٹ بابت جولائی ۱۸۹۸ء میں ایک آرٹیکل مسمے لالہ منشی رام سے شاستراتھ " نکلا ہے - یہ میں نے اُن کے ایک آرٹیکل کے جواب میں لکھا تھا - ملزم ہی وہ لالہ منشی رام ہے اگر میرے الفاظ جھوٹے ہیں تو ہتک آمیز ہیں - اگر سچے ہیں تو ہتک آمیز نہیں ہیں - اگر جواب

میں ہیں تب بھی ہتک آمیز نہیں ہیں۔
سناتن دھرم گزٹ بابت مئی سنہ ۱۸۹۸ء (دستاویز 67 D ترجمہ 68 D)

سناتن دہرم گزٹ بابت مئی سنہ ۱۸۹۸ء

صفحہ ۳۷

پانچال پنڈتہ - یہہ ایک ماہوار رسالہ جلندہر سے شایع ہوتا ہی جو خالص مستورات کے لئیے ہے اور جلندہر میں آریہ سماجوں نے جو کنیا مہاودیالہ بنایا ہے اس کا گویا کہ آرگن ہی۔ ہمکو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ نام تو اِس رسالہ کا مونث یعنے "پنڈتہ" ہے لیکن اڈیٹر اس کے دونوں اصحاب مذکر ہیں۔ یعنے لالہ دیو راج اور لالہ بدری داس!! جس رسالہ کے اڈیٹران مرد ہوں اُس کا نام مونث رکھنا عجب مزے کی بہار ہے۔ علاوہ ازیں نام ہو "پنڈتہ" اور اڈیٹر ہوں "لالہ" صاحبان ٭ .. ..
.. ..

از صفحہ ۳۸

.. ..
.. .. .. دھوبی کا کتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا یہ مثل ہے ٭ یہ لوگ خود اپنے مذہب کی متعلق جو باتیں لکھی ہیں۔ ان کا بھی جواب نہیں دے سکتے .. ..
.. ..

از صفحہ ۳۹

بیشرمی کی بھی حد ہوتی ہے - جالندہر کے منشی رام اخبار نے ۱۸ اپریل کے پرچہ میں لکھا ہے کہ :- ناہن میں پنڈت گردھاری لال جی کے بہت سے دیاکھیان ہوئے۔ سادھو کیشوانند اڈا ایسی تاب شاستر ارتھ کی نہ لاسکا۔ تین سنسکرت کے پتر گئے لیکن کسی کا جواب نہ دیا" ٭ اِخبار مذا کی تہذیب تو اسی سے عیاں ہے کہ اپنے گردھاری پنڈت کو "پنڈت گردھاری لال جی" کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور شریمان سوامی کیشوانند جی مہاراج

جوایک بڑے بھاری وِدوان سادھوؤں میں ہیں ان کو "سادھو کیشوانند اداسی" لکھا ہے اگر یہ گردھاری پنڈت وہی گردھاری ہے جو روپڑ میں ہمارے سامنے ہوا تھا تب تو ہم بدھڑک کہہ سکتے ہیں کہ شریمان سوامی کیشوانند جی کے کئی ایک چیلے ایسے ہونگے جنکا مقابلہ کرتے ہوئے گردھاری جی تنکا دھاری بھی نہ رہیں گے۔ چہ جائیکہ سوامی جی سے شاستراتھ کریں۔ ہمکو یہ صریح جھوٹ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت گردھاری لال جی سے مقابلہ کی تاب سوامی کیشوانند جی نہ لا سکتے ہوں۔ یہ ویسی ہی کرتوت ہے جیسی کہ لالہ منشی رام جی اخبار میں روپڑ وغیرہ کی نسبت شائع ہوئی تھی۔ ....

....

از صفحہ ۳۹

افسوس این نالائقی پر۔ جالندھری گھاس پارٹی کے بیشرم آریہ اخبار کے ۱۲ جیٹھ کے پرچہ میں نوانشہر میں شاستراتھ کا ہونا درج ہوا ہے۔ اِس اخبار کی جو دقعت اور جھوٹھ بکنے میں جو شُہرت ہے وہ ظاہر ہے۔ اِس میں اور تو جو کچھ ہے وہ ہے۔ مگر یہ بھی درج ہے کہ وِدیارتھی آشرم جالندھر سے آکر ایک شخص مسمی پنڈت وشوامتر نے "مورتی پوجا اور پرانوں کا کھنڈن بڑے زور شور سے کیا"!! ہم پوچھتے ہیں کہ کتنے زور شور سے۔ وہ زور اور شور کیا کمبھ کرن کے خفیف سے بال کے بھی برابر تھا یا اس سے بڑا؟ واہ رے وِدیارتھی آشرم کے وِدیارتھی۔ بڑا زور شور دکھایا۔! اب کاہے کو مورتی پوجا اور پران باقی رہجاوینگے؟ ارے بیوقوف نالائقو۔ جو مندر تمہاری پرانی کیرتی اور پراکرم کی دھوجائیں ہیں۔ اور پران تمہاری پراچین عظمت کی زندہ مثالیں ہیں۔ اُن کا تم کھنڈن کرتے ہوئے نہیں شرماتے؟ تم کہاں کے پنڈت اور کہاں کے آریہ پرش؟ کوئی اورنگ زیبی نسل معلوم ہوتی ہے! پرانوں میں تم کو فحش باتیں دکھائی دیتی ہیں۔ کندہ ناتراشو۔ تمہاری اپنی بدھی ملین ہے۔ اور فحش ہے۔ اس سے بلی کو چھیچھڑے کے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ نیت کو شُدھ کرو۔ پوترتا کا بھاؤ رکھو۔ پھر دیکھو یہ پران کیا وستو ہیں!

از صفحہ ۱۴۱

آریوںکی باہمی جوت پیزار .. ..

.. ..

ہیں جو مضامین صفحہ ۳۳ سے ۴۸ تک ہیں وہ میرے لکھے ہوئے ہیں - دیانندی اخبار جلندھر سے مراد لالہ منشی رام کے اخبار سے ہے - دھوبی کا کُتّا گھر کا نہ گھاٹ کا سے مراد آریہ سماجی ہیں - جالندھر گھاس پارٹی کا بے شرم اخبار سے ست دہرم پرچارک سے مُراد ہے (اور نوٹ جس کا ہیڈنگ ہے " افسوس ہے اس نالائقی پر " یہ بھی میرا ہی لکھا ہوا ہے از اردو بیان)

ہماری سبھا کے خیالات کے مطابق اٹھارہ کُھ پوران ہیں - اُن کے نام مجھے یاد نہیں ہیں - نہ یہ یاد ہے کہ بھوشیہ پُران اُن میں سے ایک ہے یا نہیں - یہ (بھوشیہ) پُران ضرور ہے - لالہ منشی رام نے یہ کتاب مباحثہ میں پیش کی تھی (اُس میں درج ہے - کہ لشکریوں کی عورتوں کو طوائف بننے کی نسبت لکھا ہے - وہ میرے خیال میں اوبسین (فحش) نہیں ہے - کیونکہ جو اُسکو تحقیق سے سمجھتا ہے - وہ اُس کو ایسا نہیں سمجھتا - اگر کوئی بیوقوف معمولی طور پر دیکھے اور اُسکو اوبسین obscene سمجھے تو اُس کا اختیار ہے از اردو بیان)

(نوٹ عدالت - ایک پوران (بھوشیہ) کے پڑھے جانے کی نسبت اعتراض کیا گیا - ایڈووکیٹ مستغیث نے بیان کیا - کہ اگر اُن کو (پورانوں کو) پڑھا جاوے - تو عدالت کو آدمیوں سے صاف کر دیا جاوے - دستخط ایچ کلورٹ صاحب)

کشمیر میں اعلیٰ خاندانوں میں پردہ ہے - ہماری برادری میں کوئی پردہ نہیں ہے یعنی سوشیل اور مذہبی جلسوں میں - میں چند امور میں پردہ کے حق میں ہوں اور چند امور میں اُس کے خلاف ہوں - میرے نوکر - میرا باورچی وغیرہ ملازمانِ خانہ میرے زنانہ میں جاتے ہیں اُن سے کوئی پردہ نہیں ہے - ہندو عورتیں لاہور میں مذہبی میلوں پر جاتی ہیں - عورتیں ہماری سبھا کے جلسوں میں بھی جاتی ہیں - لیکن چکوں کے اندر بیٹھتی ہیں - بیساکھی کے میلے میں ندی کے کنارے پر چکیں نہیں ہوتیں - کچھ دنوں سے وہاں ایک پردہ کیا گیا ہے -

سناتن دہرم گزٹ بابت ۱۵ - دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء میں ایک مضمون لاہور آریہ سماج کی انیسور سری (سالانہ جلسہ) پر ہے - یہ میرے بھائی نے نہیں لکھا - مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ کس کا

لکھا ہوا ہے (دستاویز 69 D ترجمہ 70 D) آریہ سماج اور دہرم سبھا میں حسب ذیل اختلافات ہیں:-

(۱) ہم مورتی پوجن اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وے نہیں سمجھتے۔

(۲) ہم مانتے ہیں کہ مردوں کی روحوں کو اُن کی خیرات سے فائدہ پہونچتا ہے۔ وہ ایسا نہیں مانتے۔

(۳) ہم جنم سے ذات مانتے ہیں وہ نہیں مانتے۔

(۴) اونچی تین ذاتوں میں شادی بیوگان کا نہ ہونا اور ان کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں۔ وے ہمارے پورانوں کو نہیں مانتے۔

یہ خط جو پیش کیا جاتا ہے (دستاویز حرف اح D) میں نے کریم بخش کو لکھا تھا۔ وہ ایک آفس میں کلرک ہے۔ بیس یا پچیس سال ہوئے جب سے میں اُسے جانتا تھا۔ بارہ سالوں سے میرا اُس سے تعلق نہیں ہے۔ ہم اچھے دوست تھے۔ اور میں کبھی کبھی اُسے خط لکھا کرتا تھا۔

نقل خط بنام کریم بخش

(دستاویز حرف اح D)

میرے بے تکلف دوست اور سچے دوست میاں کریم بخش صاحب۔

بندگی۔ آپکا خط آج آیا۔ ممنون فرمایا۔ مجھے تعجب ہے کہ کس خیال میں آپنے ایسا خط تحریر کیا۔ اب میں اسکو سامنے رکھکر جواب تحریر کرتا ہوں۔ لیکن اول یہ شکایت آپ سے کرتا ہوں کہ ہم کو باہم خطوط نویسی میں بہت احتیاط رکھنی چاہئے۔ تحریر میں وہی باتیں لکھنی چاہئیں۔ جو اگر کسی دوسرے کے ہاتھ میں کبھی چلی جاوے تو باہم بے تکلفی کسی غیر پر ظاہر نہ ہو۔ امید ہے کہ آپ اس معاملہ کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہوں گے۔ مجھے تار بھی آپ کا پہنچا تھا۔ اُس کا جواب میں نے تار میں دینا مناسب نہیں سمجھا۔ خط میں جواب دیدیا۔ میرے پیارے بھائی میں خود اتفاقات پر تعجب کرتا ہوں کہ سمجھتا کیا ہوں کیا ہوجاتا ہے۔ آپ یقین جانئے کہ مجھے ہرگز خواب میں

بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ میں فوراً لاہور چھوڑ کر یہاں آ جاؤں گا۔ آپ کا لکھنا سچ ہے
آپ نہ معلوم اِسے کیا خیال کرتے ہوں گے۔ کہ کیسا آدمی ہے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہی
اتفاق آپکے ساتھ میری طرف سے ہوا ہے۔ لیکن یقین جانئے۔ کہ ہمیشہ میں ایسا ہی
معذور تھا۔ جیسا کہ اب ہوں۔ امید ہے کہ میری حالت کا اندازہ کر کے آپ کسی اَور
قسم کا خیال دل میں نہ لادیں گے۔ کہ میں خواہ مخواہ آپکو دِق کرنے کے لئے
[illegible] دکہانے کے لئے ایسا کرتا ہوں۔ صادق من۔ انفلوئینس دکہانے کے
لئے ہزاروں آدمی ہیں۔ کیا آپ جیسے صادق کو میں انفلوئنیس دکہانا چاہتا ہوں کہ جس سے
زیادہ بے تکلف میں اسوقت تک کسی کو دوست نہیں خیال کرتا۔ مجھے بڑا تعجب ہے کہ آپ کے
دل میں کیا خیالات پیدا ہو گئے۔ مجھے تو آپ پر امید تھی۔ کہ میرے حالات کو دیکھ کر آپ
اتنی ہمدردی کریں گے۔ چہ جائیکہ آپ میرے دل کو طعن وغیرہ سے کباب کرنا چاہتے ہیں
اور ایسی باتیں تحریر کرتے ہیں کہ جن کا خیال مجھ کو خواب میں بھی نہیں۔ خیر صاحب اگر
میری قسمت میں ایسا ہی لکھا ہو کہ جسکے ساتھ میں صادق بے تکلفانہ برتاؤ کرتا ہوں
وہ ایسا اُلٹا خیال دل میں لاوے تو خیر میں شاکر ہوں۔ مگر آپکی اِس تحریر سے اور جو
دقتیں آپکو میری خاطر اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اُن کے لحاظ سے اب میرے دل میں ایک اَور
خیال پیدا ہوا ہے۔ جس سے وہ تمام تکالیف رفع ہو جاویں گی۔ اور اسکا ذکر اب ملاقات
کے وقت لاہور میں کروں گا۔ اب آپ مہربانی کر کے تمام ایسی تکالیف کو خیرباد کہہ
دیجئے۔ اب کوئی اور بندوبست سوچا جاوے گا۔ جسکو آپ بھی بہتر خیال کریں گے۔
صادق من۔ معما کوئی نہیں واقعات ہی ایسے ہو جاتے ہیں۔ ایک ملاقات ہوتی ہے پھر
لاہور سے غائب غلہ ہونے کی نوبت آ جاتی ہے۔ فرمائیے اِسمیں میرا کیا قصور ہے۔ لیکن
اگر یہ خیال کرتے ہیں کہ میں آپ کو دِق کرنا یا انفلوئنیس دکہانے کے لئے آپ سے
ایسی کارروائی کرتا ہوں تو آج گنگا جی پر بیٹھا ہوا دھرم سے یہ بات کہتا ہوں۔ کہ
ایسا نہیں ہے۔ واقعات زندگی پر نہ میرا کچھ بس ہے۔ اور نہ آپ کا ہے۔ آپ نے جو
کامل غور کے بعد نتیجہ نکالا ہے۔ بالکل غلط نکالا ہے۔ بیشک آپ کے دل میں واقعات
کے لحاظ سے ایسا نتیجہ پیدا ہونا ممکن ہے۔ لیکن جو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا

ہنیں ہے۔ تو امید ہے کہ آپکو بھی یقین ہو جاوے گا۔ میں کوئی کام انفلوئینس سے آپ
سے ہنیں لیتا رہا۔ نہ اب لینے کا ارادہ ہے۔ محبت ہی ہے محبت اس میں انفلوئینس کا
کیا کام ہے اور نہ مجھے امید ہے کہ آپ کبھی کسی کے انفلوئینس میں آکر اُسکا کام کرتے رہے
ہیں۔ محبت کے سامنے جان بھی حاضر ہے۔ میں تو آپکے مزاج کو ایسا سمجھتا ہوں یہ میں نے
آپ سے کبھی ہنیں چاہا کہ آپ میری خاطر کسی سے گالیاں سُنیں۔ گالیاں کھانے یا نہ کھانے
کے آپ ذمہ دار ہیں۔ اسمیں میرا کیا دخل ہے۔ اگر میں نے آپ سے کہا ہو۔ کہ خاص ہی
مقام پر جائے چاہے گالیاں ملیں۔ تب تو میں ذمہ دار ہوں۔ لیکن جبکہ سب کام ہی
شروع سے آخیر تک آپ ہی کی کامل سپردگی میں رہا۔ تو آپکا شکائیت کرنا فضول ہے
اور مجھ کو ذمہ دار بنانا اور بھی تعجب خیز ہے۔ میں بھی کامل غور اپنے دل میں کرتا ہوں
مگر مجھ کو کوئی واقعات ایسے نظر ہنیں آتے۔ جسکے لئے میں یاد ہی کرسکوں کہ میں نے
ارادتاً آپ کو کوئی رنج دیا ہو۔ آپ اپنے دل میں سمجھ لیں تو میرا کیا بس ہے۔ آپ
شکائیت کریں گے۔ کہ میں آپ سے مل کر ہنیں گیا۔ مگر خداوند پاک گواہ ہے کہ روانگی
کے لئے مجھکو دو گھنٹہ کی بھی مُہلت نہ ملی۔ پھر میں آپ سے کیسے ملتا۔ یہ قول خیال
رکھنا چاہیے Judge not before the time بیشک یہ سچ ہوگا کہ آپنے
کوئی امیر ہنیں دیکھا۔ مگر وہ ایک شخص جن کا آپ نے نام نہیں لکھا مگر میں اپنے آپکو
تو امیر سمجھتا ہی ہنیں۔ میں ایک اس دُنیا کے بحر میں ناچیز قطرہ ہوں۔ امیر جو
ہوں گے وہی ہوں گے۔ ہاں مجھے آپکی کُل شرائط منظور ہیں (۱) لاہور آکر ضرور
آپ سے ملاقات کروں گا (۲) چار گھنٹہ کے بدلہ پانچ گھنٹہ ملاقات میں صرف کرونگا
(۳) وقت ملاقات جس میں آپ کو آرام ہووے، ہوگا۔ (۴) اس کے بعد آپ سے
کبھوں نہ ملوں گا (۵) میں ضرور ملوں گا دفعہ ۴ کے مطابق یا جو کوئی اور آپ
اسمیں ایزاد کریں۔ آپنے اپنے خیالات کا لُب لباب تو قلمبند کر دیا میں نے بھی اپنے
صادق دل سے جو واقعہ ہے لکھ دیا۔ اب بوقت ملاقات کُل فیصلہ ہو جاوے گا۔

آپ کا صادق بندہ گوپی ناتھ دستخط انگریزی

(پڑھنے کے بعد خط چاک کیا جاوے)

یہ پوسٹکارڈ (دستاویز حرف D 72) بھی میرا ہی ہے۔لیکن یہ شائد بھیجا نہیں گیا تھا۔یہ کلکتہ میں لکھا گیا تھا۔جس معتی نام کا اُس میں ذکر ہے وہ موتی رام نہیں بلکہ موتی جان ایک طوائف ہے۔ وہ مجھے یقین دلایا کرتی تھی۔کہ وہ میری صادق تھی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کبھی کراچی گئی یا نہیں۔

نقل پوسٹکارڈ بنام کریم بخش از کلکتہ

(دستاویز D 72)

(جناب صادق مکرم من)

آداب عرض - میں بخیریت یہاں پہنچا - میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ موتی رام اپنی صداقت کا از حد یقین مجھ کو دلاتا ہے۔ جیساکہ آپکو معلوم ہے - میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی خاص طریق سے اُس کے بذریعہ کسی خاص رفیق دوست کے اُسکی خاص آزمائش کراویں۔ جو اُسکو بخوبی لالچ دیوے اور پھر آپ نتیجہ نکالکر مجھ کو مندرجہ بالا پتہ پر اطلاع دیں۔کہ وہ آزمائش میں پورا نکلتا ہے یا نہیں۔آج کل اُسے بخوبی معلوم ہے کہ میں وہاں نہیں ہوں۔ پس آجکل بھی اُسکی آزمائش کا عُمدہ موقع ہے۔ ضرور بخوبی آزمائش کرائے میں ابھی چندے یہیں قیام کروں گا۔ اور اپنی تاریخ وارد لاہور سے آپکو اطلاع دوں گا۔

(نیاز مند گوپی ناتھ)

یہہ چیٹھی (دستاویز حرف D 73) میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔کہ کس کی طرف لکھی ہوئی ہے۔ ظاہرا کسی Publicwoman (فاحشہ عورت) کی طرف لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

نقل خط

(دستاویز D 73)

میری نہائت پیاری جان صاحب۔ سلام بندگی - آپ کا خط میرے پاس آج

ایک اور بھی پہنچا ہے۔ میں پہلے ہی خط کو پڑھکر پھولا نہیں سماتا تھا کہ آخر کار میری جان صاحب کے دل میں بھی محبت کا اثر محسوس ہوا ہے۔ پیاری جان میں نے اُس خط کو چوما۔ چھاتی سے لگایا۔ آنکھوں سے لگایا۔ کم سے کم پچاس دفعہ اِسے بار بار پڑھا۔ یقین کر کے جانو۔ کہ میری حالت تمہیں ملنے بغیر لوٹن کبوتر سی ہوگئی۔ رات کو نیند حرام ہوگئی۔ خدا گواہ ہے کہ اگر میں نے اتنے عرصہ میں سوائے تمہاری پیاری یاد کے اور کوئی خیال دل میں لایا ہو اور کہیں میری طبیعت لگی ہو۔ تمہاری شیریں یاد میں میں نے اتنے دن کاٹے کئی دفعہ جی چاہتا تھا کہ اُڑ کر تمہارے پاس پہنچوں۔ خواب میں بھی تمہارا ہی خیال تھا۔ مگر نہیں کہہ سکتا کہ کس وجہ سے میرا حوصلہ آنے کو نہیں پڑتا تھا۔ ڈاک میں تمہارے منع کرنے کے باعث روانہ نہیں کیا۔ آج جو دوسرا خط میرے دوست نے لاکر مجھے دیا ہے مضطرب حالت اب اور رحمناک ہوگئی ہے اب میں تمہیں ملنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ابھی دوڑ کر تمہارے پاس چلا آتا۔ مگر آج ایک ایسا باعث ہے کہ میں ہرگز نہیں آسکتا۔ لہذا یہ خط دوست کے پاس روانہ کرتا ہوں۔ تمہاری علالت کا حال سُنکر دل پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ خود حاضر ہوکر تسکین دوں۔ اب میری حالت پر رحم کرکے ایک بات میری مانو اور مجھے زیادہ بے قرار نہ کرو۔ میں ایک ضروری کام کے لئے کل صبح جالندھر جاؤں گا۔ ۲-۳ روز وہاں رہوں گا۔ میں نے یہ انتظام کیا ہے۔ کہ تم بھی میرے دوست کے ہمراہ جالندھر چلو۔ تبدیل آب وہوا سے تمہاری صحت اچھی ہوجاویگی۔ اور باہم ملاقات بھی ہوگی۔ اور ۲-۳ روز میں واپس آجاویں گے۔ تمہیں ہرگز کوئی تکلیف نہ ہونے پاویگی۔ سب انتظام کیا جاوے گا۔ اگر تم نہ جاسکیں تو پھر میرے لئے محض مجبوری ہوکر تا واپسی تمہارے دیدار سے محروم رہوں گا۔ اور مجھ میں اب زیادہ برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ رحم کرو اور

میری درخواست کو منظور کرو ⁂ تمہارے ہجر میں بیتاب اور بیکس کا خواہاں

(تمہیں خدا کی قسم ہے کہ اس خط کو پڑھکر چاک کر دینا) ایک ناچیز بندہ "

"بھانڈا پھوٹ گیا" والے خط کی میں نے ۱۶۰ کاپیاں چھپوائی تھیں۔ میں نے اپنی چھوٹے

بھائی کو (چھپوائی کے لئے) زبانی کہا تھا۔ محض ۱۶۰ کی تعداد چھپوانے کی کوئی خاص وجہ نہ تھی ہماری ایکسو یا ڈیڑھ سو سبھائیں ہونگی۔ میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو اُنکی نگرانی کے لئے کہدیا تھا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کُل وقت تک اُنکی نگرانی کرتا ہوا وہاں موجود رہا۔ چھپنے کے کچھ عرصہ بعد تک وہ میرے بھائی کے پاس رہیں۔ میں صفاً نہیں کہہ سکتا کہ ۱۶۰ سے زیادہ کاپیاں نہیں چھپیں۔

اِس چٹھی کے چھپوانے کی سناتن دہرم سبھا کی طرف سے مجھے کوئی تحریک نہیں ہوئی تھی میں نے اِسے اپنی طرف سے ہی سناتن دھرم گزٹ کے ایڈیٹر کی حیثیت میں لکھا تھا۔ نہ کہ سناتن دہرم سبھا کے سکرٹری کی حیثیت میں۔ اسکی بابت میں نے اپنا منشاء کئی دوستوں سے ظاہر کیا تھا کہ اتفاقیہ مجھے مل گئے تھے۔ میں اُن کے نام نہیں بتلا سکتا۔ یہ پرائیویٹ اور کنفڈنشل " تھی۔ تاکہ یہ آریہ سماج کے ہاتھ میں نہ پڑ جاوے۔ پچاس روپیہ پیشگی کی شرط سبھاؤں کی سنجیدگی کا اندازہ لگانے اور ایک Touring Fund (اُپدیش کے دورہ کے لئے سرمایہ) قایم کرنے کے لئے لگائی گئی تھی۔ چٹھی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حساب کتاب رکھا جاوے گا۔ سبھائیں مجھ جانتی ہیں۔ میرے سوائے اور کسی کا نام چٹھی میں درج نہیں ہے یہ پوسٹکا۔ ڈ مورخہ سنہ ۱۸۹۳ء (دستاویز حرف D 74) میرا لکھا ہوا کریم بخش کے نام ہے۔ میں اب نہیں کہہ سکتا۔ کہ برکت خاں اور منّا خاں کون ہیں۔ اسکی تاریخ سنہ ۱۸۹۳ء کی ہے اور میں سبھا کا سکرٹری بارہ برسوں سے ہوں۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی تھے۔ آریہ لوگ اُنکی عزت کرتے ہیں۔ میں صرف سوامی ایشورانند اور سوامی آلارام کو جانتا ہوں۔ جنکی کہ وہ ویسی ہی عزت کرتے تھے۔ میں نے پنڈت بھیم سین کو محض اُسی وقت دیکھا تھا۔ جبکہ اپریل گزشتہ میں وہ لاہور میں آئے تھے۔ اُس سے ایک یا دو ماہ پیشتر میں نے اُن سے خط وکتابت جاری کی تھی۔ اُنہوں نے سب سے پہلے گورنمنٹ کے مقدمہ کے موقعہ پر مجھے ہمدردی کا خط لکھا تھا۔ میں نے یہ خطوط اپنے اخبار میں درج نہیں کئے اور نہ اُن کو سناتن دھرم کمیٹی کے روبرو پیش کیا۔ میں نے اُن کے ہو نچنے کا ذکر کیا تھا۔ میں نے اُنکے (پنڈت بھیم سین) کے بُلانے کا خیال ظاہر کیا تھا لیکن پرائیویٹ اور کنفڈنشل لیٹر میں۔ جس خیال کا ذکر ہے۔ وہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ (پنڈت بھیم سین)

ہماری سبھا کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوا تھا۔ اُسی تقریباً ۵۰ روپیہ خرچ کے لئے دئے گئے تھے۔ اُسنے آریہ سماج کے برخلاف لکچر دیا تھا۔ اور بتلایا تھا کہ آریہ سماج کو کیوں چھوڑا۔

وہ راولپنڈی گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہاں اُسے پچاس روپیہ ملے یا نہیں۔ مجھ سے اُسنے خرچہ نہیں مانگا تھا۔ میں تھیوسوفیکل سوسائیٹی کا ممبر ہوں۔ میں انرسرکل میں ہوا کرتا تھا۔ جب میڈم بلیوٹسکی یہاں تھیں۔ میں انرسرکل سے دو تین سال ہوئے علیحدہ ہوگیا۔ جبکہ میں Unattached member ہوگیا۔ میں بباعث مقدمہ فحش تحریر نکالا نہیں گیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے اُس مقدمہ کے بعد میں نے آریہ سماج کا کسی گورنمنٹ افیشل (عہدہ دار) سے ذکر نہیں کیا۔ دوران مقدمہ میں ضرور یہ ہوا کہ چند افسران کو میں نے کہا تھا۔ کہ آریہ سماجی بھی ایسے مضامین میرے برخلاف لکھتے رہے ہیں۔ یہ یاد نہیں ہے کہ کن کن افسران سے ذکر کیا۔ سائیم صاحب سے میں نے ضرور یہ ذکر کیا تھا۔ دلیسی سرکاری افسروں کے پاس جہاں تک کہ یاد ہے ذکر نہیں کیا۔ دو دفعہ مجھے شملہ میں جانے کا اسی غرض سے اتفاق ہوا کہ جناب لاٹ صاحب مجھکو یہ غلطی معاف کردیویں۔ لاٹ صاحب کے پراویٹ سکرٹری اور ٹرنر صاحب اور سائیم صاحب سے ملا تھا۔ ٹرنر صاحب سے بھی آریہ سماجیوں کی ایسی تحریریں لکھنے کی نسبت ذکر کیا تھا۔

(از اردو بیان) سناتن دھرم کی جلد اول پیش کرتا ہوں۔

بیان پڑھا گیا اور گواہ نے صحیح تسلیم کیا۔

دستخط

ت رایچ کلورٹ صاحب بہادر

واقعہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

بیان ثانی۔ باقرار صالح۔ دستاویز ڈی (D) کی بابت چونکہ آریہ سماجی بڑی مدت سے ساتن دھرم والوں پر حملہ کرتے رہے تھے اور تمام فرقوں پر فحش حملے کئے تھے۔ اِس لئے میں نے جواب میں یہ ہولی کا مضمون چھاپا تھا۔ جس کا مضمون عموماً صحیح ہے۔ گو بعض الفاظ کسی قدر نامناسب ہیں آریہ سماجیوں کے پہلے تین اور پھر دو فرقے تھے۔ اور یہ ایک دوسرے پر گندے حملے کرتے تھے اسی لئے میں نے لکھا کہ وہ سارا سال ہولی کھیلتے ہیں۔ میرا خاص مطلب ایک اُس خاص جھگڑے سے تھا۔ جو ست دھرم پرچارک اور آریہ گزٹ کے درمیان چل رہا تھا۔ جو کہ مہاتما پارٹی جمعہ

ملزم و کالج پارٹی کے آرگن ہیں - اس کا علم مجھے اُنہیں کے اخباروں اور رسالوں سے ہوا (ہیں خاص پرچوں اور رسالوں کے پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا - کیونکہ وے اب مناسب طور پر ثابت نہیں کئے جا سکتے - دستخط حاکم)

مضمون متعلق عورات کے کہ وہ " اپنے ناقابل خاوندوں کو چھوڑ دیویں اور غیر مرد کے ساتھ تعلق پیدا کریں یا اُسکی آغوش میں چلی جاویں اُسوقت تک کہ وہ حاملہ نہ ہو جاویں " کتاب ستیارتھ پرکاش کے ایک فقرہ پر مبنی ہے - جو کتاب کہ آریہ سماج میں مستند مانی جاتی ہے - اور جس میں کہ ایسے رواج کی تعریف کی گئی ہے - اس مضمون میں مینے تینوں ملزموں میں سے کسی پر بھی کوئی خاص حملہ نہیں کیا ہے - اس مضمون پر جو فوجداری مقدمہ ہوا تھا - اُس میں یہ صحیح درج نہیں ہے کہ بہت سے لوگ مجھے مدد دینے کے لئے طیار تھے - اور چندہ سے جرمانہ ادا کر دیتے -

نسبت دستاویز D 6 میں نے یہ مضمون بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ جات ۴۷ لغائیت ۵۷ لکھا تھا - میں نے یہ مضمون خود نہیں لکھا تھا - لیکن یہ اُس کتاب کے مطابق ہے ۱۲ جنوری ۱۹۰۱ء کے ست دھرم پرچارک میں لکھا ہے کہ آریہ سماجی سب ذاتوں کے ساتھ ملنے جلنے کو طیار ہیں - اور خاص شُدھی کی رسوم ادا کرنے پر اُنہیں اپنی سوسائٹی میں شامل کرنے کے لئے طیار ہیں - اس اور دیگر ایسی ہی تحریروں پر میں نے لکھا - کہ آریہ لوگ چوھڑوں وغیرہ کے ساتھ کہاتے ہیں - بابت دستاویز D 8 گنپتی لعل نے یہ مضمون لکھا تھا - اُس نے سوال پوچھے ہیں - الزام نہیں لگائے - چوتھی سوال میں وہ الزام لگاتا ہے (اس کا جواب وہ گنپتی لعل ہے - از بیان اردو)

بابت D 10 (سوامی دیانند صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۴ میں ذکر کیا ہے اور ہندوؤں کے برخلاف بہت سخت و سُست لکھا ہے - صفحہ جات ۳۳۸ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۹۲ -

۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۶ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۴ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۹ - ۴۲۲ -

اِن تحاریر سے مملو ہیں - یہ صفحہ جات ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ء کے ہیں - ان تمام صفحہ جات میں ہندوؤں پر سخت حملے کئے گئے ہیں اور ایسی تحریر لکھی گئی ہے کہ جس کے پڑھنے سے ہمارے ہندوؤں میں ایک قسم کا از حد رنج دلانے والا جوش پیدا ہو گیا تھا - میرا ہولی کا مضمون جوابی طور پر ہے - میرا مضمون اُن سے سنگین نہیں ہے - بلکہ اُن کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں ہے - نیز میرا آرٹیکل ہولی کا آرٹیکل ہے - اور اس لئے اُسمیں مضحکہ آمیز الفاظ ہیں - جو لوگ اُنکو

بُرے خیال سے دیکھیں اُن کے نزدیک فحش ہیں۔ (از بیان اردو)
جب آریہ سماجی ہمارے مندروں کے گھنٹوں کی آواز سُنتے ہیں۔ تو وے چلے جاتے ہیں۔ اور میں نے اس کا حوالہ دیا ہے۔ وہ قاعدے اور رواج جن کا حوالہ دیا ہے۔ سب ستیارتھ پرکاش میں موجود ہیں۔

بابت دستاویز ۱۳ D "مد" سے یہاں روپیوں سے مراد نہیں ہے۔ بلکہ معمولی اشیاء وتحفہ جات وچندہ سے ہے۔

بابت 14 D مضمون "عیسائیوں کی کرتوت اور آریہ سماجیوں کی نالائقی" ملزمان پر کوئی حملہ نہیں ہے۔ لیکن آریہ خود کہتے ہیں کہ بیوہ کی شادی ناجائز ہے۔ اور چونکہ اُنہوں نے ایسی شادی کی ہے۔ اسلئے یہ تمسخر کا مضمون نکلا۔

نسبت ۱۵ D مضمون "آریہ اور چمار" میں بھی ملزمان پر کوئی حملہ نہیں ہے۔ یہ بھی تمسخر کا مضمون ہے۔ میں نے اسپر بھی کوئی نوٹ نہیں دیا۔

17 D ایڈیٹوریل نوٹ میں میں نے صرف آریہ سماجیوں کے ایک اپنے نوٹ کا حوالہ دیا ہے میں دکھلانا چاہتا تھا کہ ست دھرم پرچارک اپنے عقیدوں پر عمل نہیں کرتا۔

19 D۔ مضمون "بھرشٹانند جی" کا یہ مطلب ہے۔ کہ آریہ اپنے گلہ میں ہر ایک کو شامل کر لیتے ہیں۔ فقرہ "بھرشٹانند جی" خود آریہ ہمارے لئے استعمال کرتے ہیں۔ آریہ گزٹ مورخہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۰ء لکھتا ہے کہ مہاتما آریہ لوگ مُسلمانوں اور چماروں کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔

۲۱ D میں جھوٹھ کا محض ایک نمونہ دکھایا گیا ہے اور کچھ نہیں۔

۲۲ D۔ میں نے محض ایک شادی کے موقعہ پر ہمدردی کے لئے درخواست کی ہے۔

۲۵ D ستیارتھ پرکاش ۱۲۰ سطر ۶ ہدایت ہے۔ کہ نئے بواہت جوڑے کو دوسرے گھر میں بھیج دیا جاوے۔ ستیارتھ پرکاش کے دو اردو ترجمے ہیں۔ ایک مہنت رادھا کشن کا اور ایک پنڈت لیکھرام کا (?) مہاشیہ کا یہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور ہر ایک پارٹی ایک ترجمہ کو مستند مانتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ دوسری پارٹی کا ترجمہ غلط ہے۔

ست دھرم پرچارک بابت ۱۸ چیت سمت ۱۹۵۶ (۳۰ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء) میں ایک نوٹس درج ہے جسمیں وزیر چند ست دھرم پرچارک کا کارکن ایڈیٹر اور آریہ مُسافر کا سب ایڈیٹر درج ہے۔ نیز ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء

کے پرچہ ہیں (پیش کئے گئے اور مجھے دکھلائے گئے - دستخط حاکم -)

منقول از ست دھرم پرچارک مطبوعہ ۳۰- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

ازصفحہ ۹

ضروری نویدن

۱۲- اپریل سے ۲۳- اپریل تک میں جلندھر سے غیر حاضر رہا - ۲۰- اپریل کو آریہ سماج اجمیر کے اُتسو پر جاتا ہوں - قریباً ایک ہفتہ لگیگا - فروری کا آریہ مُسافر چھپ چکا ہے - اُسکی روانگی کا بندوبست کر دیا گیا ہے - پرچارک بھی وقت پر نکل جاویگا - واپس آکر باہر سے آئے ہوئے خطوط کا اُتر دیسکوں گا - جن بھائیوں کے تعمیل حکم میں دیری واقعہ ہو معاف فرماویں ۔

آریہ بھائیوں کا داس

وزیر چند کارکن ایڈیٹر ست دہرم پرچارک واسسٹنٹ ایڈیٹر

آریہ مُسافر میگزین جلندھر شہر ۔

جس جھوٹ کا 8 پ D میں ذکر ہے - اُس سے مراد یہ غلط بیان ہے کہ میں نے روپڑ کے مباحثے میں شکست پائی - جو کہ ست دھرم پرچارک میں درج ہوا تھا - اور بدھ جسپر بے اعتباری کی گئی -

33 D میں جس نامہ نگار نے لیکھرام کی نسبت مضمون لکھا تھا - وہ رلارام حافظ آبادی ہے - "ارجن" کا ایڈیٹر چھچونگھ تھا - یہ پرچہ کلچرڈ آریہ سماجیوں نے جاری کرایا تھا - جیسا کہ اُن کا اُن کے اپنے رسالوں میں اقبال ہے (یعنی یہ کہ کالج پارٹی نے جاری کرایا) اِن میں سے ایک رسالہ منشی رام کے پریس میں چھپا ہے - اور کلچرڈ پارٹی پر پنڈت گوپی ناتھ کیساتھ سازش کرنیکا الزام لگایا ہے - قیمت سب میرے پاس آتی تھی اور میں اُسمیں سے اخراجات ادا کرتا تھا -

آریہ سماجیوں نے یہ خبر مشہور کر دی کہ سلسلہ "ہماری رائے کی وقعت" کا لکھنے والا میں ہوں اور جن سے یہ کہا گیا اُنہوں نے یقین کر لیا - میں نے دنگہ کے خوف سے اس افواہ کی تردید نہ کی - گر میں نے اپنے دوستوں سے کہہ دیا تھا کہ یہ غلط ہے - سناتن دھرم گزٹ کے جولائی کے نمبر میں اس امر کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی - کہ میں اِن مضامین کے لکھنے والا نہیں ہوں - گورنمنٹ کی رپورٹ متعلقہ میلہ ہریدوار کے جواب میں میں نے اخبار عام کی ایڈیٹری سے

انکار کیا تھا۔ اس اخبار (عام) میں میرا نام چند سالوں تک بطور مینیجر کے تعلق رہا ہے۔ مقدمہ ازالہ حیثیت عُرفی برخلاف سول اینڈ ملٹری گزٹ میں مجھے اخبار عام کا اسسٹنٹ مینیجر بیان کیا گیا ہے مینیجر وہ مقدمہ اخبار عام میں رپورٹ کیا تھا۔ میں نے سناتن دھرم سبھا کے عُہدہ سکرٹری سے اسلیئے استعفیٰ دیدیا تھا کہ اُس سوسائیٹی کو اِن افواہوں سے کچھ نقصان نہ پہونچے۔ جو کہ اُسوقت اخبار عام کی نسبت مشہور ہو رہی تھیں۔ چھہ یا چار مہینوں کے بعد اگزکٹو کمیٹی کا ایک رزولیوشن میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ جسمیں مجھہ سے درخواست کیگئی تھی کہ میں اپنا پہلا استعفیٰ واپس لیلوں۔ یہہ مورخہ ۲۴۔ جنوری سنہ ۱۸۹۸ تھا (دستاویز حرف O)

دستاویز ملاحظہ مستغیث حرف O

اردو نثری

سناتن دھرم سبھا لاہور
۲۴۔ جنوری ۱۸۹۸ء

بخدمت جناب کرمفرما بندہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب زاد عنایتہٗ

رزولیوشن نمبر ۴۔ آپکی خدمت میں ۲۳۔ جنوری ۱۸۹۸ء کی اگزکٹو کمیٹی کا بھیجکر ملتمس ہوں کہ آپ اپنے سابقہ استعفا کو واپس لے کر دوبارہ اِس سبھا کے عُہدہ سکریٹری کو منظور فرماویں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

راقم نیاز

ہری داس

جائنٹ سکرٹری سناتن دہرم سبھا لاہو

نقل رزولیوشن نمبر ۴۔ اگزکٹو کمیٹی منعقدہ ۲۳ جنوری ۱۸۹۸ء

(۴) سب کمیٹی منعقدہ ۱۸۔ ماہ جنوری ۱۸۹۸ء کی رپورٹ جسمیں ایسی تجاویز کا ذکر ہے جن سے سبھا کی کارروائی میں ترقی ہو اور جسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

کارروائی جلسہ سب کمیٹی منعقدہ ۱۸ جنوری ۱۸۹۸ء

حاضرین جلسہ پنڈت بہالودت - لالہ مدی مل - لالہ رام رتن صاحب لالہ کشن چند صاحب - پنڈت سیتارام صاحب - لالہ رام کرشن صاحب - پنڈت امیر چند صاحب گوسائیں چیت رام جی ÷

(۱) پنڈت بہالودت جی چیرمین ہوئے - (۲) آجکی سب کمیٹی جسبارزولیوشن نمبر۱ ایگزکٹو کمیٹی ۱۶ - جنوری ۱۸۹۸ء جمع ہوئی اور ریزولیوشن پڑھا گیا اور نیز پچھلی کارروائی اگزکٹو کمیٹی کی ۷ - جون و ۱۰ جون ۱۸۹۷ء کی پڑھی گئی -

بعد بحث کے اتفاق رائے سے یہ ریزولیوشن پاس ہوا -

(الف) تجویز نمبر۱ ۷ - جون ۱۸۹۷ء میں صاف درج ہے کہ کمیٹی پنڈت گوپی ناتھ کی سابقہ خدمات کو فراموش نہیں کرسکتی - اِس لئے اُن سے تعلق ہٹانا مناسب نہیں سمجھتی اسواسطے اُن کا استعفےٰ شامل مثل رہے - یہہ تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی - مگر اسیوقت اُس کمیٹی میں ریزولیوشن نمبر ۲ و ۳ ایسے پیش ہوئے جو تجویز پہلے رزولیوشن میں منظور ہو چکی تھی اُس کے برخلاف ہیں - اِس لئے کمیٹی کی رائے ہیں وہ کارروائی بے ضابطہ خیال کیجاتی ہے اور قابل منسوخی ہے - (ب) ازاں بعد ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء کو پنڈت گوپی ناتھ کا استعفا پیش ہوکر منظور ہوا - چونکہ استعفےٰ پیش ہونے کا کوئی نوٹس نہ تھا اِس لئے یہ بھی خلاف ضابطہ ہے (ج) اخبار عام کا سبھا سے کوئی تعلق نہیں ہے، (د) چونکہ کچھ عرصہ سے عہدہ داران سبھا کی عدم توجہی اور موجودہ سکریٹری کی عدم فرصتی سے کام سبھا کا بے رونقی پر ہے - اور چونکہ موجودہ سکرٹری صاحب اپنے عہدہ سے دست بردار ہیں - اِسلئے سب کمیٹی کے خیال میں پنڈت گوپی ناتھ سے - جنہیں اِس کام میں بڑی دلچسپی ہے - اور اِس کا بھاری تجربہ ہے - درخواست کیجاوے کہ وہ اِس عہدہ پر ازراہ مہربانی واپس آویں ÷

(نوٹ - اسی کے مطابق ایگزکٹو کمیٹی میں ریزولیوشن پاس ہوا جسکے آخری الفاظ حسب ذیل ہیں :-)

اس حالت میں سبھا سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں دیکھتی کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب سے
ادب اور عزت کے ساتھ درخواست کیجائے کہ اگر اُن کو اس سبھا کی آئندہ بہبودی
اور ترقی منظور ہے تو وہ مہربانی سے دوبارہ عہدہ سکریٹری کو منظور فرمادیں ۔

الفاظ گورنمنٹ کا ئے اس سے پہلے کبھی کسی کمسریٹ کے اشتہار میں سے کاٹے نہیں گئے
کسی حد سے زیادہ سرگرم ماتحت نے کاٹ دیا۔ میرے بھائی نے معافی مانگ لی ہے۔ اور
بل کو منسوخ کردیا ہے ۔

مولوی فضل الدین نے مجھ پر استغاثہ بحیثیت مینجر اخبار عام کیا تھا۔ میں نے وہ تنازعہ مضمون
نہیں لکھا تھا۔ اُس کا فیصلہ میرے ایک خیراتی کام کے لئے ۳۰۰ روپیہ دیدینے پر ہوگیا تھا۔
لیکن نہ معلوم کیونکر اخبار میں یہ لکھا گیا کہ میں بری ہوگیا ہوں۔ ٹھیک فیصلہ یوں ہوا تھا کہ
۲۵۰ روپیہ کسی خیراتی کام کے لئے اور ۵۰ روپیہ مولوی فضل الدین کو دیا جاوے۔ مجھے
معلوم نہیں ہے کہ حکم کیا صادر ہوا تھا۔ جب مولوی فضل الدین نے عدالت کی توجہ دلائی کہ
اخبار میں یہ درج ہے کہ میں بری ہوگیا ہوں۔ تب مجھ پر ۲۵۰ یا ۳۰۰ جرمانہ ہوا تھا۔ مجھکو سزا
ہوئی تھی۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اُسکا ذکر بھی اخبار عام میں درج ہوا ہوگا۔ جو رقوم میں نے
سبھا کو دی ہیں اُنکی کتابوں میں درج ہیں۔ میں نے اکھزار روپیہ اپنی جیب خاص سے اور
پندرہ سو روپیہ دوسروں سے جمع کرکے دیا ہے۔ میرے سکرٹری شپ کے زمانہ میں تیس ہزار
روپیوں کے قریب جمع ہوا ہوگا۔ حساب باقاعدہ رکھا جاتا ہے۔ میں دیسی ریاستوں میں شادیوں
درباروں اور گدی نشینیوں وغیرہ کے موقعوں پر جاتا رہا ہوں۔ اگر میں سبھا کی طرف سے جاتا
تھا تو جو روپیہ ملتا تھا وہ سبھا کے حساب میں دیدیتا تھا لیکن خلعت میں رکھہ لیتا تھا۔ جو
ہریدوار کی رپورٹ شامل مثل ہے۔ اُسمیں گواہوں کی شہادت اس مطلب کی ہے کہ جو لوگ
میلے میں شامل ہوئے اُن پر سخت ظلم ہوا تھا۔ سنان کے مہاتم کے وقت سے ۲۰ یا ۲۴ گھنٹے
پیشتر میلا بند کردیا گیا تھا۔ میں نے اس سب شہادت پر اعتبار کیا تھا۔ لاہور کے میموریل پر
گرد نواح کے بہت سے ضلاع کے باشندوں کے دستخط ہوئے تھے۔ اسکے متعلق گورنمنٹ سے خط و
کتابت ہوئی تھی۔ (دستاویز حرف P)

ایک اور ریزولیوشن گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ دستاویز حرف Q ہے

میں اُس جلسہ میں موجود تھا۔ جسنے کہ ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ میں نے ریزولیوشن کے حق میں رائے دی تھی۔ اُسکی صحیح نقل دستاویز حرف PR ہے۔ تب گورنمنٹ نے ہر دوار میں ترقی شروع کی میں نے مہاراجہ صاحب کشمیر سے پندرہ ہزار روپیہ نہیں لیا تھا۔ اگر مجھے کچھ ملا تو یہ مہاراجہ صاحب کی مہربانی تھی۔

D55 پنڈت الیشوری پرساد کے لکچر کی بابت سناتن دھرم گزٹ میں صرف حوالہ دیا گیا تھا۔

D56 میں میرا مطلب صرف یہ ظاہر کرنے کا تھا کہ یہ سمجھنے میں مجسٹریٹ نے غلطی کی ہے کہ مجھے روپیہ کی ہدولت ہی ہے۔ کیونکہ مجھے کچھ بھی نہیں ملا تھا۔

D58 اور D59 میں بُرا اور بھرشٹ مذہبی خیال کے لحاظ سے لکھا تھا۔ بلحاظ جرم فوجداری نہیں لکھا تھا۔ ہم آریہ سماجیوں کے فرقے بھی آپس میں ایک دوسرے کے برخلاف اسی طرز پر لکھتے تھے۔ جیسا کہ میں نے لکھا ہے۔

دستاویز D69 کا مضمون ایک نامہ نگار نے لکھا تھا۔ جسنے دکھلایا تھا کہ پنڈت دیانند ستیارتھ اور دیگر کُتب میں سے غلط حوالے دیتا تھا۔ میں نے دیولراج کے ٹلاٹین ایکٹ کا اشارہ نہیں دیا۔ پہلے میں غلطی میں تھا۔ بہرصورت یہ تمسخراً لکھا گیا تھا۔

موتی جان والا معاملہ سنہ ۱۸۹۲، سنہ ۱۸۹۳ ۶ یا اُس کے نزدیک کا ہے۔

سناتن دھرم گزٹ آریہ سماج کے قیام کے بعد جاری کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اُس کے بانی دیانند نے ہندوؤں پر سخت گندے حملے کئے۔ اس لئے ہم نے جواب میں اُنپر حملے کئے۔ یہ ستیارتھ پرکاش (دستاویز حرف HC) اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس بات کے اظہار کے لئے میرے پاس دیگر رسالہ جات بھی ہیں جو سب آریوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ دستخط حاکم۔

(میں ستیہ دھرم پرچارک کے دو نمبر شہادت میں لینے سے انکار کرتا ہوں۔ جن میں ہندوؤں پر حملے ہیں۔ کیونکہ وے غیر متعلق دکھائی دیتے ہیں۔ دستخط حاکم ۔)

پنڈت گوپی ناتھ کا بیان
ختم ہوا

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲

واقعہ ۲۶۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

پنڈت ایشری پرساد ولد پنڈت لعل چند ذات کشمیری پنڈت عمر ۵۲ سال بحنہ لاہور

باقرار صالح

میں بمشاہرہ بیکصد روپیہ ماہوار پنڈت جناردہن کا انگریزی منشی ہوں۔ دستاویز حرف A میں مینے کئی مضامین کا ترجمہ کیا جس میں سے A اور B (دستاویزات میں C) صحیح ترجمے ہیں د۔ دستاویز B میں میں نے ایک آرٹیکل کا ترجمہ کیا جس کا (a) جس صحیح ترجمہ ہے۔ میں نے دستاویز C پر اُس کے صحیح ہونے کی سند میں دستخط کئے ہیں۔ ترجمہ کل لفظ بلفظ صحیح ہے۔ (دستخط حاکم)

میں کبھی کبھی اتفاقیہ ست دھرم پرچارک کو پڑہتا ہوں۔ میں اُس کا خریدار نہیں ہوں۔ لیکن میں گاہے گاہے اُسے سناتن دھرم سبہا میں یا اپنے آقا کے یہاں دیکھتا ہوں۔ میں نے اِن کاپیوں کو پہلے پہل اُسوقت دیکھا تھا۔ جبکہ پنڈت گوپی ناتھ نے ماہ مارچ میں مجھے ترجمہ کے لئے دی تھیں۔ میں نے اُس سے پیشتر اِن مضامین کا ذکر سُنا تھا کہ مدعی کے برخلاف ایسا مضمون نکلا ہے (از بیان اردو) لیکن میں نے اُسوقت انہیں نہیں پڑھا تھا۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کس نے اِس معاملہ کا ذکر کیا تہا۔ دو تین آدمیوں نے مجھ سے اِن مضامین کا ذکر کیا تہا اور مجھ سے بھیم سین کی بابت پوچھا تھا۔ میں سناتن دہرم سبہا کا برائے نام ممبر ہوں لیکن میں اُسکی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیتا ہوں۔ میں بہت سے برسوں تک (۱۲ یا ۱۴ برس تک) چیف کورٹ کا مترجم بمشاہرہ ماہانہ ۱۵۰ روپیہ ماہوار رہا ہوں۔ جس زبان میں کہ یہ مضامین لکھے ہوئے ہیں اُنہیں میں خوب سمجھتا ہوں۔ میں نے اِن مضامین کو بڑا سخت سمجھا تہا۔ اور الفاظ گوپی ناتھ کے چال چلن کو نقصان پہونچانے والے ہیں۔ دستاویز (C) جس سطر ۳۹ میں یہ مضمون پنڈت گوپی ناتھ کی شہرت کے لئے بڑا ہی نقصان دہ ہے

نامہربانی نفرت۔ کینہ وری گوپی ناتھ سے منسوب کیگئی ہے۔ گنگا جمنی اور گاؤکشی کی نسبت جوالفاظ درج ہیں وے بہت ہی سخت ہیں۔ جوشخص گاؤکشی کے حق میں کوئی مضمون برخلاف ہندؤوں کے لکھے وہ ہندو نہیں سمجھا جائیگا۔اور دوسرے ہندؤوں سے اُسے ملنے کی اجازت نہ ہوگی۔اور بےعزت سمجھا جائے گا۔ پنڈت گوپی ناتھ ایک کشمیری پنڈت ہے۔ پنڈت کے ہوش سنبھالنے کے وقت سے کمینہ حرکتوں کی نسبت جواشارہ ہے وہ بھی اُسکی عزت کے لئے نقصان دہ ہے۔ نیز الزام نسبت غلط فہمیاں پیدا کرنے اور غلط خیالات پھیلانے کے (دیکھو سطر ۲۸۔ ترجمہ انگریزی) چھ سو روپیہ پاکٹ کرنے سے مراد ہے کہ پنڈت (گوپی ناتھ) دھوکہ دہی سے روپیہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پاپ کا بھانڈا سے میری رائے میں مراد ہے کہ گوپی ناتھ اور بھیم سین کا باہمی تعلق گناہ آلودہ اور اخلاق سے گرا ہوا ہے۔ بھیم سین اور گوپی ناتھ اور اُسکے دوست بے سبب بے اصرار بیان کئے گئے ہیں۔ (دستخط حاکم) پنڈت گوپی ناتھ کو بےشرم بھی لکھا ہے (دستخط حاکم) ایک وقت پنڈت گوپی ناتھ سے میری بڑی بے تکلفی تھی۔ اب اُس سے اُسقدر میری بے تکلفی نہیں ہے۔ ہمارے تعلقات میں یہ تبدیلی میرے اِن مضامین کو دیکھنے سے پہلے وقوع میں آئی۔ ان مضامین نے میری پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت رائے پر کوئی اثر پیدا نہیں کیا کیونکہ میں اِن الزاموں کو جھوٹا باور کرتا ہوں۔ دستخط حاکم۔

واقعہ ۱۷۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

برسوالات جرح باقرار صالح - میں پنڈت گوپی ناتھ کو لڑکپن سے جانتا ہوں۔ میرا اُن کا تعلق پہلے بہت تھا۔ لیکن گزشتہ چار پانچ برس سے بند ہوگیا ہے۔ جب سے کہ ہماری والدہ مرگئی ہیں۔ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ خاص ذاتی تعلق نہ تھا۔ میں اُس کے ہمجلسوں یا اُسکے چلن کی نسبت کچھ نہیں جانتا ہوں۔ یہ (چال چلن) شاید خراب ہو۔ لیکن ایسا اغلب نہیں ہے اگر اُسنے مان لیا ہو کہ وہ رنڈی باز ہے تو میں اُسے اوباش کہوں گا (اگر کوئی اوباشی کرے اور پھر بگلہ بھگت بنا پھرے تو میں اُسکو زنا کار فریبی۔ گنگا جمنی کہوں گا۔ شریر نہیں کہوں گا۔ شریر کے معنے فریب کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ کسی کو نقصان پہونچانا ہے (از بیان اردو)

پنڈت گوپی ناتھ کے ذاتی چلن کی نسبت میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر میرا اخلاق گرجاوے تو میں اپنا

فرض سمجھوں گا کہ دہرم سبہا سے مستعفی دیدوں (وکیل استغاثہ اس گواہ کی رائے زنی پر عذر کرتا ہے لیکن چونکہ وہ چال وچلن اور شہرت کی گواہی دے رہا ہے جو کہ واقعی "رائے" ہے۔ اس لیے ہم اس عذر کو نامنظور کرتا ہوں۔ دستخط حاکم) میں گوپی ناتھ اور اسکے بھائی کا گوشت گائے کے اشتہار دیکر روپیہ کمانا بُرا سمجھتا ہوں۔ اُن کا شمار سناتن ہندوؤں میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ اشتہارات جان بوجھ کر دئے گئے ہیں۔ تو ایسا عمل ہندو سناتن دہرم اور اسکے اصولوں کے برخلاف ہے۔ (جہاں تک سناتن دہرمی ہندوؤں کا خیال ہے۔ اگر ایسے اشتہار بعضوں کے دکھانے اور بعضوں کے نہ دکھانے کے واسطے کاٹ دئے جاویں تو میں اُس شخص کو مکّار سمجھوں گا۔ شریر نہیں سمجھوں گا۔ بعض شریف آدمی ہولی کھیلتے ہیں۔ بعض نہیں۔ جیسا کہ رنگ ڈالنا۔ ناچ کرانا۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے۔ کہ گالی گلوج اچھا نہیں ہے۔ دہرم شاستر میں گالی گلوج کہنا نہیں ہے۔ سوسائیٹی کی بابت کچھ نہیں کہتا۔ اپنے ذاتی خیال سے کبیر کہنا وغیرہ وغیرہ الفاظ فحش کہنے۔ اچھا نہیں سمجھتا۔ از بیان اردو)

ہندو غیر مذاہب والوں سے ہولی نہیں کھیلتے۔ دستاویز D/10 والے ہولی کے مضمون کی عبارت بے شرمانہ ہے۔ یہ بدلے کے طور پر لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ (یہہ عبارت دل دُکھانے والی ضرور ہے۔ لیکن شریر نہیں کہوں گا۔ اسکے کہنے والے کو بھی فقرہ سیاپہ کی نائین کو معمولی طعنہ سمجھتا ہوں۔ کوئی سخت گالی نہیں ہے۔ سبہا کو اور دیگر لوگوں کو سوائے اپنے پہنا دیوے تو میں پنڈت گوپی ناتھ کو سیاپہ کی نائین سمجھوں گا۔ ورنہ نہیں۔ از بیان اردو)

بیان ثانی۔ میونسپل کمیٹی کے ہندو ممبر بھی ہوتے ہیں۔ اور میونسپل حدود کے اندر بوچڑ خانہ ہوتے ہیں (اور بوچڑ خانہ میں گاؤکشی ہوتی ہے۔ عام لوگ اِن ممبران کو بُرا نہیں سمجھتے از بیان اردو) اِس بارے میں اب بڑا ڈھیلاپن ہے۔ دیگر مذہبی معاملات میں بھی اب بڑی لاپرواہی ہے۔ ایسے کارخانوں کے حصہ دار بھی سناتن ہندو ہیں۔ جو کہ گوشت گائے بیچتے ہیں لیکن وے لاپرواہیں گو میں اسے بُرا سمجھتا ہوں۔ میں نے صرف اپنی رائے دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے سناتن دہرم سبہا سے اپنا تعلق توڑ لیا ہے۔ کیونکہ وے اِن معاملات پر لاپرواہ ہیں۔ گو اُن کے اصول بُہت ہی سخت ہیں۔ لوگ ہولی پر بے پروائی سے لکھتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کہ معمولی طور پر بُری اور فحش سمجھی جاویں۔ میں نے وہ مضمون نہیں دیکھا۔ جس کا D/10

جواب ہے۔ اگر ایک آدمی جس کا تعلق رنڈیوں سے رہ چکا ہے۔ سات سال بعد اخلاق پر لکچر دیوے۔ تو اُسے مکار نہیں کہوں گا۔ لفظ گنگا جمنی کے معنی حرامزادہ اور لڑکا کا بھی ہیں۔

گواہ نے سُن کر تسلیم کیا

دستخط حاکم

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۳

بابو ابناش چندر ولد وشو ناتھ براہمو سماجی عمر ۲۷ سال سکنہ لاہور باقرار صالح

میں پیوپلز سرونٹ کا ایڈیٹر ہوں۔ میرے دفتر میں ست دہرم پرچارک باقاعدہ آتا ہے۔ مجھے فروری سنہ ۱۹۰۱ء کی کاپیاں پہونچی تھیں۔ وے میرے اخبار کے تبادلہ میں آئی تھیں۔ میں اس اخبار کو نہیں پڑھتا ہوں۔ کُل اخبارات ایک ریڈنگ روم میں رکھے جاتے ہیں اور ایک یا دو ہفتہ رکھ کر پھینک دئے جاتے ہیں۔ پیوپلز ایسوسی ایشن نے ایک ریڈنگ روم کھولا ہوا ہے جو کہ عوام کے لئے ہے۔ لیکن عموماً اُسکو طالب علم استعمال کرتے ہیں۔

واقعہ ۱۷۔ جولائی سنہ 1901ء

برسوالات جرح۔ (باقرار صالح)

میں مسٹر روشن لال اور مسز روشن لال کو جانتا ہوں۔ میں اُن کے خاندان سے انٹروڈیوسڈ ہوں اور اُنہیں اپنے گھر میں انٹروڈیوس کیا ہوا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ پنڈت گوپی ناتھ نے ایک ہولی کے موقعہ پر اُن کے برخلاف لکھا تھا۔ پنڈت گوپی ناتھ میرا دوست ہے۔ لیکن میں نے اُسے اپنی family میں introduce (انٹروڈیوس) نہیں کیا ہے۔ بیس برسوں میں میں صرف ایک مرتبہ اُس کے گھر گیا ہوں۔ سال میں ایک دو مرتبہ اُسے ملا ہوں۔ میں نے اُس کی بدنامی بھی سُنی ہے اور نیکنامی بھی۔ وہ عورتوں کو گوبیاں دیتا ہے۔ میں اُنکی عزت کرتا ہوں وہ انارکلی کی رنڈیوں کو رکھنا چاہتے ہیں۔ میں اُنہیں نکالنا چاہتا ہوں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بدچلن ہے۔ دینڈیال اُسکی نیکنامی کرتا ہے۔ وہ سناتن سبھا کا ایڈیٹنگ ہے۔ گزشتہ دو یا تین برسوں میں سوائے اُس کے (دینڈیال کے) اور کسی کو اسکی نیکی کرتے نہیں سُنا۔ مسٹر روشن لعل کو

جلسے کا حال سُننے کے بعد میں انہیں اُن کے مکان پر ملا۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ وہ گوپی ناتھ پر استغاثہ
کریں گی۔ میں نے دس مرتبہ کہا کہ "کُتوں کو بھونکنے دو" اور میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ میں نے
کہا کہ وہ بیجیا آدمی ہے۔ میں ہولیوں پر بھجن وغیرہ گاتا ہوں۔ اور لکچر سُنتا ہوں۔ ہولی کے موقعہ
پر آریہ سماج کے اخباروں میں گالی نہیں ہوتی۔ جب میں جاکر مسز روشن لعل سے ملا تھا
تو مسٹر روشن لعل موجود تھے۔ میں نے سوشیل کنفرنس میں بھی کچھ کام کیا تھا۔ گواہ نے سُنکر
صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۴

لالہ رام چند ولد لالہ روڑا مل ذات بنیہ عمر ۳۹ سال سکنہ جالندہر
میں **ٹربیون** اخبار کا مینجر ہوں۔ ہمارے اخبار کے تبادلہ میں ست دہرم پرچارک باقاعدہ
ہمارے دفتر میں آتا ہے۔ یہ کاپیاں بابو اے۔ ایل رائے ایڈیٹر کے پاس جاتی ہیں۔ کاپیاں
آفس میں رہتی ہیں۔ اور ملازمین کارخانہ میں سے جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ پنڈت گوپی ناتھ
کو ست دہرم پرچارک کی دو کاپیوں کی ضرورت تھی۔ اور میں نے اُس سے کہا کہ دفتری سے پوچھو
کہ اُس کے پاس ہیں یا نہیں۔ کیونکہ میں اُس پرچہ کا فائل نہیں رکھتا ہوں۔ میں نے اُسے
ایک کاپی پیوریٹی سروِنٹ کے آفس سے لادی۔ دستخط حاکم

سوالات جرح محفوظ رکھے گئے۔ دستخط حاکم

گواہ نے سُنکر تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۵

باقرار صالح

ہیرا لال۔ ولد لالہ سائیں داس ذات کہتری کپور عمر ۳۶ سال سکنہ لاہور۔
میں اخبار پنجاب سماچار اور پریس کا مالک ہوں۔ ست دہرم پرچارک ہمارے یہاں

بتا دے ہیں آتا ہے - یہ کاپی جو پیش کی گئی ہے - پنجاب سماچار کو بھیجی گئی تھی - اسپر تاریخ ۸ و ۱۵ فروری درج ہے - پنڈت گوپی ناتھ نے آکر مجھ سے یہ پرچہ مانگا اور ایک یادو کاپیاں لے گیا - یہ اخبار میرے پاس لاہور میں بذریعہ ڈاک آتا ہے - مینے اُسے کھولا نہیں تھا - پنڈت گوپی ناتھ نے کھولا تھا -

سوالات جرح محفوظ کئے گئے - دستخط حاکم

گواہ نے سنکر تسلیم کیا ۔ دستخط حاکم

مورخہ ۱۷ - جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

بر سوالات جرح - باقرار صالح

میں ۱۶ یا ۱۷ برسوں سے پنڈت گوپی ناتھ کو جانتا ہوں - اس عرصہ میں اُنکی شہرت یکساں ہی رہی ہے - وہ چال باز آدمی ہوا کرتا تھا - اور اب تک بھی ولیا ہی ہے میں اُسے عزت دار آدمی نہیں کہہ سکتا - (چالباز سے یہ مراد ہے کہ جس طرح ہو سکے - ٹکا سیدھی کر لینی - پنڈت گوپی ناتھ دہوکہ باز ہے - ازبیان اردو)

سناتن دھرم سبھا اور گزٹ کو محض پیسہ کمانے کے لئے چلاتا ہے - وہ دہوکہ کی ٹٹی ہے - وہ بلاشبہ بے اصولا ہے - اُس کا اصول محض پیسہ کمانا ہے - ہم سب جانتے ہیں کہ وہ اخبار عام کا ایڈیٹر ہے - سناتن دہرم گزٹ کی پالیسی صرف یہ ہے - کہ موٹے دوکانداروں کو خوش کر کے اُن سے قیمت وصول کیجادے یہ (گزٹ) لوگوں کو محض اِن (دوکانداروں) کے خوش کرنے کے لئے گالیاں دیتا ہے - بوقت موت پنڈت لیکھرام اور مضامین "ہماری رائے کی وقت" پنڈت گوپی ناتھ کے تمام خریدار اُسے چھوڑ کر میرے پاس آگئے تھے (یہ سنہ ۱۸۹۷ء کا ذکر ہے) ہندوؤں کی بڑی لعنتی ہوئی تھی - گوپی ناتھ لکھنے والا سمجھا جاتا تھا - یہ پنجاب سماچار ۵ - جون سنہ ۱۸۹۷ء کا ہے - اس کے صفحہ ۱۱ پر ایک مضمون اخبار عام پر ہے - اور دوسرا ۱۲ - جون سنہ ۱۸۹۷ء کے پرچہ (دستاویز 89 DD) میں ہے - جو کہ مضمون "ہماری رائے کی وقت" کا مصنف "گوپی ناتھ بزدل ایڈیٹر اخبار عام" کو بتلاتا ہے - ہم نے اپنے اخبار میں اخبار عام کا اشتہار چھاپا تھا - گوپی ناتھ نے ہیں لکھا تھا اور اُسی نے اُجرت دی تھی - میں نے کبھی کسی اخبار میں اُن کے متعلقین میں سے کسی کے بیاہ پر امداد کے لئے درخواست نہیں دیکھی ہے - یہ loafer (ٹکڑ گدا) کا کام ہے - میں سناتنی ہندو ہوں

میں یہاں کی کہتری کنفرنس کا ایک جائنٹ سکرٹری تھا۔ ہولی کے ایام میں کوئی بھی اخباروں میں لوگوں کو گالیاں نہیں دیتا۔ رذیل اور نیچے آدمی عام طور پر گلیوں میں کھیلتے ہیں۔ مثلاً سنیار چمار وغیرہ۔ ذی عزت آدمی اپنے گھروں میں کھیلتے ہیں۔ میں نے پنڈت گوپی ناتھ کا ہولی کا مضمون دیکھا تھا۔ وہ ہولی کے بیس دنوں کے بعد شایع ہوا تھا۔ میں ایسے مضمون کے لکھنے والے کو رند اور اوباش کہوں گا۔ لاہور میں ایک پریس ایسوسی ایشن ہوا کرتی تھی۔ گوپی ناتھ کو ہمیں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ تقریباً کل دیگر ایڈیٹران شامل تھے۔ ہمیں بھی ایک راز تھا۔ گوپی ناتھ قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا تھا۔ مسٹر رابنسن ہمیں شامل تھے۔ تلک کی موت پر جو ہندوؤں کا جلسہ ہوا تھا۔ میں اُنہیں شامل تھا۔ گوپی ناتھ وہاں نہ تھا۔ بابو ہرتول چندر نے اُسے شامل نہیں کیا تھا۔ دسمبر میں کہتری کنفرنس کے موقع پر گوپی ناتھ نے آکر کارروائی کے رپورٹ کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ لیکن اُسے اجازت نہیں ملی تھی۔ پہلے سناتن دہرم سبہا میں صرف نیک اور عزت دار آدمی ہوا کرتے تھے۔ اب اُن لوگوں نے اپنی عزت بچانے کے لئے اُس سے قطع تعلق کرلیا ہے۔

بربیان ثانی۔ میں سناتن دہرم سبھا کا ممبر نہیں تھا۔ میں ہمدرد تھا۔ لیکن جب اُنہوں نے میری دری چُرالی تو ہٹ گیا۔ اُس دری کے بدلے مُجھے کچھ نہ ملا۔ راجہ ہربنس سنگھ پریسیڈنٹ تھا (مگر سبہا میں کبھی نہیں آیا۔ دو سال ہوئے وہ فوت ہوگیا۔ وہ برائے نام سناتن دہرم سبہا کا پریسیڈنٹ تھا۔ دیوان بھگوانداس صاحب۔ اور راجہ ہربنس سنگھ نے مُجھ سے کہا تھا کہ بدنامی کی وجہ سے ہم سناتن دہرم سبہا میں نہیں جاتے۔ راجہ ہربنس سنگھ کے بعد بقایا پارٹی میں سے کوئی پریسیڈنٹ ہوگیا ہوگا۔ لالہ نکال کے پریسیڈنٹ ہونے کی خبر نہیں ہے۔ ازبیان اردو) میں کئی مرتبہ جلسوں نہیں گیا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اسوقت کون پریسیڈنٹ ہے۔ نہ یہہ معلوم ہے کہ کون کا رکن پریسیڈنٹ تھا۔ گوپی ناتھ نے سنہ ۱۹۰۸ع میں اخبار عام کا اشتہار میرے پاس بھیجا تھا۔ یہ کام مینیجر کا ہے۔ اگر کوئی اخبار شادی کے موقعہ پر مدد مانگے۔ تو لوگ دینے والے ہوتے ہیں۔ اس خیال پر کہ اُنکی مٹی نہ پلید کیجاوے۔ (ازبیان اردو) ہولی کے دنوں میں محض رذیل قوم کے لوگ گالی دیتے ہیں۔ وہ ہولی کا مضمون روپ لعل کاتب نے میرے دفتر میں لکھا تھا۔ کیونکہ وہ میرا ملازم تھا۔ اور اس لئے میں جانتا ہوں کہ وہ ہولی کے بیس دنوں بعد تیار ہوا تھا۔ مجھے اسلئے یاد ہے کہ میرے اخبار کو بھی دیر ہوگئی تھی۔ مسٹر رابنسن صاحب پریس ایسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ تھے

یہ سنہ ۱۸۹۵ یا سنہ ۱۸۹۶ء میں شروع ہوئی۔ گوپی ناتھ نے مسٹر رابنسن پر پہلے فوجداری دعویٰ کیا تھا۔ جو کہ یہاں خارج ہو گیا تھا۔ اور پھر کلکتہ میں دائر ہوا تھا۔ میں موجود تھا جبکہ جلسہ ہاتمی کے لئے رقعے جاری ہوئے تھے اور اسلئے میں جانتا ہوں کہ گوپی ناتھ کو انکی اجازت نہیں ملی تھی۔ جلسہ پبلک تھا۔ اور شاید گوپی ناتھ اکہتری کنفرنس میں بطور ایڈیٹر ہمتکے کے شرح بھی نہیں بلایا گیا تھا۔ گوپی ناتھ کے خریدار عموماً مسلمان ہوا کرتے تھے۔ اور اُن کو خوش کرنے کے لئے لیکھ رام کی موت پر اُس نے اُن کے حق میں مضامین لکھے تھے۔ اُسنے مہاراجہ کشمیر سے پندرہ ہزار روپیہ اس اقرار پر حاصل کیا تھا کہ کوشش کر کے گورنمنٹ سے اختیارات دلوا دوں گا۔ میں نے یہ معزز آدمیوں سے معلوم کیا ہے۔ جنہوں نے کہ اسبارہ میں میرے پاس مضامین بھیجے تھے۔ جہاں تک مجھ کو یاد ہے اخبار میں کچھ نہیں دیا گیا تھا۔ گوپی ناتھ نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔ جبکہ میرے اخبار میں اُسے اخبار عام کا ایڈیٹر بیان کیا گیا تھا۔ اسوقت اخبار عام کے اُن ناظرین میں سے کسی کا نام یاد نہیں ہے۔ جو کہ مضمون "ہماری رائے کی وقعت" کے شائع ہونے پر میرے پاس آ گئے تھے۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وے واپس اخبار عام کے پاس چلے گئے ہیں یا نہیں۔ عام پبلک کہتی تھی کہ "ہماری رائے کی وقعت" لکھنے والا گوپی ناتھ ہے۔ میرے اخبار میں ایک جواب چھپا تھا جسمیں لکھا تھا کہ گوپی ناتھ لکھنے والا ہے۔

(حاشیہ: میں وہاں موجود تھا۔ جہاں تک مجھ کو یاد ہے گوپی ناتھ)

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا۔ (دستخط حاکم)

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۶

رام بھجدت پلیڈر چیف کورٹ۔ باقرار صالح

میں اخبار ست دھرم پرچارک کا خریدار ہوں۔ اور مجھے لاہور میں پہونچتا ہے۔ بذریعہ ڈاک۔ پرچہ جو پیش کیا جاتا ہے وہ ہے جو کہ مجھ کو بذریعہ پوسٹ کے پہونچا تھا۔ (دستاویز حرف ...) میں کبھی کبھی اُسے پڑھتا ہوں۔ میں آریہ سماج لاہور کا سکرٹری ہوں۔ مضامین بناء دعوے میں نے مقدمہ دائر ہونے کے بعد پڑھے تھے۔ سوالات جرح محفوظ کئے گئے۔ دستخط حاکم

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

واقعہ ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

برسوالات جرح باقرار صالح - میں پنجاب یونیورسٹی کا بی اے ہوں - میں نے مضمون D 10 کا ترجمہ کیا تھا - اور D 11 وہ ترجمہ ہے (اپنی لیاقت کے مطابق میں نے یہ ٹھیک ترجمہ کیا ہے -

از بیان اردو)

۱۵ - اگست سنہ ۱۸۹۹ء کے خاتمہ پر لالہ منشی رام گوروکل کے لئے چندہ اکٹھا کرنے گئے تھے - اور میں ان کے ساتھ گیا تھا - انہوں نے کہا تھا کہ بغیر تیس ہزار روپیہ اکٹھا کئے وہ واپس نہیں آویں گے - مینے ان کے ساتھ انکی مدد میں ایک مہینہ لگایا تھا - لالہ منشی رام اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے دوسرے ہفتہ میں واپس آگئے تھے -

بیان ثانی - "دیانندی" آریہ سماجیوں کے لئے ایک حقارت کا کلمہ ہے - (ہمبر لگانا ہم بستری سے مراد ہے - اور رسالہ میں جو لکھا گیا ہے کہ ہمارا ہمبر بھی برداشت کریں اسکے یہی معنی ہیں جو ترجمہ میں لکھے گئے ہیں - مندروں میں گھنٹے ہوتے ہیں - بڑے بڑے مندروں میں میں نے منوں کے وزن کا گھنٹہ نہیں دیکھا - "ہمارے گھنٹے قیمتی ہوتے رہیں" یہ دونوں معنوں میں آتا ہے - اگر کوئی شریف آدمی کہے کہ ہمارے گھنٹے قیمتی ہوتے ہیں تو وقت کے فوائد میں مستعمل ہوتا ہے - نقارہ ڈھول کو کہتے ہیں اور وہ براتوں میں بجایا جاتا ہے - اور مندروں کی بابت معلوم نہیں کہ بجایا جاتا ہے - دربار صاحب میں بجایا جانا معلوم ہے - از بیان اردو)

ہگانند کے معنی ہیں وہ شخص جسے عورت کے اعضاء تناسل میں لطف آتا ہے - ہگنانند کے بھی وہی معنی ہیں - مجھے معلوم نہیں ہے کہ بھگن کے کیا معنی ہیں - گھڑیال کے دو معنے ہیں - ایک معنی آواز کے ہیں - گھنٹہ bell کو کہتے ہیں -

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا - دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲

مسٹر روشن لعل بیرسٹر ایٹ لا - میں آریہ سماج لاہور کا پریسیڈنٹ ہوں - مجھے معلوم نہیں کہ اخبار ست دہرم پرچارک آریہ سماج میں آتا ہے یا نہیں - سوالات جرح محفوظ کئے گئے - دستخط حاکم

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا - دستخط حاکم

واقعہ ۱۸۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

برسوالات جرح باقواصالح

(یہ گواہ دوران مقدمہ میں بحیثیت وکیل ملزمان حاضر رہا ہے۔ دستخط حاکم)

میں نے مضمون "ہولی کے چٹکلے" مورخہ ۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء دیکھا ہے۔ نیز اُس کا ترجمہ مسٹر رابنسن صاحب گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے مجھے دکھلایا تھا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا وہ صحیح ہے یا نہیں۔ میں اسوقت ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر تھا۔ مضمون اور ترجمہ جو اُس مقدمہ کی مثل میں ہیں وہی ہیں۔ جو مجھے دکھلائے گئے تھے۔ ترجمہ بالکل صحیح ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ کہ گوپی ناتھ نے ایڈیٹر کوہ نور کے برخلاف فوجداری مقدمہ کیا تھا۔ میں اُس مقدمہ میں ملزم کا وکیل تھا۔ بیانات کی ایک نقل کوہ نور میں طبع ہوئی تھی اور پروف دیکھنے کے لئے مجھکو بھیجے گئے تھے۔ اُسمقدمہ میں گوپی ناتھ نے کہا تھا " میں اخبار عام میں بعض حالتوں میں ایڈیٹر ہوں اور بعض حالتوں میں نہیں ہوں"۔ میں نے نقل مصدقہ عدالت کو کوہ نور کے حالات کے ساتھ مقابلہ کیا تھا اور اُسے صحیح پایا تھا۔ اس کارروائی میں جو پیش کیجاتی ہے۔ گوپی ناتھ نے کہا تھا کہ وہ " اخبار عام۔ مسٹر ولاس۔ اور پیپلز جرنل کا ایڈیٹر ہے" (اصل تلف ہو چکے ہیں۔ دستخط حاکم)

جہاں تک مجھے یاد ہے۔ پنڈت گوپی ناتھ نے اپنے دعوے کی بنیاد ایک چٹھی پر رکھی تھی جو کہ کوہ نور مورخہ ۱۱۔ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء بعنوان " معاملات کاشمیر" شایع ہوئی تھی۔

کوہ نور ۱۱۔ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء

معاملات کشمیر

ڈیر ایڈیٹر! معاملات کاشمیر کی اب یہ حالت ہو رہی ہے کہ اسوقت ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ جسکو کچھ بھی اس کے متعلق علم ہے اپنے خیالات کو پبلک پر ظاہر کرے۔ تاکہ لوگ اس بدقسمت ملک کی نسبت ایک سچی اور اچھی رائے قایم کرسکیں۔ چونکہ میں بھی اسملک

کے متعلق کچھ ذاتی علم ہے - لہذا ہم اپنا ذخیرہ معلومات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - ہم سب سے پہلے اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں - کہ کیا وجہ ہے کہ آج کل ایک آدہ خود غرض عقل کے دشمن اخبارات کرنیل لنسٹ صاحب اور راجہ امرسنگھ صاحب پر طرح طرح کے الزامات لگاکر اُن کو سخت گالیاں دے رہے ہیں - کیا اسکی یہ وجہ ہے کہ اُنھوں نے مہاراجہ صاحب کے کاغذات گورنمنٹ میں بہیجے ہیں - اور اُن کو بے اختیار کرایا ہے - اگر لنسٹ صاحب اور راجہ امرسنگھ صاحب کو اس امر کے واسطے وہ بدنام کررہے ہیں تو اس سے پانچ گنا بلکہ دس گنا زیادہ بدنامی کے مستحق ہیں - اُن کے معزول مدارالمہام اور اُن کے بھائی راجہ رام سنگھ صاحب جنہوں نے سوا دوسال ہوئے - اس امر کا بیڑا اوٹھایا تھا - جو چھٹیاں حال میں آپ کے اخبار میں شائع ہوئی ہیں وہ چند ہیں اُن بہُت سی چھٹیوں میں سے جنکا ترجمہ گورنمنٹ میں سوا دوسال سے بلکہ اس سے پہلے موجود ہے - ہم اس مقام پر بباعث چند پولیٹکل وجوہات کے اس محضرنامہ کا مشروحاً ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے جو دیوان لچھمنداس صاحب کے عہد میں مہاراجہ صاحب کی نسبت گورنمنٹ میں بہیجا گیا تہا اور جس پر سب سے پہلے راجہ رام سنگھ صاحب کے دستخط ہوئے تھے - اسمیں کوئی کلام نہیں کہ گورنمنٹ نے بقول اخبار عام کے ایسی تحریرات کو چنداں بوقعت نہیں سمجھا - ورنہ جو کچھ اس کا مہاراجہ صاحب کے حق میں نتیجہ ہوتا - اسکا ناظرین اندازہ کرسکتے ہیں - یہ ممکن ہے کہ مہاراجہ صاحب کی نالیاقتی کا ایسی چہٹیات نے بھی بہُت کچھ ثبوت دیا ہو - مگر اُن کا کاروبار ریاست سے سبکدوش کرایا جانا اسکے علاوہ اور بہُت سی باتیں ہیں جنکا مفصل ذکر ہم اپنی دوسری مراسلت میں کریں گے -

جن لوگوں کو کچھ بھی علم مہاراجہ صاحب پرتاپ سنگھ اور دیوان لچھمنداس صاحب کے پرانے تعلقات کا ہے اُنکی نظروں میں راجہ امرسنگھ اور لنسٹ صاحب ہرگز ہرگز ملزم نہیں سمجھے جاتے - چنانچہ حال میں کرنیل لنسٹ صاحب نے ایک معزز رئیس سے ذکر کیا تہا کہ ہم نے جو کچھ اسوقت کارروائی کی ہے محض مہاراجہ کی درخواست کے مطابق اور اُن کے ملک کی بہبودی کے واسطے - اور ہم نے یہ بات ایک ایسے دلیسی رئیس کی زبان سے سُنی ہے - جسکی سچائی اور ایمانداری پر ہم کو پورا یقین ہے -

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے اخبارات کے پاس یہ دلیل کوئی کافی وجہ

ان کو بدنام کرنیکی نہیں ہے - اگر اخبار عام اور دہلی پنچ ذرہ بھی اپنے کانشنس سے کام لیتے تو اسوقت وہ کبھی ایسی جاہلانہ کارروائی کے مرتکب نہ ہوتے - مگر کانشنس جاے بہاڑ میں یہاں تو ٹکے سیدھے کرنے سے کام ہے - کیا یہ کوئی چھپی بات ہے کہ مہاراجہ صاحب نے پندرہ ہزار روپیہ اخبار عام کو کس غرض سے دیا ہے - ہم تحریری ذریعوں سے یہ امر ثابت کرسکتے ہیں کہ جب گوپی ناتھ کشمیر سے حال میں واپس آئے ہیں - مہاراجہ صاحب سے یہ وعدہ کرکے آئے تھے کہ ہم رزیڈنٹ اور کونسل دونوں کو موقوف کرادیں گے - فلاں صاحب فلاں آفس میں ہمارے دوست ہیں - اور فلاں سے ہم یہ کرواسکتے ہیں اور وہ کرا سکتے ہیں - ہمارے بہولے مہاراج جیسے کچھ ہیں انہوں نے اس دفعہ میں آکر جھٹ پندرہ ہزار کی رقم نکالکر دیدی - اگر اخبار عام کو اس سے انکار ہو تو ان پندرہ ہزار کا ہم کافی ثبوت دینے کو تیار ہیں - مگر دونوں مہاراج ابھی تک اخبار عام کے اس دھوکہ کو نہیں سمجھتے اور نہ پنڈت صاحب ہی اپنی چالبازیوں سے باز آتے ہیں - ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا کہ چندروز ہوئے وہ چندن نگر میں جوکہ دولت فرانس کے زیر حکومت ہے - کس غرض سے گئے تھے - میں نے سنا ہے کہ گوپی ناتھ پرسوں نرسوں ہی وہاں سے واپس آئے ہیں -

مہاراجہ صاحب کے پاس اسوقت نقد روپیہ انکی بھینٹ کے واسطے موجود نہیں ہے - البتہ زیور اور جواہرات ہے - اس کا سودا پنڈت مہانند جو اور گوپی ناتھ کے معرفت اب لاہور میں ہو رہا ہے - کیا گورنمنٹ ان حالات سے واقف نہیں ہے - بیشک ہی اور ضرور ہے اور وہ عنقریب اسکا ضرور انسداد کرے گی - مگر میری رائے میں اس امر کا اسوقت تک پورا انسداد نہیں ہوسکتا - جسوقت تک مہاراجہ صاحب کا پرائیویٹ سکرٹری ایک منتظم اور لائق آدمی نہ ہو - کیا سانول سنگھ اور فقیر یا جیور اس کام کو انجام دے سکتے ہیں - ہرگز نہیں - ایسی لوٹ گھسوٹ میں تو انکی بھی چاندی ہے - اگر گورنمنٹ کو ڈوگرہ خاندان کی رہی سہی عزت کو محفوظ رکھنا منظور ہے تو اسکو چاہیئے کہ سب سے پہلے مہاراجہ صاحب کے پرائیویٹ توشہ خانہ کی بذریعہ کونسل پڑتال کرائے - اور جن جن لوگوں نے ناجائز طور پر مہاراج سے روپیہ وصول کیا ہے - ان سے واپس کرائے اور اس کے بعد ایک کسی لائق عہدہ دار کو پنجاب سے منتخب کرکے مہاراجہ صاحب کا پرائیوٹ سکرٹری مقرر کرے - ورنہ ممکن ہے کہ

کہ ریاست کو پھر بارہ پندرہ لاکھ روپیہ مہاراجہ صاحب کے قرضہ کا دینا پڑے۔ جیساکہ پہلے دنوں ان کے ولی عہد ہونے کے زمانہ کا دینا پڑا تھا۔ ہم اسوقت ریاست کو ایسی فضولخرچی کا متحمل نہیں دیکھتے۔ علاوہ گوپی ناتھ کے انہوں نے اپنے معزول مدارالمہام کو پچاس ہزار اور معزول گورنر کو ۲۵ ہزار۔ نہ معلوم کونسی امید قیام پر بہیجا ہے۔ کیا ریاست ایسے خرچ کی متحمل ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

گورنمنٹ جسقدر جلدی اس کا انتظام کرے اُتنا ہی بہتر ہے۔ سردست ہم ریاست میں کوئی ایسا عُہدہ دار نہیں دیکھتے۔ جو مہاراجہ صاحب کو ایسی کارروائیوں سے روک سکے۔ اسلئے اگر کوئی لائق آدمی پنجاب سے بہیجا جاوے تو نہایت مناسب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راقم واقف حال ڈوگرہ

۱۸ جولائی سنہ ۸۹ ۱۸ ع کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "گوپی ناتھ کی چالبازیاں" شائع ہوا تھا۔

کوہ نور ۱۸۔ جولائی سنہ ۸۹ ۱۸ ع

پنڈت گوپی ناتھ کی چالبازیاں

خط وکتابت کے صیغہ میں ہم ایک مراسلت درج کرتے ہیں۔ جسکا عنوان "پنڈت گوپی ناتھ کا اظہار ہے۔ پنڈت صاحب نے اسکو چھپواکر غالباً اکثر اردو اخبارات کے پاس بغرض اندراج روانہ کیا ہے۔ ہمارے پاس بھی یہ بیرنگ ڈاک اسی غرض سے پہونچی تھی۔ ہم بخوشی اسکے ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ لیکن اس امر کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہم نے اُنکی اس مراسلت کو نہایت ہی تعجب اور افسوس کی نگاہ سے دیکھا ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ایک سرسری طور پر مطالعہ کرنیوالا بھی یہہ معلوم کرنے سے قاصر نہ رہیگا۔ کہ اس تحریر سے پنڈت صاحب کی غرض اس قدر اپنے کیریکٹر کی بریت نہ تھی۔ جسقدر مالک کوہ نور کے کیرکٹر کو بدنام کرنا تھا۔ جب سے

گشمیر کا معاملہ شروع ہوا ہے۔ کوہ نور۔ اور اُس کے مالک جناب منشی ہرسکھرائے صاحب دونوں اخبار عام اور پنڈت صاحب کے معرض عتاب میں آئے ہوئے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ ہم مہاراجہ صاحب کشمیر کی بیجا حمایت میں اُنکے ہمصفیر نہیں ہوئے۔ یہ اپنا اپنا خیال اور اپنی اپنی رائے ہے۔ ہم نے مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب کی رفتار کو پسند نہ کیا بلکہ اُس سے ریاست کی حق میں بہت سی نقصانات کی پیش بینی کی۔ اسلیئے مہاراجہ صاحب کے خلاف تحریر کرنے پر مجبور ہوئے۔ اسکو اخبار عام نے ہماری "نمک حرامی" سے نامزد کیا۔ اور جیساکہ اُسکا شیوہ ہے نہایت درجہ کے کمینے حملے مالک کوہ نور کی ذات پر کئے۔ اُسکے ایک نامہ نگار نے لکھا کہ راجا امر سنگھ صاحب نے سات ہزار روپیہ مالک کوہ نور کو دئے تھے۔ اُن کا جوش یہ تمام تحریریں لکھوا رہا ہے نامہ نگار مذکور نے بڑی جُرات کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ انکار ہونے پر ان سات ہزار روپیہ کا ثبوت بہم پہونچا سکتا ہے۔ ہم اخبار عام اور اُسکے نامہ نگار دونوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ سہولت سے اس ثبوت کو بہم پہونچا رکھیں۔ تعجب نہیں کہ انہیں کسی جگہ اُسے پیش کرنیکی ضرورت پیش آئے۔ خیر اخبار عام کی طرف سے اس قسم کے کتنے ہی حملے کئے گئے۔ اور ہم نے جیساکہ ناظرین کو معلوم ہے اب تک اُن کا کوئی نوٹس لینا پسند نہیں کیا۔ لیکن اب مراسلت زیر بحث میں یہ نئی طرح کا حملہ مالک کوہ نور کی ذات پر کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے پاس جاکر پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت مخبری کی ہے۔ شاید ہم اُن کے اس حملہ کا بھی نوٹس نہ لیتے۔ اگر وہ ہم سے اس مراسلت کے کوہ نور میں درج کئے جانے کی درخواست نہ کرتے۔ اب چونکہ مراسلت مذکور معمولی برتاؤ کے موافق کوہ نور میں نکلتی ہے۔ اسلیئے ناممکن ہے کہ اُسکو خاموشی کے ساتھ نظر انداز کردیں۔ اگر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کو اس امر کا بھروسہ ہے کہ اُن کا حلفی بیان پبلک کے نزدیک قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ تو ہم امید کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کے حلفی بیان کو بھی یکساں قابل اعتماد سمجھیں گے۔ اور یہ یقین کریں گے۔ جبکہ ہم "حلفیہ" طور پر انہیں جتلایا چاہتے ہیں کہ منشی ہرسکھرائے صاحب مالک کوہ نور کا مخبری کرنا تو درکنار وہ موجودہ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کی شکل کے بھی اب تک آشنا نہیں ہیں۔ اور اسیطرح وہ اس امر کا بھی پنڈت صاحب کو بھی یقین دلایا چاہتے ہیں کہ اُنسے پہلے جو صاحبان ڈپٹی کمشنر

یہاں رہ گئے ہیں۔ اُن سے بھی کبھی کسی قسم کی مخبری پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت منشی صاحب موصوف نے نہیں کی۔ مالک کوہ نور پر مخبری کا الزام عائد کرنا خصوصاً جبکہ اُن کو ایک بڑے عرصہ سے بہت لوگ جانتے ہیں کہ اُن کے دوسرے ملک اور پرائیویٹ فرائض بہت کم حکام سے ملنے جلنے کی فرصت دیتے ہیں۔ جیسا عجیب ہے۔ ویسے ہی یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ وہ پنڈت گوپی ناتھ کے خلاف مخبری کرتے۔ جن کا گوشت پوست بہت کچھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسی کارخانہ کے طفیل بنا ہوا ہے جبوقت پنڈت صاحب نے مالک کوہ نور کی نسبت "نمک حرام" لکھنے یا اُنپر مخبری کا الزام عائد کرنے کی جرات کی تھی کاش وہ اپنے والد ماجد پنڈت مکند رام صاحب سے دریافت کر لیتے کہ ایسا کرنے میں وہ کہاں تک منشی ہرسکھ رائے صاحب کے نمک کا حق ادا کریں گے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں تک اِس مراسلت کا ہم سے تعلق تھا۔ ایکے جواب میں جو کچھ اوپر لکھا گیا وہی کفایت کرے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم نامناسب نہیں سمجھتے۔ اگر ہم اِسبات پر بھی مختصر طور سے غور کریں کہ ایسے جھوٹھے بیانات پر مالک کوہ نور کو جو چالباز کہا گیا ہے۔ وہ کہاں تک ٹھیک ہے۔ جہاں تک ہمیں معلومات بہم پہونچے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب اوروں کو چالباز کہتے ہیں۔ لیکن چالبازی میں کم از کم اخبار نویسوں میں وہ سب پر فوقیت لے گئے ہیں۔ اور جسے اِس کام کے سیکھنے کا شوق ہو اُسکو غالباً اُنسے بہتر اُستاد اس فن کا نہ ملیگا۔ یہ کون نہیں جانتا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایک عام اخبار نویس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تھوڑے عرصہ سے لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اِس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ ملک میں اُن کا وجود ایک عام اخبار نویس کی حیثیت سے کچھ زیادہ وقعت کے ساتھ دیکھا جائے اور اسکے لئے اُنہوں نے یہ عمدہ چال اختیار کی ہے کہ خود اپنی نسبت خراب افواہیں پھیلاتے ہیں۔ اور خود ہی بڑے زور شور کے ساتھ اخباروں میں اُنکی تردید کرتے ہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ جسقدر افواہوں کا اپنی نسبت مشہور ہونا وہ مراسلت زیر بحث میں بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اُنکو اخبار عام کے کالموں اور خود اِس مراسلت سے معلوم کیا ہے۔ کبھی کسی دوسرے کی زبانی نہیں سُنا۔ ہمیں شبہ نہیں کہ ۱۱۔ جولائی کے کوہ نور میں جو ایک مراسلت چھپی تھی۔ جسمیں نامہ نگار نے افواہ

بیان کیا ہے کہ پنڈت صاحب حال میں چندر نگر سے واپس آئے ہیں لیکن وہ الفاظ ایسے مجمل بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ مہمل تھے - کہ ہم خیال نہیں کرتے - کہ ناظرین اخبار اُن سے وہی مطلب سمجھے ہوں جو پنڈت صاحب اپنی مراسلت میں لیتے ہیں - بشرطیکہ اس مراسلت کی بنا اُسی تحریر پر ہے - تاہم دوسری افواہوں کا ثبوت اُس تحریر سے نہیں ہوتا - اور اسی لئے ہم ان کو "مصنوعی افواہوں" کے نام سے نامزد کرتے ہیں - جن سے یہ مطلب ہے کہ پنڈت صاحب خود اُن کو گھڑتے ہیں اور پھر خود اُنکی تردید کرتے ہیں اور ہر چند ناظرین کو اُن کا یہ عمل بےفایدہ معلوم ہو - لیکن ہم جانتے ہیں کہ اس طریقہ سے اُنہوں نے اپنی اُس آرزو میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے - جس کا ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے - یعنے کہ انہیں ایک معمولی اخبار نویس کی حیثیت میں نہ دیکھا جائے - بلکہ اُس سے کُچھ زیادہ سمجھا جائے اس طریقہ کو اختیار کرنے سے انہیں یہ فایدہ ہوا ہے کہ اسوقت پبلک اور گورنمنٹ دونو کی اُنپر نگاہ ہے - خود اپنے قول کے مطابق وہ اعلےٰ حکام مثل نواب لفٹنٹ گورنر حضور گورنر جنرل - حضور کمانڈر انچیف کے نزدیک بہت کچھ رسوخ رکھتے ہیں - اُن کے دوستوں کے حلقہ میں ایسے لوگ شامل ہیں - جیسے کہ گورنمنٹ کے سکرٹری - کونسلوں کے ممبر اور دوسرے اعلےٰ حکام - اور شاید ناظرین یہ سنکر متعجب ہوں گے - کہ اس رسوخ سے وہ بہت کچھ ذاتی فایدے حاصل کرتے ہیں - اور یہ ہم اٹکل پچو نہیں کہتے - ہمارے پاس اس کے لئے تحریری ثبوت موجود ہیں - اُن کو ہم اسوقت پیش کرتے - اگر عدم گنجائش مانع نہ ہوتی - لیکن ناظرین آئندہ پرچے کے منتظر رہیں - اُسمیں ہم انہیں سے بعض کو پیش کرکے انہیں دکھلائیں گے - کہ ہم اور دوسرے اخبارات چالباز ہیں - یا پنڈت گوپی ناتھ صاحب - ہمیں افسوس ہے کہ ہمیں ایک ایسے ناگوار مضمون پر اسقدر زور دینا پڑا - لیکن اہل انصاف اس بحث میں یہ امر واقعہ مدنظر رکھیں کہ ایک عام بحث کو پنڈت صاحب نے اول ذاتیات کا رنگ دیا ہے اور ہم اُسوقت زبان کھولنے پر مجبور ہوتے - جبکہ زیادہ خاموش رہنا قریباً ناممکن ہو گیا تھا -

اور اُسی پرچہ میں صفحہ ۲ پر ایک خط گوپی ناتھ کی طرف سے شایع ہوا تھا - ۲۰ - جولائی سنہ ۱۸۸۹ء کو ایک اور مضمون بعنوان "پنڈت گوپی ناتھ کی چالبازیاں" شایع ہوا تھا - جسمیں ایک خط از جانب

پنڈت گوپی ناتھ ۔ بنام دیوان لچھمن داس شامل ہے۔

کوہ نور ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۸۸۹ء

پنڈت گوپی ناتھ کی چالبازیاں

جو وعدہ ہم نے گزرے پرچہ میں کیا تھا آج اسکو ایفاء کرتے ہیں۔ ۱۱۔ جولائی کے کوہ نور میں ہمارے نامہ نگار مسمے" واقف حال ڈوگرہ" نے اور پچھلے اِشو میں ہم نے خود بیان کیا تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ نے کچھ عرصہ سے ایسی چال اختیار کر رکھی ہے۔ جس سے اعلےٰ حکام کی نظر اُنپر پڑے۔ اور لوگوں کو یہ دھوکا ہو کہ وہ حکام وقت کے نزدیک بہت کچھ رسوخ رکھتے ہیں اور اسطرح وہ نہیں اپنے ذاتی فائدوں پر کامران ہونے کا بہت سہولت اور عمدگی کے ساتھ موقعہ ملے۔ ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ہم تحریری ثبوت اپنے اِس دعوے کے لیئے رکھتے ہیں۔ اور اُسکو ناظرین کے پیش کریں گے۔ ہم آج بخوشی ایسا کرتے ہیں۔ پنڈت صاحب کے کارنامے تعداد میں بیشمار اور سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر عجیب اور حیرت بخش ہیں۔ لیکن ہم یکبارگی سب کو منصۂ شہود پر لانیکی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور آج صرف ایک دو ایسے امور کو لیتے ہیں۔ جن سے اُنکی اعلےٰ درجہ کی چالبازی ظاہر ہوتی ہے۔

ذیلمیں جو ہم درج کرتے ہیں یہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی اپنی دستخطی ایک چٹھی کا ترجمہ ہے جو لاہور سے دیوان لچھمن داس صاحب کے نام اُن دنوں بھیجی گئی تھی۔ جبکہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب نے دیوان صاحب موصوف کو عہدہ مدار المہامی سے برطرف کیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ ناظرین بہت غور اور دلچسپی کے ساتھ اِسے ملاحظہ فرمائیں گے:۔

وھوھذا

۲۲۔ مارچ سنہ ۸۸ ۱۸ء

میرے پیارے اور نہایت ہی مہربان دیوان صاحب۔

میں نے غایت درجہ کے افسوس سے (جو ریاست کے واسطے ہے) اُس خبر کو پڑھا

جو اخبارات میں یور ایکسیلنسی کی نسبت چھپی ہے۔ لیکن یور ایکسیلنسی بہرہیچ کامیاب ہونگے جبکہ میں آج پایونیر میں یہ پڑھتا ہوں کہ صاحب رزیڈنٹ یور ایکسیلنسی کی طرف ہیں۔

اِس نازک وقت میں میری یہ دلی تمنا ہے کہ میں کوئی دیرپا خدمت یور ایکسیلنسی کی بجالاؤں - ایک ایسی خدمت جس سے یور ایکسیلنسی کے لئے میری کامل خیرخواہی اور غائت درجہ کی کوششوں کا ثبوت ہوگا۔ میری تجویز یہ ہے کہ میں فی الفور کشمیر جاؤں اور وہاں ایک باقاعدہ اور عظیم الشان اڈریس تیار کراؤں جس کو ہز ایکسیلنسی والیسرائے کے اُس جگہ پہونچنے پر باشندگان کشمیر کی جانب سے اُنکے حضور میں پیش کیا جائے اور جس میں یہ استدعا ہو کہ وہ لوگ دل سے متمنی ہیں کہ یور ایکسیلنسی کا انتظام برابر جاری رہے - اور اگر یور ایکسیلنسی کو عُہدہ سے علیحدہ ہونے پر مجبور کیا گیا تو اُنہیں نہائت درجہ ظلم وتشدد کی حالت میں پڑجانے کا سخت اندیشہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وغیرہ

سر ڈونلڈ میکنزی ولیس صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی پرائیویٹ سکرٹری حضور والیسرائے کے ساتھ میری خط وکتابت ہے اور میرے لئے یہہ بہت سہل امر نہ ہوگا۔ کہ میں اُس اڈریس کے پیش کرنے کا انتظام بلاوساطت کسی اور شخص متعلقہ ریاست کے کرسکوں۔ "کسی اور شخص" سے میری مراد یور ایکسیلنسی کے کسی مخالف عُہدہ دار سے ہے۔ میں ایسے اڈریس پر کئی ہزار اشخاص کے دستخط کرالونگا - اور ہز ایکسیلنسی والیسرائے کے پہونچنے سے پہلے تیار کرونگا۔ یور ایکسیلنسی صرف اخراجات کے متحمل ہوں - میں اپنی خدمات کے لئے کچھہ نہیں چاہتا۔ اگر یہ خیال یور ایکسیلنسی کو پسند ہو تو براہِ عنائت فی الفور مجھے لکھیں۔

یور ایکسیلنسی کا نہائت ہی فرمانبردار خادم

پنڈت گوپی ناتھ

اِس چٹھی میں جو الفاظ بخط نسخ لکھے گئے ہیں وہ خود کاتب خط کی طرف سے ہیں اب پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی اس چٹھی سے ہمارا دعویٰ صاف ثابت ہے۔ آپ

مسٹر میکنسزی ویلس کا اشارہ بدیہی ثبوت اس امر کا ہے کہ وہ حکام کے نزدیک رسوخ پیدا کر کے کس طرح اُس سے اپنے ذاتی مفاد میں کام لیتے ہیں۔ ہم ابھی بالیقین نہیں کہہ سکتے۔ لیکن یہ عام طور پر ہمارے سُننے میں آیا ہے کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب کو بھی اُنہوں نے ایسا ہی دم دیکے اُنکی چٹھی حضور وائیسرائے تک پہونچانے کی خدمت حاصل کی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ پنڈت صاحب نے مہاراجہ صاحب کو یہ فریب دیا کہ مسٹر ڈیورینڈ فارن سکرٹری ہند کے ساتھ اُنکی گہری دوستی ہے۔ اور وہ بہت جلد رزیڈنٹ اور کونسل دونوں کو ریاست سے خارج کر کے مہاراجہ صاحب کو اُنکے اختیارات پر بحال کرادیں گے اور قیاس چاہتا ہے کہ یہ بیان صحیح ہو۔ ورنہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب اور اُن کے والد ماجد پنڈت مکندرام صاحب پہلے سے اپنی ڈپلومیٹک قابلیت کے لئے اسقدر متمیز تھے کہ کئی قابل شخصوں کے بیٹھے انہیں کو مہاراجہ صاحب اس اہم خدمت کے لئے منتخب کرتے۔ شملہ میں جو اُنکی عزت ہوئی وہ اسوقت ہماری بحث سے متعلق نہیں ہے۔ تاہم اسقدر بیان کردینا بیجا نہ ہوگا کہ حضور وائیسرائے نے اِن کو موقعہ باریابی عطا نہیں فرمایا اور یہ لوگ چٹھی مذکور صاحب پرائیویٹ سکرٹری کے حوالہ کر کے چلے آئے اور اُس کا جو جواب براہ راست مہاراجہ صاحب کے پاس پہونچ چکا وہ ناظرین معلوم کرچکے ہیں۔ خیر مہاراجہ صاحب کے ساتھ یہہ چال چلی گئی یا نہیں۔ یہ ہم ابھی ٹھیک نہیں کہہ سکتے۔ اسکی نسبت تحقیقات درپیش ہے اور اگر کچھہ پتا لگا تو ہم اپنے ناظرین کو اطلاع دیں گے۔ لیکن سردست جو کچھہ ہم اِنہیں دکھلانا چاہتے ہیں وہ صرف اسقدر ہے کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب سے ایسی چالبازیوں کا عمل آنا بعید نہیں۔ مندرجہ بالا خط سے ناظرین نے معلوم کیا کہ وہ دیوان لچھمنداس صاحب کے ساتھ یہ چال چلے یا یہہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ کہ چلنی چاہی تھی۔ کیونکہ یہیں انجام کار انہیں مایوسی نصیب ہوئی اور کیا عجب ہے کہ اِس بیچ میں اور کتنے شخصوں کے ساتھ اسی قسم کا ہاتھ کیا گیا ہو؟ پنڈت صاحب کی اس کارروائی سے ہرچند اُن کا ذاتی فائدہ بہت کچھ ہے۔ لیکن اِس امر سے کوئی انکار نہ کرے گا۔ کہ ملک مفاد کے لحاظ سے اُنکی یہ حرکت نہایت ضرر رساں اور اسی لئے

سخت سرزنش کے قابل ہے۔کم ازکم اس قابل ضرور ہے کہ اُن کے فعل و حرکات پر ہمیشہ نگاہ رہے۔ اور تمام اعلےٰ وادنے عہدہ داران سرکاری یہ سمجھ کر کہ اُن کے معمولی برتاؤ مہربانی دعنایت سے اس قسم کا فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ہمیشہ ایسے لوگوں کی ملاقات اور صحبت سے احتراز کیا کریں۔

پنڈت صاحب کے مندرجہ بالا خط سے صرف یہی ایک امر ثابت نہیں ہوتا بلکہ کُچھ اور بھی ثابت ہوتا ہے۔ ہم اس کے مطالعہ سے یہ بہی معلوم کرتے ہیں کہ پنڈت گوپی ناتھ صاحب اپنے فعلوں کی مطابقت (کانسٹنسی) کے لئے کس درجہ تک مشہور ہیں۔ اسلئے وہ بڑی شیخی مارا کرتے ہیں۔خصوصاً انہیں دنوں کوہ نور پر بڑے زور سے یہ الزام قائم کیا ہے کہ وہ اپنی رائے اور حمایت کا پہلو ہمیشہ تبدیل کرتا رہتا ہے۔ بالفرض ایسا ہی ہو۔مگر آپکی نسبت یہ خود آپکی تحریر کیا ثابت کر رہی ہے۔ ؟ ایکدن تہا کہ آپ دیوان لچھمنداس صاحب کے مخالف بلکہ مخالف بھی سخت تھے۔ انکی موقوفی پر یا اُسکے قریب آپنے جناب معصوف کی حمایت کا بیڑا اوٹھانا چاہا جو دوسرے الفاظ میں مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب کی سخت مخالفت ہتی۔ اور اب وہی مہاراجہ صاحب ہیں جنکی حمایت و طرفداری میں آپ اپنی جان "جوکہوں" میں مُبتلا رہے ہیں۔

چونکہ درمیان میں موقعہ آگیا تہا ہم نے اسقدر ذکر کر دیا۔ ورنہ ہم چاہتے ہیں کہ اخبار عام کی کانسٹنسی کبہی علیحدہ مشرح طور پر دکھلائیں۔ اور اُسکے ضمن میں یہ بہی دکھلائیں کہ کہاں تک ایمانداری کے ساتھ پنڈت صاحب فرائض وقائع نگاری کو انجام دیتے ہیں۔ اپنے خبر دہندوں کے اور نامہ نگاروں کے اعتماد کو کہاں تک قائم رکھتے ہیں اور انہیں بھی کہاں تک ان سے پُر احتیاط رہنا واجب ہے۔ یقیناً جب یہ نامہ نگاروں کے اصل خطوط ازراہ خوشامد دکھلا دیتے بلکہ دیدینے میں تامل نہیں کرتے تو اخبار عام کے لکہنے والوں کی حالت محفوظ نہیں ہے۔ اُنہیں احتیاط کے ساتھ کارروائی کرنی چاہئے۔ *

میں نے اصل خط دیکہا تھا۔لیکن چونکہ مقدمہ کا خاتمہ دفعتاً ہوگیا وہ خط نہ پیش کیا گیا اور نہ شامل مثل ہوا۔میں نے گوپی ناتھ سے پوچہا تھا کہ آیا اُسکی خط وکتابت دیوان لچھمنداس

سے تھی یا نہیں اور اُس نے اقبال کیا تھا۔
پرچہ ۲۳۔ جولائی سنہ ۱۸۸۹ء میں گوپی ناتھ کے عرضی دعوٰی کی نقل موجود ہے۔ پرچہ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۸۸۹ء میں دو خطوط درج ہیں۔ ایک ازجانب مہاراجہ کاشمیر اور ایک ازجانب ولیر ائے۔ میں نے اُن کے اصل نہیں دیکھے تھے۔ اخبار عام مورخہ ۹ ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء میں ایک مضمون "مقدمہ کوہ نور کی کہانی" ازجانب پنڈت گوپی ناتھ درج ہے۔ (دستاویز D 90)

اخبار عام ۹ ستمبر ۱۸۸۹ء

مقدمہ توہین "کوہ نور" کی کہانی

پنڈت گوپی ناتھ (لاہور) لکھتے ہیں کہ:- اس مقدمہ کی کہانی جس کا فیصلہ ۳۔ ماہ ستمبر کو ہوا اور جس میں آخر کار کوہ نور نے معافی مانگی۔ کئی خیالوں سے بڑی دلچسپ ہے اور اگر اس کا بیان کسی قدر طولانی ہو جاوے تو بھی امید ہے کہ ناظرین اور گورنمنٹ اُسے خیال سے مطالعہ فرماویں گے۔

اس امر کے دوبارہ مفصل بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے جو کوہ نور پر نالش کی تھی فقط دو امور پر مبنی تھی۔ ایک اُسنے یہ لکھا تھا کہ میں چندر نگر علاقہ دولت فرانس میں معاملات کشمیر کے متعلق گیا۔ اور دوسرا میں مہاراجہ صاحب کشمیر کے زیورات فروخت کر رہا ہوں۔ کیونکہ نقد روپیہ سری مہاراجہ صاحب کے پاس میری بھینٹ کے لئے موجود نہیں ہے۔ علاوہ ازیں جو کچھ واہیات خرافات بکواس اخبار کوہ نور نے میری نسبت کی تھی۔ اُسکو میں نے اس خیال سے بالکل نظر انداز کر دیا تھا کہ مشتے نمونہ از خروارے۔ ان دو ہی معاملات کی تحقیقات میں باقی سب امور درمیان میں آجاویں گے۔ یہ دونوں الزام جو کوہ نور نے شائع کئے تھے۔ ایسے سراسر غلط بیہودہ اور شرمناک تھے کہ جنکی نسبت یہی کہا جاسکتا ہے کہ من بھر جھوٹھ میں

ایک رتی بھر بھی سچ نہ تھا اور اِسی واسطے میں بذریعہ عدالت انصاف کے لئے چارہ جوئی پر آمادہ ہوا کہ دیکھوں - کیا ثبوت اِن سراسر لغو اور شرمناک الزامات کا صاحب کوہ نور اپنے پاس رکھتے ہیں - اور کس طرح اِن صریح جھوٹھ باتوں کو ثابت کرسکیں گے - مجھے اِسبات کے تجربہ کرنے کا اشتیاق تھا کہ دیکھوں کیا دُنیا ایسی بے ایمان اور بدذات ہوگئی ہے کہ کسی چھل کپٹ سے ایک بالکل صریح جھوٹھ کو عدالت میں ثابت کر دکھاوے ؟ ....

....

ایک اور اتہام جو کوہ نور نے مُجھہ پر عاید کیا تھا یہہ تھا کہ مبلغ پندرہ ہزار روپیہ مہاراجہ صاحب سے حاصل کیا ہے - اِس فقرہ کو بنائے استغاثہ میں درج نہ کرنے سے کئی لوگوں کا یہ خیال ہوگیا تھا کہ ملزمان کا یہ لکھنا صحیح ہوگا اور کئی اخبارات مثلاً رفیق ہند - پنجابی اخبار اور لنو سیکو اسی اخبار آزاد (لکھنؤ) نے صاف طور پر لکھا کہ اس الزام کے روبرو کیوں خموشی حاصل کی گئی - جس سے مطلب یہ تھا کہ یہ سچ ہے - میں اسوقت موقعہ پاکر یہہ بیان اعلانیہ کرتا ہوں کہ کوہ نور کا یہ لکھنا بھی شرمناک جھوٹ تھا - اور شائد اِسی قسم کی من گھڑت افواہوں کا اثر تھا کہ کوہ نور صاحب حسد کے مارے جلتے تھے کہ او ہو - ایک کوہ نور ریاست جموں وکشمیر سے ہزاروں رُپئے کی رقمیں اُڑا دے اور ایک دوسرا آدمی بھی ایسی دسترس رکھے ؛ میں نے جان بوجھ کر اِس فقرہ کو بنائے استغاثہ میں داخل نہ کیا - کیونکہ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ جب کوہ نور صاحب اس کے معاملہ میں مُجھہ پر سوال کریں گے - تو میں اسکا مناسب جواب دوں گا - چونکہ جس طور پر میں چاہتا تھا - اُس طور پر یہ سوال بحث میں نہیں آیا اور نہ خود کوہ نور صاحب نے اِسپر زور دیا کہ جس سے میں اِس کا مناسب جواب دیتا - لہذا اب میں اس کا جواب دیتا ہوں - کوہ نور صاحب بھی دوبارہ سُن لیں اور دیگر اخبارات بھی یاد رکھیں" ......

. . . .

میرے پاس اس امر کا ثبوت موجود ہے اور ضرورت ہوتی تو پیش کرتا" کہ منشی ہرسکھرائے نے بعد اس نالش دائر ہو جانے کے کئی ایسے لوگوں کو جن کے ساتھ ہمارا لین دین ہے - اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کسی طرح پر یہ ثابت کریں کہ میری معرفت سرمہاراجہ صاحب کے زیورات کا سودا ہوا ہے - کیونکہ یہ بات ہی بالکل جھوٹ تھی اور اس کی اصلیت رتی بھر نہ تھی مجھے اس سے بھی مطلق کوئی تشویش نہیں ہوئی بلکہ میں دل میں خوش تھا کہ دیکھوں کون سے جھوٹے گواہ کوہ نور جی اس معاملہ میں پیش کریں گے تاکہ اُن بے ایمانوں کا (اگر کوئی ہوتے تو) منہ دیکھ رکھتا - اور حلف دروغی میں انہیں گرفتار کراتا - مگر شکر ہے کہ معاملہ اتنی دور تک نہ گیا - خیال فرمائیے کہ ایک معزز اخبار نویس کے لئے یہ کتنی بڑی شرم کی بات ہے کہ وہ اس قسم کی کوشش ایک جھوٹ بات کو ثابت کرنے کے لئے کرے *

مقدمہ شروع ہونے سے پہلے میں سُنتا تھا کہ ملزمان نے ہگن صاحب کو وکیل کیا ہے - فلانے بارسٹر صاحب ان کا مقدمہ چلائیں گے - ڈھیکے سائیتھ وکیل صاحب مفت پیروی کریں گے - مگر ایمان کی بات ہے کہ مجھے اس سے کسی قسم کی بھی تشویش نہ ہوئی - کیونکہ میں بخوبی سمجھتا تھا کہ جب اصل الزامات ہی بالکل جھوٹ اور لغو ہیں تو بیرسٹر صاحب یا انگریز وکیل صاحب آکر کیا کریں گے اور کس طرح غیروں کی آنکھ میں مٹی ڈالکر جھوٹ کو سچ بناویں گے - آخر وہ مداری اور بازیگر تو ہیں نہیں اور عدالت بھی کوئی تماشا گاہ نہیں ہے کہ وہ نظر بندی کا منتر چلا کر سانپ کی رسی اور رسی کا سانپ بناویں گے - اگرچہ میں بھی سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی لائق وکیل میری طرف سے بھی ہوتا تو اچھا تھا - لیکن چونکہ لالہ مدن گوپال - بابو پرتول چندر - بابو کالی پرسن - بابو جگندر چندر وغیرہ وکلاء جن کو میں لائق اور ہمدرد سمجھتا ہوں بوجہ چلے جانے لاہور سے یہ مقدمہ

نہ لے سکتے تھے۔ میں نے کسی اور وکیل کو اسے سپرد کرنا نہ چاہا اور وکیل کی عدم موجودگی میں مقدمہ چلانے سے کوئی گھبراہٹ بھی مجھے نہ تھی ۔۔

۔ ۔

۳ ستمبر کو مین ساڑھے گیارہ بجے رائے مولاشج صاحب ایم اے (پنجاب کے یکتا پریمچند رائے چند سکالر) مجسٹریٹ درجہ اول کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ عدالت کے کمرے میں معمول سے بہت زیادہ بنچیں ۔ کرسیاں اور ٹیبل وغیرہ رکھی تھیں ۔ فریقین کو آواز ملنے پر جب میں اندر گیا تو اسقدر ہجوم لائق آدمیوں ۔ رپورٹروں اور مختلف وکیلوں کا وہاں پایا کہ کمرہ بالکل پُر ہوگیا۔ بلکہ دروازے تک رُک گئے ۔ مجھے اس پبلک مجمع کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ۔ اور ایک قسم کی ہمت ہوئی کہ عدالت کے علاوہ یہ معزز مجمع بھی دل میں میرا انصاف کرنے کو موجود ہے ۔ عدالت کی داہنی طرف میں کھڑا ہوا ۔ بائیں طرف کیا دیکھتا ہوں کہ لالہ لچھمی نرائن صاحب بیرسٹر (جو پہلی پیشی میں وکیل ملزمان تھے اور جن کی جھیڑ سے بہت سی نوک جھوک پہلی مرتبہ ہوچکی تھی) کے علاوہ ایک اور موٹے تازے صاحب (انگریز "صاحب" تو نہ معلوم ہوتے تھے ۔ کیونکہ رنگ کالا تھا ۔لیکن وضع یوریشین یا دلیسی کرنٹوں کی سی تھی) اُنکی داہنی طرف آبیٹھے اور وہی مقدمہ چلانے میں ملزمان کی طرف سے اگوا ہوئے ۔میں نے ان صاحب کو پہلے نہ دیکھا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کون ہیں۔ اخبار سول ملٹری گزٹ لاہور کے رپورٹر سب سے نزدیک میرے پاس بیٹھے تھے ۔اُن سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ صاحب روشن لال بیرسٹر صاحب ہیں ۔بائیں طرف میرے سامنے اول یہ روشن لال بیرسٹر تھے ۔ دوم لالہ لچھمی نرائن صاحب بیرسٹر تھے۔یک نہ شد دو شد ایک بیرسٹر کے بدلے دو بیرسٹر کوہ نور صاحب چڑھا لائے ۔۔۔۔۔

۔ ۔

لالہ روشن لال صاحب اُٹھے اور سوالات جرح کرنے شروع کئے جنیں

لچھمی نرائین صاحب بڑی مدد دے رہے تھے۔ اِسموقعہ پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اصلی انصاف کی کارروائی میں یہ بیرسٹر لوگ عدالت کا بہت سا وقت ضایع کرتے ہیں۔ ملزمان کے بیرسٹران نے جسقدر سوالات مجھہ پر کئے ایسے لغو اور بیہودہ بے معنی یعنے خارج ازبحث تھے کہ جن کا بنائے مقدمہ کے ساتھ مطلق کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ بھی افسوس کی بات ہے کہ اِن بیرسٹروں کی موجودگی میں عدالت بھی ایک قسم کی بےبس ہو جاتی ہے۔ اور ایسے لغو سوالات سے اِن کو باز نہیں رکھ سکتی۔ میں یہی خیال کرکے اِن لغو بالکل خارج ازبحث سوالات کا جواب دیتا گیا کہ عدالت خود انصاف کی چوکی پر ہے ان کو روک دیگی اور اصل بنائے مقدمہ پرہی سوالات محدود رکھنے کا حکم دیگی لیکن جب ہی مجھہ کو بعد کافی دِق ہو لنے کے یہہ معلوم ہوا کہ عدالت یہ نہ کرے گی اور مجھے ہی اعتراض کرنا چاہئے۔ تب میں نے دوسرا رویّہ اختیار کرکے اِن بیہودہ سوالات کی بارش کو بند کیا اور یہی اعتراض کیا کہ بنائے مقدمہ کے ساتھ ان کو کیا تعلق ہے؟ میں اول سے لے کر ہر ایک سوال پر یہی اعتراض کرتا اور کسی کا جواب نہ دیتا لیکن میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا کرنا عدالت میں گستاخی نہ سمجھا جاوے (کہیں مفت میں توہین عدالت کی دفعہ نہ جم جاوے) اور دوم یہ خیال تھا کہ یہ فرض انصاف اور عدالت کا ہے کہ لغو اور خارج ازبحث سوالات سے ان کو روکے گی۔ یہہ قانون دانی کے پُتلے بیرسٹر اسوقت بتادیں کہ کیا تمہارے سوالات مجھہ پر بالکل بیہودہ نہ تھے؟ کیا ان سے صاف یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ جبکا مقدمہ تم نے لیا اُنکے پاس مطلق کوئی ثبوت اصلی اپنے بیان کی تائید میں نہ تھا جو اس طرح اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارنے کی نوبت آئی؟ جب میں نے صاف سمجھا دیا تھا کہ یہہ استغاثہ میں نے اپنی ذاتی حیثیّت میں دائر کیا ہے کیونکہ ملزمان نے میرا نام لکھ کر میری ذاتی توہین کی ہے۔ اوڈیٹری اخبار عام کے ساتھ اِس مقدمہ کو کوئی تعلق نہیں۔ پھر آپ ہی بتائے کہ کیا آپکے سوالات قریب قریب سارے کے سارے لغو محض نہ تھے؟ اخبار عام پر کتنی دفعہ

نالش ہوئی ؟ مسٹر ولاس پر کب نالش ہوئی ؟ ریاست کشمیر کے ساتھ آپ کا کیا تعلق ہے ؟ آپ کے دفعہ کشمیر گئے ؟ جموں میں کب گئے ؟ (مزا یہ کہ حضرت کو جموں اور کشمیر میں فرق بھی معلوم نہ تھا جو میرے سمجھانے سے آپ نے سمجھا) مہاراج سے کب ملے تھے ؟ دیوان لچھمنداس سے خط وکتابت ہے ؟ کونسل کے قایم ہونے بعد آپ کبھی جموں ۔کشمیر گئے ؟ (پھر وہی غلطی جموں اور کشمیر کا فرق نہ جاننے کی ہوئی !) کمانڈر انچیف جب کشمیر گئے تھے ۔تب آپ گئے تھے ؟ آپ کیوں جموں یا کشمیر گئے تھے ؟ کیا آپ نے مہاراج سے کوئی خدمت کرنے کا وعدہ کیا ؟ کیا آپ مہاراجہ صاحب کشمیر کی چھٹی وائسرائے کے پاس لے کر گئے تھے ؟ آپ تھیوسوفیکل سوسائیٹی کے پریزیڈنٹ ہیں ؟ ان سوالات سے اور ایسے ایسے دیگر بیہودہ سوالات سے آپ کا کیا مطلب تھا ؟ . . . .

. . . .

اخبار عام پر تو نالش ہوئی یا کبھی جرمانہ ہوا ۔ مگر منشی ہرسکھرائے کیا ایک نہائت شرمناک ذاتی مقدمہ میں دو تین سال قید نہیں رہ چکے ۔ ؟ اس مقدمہ کے دوران میں ملزمان کے بیرسٹران نے اخبار عام کے چند بہت پرانے نمبر ۱۸۹۶ء وغیرہ کے پیش کئے ۔ ایک میں بخشی رام سہایا صاحب کی نسبت خط وکتابت میں تحریر تھا کہ انکے پاس مہاراجہ صاحب کے دستخطی (جواب معلوم ہوا ہے کہ بالکل جعلی) چند نہائت سنگین کاغذات ہیں ایک وہ نمبر اخبار عام پیش کیا گیا جس میں میرا سفرنامہ درج تھا اور پانڈیچری کے حالات میں سردار گوربچن سنگھ صاحب اور ان کے برادران کا امیری ٹھاٹھ سے رہنے کا تذکرہ تھا ۔ دبی زبان میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر میری کوئی خاص غرض نہ تھی تو کیوں اسطرح تعریف کے ساتھ سردار صاحب کے "معطر تولیا" کا ذکر کیا گیا ہے ۔عجب احمقانہ خیال تھا ۔ اجی بیرسٹر صاحب ! میں تو شوقیہ سفر دور و دراز کرنے گیا تھا کچھ یہ بھی آپکے موکل نمبر ۱ کی طرح خلعت اور نقدی اور روزینہ حاصل کرنے کے لئے جموں نہ جانا تھا کہ جس کے ذریعہ سے روپیہ

۱۷

اُسی کی تعریف چھاپے گئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں کوئی بیرسٹری کرنے یا مقدمہ لینے نہ گیا تھا کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنیکی کوشش کروں۔ کیا اسکو آپ ایمانداری میں داخل سمجھتے ہیں۔ کہ اگر کسی کے گھر میں امیرانہ ٹھاٹھ دیکھنے میں آوے تو اُسے اُلٹا ظاہر کریں؟ اگر آپکی میری دشمنی ہو اور آپ چار ہویلر گھوڑوں کی بڑی فٹن پر سوار ہوکر نکلیں تو کیا یہ شرافت میں داخل ہوگا کہ میں دشمنی سے جل بھُن کر یہی ظاہر کروں کہ گھوڑوں کے بدلے گدھے کی سواری تھی؛ خصوصاً اُسموقعہ پر جبکہ مجھے بھی آپ اپنے ہمراہ سوار کرالیں؟ سردار گوبچن سنگھ صاحب اور ان کے برادران نے اپنے امیرانہ ٹھاٹھ سے میری دعوت خوب عُمدہ کی جو میں کبھی بھولوں گا نہیں۔ خصوصاً اب کیسے بھول سکتا ہوں جبکہ حاسدوں اور مخالفوں نے اسکو اُگلوانے کے لئے اتنا زہر دیا؟ مشکل تو یہ ہے کہ اب قے کرکے بھی وہ دعوت معدہ میں سے نکالکر حاسدوں کے پیش نہیں کرسکتا کہ انکی تسلّی ہوجاتی کیونکہ اسکو ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوچکا ہے اور اسکا فضلا بھی اگر پانڈیچری کے سمندر میں نہیں تو مدراس کے سمندر میں تو ضرور حل ہوگیا ہوگا! بالفرض سردار صاحبان پانڈیچری میرے دشمن ہی تھے اور میں دشمن ہی کے گھر گیا۔ تاہم یہ کیسے لازم آوے گا کہ ان کو فقیر سے تشبیہ دوں اور خصوصاً جبکہ میں ایک اخبار عام کی رپورٹری کر رہا ہوں؟ اگر لالہ روشن لال یا لچھمی نرائن کو ایک عام اخبار والا اپنا رپورٹر مقرر کرکے ممالک غیر میں بھیجے (بہت سے بیرسٹر بھی اخبار نویسوں کے نوکر ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ پچھلے دنوں تو ایک بیرسٹر صاحب واٹربری واچ کمپنی کے نوکر تھے۔ کہ ان کی جیب گھڑیوں کی فروخت یہاں پھیلادیں) تو کیا وہ جو کچھ دیکھیں گے اُسے صحیح طور پر ویسا نہ لکھیں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔

جسوقت یہ سوالات جرح مُجھ پر لالہ روشن لال بیرسٹر کرتے تھے۔ دوسرے بیرسٹر لچھمی نرائن صاحب آنکھیں گھور گھور کر مجھے ساتھ ہی ساتھ ڈرانے کی کوشش کرتے تھے اور ایک پرچہ ہاتھ میں ہلاتے ہلاتے کہتے تھے کہ "دیکھو ابھی تمہاری

چالبازی ثابت کی جاتی ہے" میں دو ایک دفعہ تو اِس حرکت کو دیکھکر چپ رہا لیکن مُجھ سے پھر رہا نہ گیا اور میں نے ان کو جواب دیا کہ :- آپ مجھے چالباز ہونے کا اُلہنا دیتے ہیں - آپ سے زیادہ چالباز کوئی اور ہوسکتا ہے ؟ ولائت میں جلسہ جوبلی پر آپ خود بخود وکیل ازجانب اہل ہند بن بیٹھے تھے اور کوہ نور اخبار میں بڑا لطیفہ چھپا تھا کہ یہ ملکہ معظمہ کے پاس لالہ صاحب بیٹھے ہیں !! بتائیے تو آپ کو کس موقعہ پر اہل ہند نے اپنا وکیل منتخب کرکے ولائت بھیجا تھا ؟ اخبار ٹریبون لاہور میں جو حاشیہ آپکی اِس حرکت پر چڑھا تھا وہ بھی مجھے معلوم ہے اور وہ جلسہ بھی یاد ہے جبکہ اڈیٹر اخبار ٹریبون کو سنسر کرنے کی بڑی کوشش آپکے دوستوں نے کی تھی جو فضول ثابت ہوئی - آپنے اِس حرکت سے صفائی آج تک کیا حاصل کی ہے -؟ ....

....

لیکن یہ وکیلوں اور بیرسٹروں کی چالاکیاں یا چالبازیاں باللہ اے روشنی طبع تو برما و بلا شدی" ہوتی ہیں کہ جس کی طرف سے وہ مقدمہ لیتے ہیں - اگر جھوٹھہ بھی ہو اور اچھی طرح سے جانتے ہوں کہ جھوٹھ ہے - تاہم وہ اصلی بات کو چھوڑ اِدہر اُدھر ہتھر مارتے ہیں طرف ثانی کو اپنے رُعب سے ڈرانے یا گھبرانے کی کوشش کرتے ہیں - غریب مقدمہ والوں یا اُن کے دہقان گواہوں کو باتوں ہی باتوں کے پیچوں میں لے آتے اور دھڑکا دیتے ہیں اور بعض موقعوں پر عدالت کو بھی دہوکا دینے میں کامیاب ہوکر انصاف کا خون کرا دیتے ہیں ÷ یہ فقرہ میں مقدمہ موجودہ میں کمزبان کے وکلاء کی نسبت نہیں کہتا اور نہ اِس عدالت کے متعلق کہتا ہوں

....

حالانکہ اِن بیرسٹروں کو بخوبی علم تھا کہ دونوں تینوں باتیں کوہ نور میں میرے خلاف بالکل غلط لکھی گئی ہیں - تاہم وہ اِس مقدمہ میں خارج ازبحث سوالات کئی گھنٹوں تک کرتے گئے - جیسے میری رائے میں (ممکن ہے کہ اوروں کی یہ رائے نہ ہو یا ہو) فقط ان کی نیت یہ معلوم ہوتی تھی کہ اصلی بناء مقدمہ

کو باتوں ہی باتوں میں اوڑا دیں اور اخبارات و کاغذات کے بڑے انبار شامل مسل کرا کر عدالت کا اور میرا بیش قیمت وقت ضائع کریں (میں یہ لکھنے لگا تھا کہ یہ بیرسٹر صاحب عدالت کا۔میرا اور اپنا بیش قیمت وقت ضائع کریں مگر میں نے لفظ "اپنا" چھوڑ دیا۔کیونکہ اِن لوگوں کا وقت تو اسی کام کے لئے ہے۔ اگر وہ وقت بیش قیمت بھی ہو تو یہی بیش قیمت کام وہ اس میں کرتے ہیں) اور مقدمہ کو بہت طول دے کر اصلی بنائے الزام کو باتوں میں خالی اوڑا کر خارج از بحث باتوں پر اپنی تقریروں کے پیچھے بعد میں چھوڑیں اور عدالت کو دھوکہ دینے کی کوشش کریں کہ اصلی بنائے استغاثہ کا اُسے خیال ہی نہ رہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔

مگر مجھے وہی باتوں میں نمونہ دکھانا مطلوب تھا کہ اگر کوہ نور کا "معزز نامہ نگار" یا "واقف حال" نامہ نگار معاملات کشمیر کے متعلق ایسا شرمناک بکواس لکھنے اور صریح جھک مارنے سے نہیں شرماتا اور اخبار کوہ نور ایسے پاجی اور جھوٹے نامہ نگاروں کو معزز سمجھتا ہے تو اس اخبار کے باقی نامہ نگاروں کی حقیقت اور اخبار کوہ نور کی وقعت خود ظاہر ہو جاوے گی۔

ملزمان کے بیرسٹر نے ایک وقت عدالت میں یہ بھی کہا کہ جن دو باتوں پر نالش ہے اس سے کوئی توہین نہیں۔چندر نگر جانا کوئی جرم نہیں اِتنے بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب بڑے سیاح ہیں اور زیورات فروخت کرنا بھی ہتک نہیں بلکہ پنڈت صاحب کا اعتبار اس سے بڑھتا ہے کہ ایسے معزز سودے پنڈت صاحب کے ہاتھوں ہوتے ہیں!! اے بیرسٹر صاحب۔اپنے کانشنس سے پوچھئے کہ کیا یہی مراد اُن فقرات سے نکلتی ہے۔جن کو ڈیفنڈ کرنے آپ کھڑے ہوئے تھے؟ چندر نگر تو میں گیا ہی نہیں۔ہاں مدراس گیا۔کلکتہ گیا بمبئی گیا سیلون گیا۔جے پور۔اجمیر۔الور۔آگرہ۔حیدرآباد۔پونا۔بنارس۔غازی پور۔ناسک۔بڑودہ۔سورت۔احمدآباد وغیرہ مقامات میں گیا۔اگر مجھ کو بڑے سیاح ثابت کرنے کی نیت تھی تو کسی اور مقام کا نام کیوں نہ لکھ دیا

کہ جہاں میں گیا تھا؛ اگر کسی سوداگر کی تم عزت بڑھانا چاہو تو کیا ضرور
ہے کہ جھوٹھ بات لکھ کر عزت بڑھانا چاہو - سوداگر نے آپکو اپنا ایجنٹ نہیں مقرر
کیا ہے - کہ جھوٹ بولکر عزت بڑھانے کا کام تم لو! میں ایک دوسرا فقرہ بناکر
دکھاتا ہوں - جو قریب قریب اسی قسم کا لائیبل ہے - مثلاً کوئی لکھے کہ :-

"لالہ روشن لال صاحب بیرسٹر کے خیالات بہت ترقی کرتے جاتے ہیں
"اب تو ترقی اور چالبازی میں ماشاءاللہ وہ پورے انگریز ہی ہو چلے ہیں
"اپنی لڑکی کو بھی وہ ہمراہ ولایت لے گئے تھے اور خوب تعلیم دے کر اُسے
"بھی لائق کیا - انکے والد صاحب انکی لیاقت سے ایسے خوش ہیں کہ صاحبزادہ
"کی تعریف میں فرمایا کرتے ہیں کہ یہ تو میرے لئے کرنسی نوٹ ہے - ایک مسخرے
"نے انکی تعلیم یافتہ لڑکی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ماشاءاللہ صاحبزادہ سے
"کرنسی نوٹ ہیں اور انکی صاحبزادی بھی چشم بددور - بل آف اکسچینج ہیں - اب
"لالہ صاحب کو اس بات کی فکر لگی کہ لائق لڑکی کے واسطے وہ ایک لائق ہی
"خاوند تلاش کریں -
"ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا کہ وہ پچھلے دنوں نیو یارک میں جو کہ دولت
"امریکہ کا علاقہ ہے - اسی غرض سے گئے تھے - اور میں نے سُنا ہے کہ وہاں
"کے پریزیڈنٹ صاحب کو اُنہوں نے اپنی دامادی میں لیا ہے - اور پرسوں
"ترسوں ہی وہاں سے واپس آئے ہیں - فرض کیجئے کہ ایک نامہ نگار یہ تحریر
لکھ کر ایک اڈیٹر کے پاس بھیجے اور وہ اسے چھاپ دے بغیر ذراسی تحقیقات
اس امر کے کہ واقعات درست ہیں یا نہیں؛ کیا یہ لائیبل ہے یا نہیں؛ لالہ
صاحب اسے لائیبل خیال کریں گے یا نہیں؟ ....

....

اسموقعہ پر عدالت نے فرمایا کہ جب دونو ملزم اقبال کرتے ہیں کہ جو واقعات
لکھے گئے - اُن سے مستغیث کو ایذا پہنچانے کی بالکل نیت نہ تھی اور وہ واقعات
بھی غلط ہیں - علاوہ ازیں فریقین میں کوئی عداوت باہمی بھی ایسی نہیں ہے

دونوں اخبار والے ہیں۔ آپسمیں صُلح ہوجانی چاہیئے۔ عدالت نے فریقین پر صلح کا زور دیا۔ جس کا شکریہ واجب ہے۔ لالہ روشن لعل صاحب کا بھی تیز اور غصہ والا چہرہ میری طرف تبسم اور خوش خلقی کے طرز پر بدل گیا۔ اُنہوں نے یہ کہا کہ آپنے بڑا ظلم ہم پر کیا ہے۔ آپ نے کوہ نور کو نوٹس بھی نالش کا نہ دیا۔ اگر آپ لکھہ بھیجتے یا نوٹس دیتے تو میں کبھی یقین نہیں کرتا کہ منشی ہرسکھرائے صاحب کبھی تردید چھاپنے میں عذر کرتے۔ واہ واہ کیا معزز وقایع نگاری ہے۔ شائد اِسی خیال سے مہاراجہ صاحب کشمیر پر سراسر بے بُنیاد اور غلط محض الزامات دبادب کوہ نور میں شائع کئے جاتے ہیں کہ نہ وہ نالش کریں گے اور نہ وہ تردید لکھنے کی ہدایت فرماویں گے۔ چلو حال جو چاہو لکھتے جاؤ اور صفحہ جات کالے کئے جاؤ۔

. . . .

میں نے فقط یہ فقرہ اِس میں دیکھ کر کہ "تحقیقات مزید سے معلوم ہوا نہ پنڈت صاحب چندر نگر گئے اور نہ جواہرات مہاراج کی فروخت کے ساتھ اُنکا تعلق ہے۔ وغیرہ" اسکو کافی اقرار معافی سمجھہ لیا۔ اور میں نے اِسپر بالکل زور نہ دیا کہ ضرور لفظ "معافی" اسمیں درج ہو ایسا کرنا کسی قدر اوچھاپن معلوم ہوا۔ خصوصاً جبکہ زبانی "معافی" کئی دفعہ کیگئی۔ اِس "معافی نامہ" پر پہلے منشی ہرسکھرائے دستخط نہ کرتے تھے۔ اور باہر عدالت سے چلے گئے کہ ان کے بیرسٹران ہی خود مجھہ سے بھگت لیں گے۔ میں نے البتہ اِسبات کو بالکل نامنظور کیا۔ اگر منشی ہرسکھرائے معافی نامہ پر اپنے دستخط نہ کریں گے تو مجھے منظور نہیں۔ منشی صاحب اپنے بیرسٹران کے بُلائے پھر اندر آئے اور دستخط کر دئے۔ جب یہ "معافی نامہ" داخل عدالت ہوا تو میرے اظہار لئے گئے جو مجھے یاد پڑتا ہے۔ مندرجہ ذیل تھے چونکہ ملزمان نے اِن الزاموں کا بالکل غلط ہونا منظور کر لیا ہے جو اُنہوں نے اپنے اخبار میں شائع کئے تھے اور معافی کے خواستگار ہیں۔ لہذا میں معافی منظور کرتا ہوں۔ عدالت نے اِسپر ملزمان کی رہائی کا حکم دیا۔ اور ہم لوگ عدالت سے باہر آئے۔ کامل چار پانچ گھنٹہ یہ اجلاس عدالت اِس روز رہا۔۔۔۔۔۔

. . . .

اب چونکہ یہ مقدمہ اسطرح پر فیصل ہوگیا ہے۔ اِس سے علیحدہ رہ کر میں بحیثیت ایک عام پبلک ممبر کے ہندوستانی وکیلوں اور بیرسٹروں سے ایک درخواست کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ:۔ اے صاحبو۔ آپ کا پیشہ انصاف میں مدد دینے کے لئے ہے نہ کہ اس میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ مُلک میں جسقدر عدالتیں قایم ہیں اُن کا خرچ مُلکی سرمایہ میں سے لیا جاتا ہے۔ جتنا وقت آپ عدالت کا ضایع کریں گے۔ اور گھنٹوں کے کام پر ہفتے خرچ کرادیں گے اتنا ہی عدالتوں کو زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور اتنا ہی آپ مُلک ہند کا سرمایہ برباد کریں گے۔ اور یہ گناہ آپکے سر پر ہوگا۔ اپنے فریق ثانی کو اظہار میں دبانا زور دکھانا۔ اُلٹے پلٹے بیہودہ سوالات کرکے اُسے گھبرانے کی کوشش کرنا۔ دیہاتی گواہوں کو یا شریف کم گو معزز گواہوں کو کج بحثی کے سوالات سے پریشان کرنا۔ یہ انصاف میں مدد دینے والی باتیں نہیں ہیں۔ عدالت آپکو اپنی بھل مانسی سے نہیں روکتی۔ اگر روکے تو آپ اُنہا سے بھی بحث کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ آپ میں سے کسی کو کہہ دے کہ آپ بڑے جھگڑالو ہیں تو آپ اُس سے بھی لڑنے سے باز نہ آویں۔ لیکن اپنے کانشنس کی آواز تو سُننی چاہیئے۔ وہ تو ضرور روکتا ہوگا۔ جس فریق کا آپ مقدمہ لیں پہلے ایمانداری سے اسباب کو سوچ لیں کہ آیا آپکا موکّل بالکل جھوٹا ہے یا کسی قدر سچا بھی ہے۔ اگر سچا ہو تو بیشک آپ مقدمہ لیں ورنہ اُسکو نیک صلاح دے کر علیحدہ کر دیں۔ کئی وکیل میں نے ایسے نالائق بھی دیکھے ہیں کہ جنکی معلومات کا کُل ذخیرہ ایک ٹوٹے بکس میں رکھی ہوئی دو چار چھوٹی چھوٹی اردو کتابیں ہوتی ہیں۔ ان کے دلال لوگ گھیر گھار کر مقدمہ لا دیتے ہیں فیس میں معقول حصہ ہوتا ہے۔ پھر چاہے موکّل جھوٹا ہو یا سچا۔ مردہ دوزخ جائے یا بہشت۔ ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے۔ کئی غریبوں پر اِس طرح سے چُھریاں پھر جاتی ہیں۔ اِس قسم کے پیشہ وکالت سے دس ہزار درجہ بہتر ہے کہ بھیک مانگ کر پیٹ پالا جاوے۔ کیونکہ آخر ایک چور اور جیب کترے کی

نسبت ایک بھیکھ منگا زیادہ ترمعزز ہوتا ہے - ابیات کے کہنے میں مجھے یقین واثق ہے
کہ میں عام رائے ظاہر کرتا ہوں کہ اگر آج سے پیشہ وکالت بالکل نیست و نابود کردیا جائے
تو ہندوستان میں جتنی عدالتیں آجکل ہیں اُس سے تیسرا حصہ رکھنے پر بھی کام بخوبی
چل جاوے اور انصاف بھی اچھا ہو - میں نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ عدالت میں ایک
طرف ہٹے کٹے سفید پوش یا سیاہ پوش فیشندار وکیل اپنے مخالف فریق کے گواہوں
کو جو بیچارے جاٹ ہوتے ہیں - بوقت اظہار اس قدر ذلیل اور خوار کرتے ہیں کہ
جس کے لیئے اُنہیں خود شرم آنی چاہیئے - اس صورت میں اگر وہ مقدمہ ہار بھی جاتے
ہیں تو اپنے موکل کو یہ کہہ کر خوش کر لیتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں بچو دکی خبر تو
عدالت میں خوب لی!! اے صاحبو! ذرا انصاف کا خیال رکھو - ایمانداری کا خیال
رکھو - ملکی سرمایہ کا خیال رکھو - ملکی بھائیوں کا خیال رکھو اور سب کے بعد "عالم نیچر"
کا خیال رکھو کہ جسکی خاک - آب - آتش - باد اور ایتھر سے یہ جامہ آپکو ملا ہے -
اگر ان سطروں کے پڑھنے بعد آپ میں سے ایک صاحب نے بھی یہ بُرا طریقہ چھوڑ
دیا تو میں سمجھوں گا - کہ تحریر کی تمام محنت سپھل ہوگئی - اب چند سطریں کہنے کا موقعہ
مجھے نواب مہدی علی رکن حیدرآباد دکن کی تازہ تقریر سے حاصل ہوا ہے - اور
میں نہائت شکر گذار اُن کا ہوں - اگر کوئی مجھ سے یہ پوچھے کہ کیا تم برٹش
گورنمنٹ سے مفسد ہونے کا خیال رکھتے ہو - تو میں یہ جواب دونگا کہ اسوقت تک
تو فقط میرے خون میں حرارت ہے جو مضمون نویسی کرتا ہوں لیکن جب دماغ
میں حرارت پیدا ہو کر سر پھر جائے گا - تو شائد یہ خیال بھی کرنے لگوں گا -

لاہور - ۱۰ ستمبر ۱۸۹۰ء

بیان ثانی - لفظ زیر مشق کا ترجمہ ایک مرتبہ
"Butt (also used for a boy catamite)"
کیا گیا ہے - اور ایک مرتبہ "butt" بغیر لغوی معنے کے کیا گیا ہے - **بھگ** دیوتا کے لئے
بھی استعمال ہوسکتا ہے - اور اُس کے بہت بُرے معنی بھی ہوسکتے ہیں - (پلیٹس ڈکشنری میں حسب
ذیل معنی لکھے ہیں Divine Power ... amorous Pleasure ... vulva
(دستخط حاکم)

یہاں صرف فحش معنی ہی سمجھے جا سکتے ہیں۔ شیولنگ اُس پتھر کی سِل کا نام ہے۔ جو کہ مرد کے اعضائے تناسل کی شکل کا مندروں میں گڑا ہوتا ہے۔ لنگ کے معنی فحش اور غیر فحش دونوں ہو سکتے ہیں (دیکھو پلیٹس ڈکشنری/دستخط حاکم) اسکے معنی نشان کے بھی ہو سکتے ہیں۔ لوگ لنگ کو شیو کا نشان سمجھتے ہیں اور اسکی پوجا ہوتی ہے (ہندو لوگ شیو کا لنگ سمجھ کر پوجتے ہیں۔ پرمیشر کا سروپ سمجھ کر نہیں پوجتے ہیں۔ ہندو لوگ کہتے ہیں شیوالہ ازل ہے بشیو کے معنی کلیان کرنیوالا ہے۔ ہندوؤں کی مستورات شوالہ میں عام طور پر جاتی ہیں اور پوجا کرتی ہیں۔ اُنپر پھول وغیرہ چڑھاتی ہیں۔ وہ " چڑیں تو چڑیں ہمارے انگوٹھے سے" ترجمہ ٹھیک ہے۔ انگوٹھے کے معنے (THUMB) کے ہیں اور مرد کے اعضائے تناسل کے بھی

از بیان اردو)

کنجر پھلا لاہور کے ایک محلہ کا نام ہے۔ لیکن کنجر پھلا سماج کوئی نہیں ہے۔ فحش مضمون کے مقدمہ میں میں بطور گواہ کے طلب ہوا تھا۔ جس منشی نے مجھے گوپی ناتھ کی چھٹی دکھلائی تھی اُسنے کہا تھا کہ یہ اُسکی دستخطی ہے۔ لیکن اُسوقت میں نے گوپی ناتھ کے دستخط نہیں دیکھے تھے۔ بس میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اُسی کی دستخطی تھی۔ میں نے بحیثیت وکیل گوپی ناتھ کا عرضی دعوے دیکھا تھا اور جانتا ہوں کہ کوہ نور کی کاپی صحیح ہے۔ گو میں نے اُس کا اصل کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا تھا۔ مقدمہ کا راضی نامہ ہو گیا تھا۔ میرے خیال میں کوئی معافی نہیں مانگی گئی تھی۔ جہاں تک مجھے یاد ہے محض پنڈت کے چندر نگر جانے اور مہاراجہ صاحب کے زیورات سے تعلق ہونیکی نسبت کوہ نور میں تردید چھاپی گئی تھی۔ گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۸

باوا استھر الپوری ولد نان پوری ذات سادھو سنیاسی عمر ۳۳ سال سکنہ چور کوٹلی ضلع سیالکوٹ۔

اپرچارک

میں سناتن دھرم سکول میں بطور معلم کے ملازم ہوں۔ عرصہ دو ماہ کا ہوا کہ میں نے ست دھرم

ہیں ایک مضمون پڑھا تھا میں نے اُسے آریہ سماج لائبریری میں دیکھا تھا کسی نے کہا کہ گوپی ناتھ کے برخلاف ایک مضمون ہے ۔میں نے دیکھنے کے لئے مانگا ۔ اور میں نے مضمون کو پڑھا اور معلوم ہوا کہ وہ گوپی ناتھ کے برخلاف ہے ۔ گاؤ کشی کا ذکر تھا ۔ اور ایک خط گوپی ناتھ سے متعلق کہا جاتا تھا ۔ میں نے "بھانڈا پھوٹ گیا" پڑھا تھا ۔میری رائے میں بھلے مانس کے لئے وہ مضامین کسرشان کا باعث ہیں ۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو بھلا مانس آدمی سمجھتا ہوں ۔ سوالات جرح محفوظ کئے گئے ۔

دستخط حاکم

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا ۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۹

رائے بہادر ڈاکٹر برج لعل گھوش سینیر اسسٹنٹ سرجن ۔

میں لاہور میں چالیس سال سے رہتا ہوں میں پنڈت گوپی ناتھ اور اِن کے والد پنڈت مکند لعل کو بخوبی جانتا ہوں ۔ پہلے گزشتہ زمانہ میں ہم دوست تھے ۔ وہ کشمیری پنڈت ہے میں اخبار عام کو جانتا ہوں ۔جس ایسوسی ایشن کا یہ آرگن تھا ۔ میرا اُس کے ساتھ تعلق تھا یہ پنڈت (مراد گوپی ناتھ اور اُس کا باپ) ذی عزت اشخاص ہیں ۔

بجواب سوالات جرح میں نے اخبار عام کو کبھی نہیں پڑھا ہے ۔جس ایسوسی ایشن نے یہ پرچہ جاری کیا تھا وہ جاری ہونے کے دو برس بعد ٹوٹ گئی تھی اور تب سے میرا اُس پرچہ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔جو کہ پنڈت مکند لال کی اپنی ملکیت اور اُس کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹوں کی ملکیت بن گیا ۔ میرا اور پنڈت مکند لعل کا دوستانہ تعلق جاری رہا ۔لیکن جو ایسوسی ایشن کہ اُس دوستی کی بنیاد تھی اُس کے ٹوٹ جانے پر ایسا گہرا تعلق نہ رہا ۔ میں گوپی ناتھ کے گھر کبھی نہیں گیا ۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کی نج کی زندگی کی بابت کچھ نہیں جانتا ہوں ۔ میں نے سناتن دھرم گزٹ کو کبھی نہیں پڑھا ہے ۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو ذی عزت اشخاص کے ساتھ دیکھتا ہوں اور ایسی جگہوں میں دیکھتا ہوں ۔ جہاں ہر کہ دو کا ندار نہیں جا سکتے ہیں ۔ میں پنڈت گوپی ناتھ اور مکند لال کو پبلک جلسوں میں اور ایسے جلسوں

ہیں جن کے میر مجلس نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بھی رہا ہوں۔
گواہ نے سُن کر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم۔

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۱

پنڈت ہری کشن۔ ولد قدیا دھر ذات کشمیری۔ پنڈت عمر ۵۵ سال محلہ لاہو۔ میں پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوں۔ مجھے پنشن پر آئے آٹھ ماہ ہوچکے ہیں۔ میری سکونت خاص لاہور کی ہے۔ اور مدعی سے تھوڑے فاصلہ پر اُسی محلہ میں میرا مکان ہے جہاں مستغیث کا ہے۔ اور ہم ہمقوم ہیں کشمیریوں میں پنڈت گوپی ناتھ کی ذات اعلےٰ درجہ کی ہے۔ راز دان گرٹو اُن کو کہتے ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے۔ اس سے بڑھکر کشمیریوں میں کوئی ذات نہیں۔ میں مستغیث کے خاندان سے سنہ ۱۸۶۸ء سے واقف ہوں پنڈت گوپی ناتھ کے والد پنڈت مکند لعل کو جانتا ہوں۔ شریفانہ حیثیت کے آدمی ہیں۔ سوشیل پوزیشن بھی اِن کی بہت اچھی ہے۔ اِن کا خاندان ذی عزت خاندان ہے۔

بجواب سوالات جرح۔ میں سناتن دہرم سبھا کا ممبر نہیں ہوں۔ آریہ سماج اور سناتن دہرم سبھا دونوں کو اچھا جانتا ہوں۔ کشمیری پنڈتوں میں دو فریق ہیں۔ ایک بشن سبھائے دوسرے دہرم سبھائے۔ بشن سبھا کا نام بشن نرائن میرسٹر کے نام پر پڑا تھا۔ بشن سبھائے فرقہ کے لوگ کھانے پینے سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور دہرم سبھائے پرہیز کرتے ہیں۔ میں دہرم سبھا میں ہوں اور گوپی ناتھ بھی اُسی سبھا میں ہیں۔ نہ میرا نہ پنڈت گوپی ناتھ کا کوئی عہدہ اِس سبھا میں ہے۔ پنچ اِس سبھا میں مقرر ہیں۔ اور میں بھی ایک پنچ اِس سبھا کا ہوں۔ پنڈت گوپی ناتھ پنچ نہیں ہے۔ جیسا برادری میں ایکدوسرے سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اُسی طرح پنڈت گوپی ناتھ سے میرا تعلق ہے۔ کوئی خاص طور سے خاص تعلق اُن سے نہیں ہے۔ برس میں ایک دو مرتبہ برادرانہ سلوک کے طور پر ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ہوتا ہے۔ اخبار عام میں نہیں پڑھا کرتا۔ سناتن دہرم گزٹ میرے پاس آتا ہے۔ شائد دو چار روز مہینے کبھی یہ اخبار کھولا ہو۔ اور ایک دو سطریں پڑھی ہوں۔ بطور ایڈیٹر اخبار سناتن دہرم گزٹ

میں پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ میں اُردو زبان سے بہت اچھی طرح واقف ہوں ۔ گومتی کا پانی پینے سے میرے خیال میں یہ مراد ہے کہ جس شخص نے گومتی کا پانی پیا اُسے بدفعلی کرانے کی عادت ہے۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا دستخط حاکم

یہ گواہ پھر جرح کے لئے بُلایا جاسکتا ہے۔

دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۱

امیر شاہ خان بہادر سینیر اسسٹنٹ سرجن لاہور ڈسپنسری کالج

میں خان بہادر ہوں۔ میں ۳۲ برسوں سے لاہور میں ہوں اور پنجاب ویٹیرنری کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہوں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو نوجوانی کے زمانہ سے جانتا ہوں اور اُس کے باپ کو بھی جانتا تھا۔ اُس سے اکثر ملنے جُلنے کا اتفاق مجالس وغیرہ میں ہوتا ہے ایک دوسرے کے گھر آمدرفت نہیں ہے۔ میں اسکو ایک اچھا آدمی اور شریف اچھے پوزیشن کا سمجھتا ہوں۔

بجواب سوالات جرح۔ گوپی ناتھ دو چار مراتب میرے مکان پر آیا تھا۔ شاید دوستانہ ملاقات کے لئے آیا ہوگا ۔ میں گوپی ناتھ کے مکان پر علاج کے لئے گیا ہونگا۔ میں نے اُسے عام جلسوں میں دیکھا ہے۔ اور شادیوں میں بھی اُس سے ملا ہوں ۔ میں گوپی ناتھ کو ذی عزت آدمی سمجھتا ہوں ۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ پنڈت پر جُرمانہ ہوا ہے۔ میں اُسکی ذاتی پرائیوٹ زندگی کی نسبت کچھ نہیں جانتا ہوں۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۲

بھگو انداس برہمن لوکل فنڈ کلرک لاہور۔

"بھانڈا پھوٹ گیا" والا مضمون میں نے ضرور پہلے دیکھا ہوا ہے۔ میں وچھو والی بازار میں گزر رہا تھا۔ لڑکے یہ کہہ کر کہ "بھانڈا پھوٹ گیا ہے" شور کر رہے تھے۔ میں نے اُن سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک چھٹی چھپی ہے۔ پنڈت ہیم سین اور گوپی ناتھ کی نسبت اُنہوں نے یہ معاملہ ظاہر کیا اور مجھ کو اخبار دکھلایا۔ میں نے وہ مضمون پڑھا اور اُس سے سمجھا کہ گوپی ناتھ اور ہیم سین کے برخلاف یہ مضمون لکھا ہے۔ میں نے پنڈت گوپی ناتھ کو خود بھی کہا تھا کہ اُس اخبار میں تمہاری نسبت ایک ایسا مضمون ہتک آمیز چھپا ہے۔ اور چٹھی بھی شایع کی گئی ہے۔ مینے خود اُس سے یہ سمجھا تھا کہ پنڈت گوپی ناتھ کو بدنام کرنے کیغرض سے یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو جانتا ہوں۔ اُسکو ایک رئیس آدمی سمجھتا ہوں۔ پنڈت گوپی ناتھ نے کوئی جواب مجھے نہیں دیا تھا۔

بجواب سوالات جرح۔ میں سناتن دھرم سبھا کا ممبر ہوں ۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا ۔

دستخط حاکم ۔

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۳

مہر سنگھ چاولہ۔ وائین مرچنٹ (سوداگر شراب) و میونسپل کمشنر لاہور

میں پنڈت گوپی ناتھ کو بہت سالوں سے جانتا ہوں۔ اُن کے والد کو بھی جانتا تھا۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو شریف۔ معزز۔ نیک چلن آدمی سمجھتا ہوں۔ پبلک جلسوں میں اکثر اُس سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ میں اُسکو معزز سمجھتا ہوں۔ یہ سوسائٹی میں لیڈنگ پارٹ لیتے ہیں۔

بجواب سوالات جرح مستغیث کو اپنی لیاقت کے باعث لکچروں کا موقعہ دیا جاتا ہے فیمن (قحط) کمیٹی میں میں نے اُن کو سکریٹری دیکھا ہے۔ پہلی کمیٹی میں یہ سکریٹری تھے۔ حال کی کمیٹی میں معلوم نہیں تھے یا نہیں۔ دولت اور اچھے خاندانی اور نیک چلن ہونیکے باعث میں ان کو اچھا سمجھتا ہوں۔ روزمرہ مجھے مستغیث کے ساتھ بیٹھنے اُٹھنے کا اتفاق نہیں ہوتا (مستغیث کے چلن کے برخلاف مجھے کوئی بات معلوم نہیں ہے۔ اگر کچھ ہوتی تو

مجھے معلوم ہو جاتی - وہ ایڈیٹر اور پرو پرائیٹر اخبار عام کا ہے - از بیان انگریزی)
میں سناتن دہرم گزٹ کی بابت کچھ نہیں جانتا - مجھے اتنا معلوم ہے کہ گوپی ناتھ کو عدالت
میں کچھ سزا ہوئی تھی - لیکن باہر چلے جانے کے باعث ٹھیک معلوم نہیں کہ اپیل میں اسکا نتیجہ
کیا ہوا - لالہ منشی رام نے تحریک کی تھی کہ رہتئے آریہ سماج میں شامل ہو سکتے ہیں - اور اُنہوں نے
چند رہتیوں کو شامل بھی کیا تہا - وہ (رہتئے) پہلے سکھ تھے - اور اُن رہتیوں کے کیس اُنہوں نے
(لالہ منشی رام) نے کٹوا دئے تھے - سکھوں کی طرف سے ایک جلسہ اُسموقعہ پر پروٹیسٹ کرنے
کے واسطے ارینج ARRange ہوا تھا - میں بھی اُس جلسہ میں شامل تہا - میں نے اپنی گرہ
سے کوئی نوکر نہیں رکھا تھا - کہ جلندہر میں جا کر ایسی کارروائی کے روکنے کے لئے وعظ کرے -
میں نے اُس سوسایٹی میں چندہ دیا تھا - ہماری سوسایٹی نے ایک دو آدمیوں کو سکھوں میں
شامل کر لیا تھا - یہ میٹنگ چند آدمیوں نے خاص طور پر کی تھی - **رہتیہ سے میں نے**
بھی کڑاہ کھایا تھا - میں نے اُس میٹنگ میں ایک ریزولیوشن ضرور پیش کیا تہا - جہاں تک
مجھے یاد ہے - اُسکا مدعا یہ تھا کہ رہتیوں کو سمجھایا جاوے کہ آریہ سماجیوں میں شامل نہ ہوں -
بر سوالات ایڈووکیٹ استغاثہ - رہتئے چمار ذات کے کمینے مذہبی سکھ ہوتے
ہیں - پھر کہا کہ ذات کے جولاہے سکھ ہوتے ہیں - مذہبی - رہتئے اور راداسیہ سکھوں میں
ایک ہی درجہ پر مانے جاتے ہیں - اور اُن کے ساتھ کھانا پینا نہیں ہوتا - میں ارڈر اسکھ ہوں
میں اسی باعث اُن میں شامل ہوا تھا کہ رہتیہ سکھوں کو ترغیب دی گئی تھی - کہ اگر وہ آریوں
میں شامل ہو جاویں تو ہائیر کلاس میں شامل کئے جاویں گے - وہ (رہتئے) لکھے پڑھے آدمی نہیں
ہیں - اس لئے اُنہوں نے بال کٹوائے - از بیان انگریزی -
بسوال عدالت (گورو گووند سنگھ صاحب کا مقولہ ہے - کہ سب سکھ ایک ہی ہیں - آج
سکھ ہونے کی وجہ سے چوہڑا - چمار وغیرہ سب اونچے ہو گئے ہیں - از بیان انگریزی)
گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا ،، دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۴

لالہ بھگوانداس ولد لالہ امیں چند کھتری ساکن لاہور منتظم سب جج ریاست بہاولپور -

میں ریاست بہاولپور میں سب جج تھا۔ اب پنشن لیکر لاہور آگیا ہوں۔ پہلے میں (سرکار انگریزی کے ماتحت) محرر جوڈیشل تہا۔ ۲۸ سال میں نے ملازمت کی۔ چھہ سال سے پنشن لی ہے۔ ۵ سال میں ریاست بہاولپور کا معتمد لاہور میں رہا ہوں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اُسکی حیثیت بہت اچھی ہے۔ معزز اور باحیثیت ہے اور اشراف خاندانی ہے۔

بجواب سوالات جرح۔ میں ہندو سناتن دہرم سبہا کا ممبر ہوں۔ سناتن دہرم گزٹ میرے پاس آتا ہے۔ میں سرسری (طور پر) اُسکو پڑھا بھی کرتا ہوں۔ پہلے کبھی کبھی میں اس گزٹ میں کچھ مضمون بھی (سناتن دہرم) سبہا کی امداد میں دیا کرتا تہا۔ یہ مضامین مذہبی ہوتے تھے۔ اور اُن سے منشاء یہ ہوتی تھی کہ سناتن دہرم دیگر مذاہب سے اچھا ہے (سبہا کے طبع شدہ کوئی اصول نہیں ہیں۔ وہ اسطرح پر صاف مشہور نہیں ہیں۔ جیساکہ آریوں کے اصول ہیں۔ سوائے برہموؤں اور آریوں کے سب ہندو سناتن دہرم سبہا کے ممبر ہیں۔ از بیان انگریزی) وہ اشخاص جو اپنے آپ کو خدا مانتے ہیں۔ اور جو پتھر کو پوجتے یا بت کو مانتے ہیں۔ یہ سب سناتن دہرمی ہیں۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۵

لالہ رام رتن میونسپل کمشنر لاہور۔

میں ۱۷ سال سے میونسپل کمشنر لاہور میں ہوں۔ میں سوداگر ریشم بھی ہوں۔ پنڈت گوپی ناتھ کو اور اُن کے والد پنڈت مکند لال کو ۱۲ یا ۱۳ سال سے جانتا ہوں۔ یہ اچھی حیثیت والے اور عزت دار ہیں۔ اور شہر لاہور کے باشندے ہیں۔ اِن کا چھاپہ خانہ بھی لاہور میں ہے۔ چونکہ میں سناتن دہرم سبہا کا ممبر ہوں اور پنڈت گوپی ناتھ سکریٹری اس سبہا کے ہیں۔ اس لئے مجھے اُن سے زیادہ تر ملنے جُلنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو اچھا عزت دار آدمی سمجھتا ہوں (سنہ ۱۸۹۶ء میں پنڈت گوپی ناتھ فیمن ریلیف کمیٹی کا سکریٹری تہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ فتح علی خاں دوسرے سکریٹری تھے۔ از بیان انگریزی) اس کے متعلق پنڈت گوپی ناتھ کی معرفت غریبوں کو دینے کے واسطے ٹکٹ ریلیف میرے پاس آئے تھے۔ اُسکے متعلق ایک روپیہ بنجا

کی بھی کمیٹی تھی۔ اُس کا بھی پنڈت گوپی ناتھ ممبر تھا۔ اِس کے بعد بھی میری اور اِن کی ملت رہی ہے۔

بجواب سوالات جرح میں اُردو سنسکرت اور انگریزی تھوڑی تھوڑی جانتا ہوں اخبار سناتن دہرم گزٹ میں پہلے پڑھا کرتا تھا۔ اب ڈیڑھ سال سے یہ اخبار میرے پاس نہیں آتا۔ اُس گزٹ کے مالک اور اڈیٹر پنڈت گوپی ناتھ ہیں۔ اخبار عام کی نسبت میں نہیں کہہ سکتا کہ کس کا ہے۔ میں سناتن دہرم سبھا کا دس سال سے ممبر ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے خاص قواعد چھپے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی ہونگے بھی تو مجھے اسوقت یاد نہیں کہ میں نے اُن کو کبھی دیکھا یا نہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے اِس گزٹ کا سبھا سے کوئی تعلق نہیں۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں شائد پنڈت گوپی ناتھ اِس سبھا کے عہدہ سکرٹری سے علیحدہ ہوئے تھے۔ اُنکی علیحدگی کی وجہ معلوم نہیں۔ میرا اِس سبھا میں جانے کا اتفاق کم ہوتا ہے۔ اِس سبھا کی ایک اگزکٹو کمیٹی (انترنگ) بھی ہے۔ میں اُسمیں ممبر ہوں۔ تین چار سال میں شائد دو تین مرتبہ اُس کمیٹی میں گیا ہوں گا۔ کبھی کبھی پنڈت گوپی ناتھ کے گھر پر جانے کا بھی میرا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ اور چونکہ یہ کشمیری پنڈت ہیں۔ اسواسطے کہانے پینے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کسی خاص کام کے باعث یا اتفاقاً اُن کے مکان کے نواح سے گزرنے پر میں اُن کے مکان پر جاتا رہا ہوں۔ اخبار اور چھاپہ خانہ کے علاوہ گھڑیاں وغیرہ بھی مدعی کے ہاں دیکھتا رہا ہوں۔ پنڈت گوپی ناتھ کہتے تھے۔ کہ یہ گھڑیاں فروخت کے لئے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ کمیشن پر فروخت کرنے کے لئے تھیں یا کس طرح پر۔ وہ مجھے دکھلاتے تھے۔ جیسے دوکاندار دکھلاتے ہیں۔ اخبار۔ گھڑیوں۔ اور پریس کے سوا اور ذرائع آمدنی کے اُن کے مجھے معلوم نہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے سب بھائی اکٹھے رہتے ہیں اِس گزٹ کی تمام تحریروں سے یعنی سناتن دہرم گزٹ سے میرا اور تمام سماج کا اتفاق نہیں تھا۔ باقی سوالات جرح محفوظ کیئے گئے۔

دستخط حاکم

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۶

مول راج پنشنر سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی چیف کورٹ پنجاب لاہور۔

میں پنڈت گوپی ناتھ کو جانتا ہوں۔ بڑا معتبر حیثیت دار۔ ٹھیک اور اچھے چال چلن والا سمجھتا ہوں (میں اسے اس کے باپ کے وقت سے جانتا ہوں۔ از بیان انگریزی)
میں پنڈت مکند رام کا بھی واقف تھا۔ جب سے اُن کا اخبار عام نکلتا ہے۔ میں تب سے ہی اُس اخبار عام کا خریدار رہا ہوں۔ ست دھرم پرچارک کا میں براہ راست خریدار نہیں پنڈت بالمکند مجھے دکھلایا کرتا تھا۔ اِس اخبار میں کئی مضامین ہندوؤں کی نسبت توہین دلانے والے ہوتے ہیں۔ مجھے کوئی خاص مضمون ایسا یاد نہیں۔ سناتن دھرم گزٹ کا میں خریدار بھی ہوں۔

سوالات جرح محفوظ کئے گئے۔ گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۷

پنڈت کدار ناتھ ولد شیو پرشاد ذات کشمیری پنڈت عمر ۶۲ سال ساکن لاہور محکمہ نہر کے اندر میں ۳۲ سال ملازم رہا ہوں۔ اس عرصہ میں ۱۶ سال ڈپٹی کلکٹر رہا۔ اب ۱۶ سال سے پنشن پاتا ہوں کشمیری پنڈتوں کی جو سبھا تھی میں اُس کا پریسیڈنٹ تھا۔ تین چار سال سے میں پریسیڈنٹ نہیں ہوں۔ پنڈت مکند لال اور گوپی ناتھ کو جانتا تھا۔ یہ بڑے ذی عزت ہیں اور برادری میں معزز سمجھے جاتے ہیں۔ اور اُن کی ذات سب سے اعلیٰ ذات کشمیری پنڈتوں میں ہے۔ میری اُن کی ملاقات گاہے ماہے برس چھ ماہ میں پنڈت گوپی ناتھ سے ہوتی ہے۔

سوالات جرح محفوظ کئے گئے

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

واقعہ ۷ ا مئی سنہ ۱۹۰۱ء

ترجمہ بیان گواہ مستغیث نمبر ۱۸

مسٹر جانسٹن صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی لاہور۔

میں ۱۸ یا ۱۹ سال سے میونسپل کمیٹی کا سکرٹری ہوں۔ میں پنڈت گوپی ناتھ کو بہت برسوں سے جانتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ اُسکی سوشیل پوزیشن بہت اچھی ہے۔ مجھ سے اکثر اُس سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ پبلک میٹنگز میں اور باہر کبھی کبھی یہ میرے پاس دفتر میں بھی آتا رہا ہے۔ اور میں اُسکو پبلک دعوتوں میں ملا ہوں۔ جہاں کہ عموماً ذی عزت حصہ کمیونیٹی کا ہی بُلایا جاتا ہے۔ وہ سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء کی لوکل فیمن کمیٹی کا سکرٹری تھا۔ وہ صوبہ کی جنرل کمیٹی کا بھی ممبر تھا۔ آنریبل نواب فتح علی خاں اس کے ساتھ جائنٹ سکریٹری تھے۔ میں نے اس کے چالچلن کے برخلاف کچھ نہیں سُنا ہے۔ اور اُسے میں ذی عزت سمجھتا ہوں۔

بجواب سوالات جرح ۔ مجھے گوپی ناتھ کے برخلاف کسی دوسرے مقدمہ میں بطور گواہ کے پیش ہونا یاد نہیں ہے۔ میں اُسے اچھے مجلسی رتبہ اور عزت کے آدمیوں میں ملا ہوں۔ شاید پارسال میں اُسے آخری مرتبہ ایک سوشیل مجمع میں ملا تھا۔ جہاں تک مجھے علم ہے دوسری فیمین (قحط) کمیٹی سے اُس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نے پنڈت گوپی ناتھ کے چالچلن کی نسبت کوئی خاص تفتیش نہیں کی۔ جو کچھ کہ میں اُسے دیکھتا رہا ہوں۔ اُس سے (اُسکی نسبت) بیان کرتا ہوں۔ وہ کبھی کبھی میرے مکان پر مجھ سے بات چیت کرنے یا کاروبار کے لئے ملتا رہا ہے۔ میں اُس کے مکان پر اُسے کبھی نہیں ملا۔

بجواب سوالات ایڈووکیٹ مستغیث ۔ میں نے گوپی ناتھ کو ایک بڑی میٹنگ میں اِس سال دیکھا تھا۔ جو ڈپٹی کمشنر نے رادھا کنڈ کھودنے کے لئے بلائی تھی۔

بجواب سوالات عدالت ۔ اُسکی (مستغیث کی) شہرت یہ ہے کہ Intemperately (بے احتیاطی سے) لکھتا ہے۔ ایسے سوا میں نے کچھ اور اُس کے برخلاف نہیں سُنا ہے۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ استغاثہ نمبر ۱۹

مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

پنڈت گووند سہائے ولد نکند رام ذات پنڈت کشمیری عمر ۲۸ سال سکنہ لاہور۔
پنڈت گوپی ناتھ میرا چھوٹا بھائی ہے۔ میں اخبار عام کا ایڈیٹر ہوں۔ گوپی ناتھ کا اُسکی ایڈیٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ (گوپی ناتھ) سناتن دہرم گزٹ کا ایڈیٹر ہے۔ اور میرا اُس پرچہ کی ایڈیٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ست دہرم پرچارک کو جانتا ہوں اُسکا سناتن دہرم گزٹ کے ساتھ تبادلہ ہے۔ سناتن دہرم گزٹ اور اخبار عام پریس اور آفس ایک ہی ہے۔ اسلئے ست دہرم پرچارک مشترکہ آفس کی ڈاک کے ساتھ آتا ہے۔ اور میں کُل ڈاک کو دیکھتا (مراد کھولتا) اور تقسیم کرتا ہوں۔
میں نے دستاویزات A اور B کے ہرسہ مضامین دیکھے ہیں۔ میں نے اُن کو آج سے پیشتر دیکھا ہوا ہے۔ میں نے اُن کو لفظ بہ لفظ کُل نہیں پڑھا تھا۔ جس وقت میں نے یہہ دیکھے میرے دل میں بہت غصہ۔ رنج۔ اور شرم پیدا ہوئے۔ شرم اسواسطے کہ ایسا اخبار مذہبی ریفارمر اور ایسی گندی تحریریں۔ اپنے ہمعصروں کی نسبت شایع کرے۔ غصہ قدرتی تھا کہ میرے بھائی گوپی ناتھ کی نسبت لکھا گیا تھا۔ رنج بھی اسی خیال سے ہوا کہ نام مذہبی اور اُسمیں یہ تماشہ بھرا ہوا۔ (از بیان اردو) مجھے اس قسم کے تمام مضامین پڑھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ میں نے تینوں متنازعہ مضامین پڑھے ہیں۔ میں نے انہیں پرچے کھولتے ہی پڑھا جیونہی کہ بھیم سین اور گوپی ناتھ کے ناموں پر میری نظر پڑی (ان ہر دو اخبارات کو میں نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اُسوقت گوپی ناتھ لاہور موجود نہیں تھے۔ جب یہ باہر سے آئے تو میں نے ان کو یہہ اخبار دئے اور کہا کہ "یار! دیکھو کیا لکھا ہے۔ (از بیان اردو)
میرے خیال میں اِن کُل تینوں مضامین کا طرز پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت ہتک آمیز ہے

اور اُسکی شہرت کے لئے نقصان دہ ہے - چھہ سو روپیہ کی طرف جو اشارہ ہے - وہ ہمارے کُل خاندان کی نسبت ہتک آمیز ہے - بعض حصے بہُت ہی خراب ہیں - اور بعض ناقابل برداشت اعتراض کے لایق ہیں - یہ ظاہر کیا گیا ہے - کہ بھیم سین اور گوپی ناتھ بے اصول ہیں - اور کہ اِن دونوں نے آپس میں سازش کی ہے - ایک مکروہ سازش کی ہے - جھوٹا عمل کرنے اور آریہ سماج کو توڑ دینے کی - میرے خیال میں "مسٹر گُپتی کنفڈنشل لیٹر" ہی پاپ کا بھانڈا ہے - جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے - چھہ سو روپیہ سے مراد اُس جرمانہ سے ہے - جو پنڈت گوپی ناتھ پر ہوا تھا - اور یہ اتہام لگایا گیا ہے - کہ اس لکچروں کے دورے سے وہ اِس نقصان کو پورا کرنا چاہتا ہے -

جرح محفوظ کی گئی - گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا - دستخط حاکم

(نوٹ) اسکو حکم ہوا کہ کل جرح کے لئے حاضر آوے - وکیل ملزمان اِس گواہ سے چند کتابیں (اخبار عام کی جلدیں) پیش کرانا چاہتا ہے - لیکن اِسپر وکیل استغاثہ کو اعتراض ہے - ظاہرا وکیل ملزمان کا کوئی حق اِس درخواست کرنے کے لئے نہیں ہے لیکن اُنہوں نے مجھے اخبار عام کے چند ایک مضامین کے ترجمے دکھلائے ہیں - جس سے ظاہر ہے کہ انصاف کے لئے یہ کاغذات پیش ہونے ضروری ہیں - عدالت اِس لئے اِس گواہ کو حکم دیتی ہے کہ اخبار عام بابت مئی و جون سنہ ۱۸۹۷ع اور ستمبر و اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ع کی فائل پیش کرے

دستخط ایچ کلورٹ سٹی مجسٹریٹ درجہ اول

واقعہ ۵ - جون سنہ ۱۹۰۱ع

بجواب سوالات ایڈووکیٹ ملزمان - اخبار عام تیس سال سے شائع ہوتا ہے - پہلے ایک کمیٹی ایڈیٹر تھی - اور اُس کے بعد سے کوئی بھی ہمارے خاندان سے باہر ایڈیٹر نہیں رہا - میرا باپ اردو لکھہ نہیں سکتا تھا - میں بیس سال سے ایڈیٹر ہوں - سوسائٹی ہیا ۷ سال تک ایڈیٹر رہی - باقی عرصہ لشن نرائن ایڈیٹر رہا - پنڈت کاشی ناتھ ایک برس تک ایڈیٹر رہا - اپنی ایڈیٹری کے زمانہ میں عموماً میں اڈیٹوریل لکھتا رہا ہوں - دوسروں نے بھی بعض اوقات میری درخواست پر لکھا ہے -

کبھی کبھی لیکن شاذ ونادر۔ پنڈت گوپی ناتھ نے میری درخواست پر ایڈیٹوریل لکھے ہیں۔ اگر میں باہر چلا جاؤں تو ایڈیٹوریل چارج میرے بھائی کے سپرد ہوتا ہے۔ ان بیس برسوں میں بہت کم باہر گیا ہوں۔ بہت کم مرتبہ گوپی ناتھ کے پاس ایڈیٹوریل چارج رہا ہے۔ (شاید) بیس برسوں میں دو یا تین مرتبہ۔

سنہ ۱۸۹۵ء میں چار ماہ کے لئے میں کشمیر گیا تھا۔ ان چار مہینوں گوپی ناتھ کے ذمہ ایڈیٹری کا چارج تھا۔ بعد کہا کہ پنڈت کنہیالال اُن ایام میں ایڈیٹر تھا۔ میں نے زبانی اُس سے کہہ دیا تھا کہ میرا کام کر دینا۔ گزشتہ دو تین برسوں سے میں پرچہ (اخبار عام) کا مینجر ہوں پہلے میرا باپ مینجر تھا۔ اور میرا بھائی بھی تھوڑے عرصہ کے لئے مینجر تھا۔ ہمارا خاندان چھاپہ خانہ یا اخبار عام کی وجہ سے مشہور ہے۔ میں اپنے بزرگوں کا مفصل حال بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ میں نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا ہے۔ وہ ملازم سرکار تھا۔ میں نہیں جانتا کہ میرا نانا کیا تھا۔ وہ پنجاب یونیورسٹی میں (ملازم) تھا۔ میرا ایک ماما نقاش تھا۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ دوسرا درزی تھا یا نہیں۔ ہم گڑگوراز دان سامن گوتک ہیں۔ میری ماں بھی اسی گوت کی تھی مجھے معلوم نہیں کہ ایسی شادی از روئے دھرم شاستر ممنوع ہے یا نہیں۔ مجھے اور کوئی ایسی مثال معلوم نہیں ہے۔ پنڈت گوپی ناتھ کا بیاہ پشاور میں ہوا تھا۔ لیکن پہلا بیاہ میرٹھ میں ہوا تھا۔ میری بہن اجمیر میں بیاہی ہوئی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آیا وہ اُسی خاندان میں بیاہی گئی ہے۔ جس میں سے گوپی ناتھ کی پہلی بیوی آئی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کس گوت میں بیاہی گئی ہے۔ نہ یہ معلوم ہے کہ گوپی ناتھ کی پہلی بیوی کس گوت کی تھی۔ ہندو لوگ عموماً اُس خاندان میں لڑکی نہیں دیتے جہیں سے کہ لڑکی بیاہ لے۔

میں سناتن دھرم گزٹ کو بہت کم پڑھتا ہوں۔ جسقدر میں پڑھتا ہوں۔ اُسکے لحاظ سے جو کچھ میرا بھائی لکھتا ہے۔ میں اُس سے اتفاق کرتا ہوں۔ سخت تحریر کے جواب میں سخت تحریر لکھی جا سکتی ہے۔ **فحش تحریر کبھی بھی لکھی نہیں جانی چاہئے۔** میرے بھائی نے جو ہولی کے چٹکلے لکھے تھے۔ وہ میں نے دیکھے تھے۔ یہ محض ہولی کی وجہ سے مناسب تھے۔ نہ نامناسب تھے۔ گالی کے جواب میں گالی دینا نامناسب نہیں ہے۔ یہ قدرتی ہے۔ میں اخبار عام میں ہولی کے مضامین نہیں لکھتا۔ کیونکہ وہ عام کے لئے ہے۔ برخلاف اسکے

سناتن دہرم گزٹ محض ہندوؤں کے لئے ہے۔ کئی آریہ اخبارات میرے پاس تبادلہ میں آتے ہیں۔ میں انہیں پڑھتا نہیں ہوں۔ میں نے اُنہیں تقریباً کبھی نہیں دیکھا ہے۔ میں نے انہیں ہولی پر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیوان چرکین نہیں دیکھا ہے۔ اور نہ دیوان جان صاحب دیکھا ہے۔ لیکن میں نے اُنکی لسبت سُنا ہے۔ اخبار عام مورخہ ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء میں ایک نامہ نگار نے ایک مضمون "مشرقی لٹریچر کے فحش" پر بھیجا تھا۔ (دستاویز D 75)

از اخبار عام ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء

مشرقی لٹریچر کیسی فحش ہے

ہمارے ایک نامہ نگار لکھتے ہیں :۔ مہربان گورنمنٹ نے نوجوانوں کے خیالات محفوظ رکھنے کے لئے مشرقی خیالات کی بہت سی دلچسپ کتابوں کی اشاعت بند کردی۔ کلیات جان صاحب۔ چرکین کا دیوان۔ بہت سی واسوختیں۔ وغیرہ۔ جنکے مضمون سے قطع نظر کرنے کے بعد۔ ایک ایک لفظ زبان کے لحاظ سے موتیوں میں تولنے کے قابل تھا۔ مگر کاش گورنمنٹ یہ بھی سوچتی کہ رینلڈ کے ناول خیالات پر کیا تاثیر ڈالتے ہیں۔ مسٹری کو کوئی نوجوان پڑھے۔ اور سمجھے۔ اور پھر میں اُسکے ایمان سے پوچھوں۔ کہئے حضرت کیا لطف آیا۔ طبیعت پر کیا اثر ہوگا۔ ہمارے مشرقی مصنّف بیچارے اس بات کے گنہگار ضرور ہیں کہ آخیر تک کا حال کہدینے کے بغیر باز نہیں آتے اور اسی واسطے وہ گردن زدنی ہیں۔ مگر جائے انصاف ہے کہ مسٹری کے مصنّف نے اِن اشعار کے مضمون سے بہت زیادہ سماباندھ دیا ہے۔ اور اسکو کوئی نہیں پکڑتا۔

مے ہو کُنج ہو ساقی ہو ماہ وش | اور واں پہ کوئی مخل نہ ہو باعث حجاب کا
گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بےحجاب | دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
اور ہنس کے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیئے | گر جلد پی نہ جاوے پیالہ شراب کا
اسیں مہذب گورنمنٹ کوئی فحش نہیں سمجھتی۔ اور اس سے زیادہ رینلڈ نے خاکہ کھینچا ہے

میں پوچھتا ہوں - کہ جب یہ سماں پڑھنے والوں کی آنکھوں میں بندھ گیا جو اشعار بالا سے پیدا ہوتا ہے - تو کیا اس سے آگے اُسکے خیالات خود ہی نہ پہنچا دیں گے - اِس سے دور کتنی منزل اور ہے - پھر بیچارہ جان صاحب نے کیا ظلم کیا جو ذرہ آگے کا بھی لطف دکھلا دیا - میں وہ اشعار لکھہ نہیں سکتا - صرف دو ہی اشعار لکھوں گا - جو شب زفاف کے متعلق شاعر نے کہے ہیں

جب آئی ہوئی وہ کل تخت کی رات	باجی ہمسائی نے سکھائی یہ بات
ہاتھ دولھا لگائے جب بدذات	مارنا اُسکو ایک زور سے لات

اِس سے آگے جو شاعر نے لکھا ہے وہ فحش ہے - مگر کیا زبان ہے - اور کسقدر نازک مضمون اگر رنیلڈ کے پڑھنے سے خیالات کافی طور پر فاسد نہیں ہو سکتے تو جان صاحب کے پڑھنے والے بھی سارے نہ بگڑ جاویں گے - میری دانست میں یہ نری سختی ہے کہ یکقلم یہ سارے مضمون ہی نابود کر دئے جاویں - اگر اعلیٰ اخلاق ہی مدنظر ہے تو رنیلڈ کی اول خبر لیجئے - ایسی ہی تصویرات کی کیفیت ہے - مہذب گورنمنٹ نے لذت النسا وغیرہ باتصویرات کتابوں کو قریباً نابود ہی کر دیا - وہ تصویرات جو پنڈت طوطارام جیسے مصور - اعلیٰ درجہ کی صنعت کی بنایا کرتے تھے - اب کہاں ہیں - گورنمنٹ نے حکماً بند کر دیا مگر میں پوچھتا ہوں - کہ کیا نوجوانوں کے اخلاق بگاڑنے کو - قدرت کی اور تصویریں روزمرہ نہیں مل سکتیں - میں فحش کو سخت بُرا سمجھتا ہوں - مگر مجھے رونا آتا ہے کہ اس فحش کے ساتھ ایک علم بھی گیا - آج کل عام بازاروں میں جو کتے تقاضاء قدرت کو پورا کرتے ہیں - اور جو انکی تصویر - خیالات کو مفسد کر سکتی ہے - وہ اعلیٰ درجہ کی تصویرات کے مقصد سے بالکل باہر تھا - مینے حال ہی میں ایک گھوڑونکی نمائش دیکھی - عمدہ عمدہ سانڈ سرکاری بھی پیش ہوئے - گھوڑیوں کی بہت بڑی تعداد بھی آس پاس جمع تھی - میں رنیلڈ کی طرح اس سے آگے نہیں لکھتا - مگر سچ کہتا ہوں کہ میری اپنی طبیعت پر اسموقعہ سے بدتر خیالات کسی تصویر یا تحریر سے پیدا نہیں ہوئے - پس جب فحش کا انسداد کلی ہو ہی نہیں سکتا - تو اعتدال کو مدنظر رکھا جاوے اور یہ اعلیٰ تصویرات جو دستکاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں معدوم نہ کیجاویں ٭ ——

مجھے نہیں معلوم کہ وہ (مضمون) کس نے لکھا تھا۔ پنڈت گوپی ناتھ نے نہیں لکھا تھا۔ اس میں (مضمون میں) لکھا ہے۔ کہ مذکورہ بالا کتابوں یعنی دیوان چرکین و دیوان جان صاحب کو بند نہیں کرنا چاہیئے۔ شاید ۱۱۔ اگست سنہ ۱۸۹۶ء (دستاویز 76 (D) کے پرچہ میں "ننگی تصویریں" والا مضمون میں نے لکھا تھا۔ ایسی (ننگی) تصویریں میرے پاس آئی تھیں۔ میں نے اُن کا بیان دیا ہے۔ یہ ہُنر ہے۔ اور ہُنر کی تائید میں میں نے یہ آرٹیکل لکھا تھا۔ میں نے فرانسیسی (ننگی تصویروں) صفائیوں اور ربر کی عورتوں کا ذکر عوام کی اطلاع کے لئے کیا تھا۔"

اخبار عام ۱۱۔ اگست سنہ ۱۸۹۶ء

مغرب میں مصوری۔ ننگی تصویر کی ترقی

کل کے مضمون میں ہم نے مشرقی و مغربی فن مصوری کے چند ضروری اور عیاں فرق ظاہر کئے تھے وہ بہت مختصر تھے۔ اور بہت نامکمل طریق سے بیان کئے گئے تھے۔ اسوقت پر ہم ہندوستانی اور موجودہ نقاشی کے فن کا مقابلہ نہیں کرتے۔ ایسے مختصر مضمون میں اچھی طرح ہونا ناممکن ہے۔ ہمیں یہاں صرف ایک تحفہ تصاویر کا ریویو کرنا ہے جو گذشتہ ڈاک ولائیت میں ہمارے ایک فرانسیسی دوست نے پیرس دارالخلافہ فرانس سے بھیجی ہیں۔ . . . .

. . . .

اول تصویر اس "لی پینورا ماسیون سنہ ۹۶ ۱۸ء" میں ایک نوجوان پری پیکر کی ہے جو اپنے ریشمی کوچ میں بالکل ننگی خواب غفلت میں سوئی ہوئی ہے اپنے جسم کی اسے کچھ خبر نہیں ہے۔ دوسری تصویر اٹھارہ برس کی لڑکی کی ہے جو باغ میں ایک درخت کے تنے کے ساتھ کھڑی ہوئی پرندوں کو ہٹا رہی ہے وہ خود نشہ میں مخمور ہے۔ آنکھیں نہائت مست اور مستی میں بند ہو رہی ہیں بالوں میں نہائت خوشبودار پھول جڑے ہیں اور پھولوں کی خوشبو سے جانور

اسپر موہت ہو رہے ہیں۔ یہ تصویر بھی بالکل ننگی ہے۔ اور مصور کے فن کو ایک ایک رنگ اور ایک نشان میں ظاہر کر رہی ہے۔ اسی طرح کئی مختلف تصویر مختلف بھاؤ کی ہیں۔ ایک تصویر میں نوجوان لیڈیاں نہا رہی ہیں۔ دو تین پانی میں ایک دوسرے کی طرف چھینٹے اوڑا رہی ہیں۔ ایک سبزی پر ننگی لیٹ گئی ہے۔ ایک بال سکھا رہی ہے۔ ایک تمام کپڑے اوتار چکی ہے۔ ایک جوتے کو کھول رہی ہے۔ ایک ایک پتہ اور پانی کی بوند مصور کی عقلمندی ظاہر کر رہی ہے۔ ایک اور تصویر ہے۔ جسمیں ایک عورت کی ننگی پشت دکھائی گئی ہے۔ ایک اور تصویر میں حیرانی اور ڈر ظاہر کیا ہے۔ شاید ایک نوجوان نہانے کے لئے کپڑے اُتار کر بیٹھی تھی۔ اُدھر سے مرد نکل آیا۔ وہ اپنی شرم چھپانے کو حیرانی اور خوف میں ندی کنارے کی لمبی لمبی گھاس میں چھپ گئی اور اس حالت کی یہ تصویر ہے۔

اس تحفہ کو ہم ایک سے زیادہ خیال سے عجیب وغریب سمجھتے ہیں کہ جبکہ یہاں ہندوستان میں چیرہرن لیلا کی تصاویر کو "فحش" کہا جاتا ہے۔ یہ نمونہ مہذب اور آرٹسٹ فرش کا ہے! جسکو ہر ایک مہذب بلاخوف وخطر اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ بلکہ اُسے ضرور رکھنا چاہیئے۔ اس تحفہ کتاب کے ملنے کا پتہ یہ ہے۔ مُودو دک لیچاٹ صاحب لائبریری ڈی آرٹ (بازار) روڈی لابائی ۲۔ شہر پیرس ملک فرانس۔ میں نسخہ کی قیمت شاید ۲ فرینک قریب پانچ روپیہ کے ہے۔ اور اسطرح کی تحفہ کتابیں ہر سال کی موجود ہیں۔ جسطرح پر کہ یہ سنہ ۱۹۰۶ کی ہے۔ اور یہ پتہ ہم اسلئے لکھتے ہیں کہ کوئی شوقین چاہیں تو منگوائیں۔ اور بعد میں آرٹ اور مہذب خیال فحش کا مقابلہ کریں۔ ہمارے خیال میں اس قسم کی خوبصورت تصاویر کے اور بھی مختلف البم مفصلہ بالا پبلشروں سے ملجاویں گے۔ ان البموں اور تصویروں کو رکھنے میں ہمارے خیال میں کوئی جُرم نہیں ہے (اکثر یورپین ودیسی اصحاب شوقین کے ڈرائنگ روم میں ننگی تصاویر نہایت تہذیب کے ساتھ ٹنگی ہوتی ہیں) یہ فحش نہیں ہیں۔ لیکن فرانس کے فحش پسند عاملان وموجدان نے فحش کی اور ہزارہا باتیں ایجاد کی ہیں۔ ربر کی عورت۔ ربر کی ہتیلی۔ جنہے فرانس کی

چھپی ہوئی تاش دیکھی ہے۔ جس میں رات کے وقت یا اندھیرے میں روشنی کے سامنے رکھنے سے عجیب غریب تصاویر نظر آتی ہیں۔ جن میں کوک کے آسنوں سے کم فحش نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں یہ تاش ایک پیٹینٹ چیز ہے اور خاص طور پر فروخت ہوتی ہے۔:

اخبار عام مورخہ ۵ و ۷۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء (دستاویزات حروف D77 اور D78) میں پنڈت گوپی ناتھ نے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے مقدمہ کے حالات لکھے تھے۔ میں اپنی تسلی کر لیا کرتا تھا۔ کہ گوپی ناتھ صحیح لکھتا ہے:

اخبار عام ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء

مقدمہ سول ملٹری گزٹ کی داستان

(بقیہ اظہار بابک رام بان گواہ مدعا علیہم)

....

میں مدعی کی والدہ کو بچپن سے جانتا تھا۔ اور اس کے بھائیوں کو بھی۔ ایک بھائی امیر[1] کا درزی کا کام کرتا تھا۔ اور دوسرا نقاش تھا[2]۔ ....

....

نوٹ (۱) گواہ نے یہ نہیں بتایا کہ مدعی کی والدہ کے بھائی نے جو درزی تھا کبھی گواہ کی ماں کو چولی سیکر دی تھی یا اسکوٹلو کا بنا کر پہنایا تھا یا اسکی چھاتی اور ٹانگوں کا پیمانہ لے کر اسکے لئے کوئی زنانہ سوٹ تیار کیا تھا۔ ورنہ اسے کس طرح معلوم ہوا کہ وہ درزی تھا؟ اگر مدعی کی والدہ کے بھائی نے کوئی ایسا کپڑا گواہ کی والدہ کو چوری چھپے خود تیار کر کے پہنایا ہو۔ اور اس سے گواہ نے اسے درزی سمجھا ہو۔ تو تعجب نہیں ورنہ گواہ کا یہ بکنا بالکل جھک مارنا تھا۔ ....

....

میں انگریزی پڑھ سکتا ہوں۔ اخبار عام مطبوعہ ۳۰۔ جون سنہ ۱۹۰۰ء میں میں نے جالندھر
کے آریوں کی نسبت ایک نوٹ دیا تھا۔ جو کہ میں نے ٹربیون سے لیا تھا (دستاویز D79
معہ ترجمہ D80) اخبار عام مورخہ ۱م۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء میں ایک دستخطی مضمون۔
"دلوان سنت رام کی بیوہ لڑکی کی شادی" ایک سناتن دھرمی نے اسے لکھا تھا (دستاویز
D81 ترجمہ D82)

اخبار عام بابت ۲۵۔ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء (دستاویز D83) میں ایک مضمون
میرے اور گوپی ناتھ کے دستخط سے بموقع شادی درج ہے میں نے ایک مختصر
سی اپیل چندہ کی مدد کے لئے کی تھی
اسی قسم کی دوسری اپیل اخبار عام مورخہ ۸۔ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء (دستاویز D84)
میں نکلی تھی۔
۸۔ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کی اشاعت (دستاویز D85 مع ترجمہ D86) میں ایک
مضمون ہے۔ جس میں لوگوں کا چانول اور گھی کے لئے شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ چانول
قیمتاً آیا تھا۔ اور میرے خیال میں گھی بھی خرید کیا گیا تھا (مضمون صاف طور سے کہتا
ہے کہ یہ سب چیزیں مفت آئیں۔ از مجسٹریٹ)
یہ مضمون مخول کی طور پر لکھا گیا ہے۔ اگر وے (خریدار) چانول بھیجتے ہیں۔ اور قیمت
نہیں پاتے تو میں انہیں اخبار مفت بھیج دیتا ہوں۔ کل مضمون مذاقیہ لکھا گیا ہے۔
سنہ ۱۹۰۱ء میں میرے بھائی پنڈت پران کشن کا بیاہ ہوا تھا۔ اخبار عام ۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ء
میں ایک ضمیمہ (دستاویز D3 ۵ ۳) ہے۔ جسمیں اپنے مربیوں سے مدد کی درخواست کی گئی
تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ دیگر اخبارات اسطرح کی اپیل کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ اسپر پنجاب ابزرور
اور پیسہ اخبار میں مخالف تحریریں نکلی تھیں۔
دارو ایک طوائف تھی۔ جو اب مر گئی ہے۔ وہ خاندانی کنجری تھی۔ وہ اچھی ناچنے والی
تھی۔ اور اس کی موت پر ایک ۳ کالموں کا مضمون ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کے اخبار عام میں
نکلا تھا (کئی مہاراجے اس کے خواہشمند تھے)

از اخبار عام ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء

اخبار عام ۲۲- جولائی سنہ ۱۸۹۴ء

افسوس- غریب دارو

غریب دارو سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ دولت میں غریب تھی- دولت دار مالدار اور حیثیت اسباب وسامان جاہ وجلوس میں وہ لاہور میں کیا اور بھی کئی مقامات کے لحاظ سے اول درجہ پر تھی- یہاں غریب سے وہ مراد ہے جو عجیبُ غریب کے اسکے معنے ہیں- واقعہ میں بی دارو اپنے دنوں میں ایک فرد تھی- اس کے نام کے گرد جو سیاہ نشان ماتم لگایا گیا- کوئی صاحب خیال نہ فرماویں کہ ایک معمولی رنڈی کی وفات پر سیاہ رول کی عزت اسے دیگئی- ہم یقین دلاتے ہیں کہ وہ معمولی رنڈی نہ تھی بلکہ غیر معمولی بی صاحبہ تھیں- اسکا ماتم کئی بڑے بڑے شاہان ذیجاہ اور عہدہ داران ہیئال کے دائیر نقش ہوا ہوگا- اور ایسے ایسے بڑے آدمیوں کے خطوط ماتم داری اور افسوس کے آئے رہونگے کہ جو کسی بڑے رئیس کے وقوعہ پر بھی نہ آتے ہوں-

بی دارو اپنے زمانہ میں ایک نہائت خوش قسمت گرل تھی- شروع ہی سے اسکے مجروں کا چرچا زبان زد عام ہوگیا- ایکتو اسکے چہرہ پر ایک خاص بھولا پن تھا- جو بڑے ہونے تک بھی برابر اسکے ساتھ رہا جو اسکے گانے کو زنگت دیتا تھا اور ایک اسمیں یہ خوبی تھی کہ برمحل لطائف اور برمحل گانے میں چیز تھی اور گاتی اس طرح تھی کہ ساز کے ساتھ آواز گم نہ ہو جاوے- علاوہ اسکے اپنی خوش قسمتی تھی کہ فوراً ہاتھوں ہاتھ ایسی مشہور ہوئی کہ لاہور میں کوئی مجرا ہی مجرا نہ سمجھا جاتا تھا- جبتک دارو اسمیں نہ ہو- تمام ریاستوں میں مجلس اہل نشاط اسکے بغیر پھیکی معلوم ہوتی تھی- غرضکہ اسنے وہ نام پایا اور وہ کچھ کمایا کہ بڑے بڑے عہدہ داران اور تجاران کو وصول نہ ہوا ہوگا- بڑے بڑے والیان ریاست کو ایسا دام محبت میں

گرفتار کیا کہ اس کے گیسوؤں کی اُلجھن میں مدتوں اڑے رہے۔ گیسوؤں کے بدلے اگر ہم چوٹی کی اُلجھن میں کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ بی دارو زلفیں نہیں رکھتی تھی۔ بڑے بڑے امیر آدمی اس کے دروں پر حاضر رہتے تھے۔ لیکن باوجود اس کے بی دارو ویسی کی ویسی ہی بھولی۔ گویا کچھ جانتی ہی نہیں! ہم پس ماندگان بی دارو کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں کہ ایک ایسی خوش قسمت بیٹی اُن کے ہاتھوں سے جاتی رہی کہ جسنے اپنے زمانہ میں ایک بڑا نام پیدا کیا۔ دراصل خوش قسمتی کسی خاص فرقہ پر محدود نہیں یہ ہر ایک پر ہے۔ انسان انسان کے تفرقوں کو چھوڑ یہ تو حیوانوں پر بھی عاید ہے۔ کوئی کُتا ویسا خوش قسمت ہوتا ہے کہ پھول کی طرح رکھا جاتا ہے۔ گورے گورے میم صاحب کے ہاتھوں (اور وہ بھی کیسی کیسی میم صاحبوں کا جن کا درجہ حضور پرنس آف ویلز تک پہونچ سکتا ہے) میں رہتے ہیں۔ انکی نازک گودیوں میں بیٹھتے ہیں۔ ڈاکٹر اور دائیاں انکے لئے نوکر ہیں اور ایک ایسے بھی کُتے ہیں کہ جنکو حضرت میونسپل شریف ڈانڈوں سے سرِبازار مروا ڈالتے ہیں۔ اور خس کم جہاں پاک کی غرض سے دو دو آنہ بھی دیدیتے ہیں! یہی حال بلیوں گھوڑوں بندروں ہاتھیوں بیلوں کا بھی سمجھ لو۔ کوئی گھوڑے ہیں کہ جلیبی حلوا کھاتے ہیں۔ سواری ان پر کوئی کرتا ہی نہیں۔ فقط جلوس کے موقعہ پر قیمتی زیوروں سے آراستہ پیراستہ ہوکر خراماں خراماں چلتے ہیں۔ اور بعض گھوڑے وہ ہیں کہ دن بھر چابکوں اور قمچیوں کی مار سے سراسیمہ ہوکر گھاس اور پانی بھی کافی طور پر نہیں پاتے۔ اسی طرح مختلف انسانوں کا حال سمجھ لو۔ اور اسی طرح مختلف رنڈیوں کسبیوں اور بی صاحبات کا۔

غریب دارو ابھی عمر میں زیادہ نہ تھی۔ اگرچہ ایسی کمسن بھی نہ تھی جیسا کہ اس کے چہرے اور انداز بھولے پن سے عیاں تھا۔ یہ ایک بڑی "خاندانی" رنڈی تھی اور سنتے ہیں کہ اسکی نانی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں بھی عزت رکھتی تھی۔ اسی سے اکثر "خاندانی رئیس" اس "خاندانی رنڈی" سے دوستی کے ازحد شائق تھے۔ اور اسکے یارانہ کو موجب فخر خیال کرتے تھے۔ افسوس کہ

یہ چہچہاتی چڑیا اپنے گھر کے گلشن باغ کو بادخزاں کا جھوکا دیکر اس دُنیا سے چل بسی - جب ایام محرم میں بی وارو کی مہندی نکلتی تھی تو تمام شہر حیرانی کے ساتھ دیکھا کرتا تھا - کہ کس کس شان کا سامان ہمراہ ہوتا ہے - اکثر سامان اس کا ذاتی ہوا کرتا تھا - ابکے بھی محرم میں امید ہے کہ مہندی تو بند نہ ہوگی - مگر افسوس کہ بی وارو نہ ہوگی -!

بی وارو نے اپنے ایام میں جو دولت کمائی - اسکا اندازہ مشکل ہے - کئی دفعہ اس کے ایک ایک رات کے مجرے میں والیان ریاست مجبور ہوگئے کہ اپنے بڑے بڑے قیمتی زیورات اسے عطا کردیں کہ جو اکثر رنڈیاں اپنی تمام عمر میں نہ کماسکینگی - وہ مقدمہ جو بی وارو نے ایک خوبصورت نوجوان کے خلاف عائد کیا تھا - کہ اس نے بی صاحبہ کی ناک پر حملہ کیا - سُنا گیا کہ اسکی اور بی صاحبہ کی آپس میں ازحد محبت تھی - جو بی وارو بڑے بڑے آدمیوں کے ہاتھ میں منقوں نہ ہوئی وہ اسپر شیدا تھی نہ معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ایسی گاڑھی دوستی میں یہ کھٹائی نمودار ہوئی - یہ مقدمہ ہرگز نہ چلتا - مگر بھڑکانے والے دونوں طرف موجود تھے - اگرچہ شخص مذکور کو سزا ہوگئی مگر بی وارو کی اتنے کچھ ایسی ناموری نہیں ہوئی جو اُس صورت میں اگر وہ اس شخص کو معاف کردیتی - مگر دونوں طرف لڑوانے والے بڑے بڑے آدمی ہوگئے - جو محبت اور حسد سے لبریز تھے - اسکے بعد سے بی وارو نحیف ہوتی گئی اور آخرکار دُنیا سے آنکھیں بند کرگئی - ہم بی صاحبہ کے پس ماندگان اور اُن صاحبان عالیشان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں کہ جنکے دل میں بی وارو نے جگہ کرکھی تھی اور جنکو اسکے بیوقت انتقال کا افسوس سخت ہے - سچ ہے اس دُنیا میں چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے ۔۔

(اخبار عام میں) جو اشتہارات نکلتے ہیں - اُن کا بحیثیت منیجر میں ذمہ دار ہوں - میرا بھائی بالکل اسسٹنٹ منیجر ہے - میں نے منیجری کا Declaration دیا ہے اور میں ہی اخبار میں بھی اس حیثیت سے بیان کیا گیا ہوں - میرا بھائی صرف مجھے پوچھکر کام

کرتاہے۔ میں کُل اشتہارات مع اشتہارات کمسریٹ جو میرے پاس آتے ہیں درج کرتا ہوں میں نے چمڑہ گاؤدان اور گوشت گائے ([illegible]) کے اشتہارات (دستاویز D 87 اور D 88) درج کئے ہیں۔ ہیزم کے اشتہارات اب تک حسب دستور آتے ہیں۔ کیونکہ ہماری وسیع اشاعت ہے۔

دستاویز D 47 اور دیگر تین کاپیوں میں جو اُسی تاریخ کی مجھے دکھلائی گئی ہیں "گوشت گاؤ" نہ معلوم کیوں بگڑا ہوا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ کچھ کاپیاں اسطرح پر چھاپی گئیں (یعنی بگڑی ہوئیں) تقریباً ۳۰۰ کاپیاں اس طرح چھپ چکی تھیں جبکہ اسے درست کیا گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کس کا قصور تھا۔ مقدمہ ہذا ۶۔ اپریل کو دائر کیا گیا اور مجھے معلوم تھا کہ ایک چارج اس میں یہ تھا کہ منشی رام نے گوپی ناتھ پر گاؤکشی پر ایک مضمون لکھنے کا الزام لگایا ہے۔ بگڑے ہوئے پرچے جاری کردئیے گئے تھے۔ قریباً دو سَو کے جاری کردئے گئے تھے۔ میں نے کمسریٹ (آفس) کو اس امر کی اطلاع نہیں دی تھی۔ میں نے خود دستخط کرکے محکمہ کمسریٹ کو ۲۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد بل بھیجدیا تھا۔ بل کے ساتھ میں نے اشتہار کی ایک کاپی بھیجی تھی۔ کاپی پریس میں خراب ہوئی تھی۔ پریس میں میرے علم کے بغیر کوئی شخص کسی چیز کو بدل نہیں سکتا ہے۔ میں نے غلطی کو درست کردیا۔ اور اُسکی نسبت کوئی دریافت نہ کی۔

میں اصل مسودہ جات کو دیرتک نہیں رکھتا ہوں۔ اور پنڈت گوپی ناتھ کے طرز تحریر میں فرق ہے۔ میں نہیں بیان کرسکتا۔ کہ وہ کیا ہے۔ اگر مجھے یاد نہ ہو تو پرانے ایڈیٹوریل نوٹس کی نسبت میں قیاس نہیں کرسکتا ہوں کہ کس کے لکھے ہوئے ہیں۔ میں یکلخت اپنے نوٹ بھی پہچان نہیں سکتا ہوں۔ مضمون "ہماری رائے کی وقعت" مطبوعہ سنہ ۱۸۹۷ء کا اصل مسودہ موجود نہیں ہے۔ آریوں نے اُسوقت شور مچایا تھا۔ وے مشہور کررہے تھے۔ کہ گوپی ناتھ اُن کا لکھنے والا ہے۔ جس طرح وے مشہور کرتے ہیں۔ کہ وہ ایڈیٹر بھی ہے۔ میں نے اسکی تردید نہ کی۔ پنڈت کنہیالال مسٹر دلاس کا ایڈیٹر تھا جوکہ ہمارے پریس میں چھپتا تھا۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا

دستخط حاکم

کارروائی ۱۷۔ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

بیان ثانی باقرار صالح۔ میری شادی پٹیالہ میں کول خاندان میں ہوئی تھی۔ جوکہ ایک بڑا

معزز خاندان ہے۔ میرے بھائی کی پہلی شادی میرٹھ میں پنڈت جگت نرائن رئیس کی پوتی سے ہوئی تھی۔ دوسری پوتی سے کنہیا لال کی شادی ہوئی تھی۔ اپنی بیوی کی موت پر پنڈت گوپی ناتھ نے پنڈت دیاکشن اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی بیٹی کے ساتھ (جوکہ پنڈت شمبھو ناتھ جج ہائی کورٹ کلکتہ کے چچہ زاد بھائی ہیں) پشاور میں شادی کی تھی۔ اشتہار کمسریٹ کی نسبت یہ ہے۔ کہ وہی اشتہار اخبار عام میں نکل چکا ہے۔ یہ صرف اسی ایک اشاعت میں بگڑا تھا۔ اس اشاعت کی بھی بہت سی جلدوں میں یہ نہیں بگڑا تھا (ایک جلد پیش کرتا ہے) مجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ یہ کس نے بگاڑا تھا۔ اخبار اخبار عام مورخہ یکم جون و ۱۹۔ جون سنہ ۱۸۹۷ء میں دو مضامین "ہماری رائے کی وقت" نامی نکلے تھے جوکہ مسلمانوں کو خطاب کئے گئے تھے۔

بہ سوالات عدالت۔ جواب دیا کہ اخبار عام کی روزانہ اشاعت دو ہزار سے زیادہ ہے۔ صحیح بغیر بگڑی ہوئی کاپی ۲۴۔ اپریل کی میں اپنے مطبع سے لایا ہوں۔ میں نے کمسریٹ آفس کو معافی نامہ ۵۔ جون کو اس معاملہ پر اپنی شہادت کے بعد بھیجا تھا۔ اُسوقت میں نے سمجھا کہ معاملہ ________ (سنجیدہ) ہے (اس سوال پر کہ آیا اُسے معلوم ہوا کہ کسنے یہ الفاظ بگاڑے تامل کرتا ہے۔ اور جواب نہیں دیتا۔ پھر کہتا ہے) میں خیال کرتا ہوں کہ بالکشن میرا چھوٹا بھائی اس کے لئے ذمہ دار ہے۔ اُسنے اسے بگاڑا ہوگا۔ یہ اُسکی بڑی بیوقوفی ہے۔

گواہ نے سکر صحیح تسلیم کیا۔

دستخط حاکم

فرد قرار داد جرم

بر خلاف

ہر سہ ملزمان

فرد جرم بر خلاف ملزم نمبر ۱

میں جے ایچ کلوٹ سٹی مجسٹریٹ تم لالہ منشی رام پر حسب ذیل فرد جرم عاید کرتا ہوں۔

کہ تم نے یکم فبروری سنہ ۱۹۰۱ء یا اُس کے قریب بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی کی بذریعہ شائع کرنے چند مضامین اخبار ست دہرم پرچارک میں جس میں اُسپر سیلف ریسپکٹ سے بے بہرہ پن ۔ نفرت ۔ سیاہ دلی ۔ بدنیتی سے ہندؤوں کے برخلاف بڑھکانے ۔ گنگا جمنی ہونے ۔ کینہ پن ۔ ہوا نخوت سے پُر ہونے ۔ اور فتنہ انگیز نقصان رسان اور ہتک آمیز تحریروں کا مُصنّف ہونے کا حسب ذیل الفاظ میں الزام لگایا ہے ۔

"کوئی اشراف آدمی جس کے اندر سیلف ریسپکٹ کا ذرا بھی خیال ہے ۔ ہرگز ہرگز گوارا نہ کریگا کہ کوئی رند برسر بازار اُسکی پگڑی اوتارے ۔ یا کوئی اوباش شرارتاً اُسے نقصان پہونچانے کے لئے سخت سے سخت ناجائز وسائل کو کام میں لاوے ۔ مگر وہ اِن باتوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے یا کم از کم سلف ڈیفنس کی بھی کوشش نہ کرے ۔ ہم بڑے تعجب سے دیکھتے ہیں کہ سناتن دہرم گزٹ کے اندر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی طرف سے آریوں کے برخلاف سخت ہتک آمیز مفسدانہ تحریریں پے در پے نکل رہی ہیں ۔ بغض و کینہ سے محض شرارتاً وہ مہرشی دیانند اور آریہ سماج کے بھوشنوں کو بے نقط سُنا رہا ہے ۔ اور ہر طرح اُنہیں بدنام کرنے پر کمربستہ ہے" "اگرچہ ہمیں یقین واثق ہے کہ سمجھدار ہندو پنڈت صاحب کے دم جھانسے میں نہیں آدیں گے ۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہہ وہی گنگا جمنی پنڈت صاحب ہیں ۔ جنہوں نے مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گاؤکشی کے متعلق ہندو دہرم کے برخلاف مضمون لکھا تہا ۔"

"چاہئے یہ تہا کہ پنڈت صاحب اپنی گزشتہ کرتوتوں پر نادم ہوکر ہوا و نخوت کو اپنے دماغ سے دور کرتے اور آئندہ اپنے اعمالنامہ کو سیاہ کرنے سے ڈرتے ۔ سو وہ دریدہ دہنی اور بہتان بازی میں پہلے سے بھی بڑہکر دیدہ دلیر ہو رہے ہیں ۔ اور شبانہ روز آریہ سماجیوں کی نسبت غلط فہمیاں پہیلانے اور آریہ پرشوں پر کمینہ حملے کرنے پر کمربستہ ہیں ۔"

"اگر سناتن دہرم گزٹ کے ہی آج تک کے پرچوں کی پڑتال کی جائے تو شاید ہی کوئی ایسا پرچہ ہوگا ۔ کہ ہتک آمیز اور شر انگیز تحریروں سے خالی ہو ۔" دستخط حاکم

دوسرے یہ کہ واقعہ ۲۸ ۔ فبروری سنہ ۱۹۰۱ء کو تم نے بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی چند ایک مضامین شائع کرنے کے ذریعہ سے کی ۔ جن میں اُس کو بے اصولا بیان کیا ہے ۔ اور اُسکو پیاپے کی نائین سے تشبیہ دی ہے ۔ اسپر خوف اور شرم کا اور مذہبی جلسوں کے

ذریعہ سے چھہ سو روپیہ جُرمانہ کی ادائیگی کی کوشش کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اور اُس کو ایک بے رحم قاتل سے تشبیہ دی ہے۔ جوکہ ایک بے بس بالک کا گلا گھونٹتا ہے۔ اور یہ سب حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:۔ "بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں ہی گذارہ ہوسکتا ہے" "آپکے بغیر سوانگ پورا ہی کیسے اُترے گا۔ اور سیاپے کی پین کا کام کون کرے گا" "اتنا کیُوں ڈرتے ہو آدمی ڈھیٹھ ہونا چاہئے۔" "بیشک ورنہ چھہ سو روپیہ جیب میں آنا مشکل ہے" "کیا تم نہیں دیکھتے کہ دیاہین گھاتک اِس بے بس بالک کو گلا گھونٹ کر اِس کا کام تمام کرنے کی گھات میں لگے ہوئے ہیں" اور اِس سے وہ جرم کیا جبکی سزا دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند میں لکھی ہے۔ اور میرے حد اختیار کے اندر ہے اور میں حکم دیتا ہوں کہ اُس جرم میں تمہاری میرے روبرو تحقیقات ہو۔

تاریخ ۴ جون سنہ ۱۹۰۰ء

دستخط ایچ کلورٹ
مجسٹریٹ درجہ اول

بیان ملزم نمبر ۱ بلا حلف

میں جُرم کے ارتکاب سے انکاری ہوں۔ میں نے یکم ۸ اور ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو ستہ ہم چارک کو ضرور طبع اور شائع کیا۔ لیکن میرا جواب ہے۔ کہ یہ تحریریں پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت ہتک آمیز نہیں ہیں۔ اُن میں سے چند ایک کا تعلق گوپی ناتھ سے نہیں ہے۔ اور وے مستثنیات نمبر ۱ و نمبر ۳ و نمبر ۶ و نمبر ۹ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند میں آجاتی ہیں۔ وے ایک اخباری بحث کا حصہ ہیں جوکہ میں نے شروع نہیں کی۔ بلکہ پنڈت گوپی ناتھ نے شروع کی تھی۔

دستخط حاکم

سُنایا گیا اور صحیح تسلیم کیا گیا
دستخط حاکم

واقعہ ۴۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء

فرد قرارداد جرم برخلاف لالہ وزیر چند ملزم نمبر ۲

میں جے۔ ایچ کلورٹ۔ تم لالہ وزیر چند پر حسب ذیل فرد جُرم عائد کرتا ہوں:۔

کہ تم نے بتاریخ ۸۔ و ۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ع یا اُس کے قریب بمقام جالندھر پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی بذریعہ تحریر ایک مضمون اور بدست دہرم پرچارک" میں اُسکے شایع کرنیکی کی جسمیں اُسے بے بھولا بیان کیا ہے۔ اور اُسکو سیاپے کی نائین سے تشبیہ دی ہے۔ اُسپر خوف اور شرم کا۔ اور مذہبی جلسوں کے ذریعہ سے چھہ سو روپیہ جرمانہ کی ادائیگی کی کوشش کرنیکا الزام لگایا ہے؛ اور اُسکو ایک بیرحم قاتل سے تشبیہ دی ہے۔ جوکہ ایک بے بس بالک کا گلا گھونٹتا ہے۔ اور یہ سب حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:-

"بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں ہی گذارہ ہوسکتا ہے" "آپکے بغیر سوانگ پورا ہی کیسے اُترے گا۔ اور سیاپے کی نین کا کام کون کرے گا" "اتنا کیوں ڈرتے ہو آدمی کو ڈھیٹھ ہونا چاہیئے" "بیشک ورنہ چھہ سو روپیہ جیب میں آنا مشکل ہے" "کیا تم نہیں دیکھتے کہ دیا ہیں گھاک اس بے بس بالک کا گلا گھونٹ کر اس کا کام تمام کرنیکی گھات میں لگے ہوئے ہیں"

اور اس سے وہ جرم کیا جسکی سزا دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند میں درج ہے۔ اور میرے اختیارات کے اندر ہے:-

اور میں حکم دیتا ہوں کہ اُس جرم میں تمہاری میرے روبرو تحقیقات ہو۔

عدالت مجسٹریٹ ضلع لاہور
مورخہ ۴۔ جون سنہ ۱۹۰۱ع

دستخط ایچ کلورٹ صاحب
مجسٹریٹ درجہ اول
دستخط حاکم

مُلزم ارتکاب جُرم سے انکاری ہے۔

بیان لالہ وزیر چند ملزم نمبر ۲ باحلف

سوال۔ تمپر فردجرم زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند لگا کر دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ تم اپنا جواب لکھاؤ کہ تم نے یہ جُرم کیا ہے؟

جواب۔ میں بالکل بے قصور ہوں۔ میں ست دہرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر نہیں ہوں۔ مضمون "بھانڈا پھوٹ گیا" جو اخبار ست دہرم پرچارک ۸۔ و ۱۵ فبروری سنہ ۱۹۰۱ع میں شایع ہوا۔ میں نے ضرور لکھا تھا۔ اُس میں مینے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ آریہ سماج کے ایک ممبر ہونیکی

کی حیثیت میں محض سماج مذکور کی ڈیفنس میں لکھا ہے - اور اُس سے گوپی ناتھ کی کوئی ہتک یا توہین نہیں ہوتی - جیساکہ وہ اخباری دُنیا میں سمجھا جاتا ہے - وہ میرا مضمون جو اخبار مذکور مورخہ یکم فبروری سنہ ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا - وہ بھی میرا لکھا ہوا ہے - اور وہ بھی پنڈت گوپی ناتھ کے حق میں توہین وہ نہیں ہے ۔

دستخط حاکم

یہ بیان ملزم ہمارے مواجہ اور سماعت میں قلمبند ہو کر ملزم کو سُنایا گیا - اور اُسنے سُنکر اسکی صحت کا اقبال کیا -

دستخط حاکم

واقعہ ۴ - جون سنہ ۱۹۰۱ء

فرد قرار داد جُرم برخلاف لالہ بستی رام ملزم نمبر ۳

میں جے - ایچ کلورٹ سٹی مجسٹریٹ - تم لالہ بستی رام پر حسب ذیل جُرم عائد کرتا ہوں :-

کہ تم نے یکم فبروری سنہ ۱۹۰۱ء یا اُس کے قریب بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی کی - بذریعہ شایع کرنے چند مضامین اخبار ست دہرم پرچارک میں جس میں اُسپر سلف ریسپکٹ سے بے بہرہ پن نفرت - سیاہ دلی - بدنیتی سے ہندؤوں کے برخلاف بھڑکانے گنگا جمنی ہونے - کمینہ پن - ہوا اور نخوت سے پر ہوئے - اور فتنہ انگیز نقصان رسان اور ہتک آمیز تحریروں کا مصنف ہونے کا حسب ذیل الفاظ میں الزام لگایا ہے -

" کوئی اشراف آدمی جس کے اندر سلف ریسپکٹ کا ذرا بھی خیال ہے - ہرگز ہرگز گوارا نہ کرے گا - کہ کوئی رند برسر بازار اُسکی پگڑی اوتارے - یا کوئی اوباش شرارتاً اُسے نقصان پہونچانے کے لئے سخت سے سخت ناجائز وسائل کو کام میں لادے - مگر وہ ان باتوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے - یا کم از کم سلف ڈیفنس کی بھی کوشش نہ کرے - ہم بڑے تعجب سے دیکھتے ہیں کہ سناتن دھرم گزٹ کے اندر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی طرف سے آریوں کے برخلاف سخت ہتک آمیز مفسدانہ تحریریں پے در پے نکل رہی ہیں - بغض و کینہ سے محض شرارتاً وہ مہرشی دیانند اور آریہ سماج کے ہیوشنوں کو بے نقط سُنا رہا ہے - اور ہر طرح اُنہیں بدنام کرنے کی

کمربستہ ہے۔" اگرچہ ہمیں یقین واثق ہے کہ سمجھدار ہندو پنڈت صاحب کے دم جھانسے میں نہیں آویں گے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی گنگا جسنی پنڈت صاحب ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گاؤکشی کے متعلق ہندو دہرم کے برخلاف مضمون لکھا تھا۔"

"چاہئے یہ تھا کہ پنڈت صاحب اپنی گزشتہ کرتوتوں پر نادم ہوکر ہوا و نخوت کو اپنے دماغ سے دور کرتے اور آئندہ اپنے اعمالنامہ کو سیاہ کرنے سے ڈرتے۔ وہ دریدہ دہنی اور بہتان بازی میں پہلے سے بھی بڑھکر دیدہ دلیر ہورہے ہیں۔ اور شبانہ روز آریہ سماجیوں کی نسبت غلط فہمیاں پھیلانے اور آریہ پرشوں پر کمینہ حملے کرنے پر کمربستہ ہیں۔"

"اگر سناتن دہرم گزٹ کے ہی آج تک کے پرچوں کی پڑتال کیجائے تو شائد ہی کوئی ایسا پرچہ ہوگا کہ ہتک آمیز اور شرر انگیز تحریروں سے خالی ہو۔"

دستخط حاکم

دوسرے یہ کہ واقعہ ۲۸۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو تم نے بمقام لاہور پنڈت گوپی ناتھ کی ازالہ حیثیت عرفی چند ایک مضامین شائع کرنے کے ذریعہ سے کی۔ جن میں اسکو بے اصولا بیان کیا ہے اور اسکو سیاپے کی نائین سے تشبیہ دی ہے۔ اس پر خوف اور شرم کا۔ اور مذہبی جلسوں کے ذریعہ سے چھ سو روپیہ جرمانہ کی ادائیگی کی کوشش کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اور اسکو ایک بے رحم قاتل سے تشبیہ دی ہے۔ جوکہ ایک بےلبس بالک کا گلا گھونٹتا ہے۔ اور یہ سب حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:-

"بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں ہی گذارہ ہوسکتا ہے" "آپکے بغیر سوانگ پورا کیسے اترے گا۔ اور سیاپے کی نیئن کا کام کون کرے گا۔" "اتنا کیوں ڈرتے ہو۔ آدمی ڈھیٹھ ہونا چاہئے" "بیشک ورنہ چھ سو روپیہ جیب میں آنا مشکل ہے" "کیا تم نہیں دیکھتے کہ دیاہین گھاتک اس بےلبس بالک کو گلا گھونٹ کر اسکا کام تمام کرنے کی گھات میں لگے ہوئے ہیں۔"

سوم یہ کہ یکم فبروری سنہ ۱۹۰۱ء یا اس سے بیشتر بمقام جلندھر تم نے مضمون ہتک آمیز مندرجہ فرد جرم نمبر ا طبع کیا۔

چہارم۔ یہ کہ ۲۸۔ فبروری سنہ ۱۹۰۱ء یا اس سے بیشتر تم نے بمقام جالندھر مضمون ہتک آمیز مندرجہ فرد جرم نمبر ۲ طبع کیا۔

اور ایسے جرم زیر دفعہ ۵۰۱ تعزیرات ہند سرزد کیا۔ جوکہ میرے حد و اختیار سماعت

کے اندر ہے۔
اور میں حکم دیتا ہوں کہ اس جرم میں تمہاری میرے روبرو تحقیقات ہو۔

عدالت صاحب سٹی مجسٹریٹ ضلع لاہور
۴- جون سنہ ۱۹۱۰ ء

دستخط ایچ کلورٹ

ملزم ارتکاب جرم سے انکاری ہے۔

دستخط حاکم

بیان لالہ بستی رام ملزم نمبر ۳- بلا حلف

سوال۔ تم پر فرد جرم زیر دفعہ ۱۰۵ تعزیرات ہند لگا کر دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ تم نے یہ جرم کیا یا نہیں۔ اپنا جواب لکھاؤ۔

جواب۔ میں بالکل بے قصور ہوں۔ ست دہرم پرچارک پریس کا میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوں۔ ست دہرم پرچارک اخبار سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ نہ اسکی اشاعت سے میرا کوئی واسطہ ہے میں سٹاک اور کتابوں کے حساب کا ذمہ وار ہوں۔ جو پریس کے متعلق ہیں۔ اشاعت کے کام سے میرا تعلق نہیں۔ لالہ منشی رام کا میں ملازم ہوں۔

دستخط حاکم

یہ جواب اخیر ملزم ہمارے مواجہ اورسماعت میں قلمبند ہوکر ملزم کو سنا یا گیا۔ اور اس نے سنکر اسکی صحت کا اقبال کیا۔

دستخط حاکم

(نوٹ) ملزمان (۱) ستیننٹ (۳) الیشری پرساد۔ (۳) ابناش چندر (۴) رام چند (۵) ہیرالال (۶) رام بہجدت (۷) روشن لعل اور (۸) پنڈت گووندسہائے کو طلب کرنا چاہتے ہیں اور کسی کو طلب کرانا نہیں چاہتے۔

دستخط حاکم

شہادت گواہان صفائی

(۱) **مسٹر گنج بہاری** تھاپر۔ ذات کھتری سکرٹری پنجاب پبلک لائبریری۔ باقرار صالح
میں لاہور میں سنہ ۱۸۸۳ء سے ہوں۔ میں ٹکسٹ بک کمیٹی کا اسسٹنٹ سکرٹری ہوں۔ اور نیز
پنجاب ایسوسی ایشن کا اور پنجاب میگزین کا ایڈیٹر ہوں۔ میرا لاہور میں اچھے دائرے میں ربط
ضبط ہے۔ میں گوپی ناتھ کو جانتا ہوں۔ لیکن بطور دوستانہ نہیں۔ میری اسکے ساتھ کوئی رنج کی
دوستی نہیں ہے۔ اور ذاتی طور پر اس کے حق میں یا برخلاف کچھ نہیں جانتا ہوں۔ اسنے سول اینڈ
ملٹری گزٹ کے برخلاف ایک مقدمہ کیا تھا۔ اُس مقدمہ میں مسٹر راٹیگن اور مسٹر رابنسن کو میں نے
دوستانہ مدد دی تھی۔ میں نے ایک لمبی تحقیقات کی تھی۔ اور میرا غرسانوں سے مدد لی تھی۔ اور مجھے
معلوم ہوا تھا۔ کہ اسکی شہرت بطور ایک پبلک مین (Pablieman) کے خراب تھی۔
بر سوالات جرح جواب دیا کہ اخبار نے معافی مانگ لی اور مقدمہ کا راضی نامہ ہو گیا تھا۔ یہ
معاملہ سنہ ۱۸۹۳ء یا سنہ ۱۸۹۴ء کا ہے۔ میں گوپی ناتھ کو پبلک جلسوں میں دیکھتا رہا ہوں جلسہ
ہائے قحط دیانند اینگلو ویدک کالج وانڈین ایسوسی ایشن لاہور میں اسکی مجلسی حیثیت کی نسبت میں کچھ نہیں جانتا۔
سنہ ۱۸۹۷ء کی ضمن ریلیف کمیٹی میں وہ شامل تھا۔ آخری میں نہیں تھا۔ ہر قسم کے آدمی جو کہ دلچسپی
رکھتے ہوں۔ ایسے جلسوں میں آتے ہیں۔ چپراسی وغیرہ شریک نہیں تھے۔ (منشی شاید ہوں گے
بہت سے تعلیم یافتگان اُس کمیٹی میں تھے۔ میرے اپنے واقفوں میں بابو مدن گوپال۔ اور رائے
پرتول چندر صاحب تھے۔ راٹیگن صاحب میرے مہربان اور رابنسن صاحب میرے دوست
تھے۔ اس لئے رابنسن صاحب کو اس مقدمہ میں مدد دی تھی۔ از بیان اردو)

گواہ نے سنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

گواہ صفائی ملزمان نمبر ۲

شیخ عبدالقادر ایڈیٹر اخبار پنجاب ابزرور لاہور۔ باقرار صالح۔

پنڈت گوپی ناتھ کو سرسری طور پر جانتا ہوں۔ اُسکی تحریریں کئی مرتبہ میری نظروں سے گزری ہیں معہ مضمون ہولی کے۔ جسکی نسبت کہ فوجداری کا مقدمہ ہوا تھا۔ میں نے اُس سے سخت نااتفاقی ظاہر کی تھی۔ اور اخلاق عامہ کے لئے اِس قسم کے خطرے کے برخلاف ایک سخت پروٹیسٹ (Protest) شایع کیا تھا۔ اور گورنمنٹ کی توجہ دلائی تھی کہ اُسکے لئے کارروائی کرے۔ میرے خیال میں آزندکا اِطلاق ایک شخص کے چال چلن پر ہوتا ہے۔ نہ کہ اُسکی تحریروں پر۔ اسکے معنی اچھے یا معمولی بھی ہوسکتے ہیں لیکن عموماً بدچلنی کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ میں اُس مضمون کے لکھنے والے کو فحش لکھنے والا کہوں گا۔ وہ مضمون بہت ہی زیادہ گندہ تھا۔ میں نے کبھی کسی اخبار میں بھی ہولی پر ایسی زیادتی نہیں دیکھی۔ میں نے اُس مضمون کو اشتعال بخش بتلایا تھا۔ اخبار عام میں شادی کی نسبت ایک مضمون تھا۔ جسے میں نے اخبار نویسی کے لئے باعث ذلالت سمجھا تھا۔ کیونکہ اُنہیں خریداروں سے چندہ کے علاوہ مدد مانگی گئی تھی۔ خریدار سے چندہ سے زیادہ طلب کرنا کمینہ پن ہے۔ گوپی ناتھ کی شہرت اچھی نہیں ہے۔

برسوالات جرح۔ میں کبھی کبھی آریہ سماج کے اخبار پڑھا کرتا ہوں میں نے اُن میں کبھی بھی بہت سخت گوپی ناتھ کے برخلاف کچھ نہیں پڑھا ہے۔ اِن میں سناتن دہرم کی نسبت مباحثہ جات چھپتے ہیں۔ لیکن وے گالی کی حد تک پہونچے ہوئے نہیں ہوتے۔ یہ پرچہ آریہ دھرم رکشک ہے۔ میں نے اس کا نام پہلے کبھی نہیں سُنا۔ اس میں ایک پنڈت گوپی ناتھ پر حملہ ہے (وکیل استغاثہ اِس اور دیگر گواہان سے ایسے اشخاص کی تحریروں کی نسبت سوالات کرنا چاہتا ہے جن کا مقدمہ سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ محض یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ کن حالات کے اندر گوپی ناتھ نے اپنے مضامین لکھے۔ تاکہ صفائی کا یہ عذر کہ اُنکی یہ تحریریں صحیح ہیں۔ اور گوپی ناتھ کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ کمزور ہو جاوے۔ ایسے سوالات میری رائے میں بالکل غیرمتعلق ہیں۔ کیونکہ جن حالات کے اندر کہ گوپی ناتھ نے اپنے مضامین لکھے۔ ان کا صفائی کے اس عذر پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا کہ وے تحریریں غلط۔ گنگا جمنی۔ فحش اور مفسدانہ ہیں)

دستخط حاکم

میں نے اپنے اخبار میں کبھی نہیں لکھا کہ گورنمنٹ مُسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کرتی ہے اور ہندوؤں کے ساتھ نہیں۔ میں نے خاص معاملات میں اِسپر عذر کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے مُسلمانوں کی نسبت ہندوؤں پر زیادہ شفقت کی ہے۔ بعض اِن میں سے صحیح تھے۔ اور گورنمنٹ نے کئی جا توں

ہیں شکایتوں کو رفع بھی کر دیا ہے۔ لفٹنٹ گورنر بہادر کے پرائیویٹ سکرٹری نے اِس بارہ میں میرے کچھ ریمارکوں پر اعتراض کر کے خط لکھا تھا۔ جو میں نے ۱۹۔ جون سنہ ۱۹۰۱ء کے پرچہ میں چھاپ دیا

دستخط حاکم

بیان ثانی نہیں ہوا۔ گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

گواہ صفائی ملزمان نمبر ۳

نظام الدین ولد شیخ سندھی ذات شیخ عمر ۴۰ سال ساکن کپورتھلہ کاتب - **باقرار صالح۔**

میں لالہ منشی رام کا ملازم (مطبع) ست دہرم پرچارک میں ہوں۔ وزیر چند کا اِس اخبار یا اُنکے [illegible] کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بستی رام محاسب ہے۔ اُنکا اخبار کے مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ پرچہ جات دستاویزات D 91 و D 92 و D 93 سب میری دستخطی ہیں۔ وہ مورخہ ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء و ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء و ۱۲۔ جون سنہ ۱۹۰۰ء ہیں۔

روپڑ میں ویدک دھرم کی جے

ازست دہرم پرچارک مطبوعہ ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء

روپڑ میں دہرم سبھا کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷- مارچ سنہ ۹۸ء کو تھا۔ پہلے جلسوں وغیرہ کے موقعہ پر تو دہرم سبھا والے بالکل اجازت ہی نہیں دیا کرتے تھے کہ اُن کے ساتھ بحث کیجاوے مگر بہت ہانی دیکھہ کر اس دفعہ اُنہوں نے اجازت دے ہی دی۔

۹ بجے سے ۱۲½ بجے صبح تک دھرم چرچا کیواسطے وقت تھا۔ گو آریہ سماج کی طرف سے پرارتھنا بھی کیگئی۔ کہ صبح کے وقت لوگ کم ہونگے۔ دھرم چرچا کا وقت شام کو رکھا جاوے۔ مگر نامنظور ہوئی۔ وقت مقررہ پر آریہ لوگ شریمان مانیہ ور پنڈت گردھاری لال جی کو ساتھ لے کر اُن کے منڈپ میں پہونچگئے ہمارے واسطے دوسرا میز لگوادیا گیا۔ ٹھیک ۹ بجے صبح کے پنڈت گوپی ناتھ نے بات چیت شروع کی۔ بات چیت کیا تھی۔ اگر سچ پوچھو تو وقت ٹالنے کی فکر میں ہمارے گوپی ناتھ صاحب لگے ہوئے تھے۔ گوپی ناتھ صاحب کا یہ اصول تھا کہ سناتن سبھا والے ویدوں شاستروں اور پورانوں کو سبکو ایک جیسا مانتے ہیں۔ ادھر آریہ سماج کی یہ پوزیشن تھی کہ وید (رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو) ہی سوتہ پرمان ہیں۔ آریہ سماج کی طرف سے پہلے ہی نے

یہ کہا کہ چونکہ ہمارے سناتنی پنڈت ویدوں اور پرانوں سب کو ایک جیسا مانتے ہیں
اور ہم صرف ویدوں کو سوتہ پرمان مانتے ہیں تو ثابت ہے کہ وید کو دونوں ماننے والے ہیں
اب بحث چونکہ مورتی پوجا پر ہے - اسواسطے وید میں سے اسکو سدھ کیا جاوے - اور اگر
وید میں نہیں ہے تو سناتنی پنڈت پہلے اسبات کو سویکار کریں - کہ رگ - یجو - سام اور
اتھرو میں تو مورتی پوجا نہیں ہے - دوسرے گرنتھوں میں ہے - کیونکہ اول بحث وید
پر ہے - اسپر تو ہمارے کشمیری لسان گھبرائے اور لگے اِدھر اُدھر کی گپ ہانکنے - کیونکہ
اُن کے دل میں گھمنڈ تھا - کہ روپڑ شہر میں بھی وہ اپنی طبعزاد گالیوں اور پھکے چھڑے
لفظوں سے کام نکال لیں گے - غرض تنگ آ گئے اور لگے آریہ سماج کو کوسنے - جب یہ حالت
دیکھی کہ انہوں نے فضول تقریر میں ایک گھنٹہ ٹالدیا - اور باقی صرف آدھ گھنٹہ رہ گیا
تو شریمان پنڈت گردھاری لال جی اُٹھے - اور انہوں نے ویدوں کے پرمانوں سے سدھ کیا
کہ مورتی پوجا وید میں نہیں بلکہ اسکو کرنا پاپ ہے - نیز انہوں نے فرمایا کہ وید میں مورتی
پوجا کا نشیدھ ہے - سناتنی پنڈت اِن منتروں کا کھنڈن کریں - اور اگر کوئی مورتی پوجا
کا منتر وہ اپنی طرف سے پیش کریں گے تو وید میں اجتماع ضدین ہو جاویگا - جو بڑا بھاری
دوش ہے - اور خوب ہی سنسکرت بولے - اب تو پنڈت گوپی ناتھ صاحب گھبرائے اور اپنے
منہ سے کہہ اُٹھے - کہ میں سنسکرت کا ودوان نہیں - اور نہ ہی ہم پتھر پوجنے والے ہیں - یہہ
کہنا ہی تھا - کہ لوگوں کو نتیجہ ہو گیا - کہ وید میں مورتی پوجا نہیں - اسپر شریمان پنڈت
گردھاری لال جی نے پھر تو خوب ہی کہا کہ لوگوں کو آج تک دھوکا کیوں دے رہے
تھے - اسپر تو گوپی ناتھ صاحب کے رہے سہے حواس بھی اُڑتے - آخرش ایک کشمیری
چال چلے - کہ پہلے وید کو سوتہ پرمان سدھ کرو - اس کے جواب میں ہمنے لوگوں کو بتلایا
کہ اسوقت ہمارا حق سوال کرنے کا ہے - کیونکہ ہم انکی سبھا میں آئے ہیں - علاوہ ازیں
ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب مورتی پوجا پر بحث ہوتی رہی - اب ہر طرح سے پھنسکر پنڈت
گوپی ناتھ صاحب آپ لوگوں کو ٹالمٹولے میں ڈالتے ہیں - اگر مورتی پوجا وید
میں ہے تو کیوں نہیں ثابت کرتے - غرضیکہ جسوقت وہ عین نرغہ میں آگئے تو انکی
طرف سے ایک دفعہ ہی اس قسم کی ہلچل مچی - کہ کل سبھا برخاست ہو گئی - یہ لوگ جب پھنستے

ہیں تو ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ بعد ازاں آریہ لوگ خوب بازار میں بھجن گاتے اور مختلف موقعوں پر لکچر دیتے سماج مندر میں آئے۔ لوگوں کو نشچہ ہوگیا کہ وید میں مورتی پوجا نہیں ؏

راقم سومناتھ منتری آریہ سماج ردپڑ

از اخبار ست دھرم پرچارک ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

صفحہ ۹ ء

سناتن ویدک دھرم کی جے

پریہ پاٹھک گن! آپ سے بچھڑے ہوئے مجھے نو مہینوں سے زیادہ کا عرصہ ہوچکا۔ گو اس عرصہ میں کبھی کبھی اپنی آواز آپکے کانوں میں پہونچانے کی کوشش کرتا رہا۔ تاہم جب بے تکلفی سے کہ پہلے ملا کرتے تھے۔ وہ بات نہیں رہی تھی۔ اس دوران میں جو بھائی میری پرتی ندھی بن کر آپ کو ویدک دہرم کا سندیس پہونچاتے رہے ہیں۔ میں اُن کا دھنیہ واد ادا کرتا ہوں۔ لیکن ان میں سے بھی مجھے اپنے دہرم پریہ عزیز۔ مہاشہ فقیر چند ودیارتھی جی کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے کہ بڑی محنت اور پریم کے سچے بھاؤ سے میرے جاکر میرے فرض کا بوجھ اپنے کندھے پر لیکر اُسے پورا کرنے کی کوشش کی ؏

از اخبار ست دہرم پرچارک جلندہر ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۰ء

صفحہ ۹ ء

بھارت ماتاؤں کو ودیاواں بناؤ

ماتا کا اپنی سنتانوں پر جیسا زبردست اثر پڑتا ہے ویسا اور کسی کا نہیں۔ انگلستان اور یوروپ کے اتہاس میں سینکڑوں ایسی مثلیں ملتے ہیں۔ جہاں ماتا کے غیر معمولی اثر نے سنتان کو غیر معمولی شکتیوں سے شکتیمان بنا دیا۔ حال میں ہی کاشی کے "سودرشن" نامی میگزین میں پرسیدہ تیلنگ سوامی کا جیون برتانت چھپا ہے۔ اُسکے دوران میں ظاہر کیا گیا ہے کہ

تیلنگ سوامی کو ایشور پراپتا اور یوگ میں رُچی دلانے والی اُنکی ماتا ہتیں **سُود رشن**
لکھتا ہے "اِن کی ماتا ودیاوتی دلکش بُدھی متی (عجیب عقلمند) تھیں۔ پتا کی مرتیو کے انتر
(بعد) یہ ماتا کے پاس وِدّیا پڑھنے لگے۔ کہتے ہیں کہ اِن کی ماتا **بڑی پنڈتا** تھیں۔ اور
یوگ کریا میں بھی پُنن تھیں۔ اپنے ہونہار پُتر کو اُس نے اور اور شاستروں کے
ساتھ کچھ کچھ یوگ شاستر کی بھی شِکھشا دی تھی۔ ماتا نے جو اِس سمہ ان کے ہردیہ کشیتر
میں یوگ کا بیج روپن کر دیا تھا۔ پیچھے وہی سینچا جانے پر برکانڈ برکش کے آکار میں پرنِرت
ہو گیا تھا۔ . . . . تیلنگ سوامی کی ماتا سے اُنہیں سنیاسی ہونیکا اُپدیش ملا تھا
کہ نہیں۔ یہ نہیں جانا گیا۔ پرنتو اسمیں سندیہہ نہیں کہ ایکی اچھیا بھی یہ نہ تھی کہ اُنکا پریہ پُتر
سنسار کی دلدل میں پاؤں پھنسائے۔ کیونکہ ان کے پتانے کئی بار بدھوں کے ازدواج سے
وواہ کا پرشاد کیا تھا۔ پر ماتا آج کل کر کے ٹالتی گئی" بیان کیا گیا ہے کہ ماں کے مرنے
پر جس جگہہ اُس کا انتیشٹی سنسکار ہوا تھا۔ اُسجگہہ تیلنگ سوامی نے کُٹیا بنا کر یوگابھیاس
کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسطرح کے سینکڑوں درشٹانت تلاش کرنے سے شاید بھارت ورش
کی اس گری ہوئی دشا میں بھی مل سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ شاستروں میں ہر جگہ ماتا کا نام
سب سے پہلے آتا ہے۔ چھاندوگیہ اُپنشد میں پوجنیہ دیوتوں کے شمار میں پہلا نام ماتا کا ہے
منو نے پِتا وغیرہ سب سے بڑھکر ماتا کی عزت کرنا لکھا ہے۔ لیکن کیا ہمارے سودیشی بھائی
اِس ماتری گورو کو سمجھ رہے ہیں۔ سادھارن پُرشوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ آریہ پُرش بھی
اب تک یہ نہیں سمجھے کہ جب تک ماتائیں وِدوشی نہ ہونگی تب تک ہمارا اُدھار ہونا کٹھن ہے
اگر سمجھتے تو کیا کنیا مہاوِدیالہ کی یہی دشا رہتی۔ جو اسوقت دکھائی دیتی ہے۔ اور کیا کنیا
پاٹھ شالاؤں کے ساتھ وہی برتاؤ ہوتا جو اسوقت ہو رہا ہے۔ بھائی دیوراج کے لگاتار
جگانے کے باوجود افسوس کہ آریہ بھائی اُسی طرح سوئے پڑے ہیں۔ ہمارے گھروں میں
گیتسوں کا ناس ہو رہا ہے۔ کیونکہ ماتائیں جڑ بنی رہتی ہیں۔ اگر سچ مچ اِس بھومی کو
از سرِ نو دیوتاؤں کا استھان بنانا چاہتے ہیں۔ تو بھارت ماتاؤ رکھو دیویاں بناؤ ۔

برسوالات جرح - ذریرچند ایک گاؤں میں علیحدہ رہتا ہے۔ مطبع میں نہیں رہتا وہ گاؤں دو تین
کرم کے فاصلہ پر ہے۔ اسکو پرتی ندھی سبھا سے تنخواہ ملتی ہے ۔ وہ اخبار کے لئے مضامین بھیجا کرتا

ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ سال میں کتنی بار بھیجتا ہے۔ لبھو رام محاسب ہے۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ مینی اُس کا نام کبھی اسسٹنٹ مینجر کی حیثیت سے لکھا ہو۔ آریہ مسافر میگزین بھی اُسی مطبع میں چھپتا ہے۔ اُسکا ایڈیٹر وزیر چند ہے۔ لالہ منشی رام کا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں جملہ نامہ نگاروں کی تحریروں کو پہچان نہیں سکتا ہوں۔ بعض حالتوں میں مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے۔ کہ اصل یا نقل میرے پاس بھیجی جاتی ہیں۔

بیان ثانی نہیں ہوا۔

گواہ نے سُنکر صحیح تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

گواہ صفائی ملزمان نمبر ۴

رام داس- ولد چند و لعل۔ کھتری۔ عمر ۲۰ برس ساکن بجواڑہ ضلع ہوشیار پور۔ **باقرار صالح**

۲۰ - جون سنہ ۱۹۰۰ء کے ست دھرم پرچارک کے مضمون کا ترجمہ میں نے کیا ہے۔ وہ یہہ دستاویز D. 93 ہے۔ جملہ دستاویزات D نمبر ۴ و ۷ و ۹ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۶ و ۲۸ و ۳۰ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۶ و ۳۸ و ۴۱ و ۴۳ و ۴۶ و ۴۹ و ۵۱ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۷ و ۵۹ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۴ و ۶۶ و ۶۸ و ۷۰ و ۸۰ و ۸۲ و ۸۴ کو میں نے ترجمہ کیا ہے اور مطبع میں پروف بھی میں نے ہی دیکھے تھے۔ وے انہیں مضامین کے ترجمہ ہیں۔ جن کے کہ وے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سب صحیح ترجمے ہیں۔ چھاپے کی چند ایک غلطیوں کو میں نے درست کر دیا ہے۔

برسوالات جرح جواب دیا۔ میں نے ایف اے کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ اور بی اے تک پڑھا ہی۔ لیکن امتحان میں داخل نہیں ہوا تھا۔ میں جلندھر چھاؤنی آریہ سماج کا ممبر ہوں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ (آریہ سماج کی) دو پارٹیاں ہیں۔ مہاتما اور کلچرڈ میں مہاتما پارٹی کی طرف ہوں جس کے لالہ منشی رام لالہ رام بھجدت اور لالہ روشن لعل ممبران ہیں۔ میں دو تین برسوں سے ممبر ہوں (سرکاری طور پر مجھے ترجمہ کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ از بیان اردو) لیکھرام کے مرنے پر دونوں پارٹیوں کی صُلح ہو گئی تھی۔ لیکن بعد میں پھر علیحدہ علیحدہ ہو گئے باکرہ بیوگان کے بیاہ کی اجازت ہے۔ مگر دوسری کی نہیں۔ جو مرد بیاہ کے بعد اپنی بیوی

کی مقاربت حاصل کر چکے ہیں۔ اگر انکی بیویاں مرجائیں تو وے عقد ثانی نہیں کر سکتے۔ لبشرطیکہ وے تین اعلیٰ ورنوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ لیکن دیگر ورنوں میں وے بیاہ کر سکتے ہیں۔ آریہ لوگ اپنے تئیں ہندو نہیں سمجھتے۔ اور اپنے آپکو سناتنی ہندوؤں سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ وے خاص حالات میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ کھا سکتے ہیں۔ لیکن چماروں کے ساتھ نہیں۔ جو کہ چمڑے کا کام کرتے ہیں۔ میں عموماً مسلمانوں کے ساتھ نہیں کھاتا ہوں۔ لیکن ایک مرتبہ اس طرح کھایا ہے۔ میں نے چمار کے ہاتھ سے کبھی نہیں کھایا۔ میں نے ایک مرتبہ ایک رہتیہ کے ہاتھ سے کھایا ہے۔ جو آریہ تھا (نیوگ کرنا آریوں میں جائز ہے۔ نیوگ سے مراد ہے۔ براہمن۔ کشتریہ۔ ولیشیہ۔ میں سے کسی کی عورت مرجاوے۔ اور بے اولاد ہو تو اولاً اُسے مجرد رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور کسی کا لڑکا گود میں لے لینا چاہئے۔ لیکن اگر بالکل ہی اُس سے نہ رہا جاوے۔ اور نسل کا خاتمہ ہوتا ہو۔ تو ایسی حالت میں کسی اور ایسے حالات والے آدمی یا عورت سے شاستر کے قاعدہ کے مطابق مجامعت کر کے دو ایک اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ میں جالندھر چھاونی میں کالی باڑی میں رہتا ہوں۔ سبھا کے مکان میں نہیں رہتا۔ از بیان اردو)

گواہ نے سنکر درست تسلیم کیا — دستخط حاکم

وکیل ملزم پنڈت گوپی ناتھ پر مزید جرح کی اجازت مانگتا ہے۔ گوپی ناتھ کا وکیل عذر کرتا ہے۔ اور اس لئے میں مجبوراً درخواست کو نامنظور کرتا ہوں۔

دستخط حاکم

ترجمہ بیان گواہ ملزمان نمبر ۵

کریم بخش کشمیری عمر ۳۷ سال کلرک آفس صاحب اگزامنر پبلک ورکس اکاؤنٹ آفس لاہور۔

باقرار صالح

میں پنڈت گوپی ناتھ صاحب کو جانتا ہوں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ میں انہیں سنہ ۱۸۸۷ء

یاسنہ ۱۸۷۸ء سے جانتا ہوں۔ ہم اُسی سکول (گورنمنٹ سکول) میں پڑھتے تھے۔ سنہ ۱۸۷۹ء یا سنہ ۱۸۸۰ء میں میں نے (سکول) چھوڑ دیا۔ اور تب میں ریاست جموں میں ملازم ہوگیا میں دیوان امرناتھ حال گورنر جموں کا اُستاد ایک سال تک رہا۔ اور پھر لاہور واپس آگیا سنہ ۱۸۸۲ء کی دوستی آج تک بدستور جاری ہے۔ سکول میں پنڈت گوپی ناتھ کا میں گاڑھا دوست تھا خصوصیت کے ساتھ۔ گوپی ناتھ میرے مکان پر آیا کرتا تھا۔ اور ہم ایک دوسرے کی ماں اور بہن کو اپنی ماں بہن سمجھا کرتے تھے۔ میں اُسکی (مستغیث کی) ماں کو پیار کرتا تھا۔ اور وہ مجھے کھلایا کرتی تھی ——————— اور میں گوپی ناتھ کو اپنے گھر پر کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اور وہ میرا کھانا کھاتا تھا۔ ہم اکٹھے سیر کو جایا کرتے تھے۔ اور جو کچھ ہم کھاتے تھے۔ اُسکی قیمت کبھی وہ دیتا تھا اور کبھی میں دیتا تھا۔ وہ بازار کی خرید کی ہوئی چیزیں اکثر کھاتا تھا۔ دوست اکٹھے ملا کرتے تھے۔ اور خرچ کے لئے چندہ کرلیا کرتے تھے۔ عورتیں بھی ناچنے کے لئے موجود ہوتی تھیں۔ اور گوپی ناتھ کے لئے اور میرے لئے بلائی جاتی تھیں۔ گوپی ناتھ رنڈیاں رکھا کرتا تھا۔ برکت جان۔ منی جان۔ نازو۔ موتی جان آخری گوپی ناتھ کی منظور نظر تھی۔ اِس قسم کی کارروائی سنہ ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء تک جاری رہی ایک سال ہوا گوپی ناتھ نے مجھے کہا تھا کہ اُس کا تعلق انارکلی کی ایک بیوہ دن عورت سے ہے۔ پرسوں رات کو بھی وہ میرے مکان پر مع پنڈت بالکشن کے آیا۔ اور اُس سے دو تین دن پیشتر بھی (آیا تھا) پوسٹکارڈ (دستاویز حرف D 94) مجھے پنڈت گوپی ناتھ نے بھیجا تھا۔ دستاویز D 95 بھی مجھے پنڈت گوپی ناتھ نے بھیجا تھا

(ترجمہ دستاویز D 95)

اخبار عام آفس " " " " " " " " " " " "

۱۳-مئی سنہ ۹۲ " " " " " " " " " " "

میرے پیارے کریم بخش جی۔

مجھے آپ بہت عرصہ سے نہیں ملے۔ میں نہیں جانتا کیا وجہ ہے۔ جس دن کا اقرار تھا۔ اُس دن بھی میں نے بہت عرصہ تک آپ کا انتظار کیا تھا لیکن آپ

تشریف نہیں لائے - براہ مہربانی اطلاع دیجیئے کہ آپکا مزاج کیسا ہے - میں نے ملتان اور شکارپور کو خطوط بھیجے ہیں - اور جواب آپکے پتہ سے منگائے ہیں - اگر آپکے پاس پہونچیں تو مجھے مطلع کریں ۔

جی این

اس میں جن خطوط کا ذکر ہے - اُن سے مراد رنڈیوں کے خطوط سے ہے - جنہوں نے کہ میری معرفت گوپی ناتھ کو جواب دینا تھا - اسکی تاریخ سنہ ۱۹۰۲ء ہے - یہ خط دستاویز D 96 بھی مجھے بھیجا گیا تھا - یہ موتی رام کی طرف سے ہے (مطلب موتی جان) گوپی ناتھ کے لیئے

نقل دستاویز D96

لفافہ ہذا خاص شہر لاہور - طویلہ شاہنواز پاس کریم بخش کے پہونچکر پنڈت گوپی ناتھ کو ملے -
مرسلہ موتی رام از کراچی Lahore

(نوٹ) اس جگہ کراچی کی ۲۷ - دسمبر ۱۹۰۲ء اور لاہور کی ۲۹ - دسمبر ۱۹۰۲ء کی مہریں ہیں ۔

مضمون خط

سدا تندرست اور سلامت رہیئے
سلامت رہیئے جی سلامت رہیئے
مشفق لکھوں شفیق لکھوں دلربا لکھوں
مدت سے سوچتی ہوں کہ القاب کیا لکھوں

میری جان - میرے پیارے میں تجھ پہ ہوں قربان - تیری قربت حق سے مطلوب ہے - تیری محبت سے بہرحال حالت بہرحال حالت تیری خوب ہے زبان ایک اور ایک کلام نکہ تجھکو معلوم بعد از سلام -

گذرتا ہے جیسا قلق میری جاں
لکھوں کیا قلم کی ہے قاصر زبان
ہیں دن رات رہتی ہوں تیرے دھیان میں
نہ ہے جان میری گویا جان میں

نہیں ہوتا تیرے دل کو اثر
کہ ہوتی دل کو تو دل کی خبر
لاہور میں تیرا گذارہ ہوا
میرا دل جدائی سے پارہ ہوا
تیری جدائی کس کو منظور ہے
زمیں سخت اور آسماں دور ہے
خط تو میں نے روانہ کیا
تسلی کی خاطر بہانہ کیا
تصور تیرا مجھکو دن رات ہے
کہ المکتوب الہ نصف ملاقات ہے

جناب عالی - یہ کیا وجہ کہ اس کنیز نے پہلے ایک قطعہ خط خدمت اقدس میں روانہ کیا - مگر جواب سے محروم ہوں - میرے خیال یہ اور آپکے خیال یہ - افسوس صد افسوس میری حالت یہ کہ میں کہ لگنے سے بھی عاجز ہوں - شعر

وہ کب خاطر میں لاتا ہے میرے آزردہ ہونیکو
یہ سن رکھا ہے ظالم نے پہنا دل کب نکلتا ہے

میرے پیارے - میری حالت آپکی جدائی میں بالکل ابتر ہے - اور مانند مچھلی بن آب کے تڑپتی ہوں - مگر خیریت -

یہ میری جان یہ یاد رکھنا اور اس میری عرض کو خوب خیال رکھنا - شعر

تیرے ہی دل کی قسم ہے اے یار مرجائینگے ہم
سر کو اپنے در تیرے سے مار مرجائیں گے ہم

مجھکو میری جان ہمیشہ دھوکہ دیتے ہو - شعر جانتے ہو آپ سادم بازی جان بازوں کی بھی دم سے سمجھا جاؤ گے - جب اپنا دم دیدیں گے ہم میری حضور میری کو دن رات آپکے خیال میں اسقدر دھیان رہتا ہے - ایک ایک دن اور ایک ایک رات سال سال کا گذرتا ہے - شعر

شب دردِ غم یوں بسر ہوگئی ہے
تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی ہے

دیگر

کسی کی شبِ وصل سوتے کٹی ہے
کسی کی شبِ ہجر روتے کٹی ہے
ہماری یہ شب ہے کیسی خدایا
نہ روتے کٹے ہے نہ سوتے کٹے ہے

برائے مہربانی اگر روزمرہ خط نہیں تحریر کر سکتے۔ تو ہفتہ وار روانہ کیا کریں تاکہ اِس دل بے کس کو اطمینان رہے۔ شعر

خط وکتابت کا چرچہ رہے گا
تو دل میرا پرچے سے پرچا رہیگا

دیگر جو آپ نے ارقام فرمایا تھا۔ کہ تم کب تک آؤ گی۔ سو جناب من عرصہ ایک ماہ تک قدمبوس ہوں گی۔ بخدمت میاں کریم بخش سلام برسد۔
از طرف پیاری جان و مینا و شامجان و تاج بیگم و محبوب سلطان و خانم سلام برسد۔
و از طرف والدہ صاحبہ پیار۔ و از طرف گاموں دست بستہ والسلام۔
جواب جلدی روانہ کریں ٭

الراقم موتی جان از کراچی شہر
صیغہ مخدلت

کاغذ پھٹا ہوا ہے

اور اپنا پختہ لکھنا۔ اور دروازہ کا پتہ لکھو۔

بر صفحہ دوم

جدائی آتش تیز است میسوزد دلم جاں را
خدا ہرگز نصیب کس نسازد داغِ ہجراں را

میری جان میرا خیال آپکی مفارقت سے بالکل پریشان رہتا ہے - اور دل اوداس
وہ کون دن خدا نصیب کرے گا - کہ آپکا دیدار نصیب ہو گا -
اور آپکی چہاتی سے چہاتی لگاؤنگی - شعر

میرا دل درد کرتا ہے شتابی کچھ دوا بھیجو
دوائے پرزہ کاغذ - اوپر صورت لکہا بھیجو

قصہ میرے حال زار کا طویل ہے - اور دل جدائی آپکی سے ازبس علیل ہے
جس کا بیان صفحۂ قرطاس پر آنا محال ہے - اسلئے ختم کرتی ہوں - والسلام

الراقم
موتی رام

" واضح ہو کہ حسب گفتہ نویسندہ لکہا گیا ہے - مکتوب برائے مہربانی کاتب پر نظر عفہ نہ فرماویں " ۔

یہہ D 97 میرے پاس پنڈت گوپی ناتہہ نے بہیجا تہا - جس محمد بخش کی طرف اشارہ ہے وہ ایک کلرک ہے - یہ سناتن دہرم سبہا ملتان شہر سے ۲۲ - جولائی کو بہیجا گیا تہا -

ترجمہ دستاویز D 97

معرفت سناتن دہرم سبہا ملتان شہر
۲۲ - جولائی سنہ ۱۸۹۱ ع

میرے پیارے کریم بخش جی -

میں یہاں آج صبح کو پہونچا - اور امید کرتا ہوں کہ اگلے اتوار یا سوموار کو لاہور پہونچونگا - جسکی کہ میں آپکو اطلاع دونگا - کل میں امید کرتا ہوں - کہ کچھ روپیہ تمہیں بیٹھک وغیرہ کرایہ پہ لینے کے لئے بہیجوں گا - اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپکی مہربانی سے میں پہونچتے ہی اپنے مقصد کے حصول کرنے میں کامیاب ہونگا
آپکو اور محمد بخش کو سلام

آپ کا صادق
پنڈت گوپی ناتھ

یہ 98 D میرا لکھا ہوا ہے - دوسری طرف پنڈت گوپی ناتھ کے دستخط ہیں - میں نے اپنا خط پہلے لکھا - اور اسکی (گوپی ناتھ کی) تحریر جواب میں ہے -

نقل دستاویز 98 D

ڈیر گوپی ناتھ صاحب -

چونکہ میں گھر پر نہ تھا - اس لئے ملاقات سے محروم رہا - لیکن پیغام (Understood) کو سمجھ لیا تھا - تاہم مفصلہ ذیل باتوں کا جواب جلدی روانہ کرئے -

(۱) مکان معشوقہ پر رہو گے یا اسکو اپنے پر بلوایا جاوے - تیاری مقدم ہے -

(۲) وسکی شراب کی ایک بوتل ہو یا نصف ½ تم دونوں کے لئے کافی ہوگی -

(۳) کباب (Beef) ہوں یا (Mutton) (مراد اس سے) اسے سابق جلسہ میں (Beef) جو تیار کرائے گئے تھے - مجھ کو بہاتے نہیں - البتہ آپ کو وہی زیادہ مرغوب ہیں - لیکن اس جلسے میں موتونی کباب ہی مناسب ہے -

جن گوپین
15/1/93

مگر مکان کی نسبت رائے قطعاً دیجئے - چندہ ماہوار معلوم - برابر ادا کر اسکو - تو وہ کرایہ پر ایک لے سکتا ہوں - کیونکہ میں تنہا لینا نامناسب خیال کرتا ہوں -

کسمر
15/1/93

پشت خط

جواب نمبر (۱)

(۱) مکان چاہئے اسکا ہو یا اپنا - بالکل آپکی ناموں پر مدار ہے - جہاں گذرا گ

کم۔ اور حفاظت زیادہ وہی مناسب ہے۔ آج کے لئے بالکل طیار خود کو سمجھتا ہوں۔
جواب نمبر ۲ کا ۱/۲ نصف کافی ہے۔
دودھ بادام۔ پھل وغیرہ کا بندوبست **کافی** ہوگا۔
(smoke) کا بھی۔

چندہ ماہوار مجھے بالکل منظور ہے۔ یہ تو واقعات پر مبنی رہے گا۔ میں مکان کو کب اور کتنے عرصہ پر استعمال کرنے کا موقعہ پاؤں۔ لیکن چندہ میں ہرگز توقف نہ ہوگا۔ یقین جانئے میں کبھی نہیں نقصان نہ آنے دونگا۔

نیازمند
31/5/1893

پیغام سے مراد اُس قسم کے جلسے سے ہے۔ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ whisky وہسکی سب حاضرین کے لئے تھی۔ مجھے خوف تھا کہ وہ (گوپی ناتھ) اپنا حصہ ادا نہیں کرے گا۔ یہ تارخبر 99 D میرے دستخطی ہے۔

دستاویز 99 D

نقل تارخبر

(ازجانب) کریم بخش۔ لاہور شہر۔ بنام گوپی ناتھ۔ ہرکی پوڑی۔ ہردوار۔

پرائیوٹ ڈلیورد

Can you keep twenty a month
reply sharp K. B. 11/8/92

(ترجمہ) کیا تم بیس روپیہ ماہوار پر رکھ سکتے ہو۔ جواب فوراً دو۔

میں نے اِسے یا اسکی نقل بھیجی تھی۔ پنڈت گوپی ناتھ گنگاجی پر تھے۔ اِس کا اشارہ ایک طوائف بیس روپیہ ماہوار پر نوکر رکھنے کی طرف ہے۔ دستاویزات ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ سب گوپی ناتھ کے دستخطی ہیں۔ پہلے پہل گوپی ناتھ کا گھر معمولی تھا۔ جیسا کہ غریب آدمیوں کا ہوتا ہے۔ جس گھر میں وہ رہتا تھا اُس کا کرایہ ۶ یا ۱۲ ماہوار تھا۔ مجھے گوپی ناتھ سے معلوم ہوا کہ اُسے مہاراجہ کشمیر سے روپیہ ملا تہا۔ اُسنے اخراجات کے لئے پندرہ ہزار روپیہ حاصل کیا۔ مجھے یہ اُسکے باپ سے معلوم ہوا تھا۔ میں نے ایک جیبی گھڑی بھی دیکھی تھی جسے وہ کہتا تہا۔ کہ اُسنے مہاراجہ پونچھ سے حاصل کی ہے۔ وہ کہتا تہا۔ کہ وہ ایک ہزار یا دو ہزار روپیوں کی قیمت کی ہے۔ وہ کہتا تہا کہ اخبار والا ہونے کی وجہ سے اُس سے لوگ خوف کھاتے ہیں۔ اور اُسے اِس قسم کے انعام دیتے ہیں۔ اُس نے اخبار کوہ نور کے بر خلاف مقدمہ کیا تہا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ کے برخلاف بھی۔ وہ (گوپی ناتھ) ایک مرتبہ میرے پاس آیا اور مجھے اپنے مکان پر لے گیا۔ اُسنے کہا کہ وہ کوہ نور کے مقدمہ میں میری مدد چاہتا ہے۔ کیونکہ اِس (اخبار) نے اُس کا ایک خط دیوان لچھمن داس کے نام کا چھاپ دیا تھا اور وہ اُس خط کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے کہا تھا۔ کہ میں نے نتھو رام ایڈیٹر کوہ نور سے خط حاصل کرنیکی کوشش کی۔ اور دوسو روپیہ دے رہا لیکن کامیاب نہوا۔ اُس نے مجھے کہا کہ میں کسی طرح وہ خط حاصل کر دوں۔ اُسے کہا ہفتہ کے دن نتھو رام خط لے کر کسی دوست کو دکھانے کے لئے بازار سے گزرتا ہے۔ اور اُس نے صلاح دی کہ اس (نتھو رام) سے جبراً وہ خط چھین لیا جاوے۔ میں نے کہا کہ میں ایسا کام نہیں کر سکتا۔

گوپی ناتھ کو وہ خط اُسوقت نہ ملا۔ جب سول ملٹری گزٹ کا مقدمہ کلکتہ میں ہوا وہ اُس خط کے ظاہر ہونے سے خائف رہا۔ اُسنے مجھ سے کہا کہ اُسنے ایک مضمون دیوان لچھمن داس گورنر کشمیر کے برخلاف لکھا تھا۔ اور پھر پرائیویٹ طور پر یہ خط لکھا تھا۔ جس میں یہ واقعہ ظاہر کرکے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر مالی مدد مل گئی۔ تو مضمون نہ چھاپوں گا۔ اِس لئے وہ عدالت میں خط کے پیش ہونے پر، پردہ فاش ہونے سے ڈرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے مجھ سے کہا کہ اُس نے خط حاصل کر لیا ہے۔ اُس نے کہا کہ منشی ہرسکھ رائے مالک اخبار کوہ نور مر گئے ہیں۔ اور ایک بیٹا لڑکا جگت نرائن چھوڑ گئے ہیں۔ اور کہ وہ یہ جگت نرائن کے گھر گیا۔ اور سو یا دوسو روپیہ خط

کے لئے پیش کیا۔ یہ کہہ کر کہ تمہارا مقدمہ تو ہو چکا ہے۔ جگت نرائن نے مان لیا۔ اور خط لانے کے لئے چلا گیا۔ اور لے آیا۔ گوپی ناتھ نے یہ دیکھنے کے لئے لے لیا۔ کہ آیا اصلی خط ہے یا نہیں اور پھر اُسے نگل لیا۔ جگت نرائن اُسے (جوتوں سے) مارتا رہا لیکن یہ بھاگ آیا۔ اور روپیہ بھی نہ دیا گنپت رائے کی نوٹوں کی چوری میں بھی گوپی ناتھ کی تلاشی ہوئی تھی۔ یہ راز میں نہیں معلوم کر سکا کہ اخبار عام کا ایڈیٹر کون ہے۔ اس (گوپی ناتھ) نے مجھ سے مانا تھا۔ کہ وہ اس میں مضامین لکھتا ہے۔ سخت اور گندے گالیوں والے اُسکے ہوا کرتے ہیں۔ اُسنے مجھ سے کہا تھا۔ کہ ہریدوار میں گورنمنٹ کے برخلاف ایک تحریک کے متعلق جانے کے لئے بھی اُسے روپیہ ملا تھا۔ میں ہمیشہ گوپی ناتھ کا اعتبار نہیں کرتا۔ وہ عموماً روپیہ کے معاملہ میں جھوٹھ بولدیتا ہے۔ اُسنے مجھ سے کہا تھا۔ کہ اس دُنیا میں روپیہ مکاری سے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اُسنے اسوقت کہا تھا جبکہ اُسنے مجھ سے کہا کہ لوگ اُسے نیک اور عزت دار ہندو سمجھتے ہیں۔

رام رام جپنا۔ اور دل کا مال سمجھنا اپنا۔ (یہ مثال حسب حال بتلاتا تھا)

بعض اوقات جب گوپی ناتھ دیگر سبھاؤں اور جلسوں میں جاتا تھا۔ تو اپنے ساتھ عورتیں لے جاتا تھا

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایک بھلامانس آدمی گوپی ناتھ کو رنڈ۔ اوباش اور چالاک کہہ سکتا ہے۔ گووند سہائے نے یہ خط دستاویز ۱۰۵ (D) مجھے بھیجا تھا۔

Akhbar-i Am
Managers Office
Lahore 199
Private

مشفقی مکرمی میاں کریم بخش صاحب

خدا گواہ ہے۔ اگر مجھے رات کی خفگی کا کوئی خیال دل میں ہو۔ آپنے جو کچھ کہا حق سے کہا۔ وہ وقت ہی ایسا تھا۔ اگر ایسی باتوں کا گلہ کیا جاوے تو راستی کے کیا معنی ہوئے آپنے ناحق اس معاملہ کو پھر یاد دلایا۔

چند دن کی بات ہے بعض ہو ہے کہ دونوں فیصل آج لیبل ڈاک بذریعہ ویلیو پے ایبل

پارسل دموہ کو ارسال کر دئے ہیں۔ باقی جو آپ واپس لے گئے ہیں۔ انکی اب کچھہ ضرورت نہیں ہے۔ شوق سے اُنہیں واپس کردیں۔ میں آپکی گفتگو کی تاثیر کا قایل ہوں۔ شکر کرتا ہوں کہ میرے مُنہ سے کوئی بات نہ نکلی اور کیسے نکل سکتی تھی۔ جبکہ دوستی کے حقوق کو سمجھتا ہوں۔ اور دوستوں کی باتیں کسی موقعہ پر کیسی ہی سخت کیوں نہ ہوں۔ ہر حال میں قابل تسلیم ہوا کرتی ہیں۔ اِسّے زیادہ کیا کہہ سکتا ہوں۔ اسمیں شُبہ نہیں کہ آپکی اسوقت کی بیتکلفانہ باتوں کو سُنکر میرا کلیجہ دہل گیا تھا۔ اب اس معاملہ کو براہِ خدا بھول جائیے گا۔ خدا گواہ ہے اگر مجھے رتی بھر بھی رنج اس کا ہو۔

شیک ہینڈ۔ یقین واثق ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ تک قیمت وہاں سے آجاوے بگی اور اسی وقت آپکو اطلاع بھیجا دیگی۔

آپ کا دوست
دستخط گوبند سہائے

برسوال عدالت گوپی ناتھ نے میری موجودگی میں (beef اگوشت گاؤ) کھایا ہے۔ کُل رنڈیاں جن کا میں نے نام لیا ہے مسلمانی ہتیں۔ وہ (گوپی ناتھ) اُن کے ساتھ ایک ہی رکیبی سے کھایا کرتا تھا۔

برسوالات جرح۔ یہ جملہ خطوط میرے پاس رہے۔ پھر سول ملٹری گزٹ کے مقابلہ پر مسٹر رٹیگن صاحب کو دکھلائے گئے۔ اُنکے بعد وہ میرے پاس سے گم ہوگئے۔ رٹیگن صاحب سے میں نے یہ واپس لے لیئے تھے۔ لیکن بعد معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوئے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے خود کسی کو نہیں دئے۔ میں نے مسٹر راٹیگن صاحب کے حق میں شہادت دینے سے انکار کیا تھا۔ کیونکہ معاملات کنفڈنشل تھے۔ اُنہوں (مسٹر راٹیگن صاحب) نے دیکھنے کے لیئے مانگے۔ اور میں نے انکار نہ کیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ملزمان کے ہاتھ میں یہ کیسے آئے گوپی ناتھ کے لیئے جو خط موتی جان نے میرے پاس بھیجا تھا۔ وہ گوپی ناتھ کو دکھلا دیا تھا۔ جو اُسے میرے پاس ہی چھوڑ گیا۔ گوپی ناتھ کا موتی جان کے نام والا خط میں اُس کے پاس سے گوپی ناتھ کی درخواست پر لایا تھا۔ کیونکہ اُس نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔ کہ وہ بازاری عورت کے ہاتھ میں رہے۔ D 98 میں گوپی ناتھ کی تحریر اور تاریخ ایک ہی سیاہی سے لکھی ہوئی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ تاریخ میری دستخطی ہے یا نہیں۔ نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرے خط کے نیچے تاریخ میرے

دستخطی ہے یا نہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کونے میں کٹا ہوا حصہ اُسی سیاہی سے ہے یا نہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے (Mutton) یا (beef) انگریزی میں کیوں لکھا میں نے یہ مسٹر راڈیگن کو دکھلانے کے لئے نہیں لکھا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے پاس اوّر بھی ایسے خطوط ہیں یا نہیں۔ جن کے دوسری طرف گوپی ناتھ کے دستخط ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ جگت نرائن زندہ ہے یا مر گیا۔ کل تک میں گوپی ناتھ کا دوست تھا۔ ہم ایک ہی قسم کے تھے اور ایک دوسرے کو دوست کہتے تھے۔

دستخط حاکم

حُکم

برائے بحث ۳۱۔ جولائی اور یکم اگست کے لئے ملتوی کیا جاوے۔

دستخط ایچ کلورٹ صاحب
بہادر سٹی مجسٹریٹ درجہ اول

بحث آخری ازجانب فریقین

واقعہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

نوٹ۔ گزشتہ تاریخ پیشی پر یعنی بتاریخ ۱۸۔ جولائی بعد خاتمہ شہادت فریقین یہہ امر طے قرار پایا تہا کہ چونکہ استغاثہ نے اپنی ابتدائی تقریر کا موقعہ خود بخود کہو دیا ہے۔ اس لئے ملزمان کا کونسل (مشیر قانونی) اپنی تقریر سے بحث شروع کرے گا اور مستغیث کا مشیر قانونی اپنی جوابی تقریر پر مقدمہ کا خاتمہ کرے گا۔ لیکن چونکہ ملزمان کیطرف سے کبہی بہی کسی امر پر عذر نہیں کیا گیا تہا۔ اس لئے مسٹر بیٹیمین صاحب ایڈووکیٹ کی درخواست پر انہیں عدالت کی طرف سے ابتدائی تقریر کی بہی اجازت دیگئی۔

حاضرین

پنڈت گوپی ناتہ مستغیث معہ اپنے مشیر قانونی مسٹر بیٹیمین صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور مولوی تاج الدین صاحب وکیل۔ اور (۱) لالہ منشی رام (۲) لالہ وزیر چند اور (۳) لالہ لبہی رام۔ ملزمان معہ لالہ روشن لعل بی۔ اے۔ در آیزاد بہگت رام بیرسٹران اور لالہ رام کشن و پنڈت رام بہجدت بی اے وکلاء چیف کورٹ

ابتدائی تقریر منجانب مسٹر چیٹرجی صاحب
کونسل استغاثہ

"گو اِس مقدمہ میں طے پاچکا ہے کہ ملزمان کا کونسل بحث کو شروع کرے گا۔ تاہم جناب کی اجازت سے میں ایک بڑے اہم معاملہ کی طرف جناب کی توجہ کھینچنا چاہتا ہوں۔ جو شہادت کہ اس مقدمہ کے اندر پیش کی گئی ہے اُنہیں سے بہت زیادہ حصہ بالکل متعلق مقدمہ کے نہیں رہے بلکہ جو شہادت مستغیث کے چال وچلن کی نسبت پیش کیگئی ہے۔ وہ ملزمان کے جُرم کو زیادہ تر سنگین کردیتی ہے۔ ملزمان نے نہ صرف اپنے اخبار میں ہی مستغیث کی توہین کی بلکہ اس عدالت میں اُس کے چالچلن کے برخلاف شہادتیں پیش کرکے اور جرح کے اندر اُسے سوالات پوچھکر اپنے آپکو زیادہ تر مستوجب سزا کا بنایا ہے۔ اس لئے میں امید رکھوں گا۔ کہ فریق ثانی کے فاضل کونسل حوالہ جات قانونی سے ثابت کرنیکی کوشش کریں گے۔ کہ کیونکر گوپی ناتھ مستغیث کا چالچلن اِس مقدمہ میں واقعہ متعلقہ ہوسکتا ہے" اس کے بعد مستغیث کے فاضل کونسل نے دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کے اصل مضمون کو پڑھکر عدالت کی توجہ اسطرف دلائی کہ صریحاً جُرم ملزمان کی نسبت ثابت ہے اور فرد جُرم اُنپر لگ چکی ہے۔ اور کہا "اس لئے جناب! میرا دعویٰ ہے کہ اگر ملزمان کے پاس کوئی حوالہ قانونی موجود نہیں ہے (جیساکہ امر واقعہ ہے) کہ کس طرح پر گوپی ناتھ کا چال وچلن اِس مقدمہ میں واقعہ متعلقہ ہے۔ تو کوئی بھی عذر ملزمان کا قابل سماعت نہیں ہے"

تقریر جوابی منجانب رائےزادہ بھگت رام صاحب
کونسل ملزمان

"میں فاضل کونسل استغاثہ کا مشکور ہوں کہ وہ امر جسکی نسبت کہ میں نے شائد اپنی تقریر کے

درمیانی حصہ میں ذکر کرتا تھا اور جبکہ شاید عدالت کی اُسقدر توجہ مبذول نہ ہوتی۔ جیسی کہ اب ہوسکیگی۔ صاف کردیا ہے۔ اور مجھے موقعہ دیا ہے کہ اس مقدمہ کے اصل تنازعہ کو عدالت کے روبرو رکھکر عدالت کی خاص توجہ اسکی طرف کھینچ سکوں لیکن قبل اس کے کہ میں اس حصہ مقدمہ پر بحث شروع کروں۔ ایک ابتدائی امر کا ذکر ضروری ہے۔

" اخبار ست دہرم پرچارک کے پرچہ جات جو بناء استغاثہ ہیں اُنکی اشاعت بمقام لاہور ثابت نہیں ہوئی۔ یہ امر ہماری طرف سے مسلمہ ہے کہ یہ پرچے ست دہرم پرچارک پریس سے شائع کئے گئے۔ لیکن اس امر پر ملزمان کا کوئی اقبال موجود نہیں ہے۔ کہ اُن کو لاہور میں شائع کیا گیا تھا۔ یہ امر واقعہ ہے۔ اور جناب نے دوران سوالات جرح میں ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کوئی بھی استغاثہ کا گواہ اِن خاص پرچوں کو شناخت نہیں کرسکا جس پرچہ پر کہ لاہور کی روانگی کی شہادت بصورت موہر ڈاکخانہ موجود ہے وہ گوپی ناتھ کو ایڈریس کیا گیا ہے یہی پرچہ مستغیث کے بھائی گوبند سہائے نے کھولا۔ اِسی کی طرف اُسنے اپنے بھائی کی توجہ دلائی اور یہی پرچہ عدالت کے اندر پیش کیا گیا ہے۔ پس جناب! میری گذارش ہے کہ محض اس ایک پرچہ کا لاہور میں پہونچنا میرے موکلوں کو لاہور میں قابل مواخذہ نہیں بناتا یہ ہردو پرچہ جات مستغیث کے نام بھیجے گئے تھے۔ لیکن جس کی توہین کی گئی ہو اُس شخص تک ہتک آمیز تحریر کا پہونچنا جرم ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک نہیں پہونچتا۔

" میری اس بحث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس عذر قانونی پر میرے موکل اپنی بریت کے خواستگار ہیں اور نہ ہی میرے موکلوں کی طرف سے اس عذر قانونی کے اُٹھانے کی مجھے ہدایت تھی۔ لیکن میں نے جناب کے روبرو اس امر کو اس لئے پیش کیا ہے۔ کہ یہہ صاف ہوجاوے کہ نکلنے کے لئے باوجود اس قانونی سوراخ کی موجودگی کے بھی میرے موکل جناب کا فیصلہ واقعات پر حاصل کرنے کے خواستگار ہیں۔

" واقعات پر آتے ہی سب سے پہلے حسب ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اول کیا الفاظ جنکی نسبت کہ استغاثہ ہے مستغیث کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں؟ دوم کیا یہ الفاظ ہتک آمیز ہیں؟ سوم۔ اگر ہتک آمیز ہیں تو کیا مستغیث کی اِن سے ہتک ہوتی ہے؟ اور چہارم آیا یہ الفاظ مستثنیات کے اندر آجاتے ہیں یا نہیں؟

"میرے موکلوں نے مستثنیات نمبر او ۳ و ۶ و ۹ کا عذر پیش کیا ہے۔"
اس کے بعد کونسل ملزمان نے فرد قرار داد جرم کو پڑھکر ہر ایک فقرے کی تشریح کر دی اور کہا:-

"یہ امر واقعہ ہے کہ یہ مضامین نیک نیتی سے فائدہ عامۂ خلائق کے لئے لکھے گئے تھے جناب ملاحظہ فرمائیں گے۔ کہ یہ مضامین جنکی تحریر سے ہمیں اقبال ہے۔ اور جن کا شائع کرنا بھی مقبول ہے۔ گوپی ناتھ کے چال وچلن پر اُنکی پرائیویٹ حیثیت سے نہیں حملہ کرتے بلکہ اول بحیثیت اڈیٹر ایک اخبار کے۔ پھر بحیثیت ممبر سناتن دہرم سبھا اور نیز بحیثیت سکرٹری اس انسٹیٹیوشن کے اور چہارم بحیثیت اُس آدمی کے جو کہ ہمارے اپنے چال وچلن پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اور برابر اپنے آپ کو ایک پبلک مین public man ظاہر کرتا رہا ہے۔ کوئی پبلک تحریک شروع ہو آپ گوپی ناتھ کا ہاتھ اُسمیں ضرور دیکھیں گے جوکہ اُسنے دستاویزی شہادت سے ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ وہ ۱۸۹۷ء کی قحط کمیٹی میں تھا۔"

اس کے بعد ملزمان کے کونسل نے اُن تمام پبلک تحریکوں کا ذکر کیا جنہیں اپنی شمولیت مستغیث نے اپنے گواہوں کے ذریعہ سے ثابت کرانے کی کوشش کی تھی اور کہا:-

"گوپی ناتھ نے ہمیں بتلایا ہے کہ اُسنے "سناتن دہرم گزٹ" کو ہندو مذہب کی حمایت اور دوسرے مذاہب کی نکتہ چینی کے لئے جاری کیا تھا۔ اُسنے ہمیں بتلایا ہے کہ اُسنے انڈین نیشنل کانگریس میں حصہ لیا ہے۔ اور وہ برابر اپنے آپ کو ہندو سوسائٹی کے ایک حصہ یعنی سناتن دہرمیوں کا لیڈر ظاہر کرتا رہا ہے۔ اندریں حالات میں گذارش کروں گا۔ کہ پنڈت گوپی ناتھ کی زندگی پبلک کے لئے بہت ہی بیش قیمت ہے۔ اور ہم سب کے لئے باعث دلچسپی ہے۔ عام اس سے کہ سناتنی ہندو ہوں یا آریہ اور خواہ پولیٹکل معاملات میں حصہ لینے والے ہوں ہم سب کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے۔ کہ یہ شخص جوکہ بڑے اونچے پایہ سے لوگوں پر نکتہ چینیاں جھاڑتا اور اُن کو گالیاں دیتا ہے۔ کون ہے؟ اور اُسکا چال وچلن کیسا ہے؟ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ہر خاص وعام خواہ ہندو ہوں یا غیر ہندو مستحق ہیں کہ گوپی ناتھ کے چال وچلن اور اُسکی عزت کی نسبت واقفیت

حاصل کریں۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک آدمی کی عزت ایک طرح کا کفالت المال ہے اور اُسپر حملہ نہیں ہونا چاہیئے بجز اس کے کہ ایسے حملہ کے لئے مضبوط وجوہات موجود ہوں۔ لیکن اگر ایسے حالات موجود ہوں۔ جنکی وجہ سے کہ ایک انسان کے چال وچلن کی نسبت پردہ پوشی ایک بڑی جماعت کو نقصان دہ ثابت ہوتی ہو تو میری گذارش ہے کہ اُس انسان کی پردہ دری کرنا قانون نے جائز قرار دیا ہے۔"

اس کے بعد فاضل ایڈووکیٹ نے اصل مضمون کو ہاتھ میں لیا جسکی بناء پر کہ پہلی فرد جرم لگائی گئی تھی اور ہر ایک فقرہ کو پڑھکر اُسکی تشریح کرنی شروع کی۔ اس طرح پر کُل مضمون کے فقروں کا باہمی رشتہ ایکدوسرے سے دکھلاکر اپنی تقریر کو پھر یوں شروع کیا:۔

قبل اس کے کہ جناب فرد جُرم کے حصہ اول پر غور کریں میری گذارش ہے کہ ملزمان کی جو پوزیشن آریہ سماج بھارت اسپر ضرور توجہ فرمائی جاوے۔ وزیر چند آریہ سماج کا ایک ممبر ہی نہیں ہے بلکہ آریہ سماج کا اپدیشک اور اُس کے ایک پرچہ کا ایڈیٹر بھی ہے لالہ منشی رام مالک اخبار ست دہرم پرچارک کی نسبت ظاہر ہوچکا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج کے ایک بڑے حصہ کا لیڈر سمجھا جاتا ہے۔ یہ امر اس بحث میں بڑا ضروری ہے۔ کیونکہ بلاشبہ ان لوگوں کا فرض تھا کہ وے آریہ سماج کی مخالف حملوں سے حفاظت کے لئے کوشش کرتے اور میں امید کرتا ہوں کہ اپنے فیصلہ میں مستثنیات کی نسبت بحث کرتے ہوئے جناب اس امر کا لحاظ رکھیں گے۔ بلاشبہ کچھ الفاظ سخت معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اُس سختی کی وجہ بھی مضمون سے ظاہر ہوجاتی ہے۔

"اب اس مضمون مندرجہ فرد جُرم حصہ اول میں سے گوپی ناتھ کا بیان ہے کہ سب سے سخت لائیبل اُس کے مخالف متعلقہ مضامین گنگا وکشی ہے۔ اور اس لئے میں سب سے پہلے اسی حصہ کی نسبت بحث شروع کرتا ہوں۔ اسکے متعلق وہ الفاظ جنکی بناء پر کہ میرے موکلوں پر فرد جرم لگائی گئی ہے حسب ذیل ہیں:۔

{ ہمیں یقین واثق ہے کہ سمجھدار ہندو پنڈت صاحب کے دم جھانسوں میں نہیں آئینگے کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی گنگا جہنی پنڈت صاحب ہیں جنہوں نے کہ مسلمانوں کو

خوش کرنے کے لئے گاؤکشی کے متعلق ہندو دہرم کے برخلاف مضمون لکھا تھا} اس مضمون کے متعلق ہمیں سب سے پہلے ثابت کرنا ہوگا۔کہ گاؤکشی کے متعلق کوئی مضامین لکھی گئی تھے۔گویا ایسی مضامین کی ہستی ثابت کرنی ہوگی۔ دوم ہمیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اُن کا لکھنے والا گوپی ناتھ ہے۔سوم یہ کہ وہ مضامین مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھے گئے تھے۔اور چہارم یہ کہ وہ ہندو مذہب کے برخلاف تھے۔ یہ چار امور ہیں جو ہمیں ثابت کرنے پڑیں گے۔

“ لیکن قبل اس کے کہ میں ان ہر چہار امور پر بحث شروع کردں میں جناب کی توجہ دفعہ ۵۲ تعزیرات ہند کی طرف دلاتا ہوں۔ اُس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

{جس امر کے کرنے یا باور کرنے میں کماحقہ لحاظ و توجہ عمل میں نہ آئے تو نہ کہا جائے گا کہ امر مذکور نیک نیتی سے کیا گیا یا نیک نیتی سے باور کیا گیا۔}

“ میں گذارش کرتا ہوں کہ جو کچھ لالہ وزیر چند نے اس مضمون پر لکھا وہ نیک نیتی سے باور کرکے لکھا گیا یعنی یہ کہ اُسکے باور کرنے میں کماحقہ لحاظ اور توجہ عمل میں آئے۔اس قانونی حوالہ کے علاوہ میں دو حوالہ جات اور پیش کرنا چاہتا ہوں۔جن کا تعلق کہ ایسی نیک نیتی کے سوال کے ساتھ ہے۔اُن میں سے اول فیصلہ انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۴ اور دوسرا انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۸۱۵ ہے۔ الہ آباد والے فیصلہ میں اُس مقدمہ کے فیصلہ کرنیوالے ججوں نے یہاں تک قرار دیا ہے کہ اگر ایک اتہام عام طور پر صحیح ہو یا نیک نیتی سے باور کرنیکی وجہ سے کیا گیا ہو تو خواہ صحت میں جزوی فرق بھی ہو۔ ملزمان ذمہ وار قرار نہیں دئے جاویں گے۔ اس مقدمہ میں گوپی ناتھ نے ان مضامین کی تصنیف سے انکار کیا ہے لیکن از روئے حوالہ جات پیشکردہ اگر میں ثابت کردوں کہ وزیر چند نیک نیتی سے باور کرتا تھا کہ گوپی ناتھ ان مضامین کا لکھنے والا ہے۔ تو وہ قابل بریت ہوگا۔اسی طرح کتاب odgers Libel and Slander کے صفحہ ۱۹۳ پر درج ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک لفظ لائبل کا صحیح ثابت کیا جاوے۔اس لئے بلحاظ ان حوالہ جات کے میں جناب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اگر اس مضمون میں کوئی جزوی غلطیاں بھی ثابت ہو جاویں تاہم ملزمان قابل بریت ہیں۔

“ اب سب سے پہلے ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ اس قسم کے گاؤکشی کے متعلق مضامین لکھے گئے

اور اِس تعلق میں جناب کی توجہ دستاویزات D 37 و D 39 اور D 40 کی طرف دلاتا ہوں جو کہ اخبار عام میں شائع کئے گئے۔ اُنکی پیشانی ہے۔ "ہماری رائے کی وقعت"

اس کے بعد کونسل ملزمان نے اِن مضامین کے حصہ جات پڑھکر دکھلایا کہ یہ وہی مضامین ہیں جنکی طرف لالہ وزیر چند کا اشارہ ہے۔ اور اس لئے مضامین متنازعہ کی ہستی ثابت ہوگئی ایکے بعد رائے زادہ بھگت رام نے کہا:۔

"دوسرا دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ اِس سلسلۂ مضامین کا مصنف گوپی ناتھ ہے۔ اور اِس امر کے ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس بڑی عمدہ شہادت موجود ہے۔ اُسنے اپنے عمل سے یہ باور کرنے کی وجہ دی ہے کہ وہی اِن مضامین کا مصنّف ہے۔ سب سے پہلے میں جناب کی توجہ گوپی ناتھ کے بیان کی طرف کھینچتا ہوں جسمیں کہ اُسنے لالہ وزیر چند کو ست دہرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر قرار دینے کے لئے چند وجوہات پیش کی ہیں"

اِس جگہ فاضل کونسل نے گوپی ناتھ کے بیان سے وہ حصہ پڑھا جہاں اُسنے لالہ وزیر چند کو اسسٹنٹ ایڈیٹر باور کرنیکی وجوہات بیان کی ہیں۔

"میں اِنہیں وجوہات پر گوپی ناتھ کو اخبار عام کا ایڈیٹر اور اِن مضامین کا مصنّف قرار دیتا ہوں۔ جب میں نے جرح میں گوپی ناتھ سے پوچھا کہ اُسنے کسطرح معلوم کیا کہ لالہ وزیر چند ستیہ دہرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے۔ تو اُسنے اپنے یقین کے لئے بڑے عمدہ دلایل دئے اُسنے کہا کہ چونکہ ستیہ دہرم پرچارک اور آریہ مسافر ایک ہی مطبع سے نکلتے ہیں۔ اور وزیر چند آریہ مسافر کا سب ایڈیٹر درج ہے اور جلندہر میں رہتا ہے۔ اور کبھی کبھی ستیہ دہرم پرچارک میں بھی لکھتا ہے۔ اِس لئے میں نے نتیجہ نکالا۔ کہ وہ ستیہ دہرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے میں نے اُسپر پھر سوال کیا اور پوچھا کہ آیا اُسکے پاس اور کوئی ثبوت اِس امر کا ہے یا نہیں تو اُسنے جواب نفی میں دیا اور کہا کہ محض اوپر بیان کئے واقعات سے اُس نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

"اب جناب! اگر اِن واقعات سے گوپی ناتھ کے دماغ کا آدمی یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ لالہ وزیر چند ست دہرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے۔ تو میرا گوپی ناتھ کو اخبار عام کا ایڈیٹر سمجھ لینا بھی بجا ہوگا۔ وہ مانتا ہے کہ "سناتن دہرم گزٹ" اُسی پریس میں چھپتی ہے۔ جہاں سے کہ اخبار عام نکلتا ہے۔ وہ مانتا ہے کہ اُس پریس کا وہ حصہ دار ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ وہ اُسی

مکان میں رہتا ہے۔ وزیر چند محض جلندہر میں رہتا ہے۔ لیکن گوپی ناتھ اُسی مکان میں رہتا ہے
وہ مانتا ہے کہ اُسنے کئی بار اخبار عام کے لئے مضامین لکھے ہیں۔ اِسکے علاوہ وہ مانتا ہے کہ وہ
اُن کاغذات پر بھی خطوط لکھتا ہے۔ جو کہ محض ایڈیٹر کے لئے چھپکر موجود رہتے ہیں یہاں سب
سے بڑھکر یہ امر واقعہ ہے کہ وہ عام طور پر اخبار عام والا اور ایڈیٹر اخبار عام مشہور ہے۔ اور
اس امر کی تردید نہیں کرتا۔ پس اُسے اخبار عام کا ایڈیٹر باور کرنے میں ہم لوگوں نے کچھ عجیب
بات نہیں کی۔ ہم نے وہی خیال کیا ہے جو دوسرے لوگوں کا خیال ہے۔ ہم نے صرف وہی کیا ہے
جو کہ دوسرے کرتے رہے ہیں۔ اِسکے متعلق ایک اور ضروری امر ہے۔ گوپی ناتھ مانتا ہے کہ جو خطوط
یا منی آرڈر گوپی ناتھ ایڈیٹر اخبار عام کے نام سے آتے ہیں۔ اُن کے لینے سے وہ انکار نہیں کرتا۔
اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جب یہ مضامین نکلے تو وہ عام طور پر اِن کا مصنف کہا جاتا تھا۔
مَیں نے جناب کے روبرو واقعات پیش کر دئے ہیں۔ جن سے کہ گوپی ناتھ اخبار عام کا ایڈیٹر ثابت
ہوتا ہے۔ میں نے بارہ وجوہات پیش کی ہیں جو ثابت کرتی ہیں کہ یہی شخص اخبار عام کا واقعی
ایڈیٹر ہے۔ علاوہ گوپی ناتھ کے اپنے بیان کے اُسکا اپنا گواہ مہر سنگھ چاولا صاف الفاظ میں
کہتا ہے کہ وہ گوپی ناتھ کو اخبار عام کا ایڈیٹر سمجھتا ہے۔ اسی کے متعلق ایک اور امر قابل توجہ
ہے کہ جب مولوی فضل الدین نے گوپی ناتھ پر استغاثہ دائیر کیا تو جو معافی نامہ گوپی ناتھ نے
پیش کیا تھا۔ وہ اخبار عام کے ایڈیٹوریل کالم میں نکلا تھا۔ اُس مقدمہ میں اکیلا گوپی ناتھ ملزم
تھا۔ جناب کو یاد ہوگا۔ کہ اپنے بیان میں گوپی ناتھ نے پہلے اخبار عام کی ایڈیٹری کے ہر قسم کے
تعلق سے انکار کیا۔ بلکہ کوئی مضمون لکھنا تک بھی نہیں مانتا تھا۔ جو محض جھوٹھ تھا۔ کیونکہ پھر
اُسکو اپنے بھائی کی غیر حاضری میں اخبار عام کی ایڈیٹری کے کام کرنے سے اقبال کرنا پڑا۔ اور
اُسنے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ اُسنے اخبار عام کی ایڈیٹری سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ لیکن سب سے
بڑھکر لالہ روشن لعل کا بیان ہے کہ جب ۱۸۸۹ء میں گوپی ناتھ نے گوہ نور پر دعویٰ کیا
تھا تو اُن کے روبرو اُسکا بیان ہوا تھا۔ جسمیں کہ اُسنے اپنے آپکو اخبار عام کا ایڈیٹر ظاہر کیا تھا۔
اِسموقعہ پر مسٹر ہیٹیمین صاحب نے عذر کیا کہ بغیر دستاویزی شہادت کے یہ بیان قابل پذیرائی
نہیں ہے۔ اِسپر رائیزادہ بھگت رام صاحب نے گوہ نور مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۸۹ء میں سے (جو کہ
بذریعہ لالہ روشن لعل صاحب ثابت کیا جا چکا تھا۔ اور جسمیں گوپی ناتھ کے بیان کی نقل درج تھی)

گوپی ناتھ کا بیان سُنایا اور پھر آگے چلے۔

"اُس سنہ ۱۸۹۵ء کے بیان سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ گوپی ناتھ ہی اخبار عام کا ایڈیٹر ہے۔ اِس بیان کے دوران میں اِس شخص نے چار مرتبہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اخبار عام کا ایڈیٹر ہے لالہ روشن لعل گواہ استغاثہ نے بجواب سوالات جرح صاف ظاہر کردیا ہے کہ وہ اخبار عام کا ایڈیٹر ہے۔ اِس لئے میں گذارش کرتا ہوں کہ اِسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ نہ صرف گوپی ناتھ عام طور پر اخبار عام کا ایڈیٹر ہی باور کیا جاتا ہے۔ بلکہ واقعی وہ اِن مضامین کا لکھنے والا بھی ہے۔ جیسا کہ بیان لالہ ہیرا لعل گواہ استغاثہ سے معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ممالک مغربی وشمالی کی گزٹ مورخہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء میں بھی یہ اخبار عام کا ایڈیٹر بیان کیا گیا ہے۔ اور جب پارسال اِسپر گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے فحش نویسی وغیرہ کی بابت استغاثہ دائر کیا گیا تھا تو اُس مقدمہ کی فیصلہ میں مسٹر اٹکینس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گوپی ناتھ کو علاوہ "سناتن دھرم گزٹ" کے ایک اور اخبار کا ایڈیٹر ظاہر کیا ہے جوکہ "اخبار عام" ہی ہوسکتا ہے۔

"میرے اِس دعوی کی تائید مستغیث کے بھائی گووند سہائے کے بیان سے بھی ہوسکتی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب ایکدومرتبہ وہ لاہور سے باہر گیا ہے تو زبانی طور پر اخبار عام کا چارج گوپی ناتھ کو دے گیا تھا۔ سوالات جرح کے جواب میں اُسے ماننا پڑا ہے کہ اُسکی غیر حاضری میں گوپی ناتھ ایڈیٹوریل نوٹس اور بعض اوقات ایڈیٹوریل مضامین دیتا رہا ہے (گووند سہائے کا بیان پڑھا گیا) اِس بیان کے علاوہ دستاویز D./. سے بھی میرے اِس دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ یہ D. 1 ایک پمفلٹ ہے جسمیں کہ گوپی ناتھ کے بھائی کنہیا لعل نے اپنے باپ پنڈت مکند رام کی سوانح عمری درج کی ہے۔ اِسمیں درج ہے کہ مرنے سے دس برس پیشتر پنڈت مکند رام نے مطبع کے انتظام سے کوئی واسطہ نہیں رکھا تھا۔ اور وہ بازار میں محض آنے جانے والوں کو دیکھنے کا ہی کام کیا کرتا تھا۔ اور کُل انتظام تینوں بھائی کرتے تھے۔ گوپی ناتھ نے تسلیم کیا ہے کہ اُس کا باپ اُردو زبان میں لکھ پڑھ نہیں سکتا تھا۔

"اسجگہ تک میں نے کُل واقعات اور دلائل سے محض یہ ثابت کیا ہے کہ گوپی ناتھ واقعی اخبار عام کا عام طور پر ایڈیٹر ہے۔ لیکن جسوقت کہ مضامین متنازعہ متعلق گاؤکشی لکھے گئے تھے اُسوقت کی نسبت میرے پاس اِسنے بھی زیادہ تر زبردست وجوہات موجود ہیں۔ جن سلے

ظاہر ہوگا کہ گوپی ناتھ ہی اِن مضامین کا لکھنے والا ہے۔ اور اِن سب میں سے پہلا امر جسکی طرف میں جناب کی توجہ دلاؤں گا دستاویز 44 (D) ہے۔ یہ ایک ایڈیٹوریل نوٹ ہے جوکہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء کے اخبار عام میں نکلا تھا۔ گوپی ناتھ اپنے بیان مورخہ ۴ جون سنہ ۱۹۰۱ء میں کہتا ہے کہ "میرے سرکیولر خط کے جواب میں جو مسلمانوں کے خط آئے تھے۔ اُنپر ایک ایڈیٹوریل نوٹ ہے" بلاشبہ اگر کوئی اور ایڈیٹر ہوتا تو یہ ہرگز نہ لکھتا۔ کہ "ہمارے سرکیولر لیٹر کے جواب میں جو مسلمانوں کے خط آئے ہیں" دوم۔ یہ مسلمہ ہے کہ جسوقت یہ مضامین اخبار عام میں نکلے اُسوقت بڑا شور مچا اور لوگ عام طور پر صریحاً گوپی ناتھ کو اُنکا مصنف سمجھتے تھے۔ کیا گوپی ناتھ نے اِس عام شہرت کی کسی اخبار میں تردید کی؟ اگر نہیں کی تو میں گذارش کروں گا کہ زیر دفعہ ۸ قانون شہادت یہ عمل اُس کا ایک ایسا زبردست واقعہ متعلقہ ہے۔ جسپر اِس امر کا پورا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ تیسرا زبردست امر مولوی ظہور الدین احمد کے نام کا خط ہے (دستاویز حرف 42 D) یہ گوپی ناتھ نے ایڈیٹرز آفس کے کاغذ پر لکھا اور اپنے دستخط اسپر کئے۔ خاتمہ پر دستخط بحیثیت گوپی ناتھ مینجر نہیں کئے بلکہ محض گوپی ناتھ لکھا ہے۔ اِس کُل خط میں گوپی ناتھ اخبار عام کی ایڈیٹری کے کام سے عجیب وغریب واقفیت ظاہر کرتا ہے۔ وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے نہ کہ ہندوؤں کا۔ وہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ اُسکے مطبع کے اسّی فیصدی ملازم مسلمان ہیں۔ اور اِس لئے مکتوب الیہ سے التجا کرتا ہے کہ وہ اپنی شفقت کا ہاتھ اخبار عام پر سے نہ ہٹاوے اِس سے سوائے اِسکے اور کیا ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص ہی اخبار عام کی کلا کا چلانیوالا ہے۔ چہارم اُس کا عہدہ سکرٹری سناتن دھرم سبھا لاہور سے استعفیٰ دینا بھی بڑا قابل غور امر ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ لوگ اُسے اِن مضامین کا لکھنے والا سمجھتے تھے۔ اِس لئے سناتن دہرم سبھا کو نقصان سے بچانے کے لئے اُسنے استعفیٰ دیدیا۔ پنجم وہ مانتا ہے۔ کہ اُسکے ہمعصر بھی یہی سمجھتے تھے کہ وہی اِن مضامین کا مصنف ہے۔ اِس امر کی تائید میں لالہ ہیرالعل گواہ استغاثہ نے زیر سوالات جرح یہ مان لیا ہے کہ اُسنے گوپی ناتھ کے اِن مضامین کے نکلنے پر ۵۔ جون سنہ ۱۸۹۷ء اور ۱۲۔ جون سنہ ۱۸۹۷ء کے اپنے اخبار پنجاب سماچار میں گوپی ناتھ کو اِن مضامین کا لکھنے والا ظاہر کرتے ہوئے اُسپر سخت ناراضگی کا اظہار کیا تہا۔ چنانچہ ۱۲۔ جون سنہ ۱۸۹۷ء کا اخبار پنجاب سماچار شامل مثل ہے (دیکھو دستاویز حرف 89 DD) جسمیں حسب ذیل

عبارت قابل توجہ ہے۔

"**اخبار عام کی ناشائستہ حرکت**۔ ہم مختصر طور پر ہفتہ گزشتہ میں دکھلا چکے ہیں کہ اخبار عام کے بزدل ایڈیٹر صاحب نے ہندو پن پر کس قسم کا بٹہ لگایا ہے۔ سچ ہے کہ کشمیری اور حوصلہ کریں ؟ اگر اُن کو تھوڑے سے نقصان پہونچنے کا بھی خوف ہو۔ تو بے شک اُن سے جو چاہو سو کر لو یا کرا لو۔ کسی اُستاد نے سچ کہا ہے کہ ؎

اگر قحط الرجال اُفتد بسہ کس اُنس کم گیری ٭ اول کمبو۔ دوم افغان سوم مخصوص کشمیری

اصل سبب جس نے پنڈت صاحب کو اپنی قوم کا نام بد کرنے اور شیخ سعدی کے قول (چوں از قومے یکے بیدانشی کرد ٭ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را) کے بموجب اپنے براہمن ورن کے نام کو ملیا میٹ کرنے پر مجبور کیا وہ یہ ہے کہ آریہ مسافر کی قتل کے بعد پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے ایک دو مضمون ہندوؤں کی توجہ کے قابل لکھے تھے۔ مسلمانوں نے ۔۔۔۔۔ اخبار عام کے محمدی اخباروں کے پاس چھپے ہوئے خطوط اس غرض سے ارسال کرنے شروع کئے کہ اخبار مذکور کو مالی نقصان پہنچایا جاوے۔ بس پھر کیا تھا۔ پنڈت صاحب جی معمولی بزدلی سے حوصلہ ہار بیٹھے اور لگے اناپ شناپ لکھنے ۔حتی کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپنے گاؤکشی کے سوال پر ایک عجیب ڈھنگ سے بحث شروع کر دی۔ دوران بحث میں اپنے محمدی خریداروں کو خوش کرنیکی غرض سے آپنے صاف لکھدیا کہ اگر گاؤکشی ہوتی ہے تو ہندو کیوں فساد کرتے ہیں گویا کہ حضرت نے اپنے زعم مبارک میں کُل فسادات کے بانی مبانی اہل ہنود کو ٹھہرایا ۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

پس یہ ثابت ہو گیا کہ اُس وقت گوپی ناتھ کے ہمعصروں ۔ کم از کم پنجاب سماچار نے بھی اِسی کو اِن مضامین کا لکھنے والا سمجھا تھا۔ اپنے بیان ثانی میں اُسنے اپنے عمل کے اثر سے بچنے کے لئے یاد آنے پر کہہ دیا ہے کہ "میں نے اپنے دوستوں سے کہہ دیا تھا کہ یہ غلط ہے" لیکن کیا اُس نے ایک بھی اخباری تحریر دکھلائی ہے جس سے معلوم ہو کہ اُسنے اِن زبردست الزاموں کی تردید۔ کا کبھی حوصلہ کیا ؟ وہ مانتا ہے کہ لوگ عام طور پر اُسکی حاضری اور شنوائی میں اُسکو اِن مضامین کا مصنف بتلاتے تھے۔ لیکن کیا اُسنے کبھی تردید کی ؟ وہ کہتا ہے کہ اُسنے

فساد کے خوف سے تردید نہ کی۔ گوپی ناتھ اور فساد کا خوف؟ کیسا اجتماع ضدین ہے!

"ابھی وقت منسپٹ کے فاضل کونسل نے میری توجہ دلائی ہے کہ جولائی سنہ ۱۸۹۷ع کی سالانہ دہرم گزٹ میں گوپی ناتھ نے اِس امر کی تردید کی ہے۔ میں اُنکی خاطر سے اُس رسالہ کا جولائی نمبر کھولتا ہوں۔ اُس کے صفحہ ۲۶ سے ایک مضمون شروع ہوتا ہے جسکی پیشانی ہے "ہماری برخلاف مخالفت کا طوفان" صفحہ ۳۲ تک یہ مضمون چلتا ہے۔ میں نے سارا مضمون غور سے پڑھا ہوا ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ اسمیں سے ایک لفظ بھی دکھلایا جاوے جہاں گوپی ناتھ نے صاف الفاظ میں لکھا ہو کہ جو الزام اِن مضامین کے لکھنے کا اُسپر لگایا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ میں صفحہ ۲۷ پر محض یہ مضمون پاتا ہوں "وہ بات ساری یہ تھی کہ اخبار عام جو بھی ہمارے اہتمام سے شایع ہوتا ہے اُسمیں ایک خیرخواہ ملک اور صُلح کُل ہندو صاحب کی طرف سے۔ ایک سلسلہ مضامین کا ماہ مئی کے اخیر سے درج ہونا شروع ہوا" اِس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ گوپی ناتھ ان مضامین کی تحریر سے انکاری ہے؟ اِس سے تو برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گوپی ناتھ اور اُس کا بھائی گووند سہائے دونوں جھوٹھ بولتے ہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ یہ مضامین گووند سہائے ایڈیٹر نے لکھے تھے۔ یہاں تو درج ہے کہ ایک صُلح کُل ہندو نے مضمون لکھے جو ایڈیٹر نہیں ہوسکتا۔ اور گوپی ناتھ کو مضمون نگاری میں ایسا دسترس ثابت ہوچکا ہے کہ اِس سے سوائے اِس کے کہ مراد گوپی ناتھ سے ہو اور کچھ ہو نہیں سکتی۔ اِن سب سے بڑھکر یہ امر ہے کہ اگر واقعی گوپی ناتھ اِن مضامین کا مُصنف نہ تھا۔ اور گووند سہائے ہی ان کا تحریر کنندہ تھا۔ تو کیوں نہ گووند سہائے نے اِس امر کی تردید کی۔ وہ مانتا ہے کہ اُسنے کبھی اِس افواہ کی تردید نہیں کی پس جناب! میں نے یہ امر ثابت کردیا ہے کہ نہ صرف گوپی ناتھ اخبار عام کا اصلی ایڈیٹر ہی ہے۔ بلکہ یہ کہ مضامین متعلقہ گاؤکشی کا مُصنّف بھی وہی ہے۔

"تیسرا امر جسکا ثابت کرنا میرے ذمہ ہے۔ یہ ہے کہ "کیا یہ مضامین مسلمانوں کو خوش کرنے کی غرض سے لکھے گئے تھے؟" اگر میں اِس امر کے ثابت کرنے میں کامیاب ہوجاؤں تو بلاشُبہ اِس الزام کے مجرم میرے مؤکل نہیں سمجھے جاسکتے۔ اور اِس کے لیے محض گوپی ناتھ کے بیان کی طرف جناب کی توجہ دلاکر چند دیگر واقعات ہی پیش کرنے کافی ہوں گے۔ جن سے بخوبی ثابت ہوجاویگا۔ کہ ان مضامین کی غرض سوائے مسلمانوں کو خوش کرنے کے اور کچھ

ہو نہیں سکتی - اس امر کے ثابت کرنے کے لئے جو واقعات پیش کئے جاویں گے - اُنہیں سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے پنڈت لیکھ رام کے قتل کا واقعہ ذہن نشین کر لیا جاوے - امور ذیل مسلمہ ہیں کہ لیکھ رام ایک مشہور آریہ واعظ تہا - جس کے پاس ایک شخص اپنے آپکو نو مسلم ظاہر کر کے شُدھ ہونے کے واسطے آیا - پنڈت لیکھرام کے ساتھ وہ کچھ عرصہ تک سایہ وار پہرتا رہا - اور ایکدن موقعہ پاکر اس نے پنڈت موصوف کے پیٹ میں چھُری بہونک دی - ان زخموں کی وجہ سے لیکھ رام مر گئے - اُسوقت تمام شہر لاہور میں کہرام مچگیا - لوگ کہتے تھے کہ "قاتل واقعی ایک مسلمان تہا - بس اُسدن لاہور میں ہی تہا - پنڈت لیکھ رام کے جنازہ کے ساتھ ہزاروں آدمی تھے - جن میں ہندو اور آریہ اور برہمو اور سناتنی سبھی شامل تھے - اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں چھپا تہا کہ جنازہ کے ساتھ تیس ہزار کا ہجوم تہا - جب ارتھی بازار میں سے نکلی تو لوگ چھتوں پر سے اُسپر پہولوں کی بارش کرتے تھے - اور گلاب اور کیوڑا سے ارتھی تر ہوگئی تھی - پس گوپی ناتھ نے اُسوقت حالات کا رُخ بہانپ لیا اور دیکھا کہ ہندوؤں میں لیکھ رام کی موت پر آریوں کے ساتھ عام ہمدردی ہے - پس بقول لالہ ہیرا لعل گواہ استغاثہ - جسنے بیان کیا ہے کہ گوپی ناتھ کا مذہب پیسہ ہے - بھلا گوپی ناتھ ایسا عمدہ کمانے کا موقعہ کب ہاتھ سے دینے لگا تھا - پس اُسوقت اخبار عام میں آریہ سماج کے ساتھ ہمدردی کے مضامین نکلنے شروع ہوئے - جن میں پنڈت لیکھرام کی موت پر افسوس ظاہر کیا گیا - پہلا مضمون دستاویز D 29 اخبار عام مورخہ ۹ - مارچ سنہ ۱۸۹۷ء ہے جسمیں پنڈت لیکھ رام کی موت پر ایک ایڈیٹوریل نوٹ نکلا - (ایڈیٹوریل نوٹ مذکور پڑھا گیا) یہہ نوٹ صاف بتلاتا ہے کہ گوپی ناتھ نے ہوا کا رُخ دیکھ لیا تھا اور خود اُسی طرف چل رہا تہا - چونکہ مُسلمانوں کے برخلاف اِسوقت ہندوستان میں سخت ہلچل مچی ہوئی تھی - اس لئے ۲۲ - مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کے اخبار عام میں پھر ایک ایڈیٹوریل مضمون "لیورپول کے اسلامی انسٹیٹیوٹ" پر نکلا - جو مُسلمانوں کے سخت مخالف ہے - دستاویز حرف D.31. - پھر ۲۴ - مارچ ۱۸۹۷ء (دستاویز D 33) کے اخبار عام میں ایک مضمون نکلا جسے خود گوپی ناتھ مسلمانوں کے سخت برخلاف بتلاتا ہے - اِسمیں مسلمانوں کو ہندوؤں کا سخت دشمن بتلایا گیا ہے -

یہہ امر واقعہ ہے کہ اُسوقت ہندواور مُسلمانوں کے درمیان سخت نفاق تہا - گوپی ناتھ کے اِن

مضامین کے نکلنے پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اندر سخت ہل چل پیدا ہوئی - یہہ امر مسلمہ ہے کہ چھپی ہوئی چٹھیاں لاہور کے چند ایک مسلمانوں نے اخبار عام کے مسلمان خریداروں کے پاس بھیجیں اور انہیں اخبار عام کی خریداری بند کرنے کی تحریک کی - یہ امر گوپی ناتھ نے خود تسلیم کیا ہے - اس کا اپنا خط بنام مولوی ظہور الدین وکیل ہوپال (دستاویز حرف 42 D) ثابت کرتا ہے کہ گوپی ناتھ اسوقت اپنے مسلمان خریداروں کی دلجوئی میں مصروف تھا - وہ مانتا ہے کہ اسنے پرایوٹ اور کنفڈنشل گشتی خط اپنے مسلمان خریداروں کے نام بھیجا - وہ مانتا ہے کہ اس گشتی خط میں اسنے اپنے آپ کو زیادہ تر مسلمانوں کا جانب دار ثابت کرکے انہیں اخبار عام کے خریدار بنے رہنے کی ترغیب دی تھی - وہ یہ بھی مانتا ہے کہ اسنے ایسا اسلیئے کیا کہ اس کے خریدار کچھ کم ہو چلے تھے - کیونکہ کچھہ مسلمانوں نے اسکے برخلاف تحریک کی تھی - بس پھر کیا تھا ! گوپی ناتھ نے اپنا رخ بدل لیا - گویا اس عرصہ میں اسنے تین مرتبہ دفعتاً رخ بدلے - پہلے وہ ہمیشہ آریوں کے سخت مخالف تھا - پھر پنڈت لیکھ رام کی قتل پر جب ہندو سوسائیٹی کا رخ بدلا تو وہ مسلمانوں کے سخت مخالف اور آریوں کے حق میں ہو گیا لیکن جب مسلمانوں نے بھی دانت دکھلائے اور اسکی اشاعت کو مسلمان خریداروں میں بند کرانے کے لئے خطوط بھیجے - تب مسلمانوں کی حمایت کا یہاں تک دم بھرنا شروع کردیا کہ گاؤکشی کے متعلق مضامین لکھنے شروع کردئے - اور اس طریقہ پر اپنے پرچہ کی اشاعت کی حفاظت کی کوشش کی - یہی گوپی ناتھ کی غرض تھی جو دستاویز حرف 44 D سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے"

اس کے بعد مدعیان کے فاضل کونسل نے ۱۷ - جون سنہ ۱۸۹۷ء کے اخبار عام (D 40) میں سے بشمبر دیال کا مضمون پڑھکر سنایا - اور ان ہر دو مضامین پر مفصل بحث کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ گوپی ناتھ کی اپنی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت سب لوگ ان مضامین کا لکھا جانا مسلمانوں کے خوش کرنے کے واسطے سمجھتے تھے - اور پھر کہا :-

" اس بشمبر دیال کے خط سے صاف عیاں ہے کہ عام طور پر ہندو مضامین گاؤکشی کی وجہ سے گوپی ناتھ کو مسلمانوں سے رشوت لینے والا تک سمجھتے تھے - اس لئے خاتمہ پر میری التماس ہے کہ میں نے صاف طور پر ثابت کردیا ہے - کہ یہ مضامین محض مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھے گئے تھے -

چہارم اور آخری امر جو ثابت کرنا میرے ذمہ ہی یہ ہے کہ آیا یہ مضامین متعلقہ گاؤکشی
ہندو مذہب کے برخلاف تھے یا نہیں۔ مستغیث کا اپنا گواہ الیشر پرساد کہتا ہے کہ اس قسم کے
مضامین کا لکھنا ہندو مذہب کے برخلاف ہے۔ اور اُن کا لکھنے والا ہندو نہیں کہلا سکتا۔ گوپی ناتھ
اپنے بیان میں مانتا ہے کہ "سناتن دہرم کے ہندوؤں میں گائے کی بڑی عزت ہے۔ عام طور
پر ہندو "گائے کو کاٹا گیا۔ ذبح کیا گیا" کے الفاظ کو بُرا مانتے ہیں" مجھے جناب کو بتلانے
کی ضرورت نہیں ہے کہ گائے کی ہندوؤں کے درمیان کیسی عزت ہے۔ لیکن ایک عذر غالباً
مستغیث کی طرف سے کیا جاوے گا (اور یہاں میں بطور جملہ معترضہ کے عرض کر دوں کہ میری
پوزیشن بڑی نازک ہے۔ کیونکہ مجھے استغاثہ کے جوابی عذرات کو بھی مدنظر رکھ کر اپنی دلیل
پیش کرنی پڑتی ہیں) ہاں! میں کہہ رہا تھا کہ ایک عذر شاید مستغیث کی طرف سے کیا جاویگا
کہ ایک ہندو ہرگز گئو کے برخلاف نہیں لکھ سکتا۔ چنانچہ مستغیث نے اپنے بیان میں خود لکھایا
ہے کہ وہ بھی گائے کی بڑی عزت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسکے گوبر اور پیشاب کو کھانا بھی
مثل دیگر ہندوؤں کے متبرک خیال کرتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب مستغیث کا ایسا خیال ہے
اور جبکہ وہ دھرم سبھا کا سکرٹری تھا تو کب قیاس ہو سکتا ہے کہ ایسے مضامین لکھے۔ لیکن
جناب کو یاد ہوگا کہ میں نے گوپی ناتھ سے صاف سوال کیا تھا کہ آیا اِن مضامین سے اُسکا اتفاق
ہے یا نہیں۔ اور اُسنے مانا ہے کہ وہ اِن مضامین کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہے۔
علاوہ بریں ہم نے اخبار عام کے کچھ نمبر پیش کئے ہیں جنمیں کمسریٹ کے اشتہار نسبت
گوشت اور چمڑہ گاوان کے درج ہیں۔ مستغیث نے خود مانا ہے کہ وہ ایسے اشتہارات
اُجرت پر چھاپتا رہتا ہے۔ اور الیشری پرساد گواہ استغاثہ کہتا ہے "میں گوپی ناتھ
اور اُس کے بھائی کا گوشت گاؤ کے اشتہاروں سے روپیہ کمانا بُرا سمجھتا ہوں۔ اُن کا شمار
سناتن ہندوؤں میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ اشتہارات جان بوجھ کر دئے ہیں تو ایسا
عمل ہندو سناتن دہرم اور اُسکے اصولوں کے برخلاف ہے" اس کے ساتھ اگر جناب کریم بخش
کے بیان کے اُس حصہ پر غور کریں جہاں کہ گوپی ناتھ کی خورد و نوش کی آزادی کا ذکر ہے
تو کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کہ اگر اپنا مطلب حاصل کرنے کی ضرورت ہو تو گوپی ناتھ گاؤکشی کے
متعلق مضامین لکھنے میں بھی دریغ کرنیوالا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں زیادہ

کہنے کی ضرورت نہیں ہے - اور یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ مضامین ہندو مذہب کے برخلاف ہیں -
"مستغیث نے اسکو سب سے بڑھکر سخت لائبل اپنی نسبت ظاہر کیا تھا - اور میں نے ثابت کر دیا
ہے کہ ایک ایک لفظ ملزمان کی اس تحریر کا صحیح ہے -

" لیکن یہہ تو مضمون مندرجہ ست دھرم پرچارک مورخہ یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء کا پہلا حصہ ہے
اسکے علاوہ مستغیث کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے - کہ یہ کُل کا کُل مضمون مستغیث کی نسبت ہتک
آمیز ہے - اپنے بیان ابتدائی میں تو مستغیث نے ایک ایک لفظ کو اپنی نسبت لائبل بیان کیا
تھا لیکن بوقت فرد لگانیکے مستغیث کے فاضل کونسل نے صرف بعض حصوں پر ہی عدالت
کی رائے چاہی ہے - اور سب سے پہلے میں جناب کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ مستغیث نے اپنے
استغاثہ تحریری میں غلط لکھایا ہے - کہ اس مضمون پر ایڈیٹر یعنی لالہ منشی رام ملزم نمبرا نے
کوئی تائیدی نوٹ دیا ہے - وہ نوٹ کیا ہے ؟ " میں اس وشے پر آگے بھی لکھہ چکا ہوں اور
مفصل آئندہ میں مفصل لکھوں گا " اسمیں عبارت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے
ظاہر ہو کہ لالہ منشی رام نے لالہ وزیر چند کی تحریر سے اتفاق ظاہر کیا ہو - میں نے جناب کی توجہ
اسپر اس لئے دلائی ہے - کہ گوپی ناتھ نے اس امر پر بڑا زور دیا تھا کہ لالہ منشی رام ملزم نمبرا
یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء سے بیشتر والے مضمون میں اپنی تائید ظاہر کر چکے ہیں - وہ پہلا مضمون
کون ہے ؟ وہ مضمون ست دھرم پرچارک مورخہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ میں درج ہے (ملاحظہ ہو
دستاویز 3 . D) اُس کا خاتمہ پرمیشور کی درگاہ میں اس دعا پر ختم ہوتا ہے کہ آریوں کو
"سہن شیلتا" (برداشت) کی طاقت عطا ہو - ایکے بعد وزیر چند کا مضمون یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء
کو نکلا جو لفظ "سہن شیلتا" کی بحث سے شروع ہوتا ہے - وہ ایک قسم کا جواب لالہ
منشی رام کے سابقہ ایڈیٹوریل کا ہے - اُسکا کوئی بھی تعلق گوپی ناتھ کے ساتھ نہیں ہے - یہ محض
لالہ منشی رام کے استعمال لفظ "سہن شیلتا" پر ایک قسم کا اندیشہ ہے - مضمون نگار بحث
کرتا ہے کہ سہن شیلتا ٹھیک تو ہے لیکن اُسکی حد ہونی چاہئے - اُسکی رائے میں جو کچھ
آریہ سماج برداشت کر رہا ہے - وہ سہن شیلتا کی حد سے بڑھا ہوا ہے - صاف ہے کہ ان
الفاظ کا کوئی بھی تعلق گوپی ناتھ کے ساتھ نہیں ہے - بس صریحاً الفاظ رند اور اوباش
کا اُسپر اطلاق نہیں ہے - یہ محض ایک مشرقی طریقہ تحریر کا ہے - یہاں ہر ایک مضمون کو ایک

تمہید کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے۔ جس طرح ہر ایک عرضی کا خاتمہ مکمل نہیں سمجھا جاتا جب تک کہ اُسے الفاظ ذیل ختم نہ کیا جاوے۔

"آفتاب اقبال و دولت تاباں و درخشاں باد"

اسی طرح کوئی مضمون نہیں لکھا جاتا۔ جب تک کہ ایک نصیحت آمیز تمہید اُس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ سچ پوچھئے تو یہ ایک قسم کی تردید لالہ منشی رام کے سابقہ مضمون کی ہے۔ اور اس لئے الفاظ رند اور اوباش کا کوئی تعلق گوپی ناتھ کے ساتھ نہیں ہے۔ اور گوپی ناتھ کو ہمارے اس بیان پر اکتفا کرنا چاہئے تھا۔ لیکن نہیں! وہ اسکو کافی نہیں سمجھتا۔ وہ کہتا ہے کہ الفاظ رند اور اوباش اُسی کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اگر استغاثہ کا ایسا ہی خیال ہے تو ہم ایسے لئے بھی طیار ہیں۔

"اول تو الفاظ رند اور اوباش کا جو ترجمہ lewd اور libertine پنڈت الیشری پرساد گواہ استغاثہ نے کیا ہے۔ اُسکے ساتھ میرا اتفاق نہیں ہے۔ ان الفاظ کے صحیح ترجمہ کے لئے جہاں میں نے کئی لغات کو پیش کیا اور اُنکی طرف مستغیث کی بھی توجہ دلائی وہاں جناب نے خود ملیبس ڈکشنری میں سے ان کے معنوں کی پڑتال کی ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ الفاظ رند اور اوباش کے وہ معنی نہیں ہیں جو کہ مستغیث کی طرف سے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ لیکن بالفرض اگر ان الفاظ کے یہی معنی لئے جاویں۔ تو میں جناب کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ ہم نے مستغیث کو رند اور اوباش ثابت کر دیا ہے۔ کیا وہ شخص جو کہ دستاویز D. 5 اور D. 10 کے ہولیوں والے مضامین لکھ سکتا ہے۔ اُسکے رند اور اوباش ہونے میں کچھ شک ہے؟ میں نے جناب کے روبرو پنجابی مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۰۰ء کا ایک پرچہ پیش کیا تھا جس میں

Inflamatory Litarature

کی سُرخی دیکر اُس اخبار کے ایڈیٹر نے D. 5 والے مضمون کو

Shamefully lewd

قرار دیا ہے۔ اور گورنمنٹ کی توجہ کھینچی ہے کہ ایسی فحش اور شرمناک تحریروں کو بند کرانا چاہئے۔ غالباً اسی تحریر کا نتیجہ ہوا تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے گوپی ناتھ پر مقدمہ دائر کیا گیا

اور یہاں میں جناب کی اجازت سے استغاثہ کے فاضل کونسل کے ابتدائی عذر کی قعت ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے فاضل دوست نے عذر کیا تہا کہ ہماری طرف سے گوپی ناتھ کے پرایوٹ چلن پر غیر ضروری حملے کئے گئے ہیں اور کہ اسکی زندگی کے تمام واقعات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ میں اپنے فاضل دوست کو پوچھتا ہوں۔ کہ اگر ہماری طرف سے ایسا عمل کیا گیا ہے تو کیا اِسکے لئے ہم ذمہ وار ہیں؟ ہم نے کہہ دیا کہ رند اور اوباش کے الفاظ گوپی ناتھ سے تعلق نہیں رکھتے۔ کیا گوپی ناتھ نے اِسپر اکتفا کی؟ کیا گوپی ناتھ کے فاضل کونسلوں نے اسپر اکتفا کی؟ ہرگز نہیں۔! پھر کس مُنہ سے وے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے غیر ضروری حملے گوپی ناتھ کے چلن پر کئے۔ اگر اُسکے چال وچلن کو اِس مقدمہ کی شہادت کے دوران میں کوئی نقصان پہونچا ہو تو یقیناً اُسکے لئے گوپی ناتھ اور اُسکے کونسل ذمہ وار ہیں۔

" اگر جناب کے روبرو اور کوئی بھی شہادت موجود نہ ہو اور محض دستاویزات پیشکردہ ملزمان پر ہی غور کیا جاوے تو بھی گوپی ناتھ کا رند اور اوباش ہونا ایک مسلمہ امر ہے۔ لیکن یہاں تو زبردست شہادت موجود ہے۔ اگر کریم بخش کی شہادت کو بھی نظر انداز کردیں۔ پھر بھی گوپی ناتھ کا اپنا اقبال موجود ہے کہ اسکا تعلق بازاری فاحشہ عورتوں کے ساتھ رہا ہے اگر دستاویزات D.72 اور D.73 کا لکھنے والا ہمارے استعمال الفاظ رند اور اوباش کی نسبت اعتراض کرتا ہے تو میں اُسے اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنے لئے الفاظ خود چُن لیوے۔ مسٹر جانسٹن صاحب گواہ استغاثہ مستغیث کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ وہ " محتاط مضمون نویس " نہیں ہے۔ لالہ ہیرا لعل اور شیخ عبد القادر اُسے گندہ اور شر انگیز رائیٹر سمجھتے ہیں۔ اُسکے اپنے گواہوں کو مجبوراً قبول کرنا پڑا ہے کہ وہ " دہوکھا باز " " مکار " " دروغ گو " " اور چالباز " ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اُسکو اپنی یہ خاصیتیں خود قبول کرنی پڑی ہیں۔

" استغاثہ کی طرف سے شاید یہ جواب دیا جاوے گا۔ کہ ۱۸۹۳ء ویا ۱۸۹۴ء میں وہ رنڈی باز وغیرہ ہوگا لیکن اب اُس کا وہ چال وچلن نہیں ہے۔ چنانچہ ایسی ہی کوشش بیان ثانی میں گوپی ناتھ نے کی بھی ہے۔ لیکن کیا اُسنے دکھلایا ہے کہ کب اُسنے اپنے چال وچلن کو بدل لیا؟ کیا اُسنے ظاہر کیا۔ کہ کون ایسا نیا واقعہ اُسکی زندگی میں ہوا جس نے اُسکے چال وچلن کو

درست کردیا ہے" برخلاف اس کے اسکا گواہ لالہ ہیرالال صاف کہتا ہے کہ پندرہ سال پہلے سے جیسا اُسکا چال چلن تہا ویسا اب تک موجود ہے۔ گوپی ناتھ کی اسوقت عمر ۳۵ سال کی ہے وہ بارہ برسوں سے سناتن دھرم سبہا کا سکریٹری ہونا مانتا ہے۔ یہ گوپی ناتھ کے اپنے مُنہ سے کہلایا گیا ہے۔ کہ سنہ ۱۸۹۳ء اور سنہ ۱۹۰۵ء تک اُس کا تعلق بازاری عورتوں سے رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اُن دستاویزات سے جن سے اسکو انکار کرنے کا حوصلہ نہیں پڑا۔ صاف ثابت ہے کہ کم از کم اُنکے مطابق تین چار برسوں تک یہ شخص برابر رنڈی بازی اور شراب خوری کرتا رہا۔ اور جناب اس امر کو خیال میں رکھیں کہ اسنے یہ سب کچھ اُسوقت کرنا قبول کیا ہے۔ جبکہ یہ سناتن دہرم سبہا کا سکریٹری تھا۔ یہ معاملہ ایک دن دو دن یا ۳ دن کا نہیں ہے۔ اُسکا عمل ایسا برسوں تک ثابت کیا گیا ہے۔ اُس نے اپنے بیان میں ظاہر نہیں کیا کہ کس زبردست اُپدیشک کے اُپدیش نے اُسکے دلکو ہلایا جس وجہ سے کہ اُسنے اپنے گزشتہ اعمال کو بدل دیا۔ پس یہ قیاس غالب پیدا ہوتا ہے کہ وہ اب تک ویسا ہی گرا ہوا ہے۔ جیسا کہ سنہ ۱۸۹۳ء میں تھا۔ اور اِسکی تائید صاف کریم بخش کی شہادت سے ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے "گوپی ناتھ رنڈیاں رکھا کرتا تھا۔ برکت جان۔ مُنی جان۔ ناز۔ موتی جان آخری گوپی ناتھ کی منظورِ نظر تھی۔ اس قسم کی کارروائی سنہ ۱۸۹۶ء یا سنہ ۱۸۹۷ء تک جاری رہی۔ ایکسال ہوا گوپی ناتھ نے مجھے کہا تھا۔ کہ اُس کا تعلق انارکلی کی ایک بیوہ عورت سے ہے" جب کریم بخش کے بیان کی تائید مستغیث کے اپنے بیان اور دستاویزات سے ہوتی ہے۔ تو کوئی شک نہیں رہتا کہ یہ شخص اُنہیں معنوں میں رند اور اوباش ہے جو معنی کہ ان الفاظ کے اُسنے خود قایم کیئے ہیں۔

"اور اِسجگہ میں جناب کی توجہ اسطرف دلانا چاہتا ہوں کہ گوپی ناتھ کا یہ عمل قابل معافی نہیں ہے۔ اگر معاملہ محبت کا ہوتا۔ ہندوؤں میں عموماً صغرسنی کا بیاہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی بچپن کا بیاہا ہوا جوان ہونے پر بے اختیاری سے کسی عورت کی محبت میں گرفتار ہو جاوے۔ تو شاید اُسکے لیئے کسیطرح کی معافی کا خیال ہو سکے۔ لیکن یہ آدمی جو کہ باوجود ایک عظیم الشان مذہبی سوسائٹی کا سکریٹری ہونیکے۔ بازاری عورتوں کے پاس جاتا اور شاید ناجائز اولاد پیدا کرتا رہا ہے۔ اسکے لیئے کیسا رحم اور کیسی معافی! اور بازاری عورتوں میں سے بھی اگر ایک کے ساتھ اسکا تعلق ہوتا تو سمجھ لیتے کہ شاید یہ محبت کا ہی معاملہ ہو۔ لیکن اُسکے خطوط دیکھیئے۔ یہ شخص ایک ہوتا پرست

عیاش معلوم ہوتا ہے جو نت نئی عورت اپنے حیوانی جذبات کی سیری کے لئے مانگتا ہے - آج مختی جان ہے تو کل منی جان - پرسوں برکت جان ہے تو پھر ناز ! اسلئے میں گذارش کرتا ہوں کہ اس شخص کے ایسے چلن کے لئے کوئی بھی واقعات "قابل معافی موجود نہیں ہیں -"

اس کے بعد ملزمان کے لائق کونسل نے فرد قرارداد جرم کے باقی الفاظ لے کر جتلایا کہ "سیلف ریسپکٹ" کے متعلق الفاظ گوپی ناتھ کے بالکل متعلق نہیں ہیں - چنانچہ استغاثہ کے فاضل کونسل نے بھی اس امر کو مان لیا - ازاں بعد رائے زادہ بھگت رام صاحب نے فرد جرم کے حصہ اول کے باقی حصہ پر بحث شروع کی -

" اب سوال نسبت فرد جرم اول کے یہ باقی رہ جاتا ہے کہ آیا جو کچھ ملزمان نے مستغیث کی نسبت لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں - کیا اسمیں کوئی شک ہے کہ گوپی ناتھ فحش اور گندے حملے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند اور دیگر آریہ سماج کے لیڈروں پر کرتا رہا ہے " ورنیو کیولر پریس میں بھی اسکے مقابلے کا گندہ اخبار نویس کوئی نہ دکھلا سکیگا - اور کیا اس گندہ اور ناشائستہ تحریر کے لئے اسکے پاس کوئی عذر ہے ؟ ہم نے دستاویز پر دستاویز یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں کہ سناتن دھرم گزٹ کے اندر گوپی ناتھ آریہ سماج پر سخت سے سخت اور گندے سے گندے حملے کرتا رہا ہے - کیا ایسے مقابلہ کا ایک لفظ بھی مستغیث لالہ منشی رام کے اخبار میں سے دکھلا سکتا ہے - میں نے ست دھرم پرچارک کا فائل شروع سے اب تک - اسجگہ رکھا ہوا ہے - اور میں استغاثہ کو چیلنج کرتا ہوں کہ اُن میں سے ایک لفظ بھی ایسا دکھلا دے جو کہ گوپی ناتھ کی تحریر کی بدتہذیبی اور گندگی کا مقابلہ کریے ! گوپی ناتھ نے کہا ہے کہ اُسکی تحریریں مفسدانہ نہیں ہیں - لیکن سرکاری استغاثہ میں اُسنے جو اقبال کیا تھا وہ کیا ثابت کرتا ہے ؟ کیا اُسنے پیسہ اخبار میں نہیں مانا - کہ واقعی اُسکی تحریریں مفسدانہ اور فحش تھیں - جسکے لئے کہ اُسے معافی مانگنی پڑی -"

اسجگہ ملزمان کی کونسل نے حسب ذیل فیصلہ مسٹر ہٹکنسن صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کا پڑھکر سنایا -

فیصلہ

مقدمہ

سرکار مستغیث - بنام پنڈت گوپی ناتھ ولد پنڈت مکند رام کشمیری ساکن لاہور -

استغاثہ زیر دفعات ۱۵۳ - الف ۵۰۵ اور ۲۹۲ تعزیرات ہند

ملزم ایک رسالہ موسومہ "سناتن دہرم گزٹ" کا پرنٹر اور پبلشر ہے - تہوار ہولی کے دوران میں واقعہ ۱۵ - مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو اس پرچہ میں ایک مضمون شایع کیا گیا جسکی سُرخی تھی - "ہولی کے چُٹکلے" استغاثہ کا بیان ہے کہ اس مضمون کی اشاعت سے جُرم زیر دفعات ۱۵۳ الف و ۵۰۵ و ۲۹۲ تعزیرات ہند سرزد ہوا ہے - استغاثہ از جانب لوکل گورنمنٹ دائر کیا گیا ہے اور اجازت زیر دفعہ ۱۹۶ ضابطہ فوجداری دی گئی ہے -

اشاعت شہادت ڈسٹرکٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس سے ثابت کی گئی ہے اور مضمون مع انگریزی ترجمہ کے پیش کیا گیا ہے - جو کہ مثل کے ساتھ شامل ہے - مجھے ضرور نہیں ہے کہ اس جگہ بیان کروں کہ انہیں کیا درج ہے -

ملزم نے ساتوں جرموں سے جنکی نسبت اُس کے برخلاف فرد جرم لگائی گئی ہے - اقبال کیا ہے - اور اپنے تئیں عدالت کے رحم پر چھوڑ دیا ہے - میرے لئے محض یہ تجویز کرنا باقی ہے کہ کیا سزا دینی چاہئے - جرم نہایت ہی سنگین ہیں - یہ مضامین ایسے ہیں جنہوں نے بلاشبہ آریوں اور سناتن دہرم سبھا کے درمیان نفرت اور دشمنی کے خیالات پیدا کر دئے ہوں گے آریوں کی نسبت انہا درجہ ہی توہین آمیز - نامعقول - اور اشتعال دہ تھی - اس اشاعت کی غرض اسکے سوا اور کچھ خیال کرنی مشکل ہے - کہ جس پارٹی کے برخلاف یہ لکھی گئی تھی اُن کے خیالات کو رنج پہونچانے اور اُن کے غصہ کو بھڑکانے کی نیت ہو - یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے حسب ہدایت لوکل گورنمنٹ کے سزا سخت کے لئے زور نہیں دیا اور اُسنے اشارہ کیا ہے کہ میرے لئے مناسب یہ ہے کہ میں ملزم کو قید کی سزا نہ دوں - اس شرط پر کہ اُس سے زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری ضمانت نیک چلنی لیجاوے - لیکن بعد بڑے محتاط غور کے میری قطعی رائے ہے کہ سزائے جرمانہ خواہ اسکے ساتھ ضمانت بھی شامل ہو انصاف کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے - بطور سزا کے جرمانہ بے اثر ہوگا - میں سمجھتا ہوں - کہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ خواہ کسقدر جرمانہ کا حکم ہو ملزم کو ادائیگی میں اُس سوسائیٹی سے ضرور مدد ملیگی - جس کا کہ وہ وکیل ہے - جرمانہ کا اثر محض یہ ہوگا

کہ اُسکے برخلاف محض ایک ماخوذگی مثل پر رہیگی اور شاید وہ آئیندہ کے لیے کسی قدر اس خیال سے دب جاوے کہ دوبارہ جرم کرنے پر اُسے قید کی سزا ملیگی۔ میں اُن سنگین جرایم کے لئے جو سرزد کئے گئے ہیں۔ یہ کافی نہیں سمجھتا۔ ملزم ایک ناتجربہ کار نوجوان آدمی نہیں ہے۔ جسنے کہ یہ فعل بغیر سوچے کیا ہو۔ وہ ایک دوسرے اخبار کا ایڈیٹر ہے۔ اور ظاہرا ایک دیرینہ تجربہ رکھتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی میں اس امر کا بھی لحاظ رکھتا ہوں کہ اُسنے جرم سے اقبال کیا ہے۔ اور اپنے آپکو عدالت کے رحم پر چھوڑدیا ہے۔ جرم جیساکہ اُس کا کونسل ظاہر کرتا ہے۔ ہولی کے ایام میں سرزد ہوا تھا جبکہ خاص آزادی ہوتی ہے۔ اسلئے میں سزاء قید کا حکم دیتے ہوئے سمجھتا ہوں کہ خفیف سزا اس مقدمہ میں کافی ہوگی۔

ملزم کے برخلاف سات الزام ہیں جنمیں سے دو زیر دفعہ ۱۵۳-الف ۴- زیر دفعہ ۵۰۵ اور ایک زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند ہیں۔ جہانتک کہ اول چھ الزاموں کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ محض چھ مختلف تعریفوں کے اندر آتے ہیں۔ پس میں محض دفعہ ۱۵۳-الف کے رو سے ایک جرم کے لئے سزا دونگا۔ اُس دفعہ کے نیچے میں ملزم کو ۳ ماہ کی قید محض کا حکم دیتا ہوں۔ جرم زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند میں ملزم کو میں ایکماہ کی قید محض کا حکم دیتا ہوں۔

واقعہ ۲- اگست سنہ ۱۹۰۰

دستخط سی- ایچ- اٹکنسن
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ-

"یہ فیصلہ ظاہر کریگا کہ گوپی ناتھ کی نسبت جو کچھ اس مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اُس سے بڑھکر رو برو مسٹر اٹکنسن کے اُسکے اپنے اقبال سے ثابت ہو چکا ہے۔ پھر گوپی ناتھ عذر کرتا ہے کہ اُسے محض کینہ سے "بے نقط سنا نیوالا" کہا گیا ہے۔ جناب کے روبرو ہم نے "سناتن دھرم گزٹ" کے نمبر پر نمبر پیش کئے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ گوپی ناتھ سوامی دیانند اور آریہ سماجیوں پر سخت حملے کرتا رہا ہے۔ اس قسم کی بیس سے زیادہ دستاویزات شامل مثل ہیں۔

"تمام حالتوں میں ہر ایک انسان کی نسبت قانونی قیاس یہ ہے کہ وہ بے گناہ ہے جب تک کہ اُسپر جرم ثابت نہ کیا جاوے۔ لیکن [illegible] کی شہرت کہ [illegible] گوپی ناتھ نے اپنے

ہی بیانات سے پیدا کی ہے اُن کے لحاظ سے میں گذارش کروں گا کہ ہر ایک آریہ قیاس کرتا ہوگا کہ یہ شخص مجرم ہے۔ جب تک کہ یہ اپنی صفائی نہ پیش کرے۔ گوپی ناتھ کا آریہ سماج سے کچھ پریم نہ تھا۔ وہ مانتا ہے کہ اُسنے سناتن دہرم گزٹ محض مخالفوں کا جواب دینے کے لئے نکالی تھی۔ وہ مانتا ہے کہ آریہ سماج اور اُسکی سبہا کے عقائد میں بڑا فرق ہے۔ لیکن باوجود اِس اختلاف کے ضرور ہی نہیں ہے کہ وہ آریوں کو گالیاں ہی دیتا۔ کیا اُس نے کبھی بھی پہلے مانسوں کے قاعدہ کے مطابق دوستانہ بحث کے لئے خواہش ظاہر کی؟ اور وہ ایسا کر بھی کیونکر سکتا تھا؟ اُسنے جناب کے روبرو مانا ہے کہ وہ اُن اٹھارہ پرانوں کے نام تک نہیں جانتا جنپر کہ سناتن دہرم سبہا کا مدار ہے۔ وہ مانتا ہے کہ وہ وید نہیں پڑھا۔ وہ یہاں تک نہیں بتلا سکتا۔ کہ نیوگ کا شبد ہی کہیں ویدوں میں آیا ہے یا نہیں۔ اور یہ آدمی ہے جو کہ ہمیں بار بار خم ٹھوک ٹھوک کر شاستراتھ کے لئے چیلنج دیتا رہا ہے۔ آپ جگہ کونسل نے دستاویز حرف (D) سناتن دہرم گزٹ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء سے مضمون "اس بیہودہ پر خدا کی مار" پڑھا اور اُس کے ساتھ ہی دیگر متعلقہ پرچے گزٹ اور ست دہرم پرچارک کے پڑہکر کہا:۔

"جناب نے فرمایا تھا کہ اور تو سب کچھ ثابت ہوا لیکن مستغیث کا بیہودہ پن ثابت نہیں کیا گیا جناب نے حرف (D) کے آخری جملے سُنے ہیں۔ مستغیث کہتا ہے کہ اُسکی بہنجائیں دہرم یدہ کے لئے پھڑک رہی ہیں۔ اور لالہ منشی رام کو بُزدل بتلاتا ہے۔ جناب اِس بیہودہ پن کو خیال فرمائیں ایک بُزدل کشمیری ایک کشتریہ کو بُزدل کہہ رہا ہے! اِس سے بڑھکر بیہودہ پن اور کیا ہوگا!

"خیر۔ شاستراتھ ہوا۔ مستغیث جو کہ وید منتر بھی صاف نہیں پڑھ سکتا تھا پنڈتوں کی مدد سے مقابلے میں آیا۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ اُسنے فی الحقیقت لالہ وزیر چند کے الفاظ میں "کوری شکست کھائی۔ اگر یہ انکار کرے تو اُسیں سے پوچھئے کہ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کے بعد یہ کیوں جلسہ پر نہیں گیا۔ مستغیث کا بغض اُس کے ایک ایک عمل اور اُسکی ایک ایک تحریر سے ثابت ہے۔ جب کبھی بحث کا وقت آتا ہے۔ تو یہ شخص مسئلہ نیوگ کو درمیان میں لاتا ہے۔ مجھے ضرورت نہیں ہے کہ میں اسوقت نیوگ کے مسئلہ کی گہرائی کے اندر جاؤں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ ویدوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ اور کیا یہ ایک ہندو عقیدہ نہیں ہے؟ مستغیث کہتا ہے کہ یہ نیوگ کا مسئلہ اخلاق سے گرا ہوا ہے۔ لیکن ساتھ ہی مانتا ہے کہ اُسنے ویدوں کو نہیں پڑھا ہے۔ وہ مانتا ہے کہ شودرلیں

کے لئے یہ جائز ہے۔ جب ایک جماعت ہنود کے لئے جائز ہے تو بلاشبہ یہ ہندو مسئلہ ہے اور جو ہندو مسئلہ ہے۔ اُس کے لئے آریہ سماج کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اگر کمینہ پن اور بغض نہیں ہے تو نہ معلوم اور کیا ہو سکتا ہے۔ جناب! نیوگ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ مین صاحب اور سروہنی کے ہندو لا کا ملاحظہ کیجئے۔ (حوالے دئے گئے) تو صاف معلوم ہو گا۔ کہ یہ مسئلہ ہمیشہ سے وید اور شاستر کے انوکول مانا جاتا رہا ہے۔ اِن کتابوں میں نیوگ کی مثالیں دی گئی ہیں۔ پُران نیوگ کی مثالوں سے بھرے ہیں۔ ہندوؤں کے اوتاروں نے نیوگ کئے ہیں۔ خود اس کے سناتن دہرم گزٹ اور اس کے بیان سے ثابت ہے کہ نیوگ ایک ہندو عقیدہ ہے۔ گو مستغیث نے محض یاگو نک کی نسبت مانا ہے کہ وہ شودروں کے لئے نیوگ جائز بتلاتا ہے۔ لیکن وید جملہ ورنوں کے لئے نیوگ کی اجازت دیتے ہیں اب جبکہ یہ شخص نیوگ کے مسئلہ کو خود مانتے ہوئے یا یہ جانتے ہوئے کہ جس فرقہ کا وہ ممبر ہے وہ نیوگ کے مسئلہ کو مانتا ہے۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ اگر یہ شخص نیوگ کے مسئلہ کی بنا پر آریہ سماج کا مخول اُڑاتا ہے تو سوائے اِسکے کہ ایسے عمل کو بغض اور کینہ اور کمینہ پن کہا جاوے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور اِسکے لئے میرے پاس ثبوت ہے۔ جناب نے ابھی مسٹر ایٹکنس صاحب کا فیصلہ سُنا ہے۔ اُس سے بڑھکر اِسکے بغض کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ وہ مقدمہ گورنمنٹ کی طرف سے تھا۔ اس شخص نے سمجھا کہ آریوں کی ایما سے مجھ پر مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ اور اِسلئے اُس نے آریہ اخباروں سے بیجوڑ ٹکڑے لے کر گورنمنٹ اور ہندو پبلک کو آریہ سماج کے برخلاف بھڑکانا شروع کیا۔ جیسا کہ دستاویزات پیشکردہ سے ثابت ہے نہ صرف یہی بلکہ افسران گورنمنٹ کے پاس آریہ سماج کی شکائتیں لے گیا۔ جیسا کہ اُسنے خود اقبال کیا ہے۔ خاتمہ پر لالہ وزیر چند نے لکھا ہے "چاہئے یہ تھا کہ پنڈت صاحب اپنی گذشتہ کرتوتوں پر نادم ہو کر ہوا و نخوت کو اپنے دماغ سے دور کرتے اور آئندہ اعمال نامہ کو سیاہ کرنے سے ڈرتے" اسپر ہی مستغیث نے اعتراض کیا ہے۔ لیکن میں اب پھر پنڈت گوپی ناتھ کو کہتا ہوں کہ اُسے اپنے گذشتہ اعمال کے لئے شرم سے گردن جھکانی چاہئے۔ اور آئندہ کے لئے اپنے طریق عمل کو بدلنا چاہئے۔ اور یہی صلاح اُسکا دوست بمبئی کا وینکٹیشور اسے ۱۸۹۶ء میں دے چکا ہے"

"میں نے گذارش کی تھی کہ گوپی ناتھ بے جوڑ ٹکڑے پیش کر کے پبلک کو دھوکھے میں ڈالتا رہا ہے مشمولہ دستاویزات D. 61 اور D93 کا ملاحظہ ہو (پڑھکر سُنائے گئے) جناب ملاحظہ

فرمائیں گے - کہ ست دہرم پرچارک میں کیسا اعلیٰ مضمون "بہارت ماتاؤں کو دیویاں بناؤ" نکلا تہا اُس مضمون کو "آریہ گہروں میں چڑیلیں" والا نوٹ لکھکر اِس شخص نے کیسا بگاڑا ہے - پس فرد جرم حصہ اول کی نسبت میں نے دکھلادیا ہے - کہ لالہ وزیر چند نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جو کہ مستغیث کی نسبت ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہونچا ہوا سمجھا جاوے -

نوٹ - اسوقت آدھ گھنٹے کے لئے کارروائی بند رہی - واپس آنے پر

رائےزادہ بہگت رام صاحب نے اپنی تقریر کو یوں شروع کیا -

"اب فرد جرم کا حصہ دوم باقی رہ گیا ہے - یہ الزام بابت مضمون "بہانڈا پھوٹ گیا" لگایا گیا ہے - جو ۸ - و ۱۵ فبروری سنہ ۱۹۰۱ء کے ست دہرم پرچارک میں درج ہوا - جسکے ساتھ ایڈیٹر کا ایک نوٹ شامل ہے - مستغیث نے مانا ہے - کہ بہیم سین آریوں کا ایک بڑا پنڈت تہا جو کہ سوامی دیانند کے پیچھے اُن کے جانشین سمجھا جاتا تھا - میں مستغیث کے اس دعوے کو مان لیتا ہوں - اگر ٹہیک مان لیا جاوے تو ظاہر ہے کہ بہیم سین اب تک یہی ظاہر کرتا تہا کہ وہ آریہ سماج کا دوست ہے یہ امر جناب کو انہیں پرچوں سے معلوم ہو جاویگا - جو کہ پیش کئے جا چکے ہیں - اگر بہیم سین کی نیابت کی نسبت مستغیث کی سند کو ہی مان لیا جاوے تو بہیم سین کے سناتن دہرم سبہا کی طرف چلے جانے سے آریہ سماج کو بڑا بہاری نقصان پہونچنے کا احتمال تہا - ہم دیکھتے ہیں کہ بہیم سین کے خیالات میں کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے - جیسے وہ اپنے اخبار میں ظاہر کرتا ہے - جسے اپنے نوٹوں سمیت مستغیث اپنے اخبار سناتن دہرم گزٹ میں درج کرتا ہے - اس کے کچھ عرصہ بعد وہ "پرائیویٹ اور کنفڈنشل لیٹر" شایع ہوتا ہے - جس کا بہنڈا لالہ وزیر چند نے قبل از وقت پہوڑ دیا - جناب کو معلوم ہے کہ اسی خط کی بنا پر مستغیث نے میرے موکل لالہ منشی رام پر ایک چوری یا رکہنے مال مسروقہ کا مقدمہ دائر کیا تہا -

نقل فیصلہ جناب مسٹر سی ایچ کلویٹ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول

مقدمہ

گوپی ناتھ ساکن لاہور مستغیث بنام لالہ منشی رام ساکن جالندھر مستغاث علیہ

دعوی زیر دفعات $\frac{۵۰۰}{۲۱۱}$ تعزیرات ہند

نمبر ۱۳۷ -　　　　تاریخ رجوع　　　　۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

حکم - اِس مقدمہ میں - جیسا کہ استغاثہ اور بیان مستغیث میں درج ہے - میں کسی قسم کی بُنیاد الزام کے لیئے نہیں دیکھتا ہوں - مستغیث نے ایک خط لکھا اور اُسکی ۱۰۰ کاپیاں بہ سُرخی "بالکل پرائیوٹ اور کنفڈنشل" چھپوائیں - وہ اِس خط کو شایع کرنا چاہتا تھا لیکن بعد اس کے کہ خط طبع ہوگیا - اور قبل اس کے کہ اسکی اشاعت ہو ایک مشرح بجنسہ نقل ملزم کے اخبار میں شایع کی گئی - مستغیث کہتا ہے کہ اُسکی ۱۰۰ کاپیوں میں سے ایک گم ہے - اور ملزم پر اُس کے سرقہ کرنے یا اُسکو مال مسروقہ جانکر بدنیتی سے حاصل کرنے کا الزام لگاتا ہے - مجھے اِس خیال کے لیئے ذرہ بھی وجہ نہیں ملتی کہ کسی ملزم نے بھی اُس کاغذ کو چُرایا ہو - (گو کم از کم ایک لفظ بہ لفظ کاپی ان کے قبضہ میں آگئی) یا اُن کو علم ہو کہ کوئی کاپی چُرائی گئی ہے - تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۸ میں چوری کی تعریف کو پڑھنے سے یہ صاف ہو جاویگا - اور میں اِس لیئے اِس استغاثہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ - ضابطہ فوجداری ڈسمس کرتا ہوں -

دستخط - ایچ کلورٹ
سٹی مجسٹریٹ

لاہور
۱۱ - اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

وہ مقدمہ سرسری طور پر ہی خارج ہوگیا تھا - وہاں اِسنے بیان کیا تھا کہ صرف ۱۰۰ کاپیاں ہی چھپوائی گئی تھیں اور اس لیئے وہ یقیناً کہہ سکتا ہے کہ ایک کاپی چوری چلی گئی لیکن اب مقدمہ حال میں گوپی ناتھ اپنے اُس بیان کی تردید کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ یقیناً نہیں کہہ سکتا کہ اسیقدر کاپیاں چھاپی گئی تھیں اور نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ کُل کاپیاں اُسی کے قبضہ میں رہیں - اب میں جناب کو بتلاتا ہوں کہ کاغذات کیونکر ہمارے قبضہ میں آئے - سناتن دھرم گزٹ کے خاص ممبروں کی ضرورت تھی - وہ خریدار کر متھر داس پریس سے منگائے گئے - اُن کے ساتھہ لپٹا ہوا ایک خط بھی آگیا جس شخص کے پاس ایسا خط پہونچے میں گذارش کرتا ہوں کہ اُسکو پورا اختیار اُس کے چھاپ دینے کا ہے - گو اُسپر لفظ "پرائیوٹ اور کنفڈنشل" درج تھا لیکن جب وہ خط تحریر کے لیئے کاتب کو دیا گیا - اور جب پریسمین کو چھاپنے کے لیئے دیا گیا - جسوقت اُسکی اشاعت ہوگئی - اور ہم نے اسے کیوں چھاپا؟ اِس لیئے کہ جیسا کہ مستغیث بیان کرتا ہے

کہ اسے محض آریہ سماجیوں سے ہی چھپا کر رکھنے کا منشا ہوتا۔ اس خط میں لکھا ہتا کہ بھیم سین کے ساتھ گوپی ناتھ لکچر دیتا پھریگا۔ کیا یہ "کنفڈنشل" ہتا؟ ہرگز نہیں! بلکہ اس خط کو محض اسلیئے "کنفڈنشل" رکھا گیا ہتا۔ کہ کہیں آریہ سماجی نہ بہانڈا پھوڑ دیں۔ پس ہر آریہ سماجی کا حق تھا۔ کہ وہ اُس ناپاک سازش کو طشت از بام کر دیوے۔ جسکے ذریعہ سے کہ گوپی ناتھ اور بھیم سین آریہ سماج کو ذلیل کرنیکی کوشش کر رہے تھے۔ جناب ملاحظہ فرماویں گے کہ ایک طرف تو بھیم سین آریہ سماج کو یہ یقین دلا رہا تھا کہ وہ کبھی بھی اُن کے برخلاف سناتن دھرم سبہا والوں سے نہیں ملیگا۔ اور اُن کا مہمان ہوکر آگرہ میں اُن کے خرچ پر آرہا تہا (جیسا کہ اسی آرٹیکل اور ایڈیٹوریل سے ظاہر ہوگا) اور دوسری طرف گوپی ناتھ کے ہاتھ بک چکا ہتا۔ آریہ سماج کو ہرگز معلوم نہ ہتا کہ یہ شخص مکاری کی پالیسی چل رہا ہے۔ بلحاظ ان حالات کے میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ ہمارا حق ہتا کہ ہم اس دستاویز کو شایع کرتے۔ کیا لالہ منشی رام کا اپنی ایڈیٹوریل نوٹ میں اس امر کا اظہار کرنا لائبل کہا جا سکتا ہے؟ (اس جگہ پنڈت بھیم سین کا اپنا مضمون پڑھکر سُنایا گیا۔) اب جناب ملاحظہ فرمائیں گے۔ کہ آریہ سماجیوں نے سادگی سے بھیم سین کی بات پر اعتبار کر لیا تہا اور اُسے اپنے خرچ پر آریہ سماج آگرہ کے جلسہ پر بلوا لیا تہا۔ اور اسی اثنا میں یہ خفیہ کمینہ سازش ہو رہی تھی۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی بھی انصاف پسند آدمی جسکے روبرو یہ واقعات رکھے جاویں۔ اس تاریک سازش کی پردہ دری پر آریہ سماج کو مطعون کر سکتا ہے۔ کیا آریہ سماج کی حفاظت کے لیئے ضروری نہ تھا کہ اُسکے ممبروں کو بتلایا جاوے کہ کس شخص کے ہتھکنڈوں پر وہ سادگی سے چڑھ رہے ہیں؟

"اور اب میں اُن فقروں کی طرف رجوع ہوتا ہوں جنہیں کہ گوپی ناتھ نے اپنی نسبت ہتک آمیز سمجھا ہے۔ اور میں پہلے ہی عرض کر دوں کہ جن فقروں کو فرد جرم کے وقت استغاثہ کے فاضل کونسل نے چھوڑ دیا ہے۔ اُنپر میں بحث نہیں کروں گا۔ پہلی شکایت یہ ہے کہ بھیم سین کو بے اصولا قرار دیکر لکھا ہے کہ "بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں ہی گذارہ ہوتا ہے" گویا پنڈت گوپی ناتھ کو بے اصولا قرار دیا ہے۔ اسکے جواب میں میری پہلی گذارش یہ ہے کہ لفظ "بے اصولا" سے یہاں وہ مراد نہیں ہے۔ جو کہ مستغیث ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یقیناً "سناتن دھرم سبہاؤں کے کوئی نشچت سدہانت نہیں ہیں" جیسا کہ اسی مضمون

میں دوسری جگھ لالہ وزیر چند نے لکھاہے مستغیث خود مانتا ہے کہ اُسکی سبھا کے کوئی مقررہ اصول نہیں ہیں۔ میں نے لالہ رام تن اور لالہ بہگو، نداس گواہان استغاثہ سے سوال کیا کہ آیا سناتن دہرم سبھاؤں کے کوئی مقررہ اصول ہیں یا نہیں۔ یہ سناتن دہرم سبھا کے پورانے ممبر ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتلا سکتے کہ سناتن دہرم سبھا کے کوئی چھپے ہوئے اصول ہیں۔ جس نے پنڈت گوپی ناتھ سے سناتن دہرم گزٹ کا پہلا نمبر مطبوعہ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء پیش کرایا ہے اُنہیں سناتن دھرم کے اندر ناستک۔ آستک وغیرہ ہر قسم کے آدمی کو شامل سمجھا گیا ہے پس لالہ وزیر چند نے صحیح لکھا ہے کہ سناتن دہرم سبھا کے کوئی مقررہ اصول نہیں ہیں اور چونکہ بھیم سین کے بھی کوئی مقررہ اصول نہیں۔ اسلئے بے اصولے آدمی کا بے اصولوں میں گذارہ ہونا ٹھیک لکھا گیا ہے"

"دوسری شکائت یہ ہے کہ گوپی ناتھ کو سیاپے کی نائین لکھا گیا ہے۔ لیکن کیا یہ کلمہ ہتک آمیز ہے۔ سیاپے کی نائین وہ ہے جو سیاپہ میں کُل عورتوں کو پٹاتی ہے۔ گویا کہ جس مرکز کے گرد تمام عورتیں گھومتی ہیں اور جسکی بولی کے پیچھے کہ وے بولتی ہیں۔ پس اسکے معنی یہ ہیں کہ گوپی ناتھ بھی سناتن دہرم سبھا کا مرکز ہے۔ کیونکہ جب سبھا ہوتی ہے تو کُل سوالات سکریٹری پر ہی کئے جاتے ہیں۔ نیز چونکہ سناتن دہرم سبھا کے بہت سے ممبر انپڑھ ہیں۔ وے گوپی ناتھ کے گرد گھومتے ہیں گویا کہ وہ سناتن دھرم سبھا لاہور کا سورج ہے۔ جسکے گرد کہ دیگر ستارے او سیارے گھومتے ہیں۔ اور سوائے اس کے پنڈت گوپی ناتھ ہی تو ہے جو آریہ سماج کو گالیاں دینے کا کام شروع کرتا ہے۔ اور چونکہ اُسی کے استعمال کئے ہوئے فقروں کو لیکر دوسرے بھی آریہ سماج کو گالیاں دیتے ہیں۔ اسلئے وہ سیاپے کی نائین ہے۔ کیا یہہ توہین ہے جو لیکن اگر اس فقرہ پر زیادہ سے زیادہ حاشیہ چڑہایا جاوے تو وہ معنی ہوں گے جوکہ ایشری پرساد گواہ استغاثہ نے کئے ہیں۔ کہ "یہ معمولی طعنہ ہے کوئی سخت گالی نہیں ہے"

تیسری شکائت ہم سے یہ کی گئی ہے کہ پنڈت گوپی ناتھ کو بیشرم کہا گیا ہے۔ لیکن جو واقعات کہ میں اب تک ظاہر کرچکا ہوں اور جو تحریریں کہ اُسکی اب تک پیش کی گئی ہیں کیا اُن سے اُسکے بیشرم اور ذلیل ہونے میں کوئی شک کی گنجائش رہ سکتی ہے۔ اگر شرم وحیا کا مادہ اُسمیں موجود

ہوتا تو وہ اس قسم کے مضامین نہ لکھتا۔

"چوتھی شکایت اس ضمن میں یہ ہے کہ لالہ وزیر چند نے گوپی ناتھ کو ناجائز طور پر روپیہ وصول کرنیوالا ظاہر کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ الزام بڑا سنجیدہ اور کسی قدر سخت ہے اور خصوصاً وہ الفاظ جو چھہ سو روپیہ جیب میں لانے کے متعلق ہیں۔ لیکن جو شہادت کہ مثل پر ہے۔ اگر اُسکو گوپی ناتھ کے اپنے بیانوں کے ساتھ ملایا جاوے تو کیا کوئی شک رہتا ہے کہ گوپی ناتھ کا مذہب سوائے پیسے کے اور کوئی نہیں ہے یہ کنفڈنشل چٹھی" متنازعہ میں سوائے اس کے اور کوئی بات "پرائیوٹ اور کنفڈنشل" نہ تھی کہ ہر ایک سناتن دہرم سبھا سے پچاس روپیہ پیشگی واسطے لیکچروں اور سفر خرچ کے وصول کیا جاوے (کونسل نے چٹھی کو پھر پڑھا) میں نے اس چٹھی کو دوبارہ اس لئے پڑھا ہے کہ جناب کی توجہ ایک خاص امر کی طرف دلاؤں۔ یہ خط گوپی ناتھ نے بحیثیت ایڈیٹر سناتن دہرم گزٹ لکھا ہے۔ نہ کہ بحیثیت سکریٹری سناتن دہرم سبہا۔ کیا اسمیں بھی کوئی راز ہے؟ جناب کی توجہ اسی قدر دلانا کافی ہے۔ اس خط میں ہیم سین کے تبدیل خیالات کا مفصل ذکر کرتے ہوئے اُس کے ذریعہ سے آریہ سماجیوں کو ذلیل کرنے کے جو سناتن دہرم سبہا کا فائدہ ہوگا۔ اسے بڑے ہی ترغیب دہ الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ بتلایا گیا ہے کہ ہیم سین کے ساتھ بڑی خط و کتابت ہوتی رہی ہے۔ جناب! میں استغاثہ سے پوچھتا ہوں کہ وہ خط و کتابت کہاں ہے؟ میں چاہتا تھا کہ ہم لوگ بھی اُن خطوط کے درشن کرسکتے۔ اور اُن خفیہ شرائط کو دیکھ سکتے جو کہ ہیم سین اور گوپی ناتھ کے درمیان طے ہوئی تھیں! سناتن دہرم سبہاؤں کو یہہ ترغیب دی گئی تھی کہ ہیم سین آریہ سماج کو ذلیل کرا کے تمہیں بڑا فائدہ پہونچا سکیگا پر مطلب سناتن اصولوں کے پرچار سے نہ تھا۔ بلکہ آریہ سماج کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کی غرض تھی۔ اس خط میں ایک امر جناب کی توجہ کا محتاج ہے۔ گوپی ناتھ لکھتا ہے۔

"اس دورے کا انتظام میں خود کروں گا۔ ساتھہ ہی یہ تجویز کیگئی ہے کہ جو سبہا اس دورے میں خود کو شامل کرنا چاہے۔ وہ اس کے اخراجات کے لئے کم سے کم مبلغ پچاس روپیہ پیشگی میرے پاس روانہ کردے" جناب نے دیکھہ لیا کہ اس شخص کا کیا مطلب ہے؟ جرح میں اُسنے مانا ہے کہ یہ معاملہ اُسنے اپنی انترنگ سبہا میں پیش نہیں کیا تھا۔ لیکن یہاں سبہاؤں کو

دھوکھا دیتا ہے کہ تجویز کیگئی ہے۔ جیکے صاف معنی یہ ہیں کہ سبہا نے تجویز کی ہے کہ روپیہ گوپی ناتھ کے پاس آدے۔ وہ مانتا ہے۔ کہ اُس کا کوئی حال کارروائی کے رجسٹر میں درج نہیں ہے۔ پس سوائے گوپی ناتھ کے غالبًا اور کسی کو اس کارروائی کا پتہ نہ تھا۔ وہ خط میں بھی اقرار نہیں کرتا کہ وہ حساب سناتن دہرم سبہا میں پیش کیا کرے گا۔ پس یہ عبارت بھی صریح دہوکھا دینے والی تھی۔

در پنڈت بھیم سین آیا اور سناتن دہرم سبہا میں لکچہر دیکر چلا گیا۔ اب لودہیانہ سے لاہور تک لودہیانہ۔ جلندھر۔ ہوشیارپور۔ امرتسر اور لاہور پانچ سناتن دہرم سبہائیں ہیں۔ گوپی ناتھ کے معنی یہ تھے کہ ہر ایک دہرم سبہا ۵ ۵ روپیہ ادا کرے۔ کیا ان پانچ جگہوں میں سے جو ۲۵ روپیہ وصول ہوتے وہ لودھیانہ سے لاہور تک سفر خرچ میں لگ جاتے۔ اگر اس رقم میں سے ۵ سے ۵ خرچ کر کے کچھ باقی بچتا (اور شاید وہ گوپی ناتھ کی نظروں میں بہت کم ہوتا) تو اُسکو کون پاکٹ کرتا۔ جب یہ روپیہ سناتن دہرم سبہاؤں کے فائدہ کے لئے نہیں مانگا جاتا تھا۔ بلکہ اس سے کچھ اور ہی غرض تھی اور وہ غرض گوپی ناتھ کا ۶۰۰ چہ سو روپیہ جرمانہ تھا جو کہ اُس کے خاندان کو خار کی طرح کھٹک رہا تھا۔ اس واقعہ کی پنڈت گوپی ناتھ کے عام عمل سے تائید ہوتی ہے۔ پنڈت گوپی ناتھ اور اُسکے بھائی نے شادیوں کے موقعوں پر مالی مدد کے لئے اپیل کر کے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اُن میں شرم اور عزت کا کوئی مادہ باقی نہیں رہا ہے اُنہوں نے ایسے موقعوں پر روپیہ کے لئے اپیل کی ہے۔ جبکہ اُن کو کوئی حق نہ تھا۔ یہ مانگنا انکا خاندانی وصف بنگیا ہے۔ پس اس معاملہ پر رائے دینے کے پیشتر جناب ان امور کا ضرور لحاظ رکھیں۔ ہم نے مختلف موقعوں کی تین اپیلیں شامل مثل کی ہیں جہاں کہ اپنے خریداروں سے اُنہوں نے غیر معمولی مدد مانگی ہے۔ ان میں سے اول دستاویز D. 2. 3. ضمیمہ اخبار عام بابت ۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء ہے (دستاویز پڑھا گیا) کیا یہ ایک حیادار آدمی کی تحریر ہے؟

گوپی ناتھ کے بھائی نے ہمیں بتلایا ہے اور گوپی ناتھ نے بھی اُسکی تائید کی ہے کہ اُنکی مراد محض اخبار کی قیمت مانگنے سے تھی۔ لیکن الفاظ اس سے کچھ زیادہ ظاہر کرتے ہیں۔ اگر محض قیمت مانگنے سے ہی مطلب تھا تو اخراجات شادی اور اخراجات مقدمہ کا رونا کیوں رویا گیا۔ اور تھا یہ بیاہ سے مسلمان خریداروں کا کیا مطلب تھا۔ مقدمہ کے وقت جو چند

دوستوں نے چندہ کی صلاح دی تھی اُس کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل گووند سہائے کی اپنی گھڑنت تھی۔ مجھے بالکل یقین نہیں ہے کہ کسی سناتن دہرم سبھا نے گوپی ناتھ کو مدد دینے کی تجویز پیش کی ہو۔ اِسنے سبھا کی کیا خدمات کی تھیں جن کے صلہ میں یہہ مدد کا مستحق تھا۔ کیا اِس لئے کہ یہ گندہ سے سے گندہ اور مخش سے فحش لٹریچر پھیلا رہا تھا؟ اِس اپیل کے آخری الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اِس دہوکے سے کہ پہلے مدد کے لئے لوگ تیار تھے گوپی ناتھ اور اُس کا بھائی روپیہ وصول کرنا چاہتے تھے۔

"ایسی ہی درخواست ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے "سناتن دہرم گزٹ" میں شایع ہوئی تھی انکے الفاظ غیر معمولی طور پر ایک سے ہی ہیں۔ اور یہ ایک اور ثبوت اِس امر کا ہے کہ اخبار عام کا ایڈیٹر بھی واقعی گوپی ناتھ ہی ہے۔ سنہ ۱۸۹۹ء میں ایک دوسرے بھائی کا بیاہ ہوا تھا۔ اُسوقت بھی ایسی قسم کی اپیلیں کی گئی تھیں۔ ملاحظہ ہو دستاویزات 83 D اور 84 D اس کے علاوہ جناب دستاویز 85 D کو بھی ملاحظہ فرماویں۔ جسمیں اخبار عام کے لئے بُلاؤ کا سامان وصول ہونا درج ہے۔ اگر مارچ میں لکھا جاتا تو شاید یہ بھی ہولی کا ایک چُٹکلا بنجاتا۔ لیکن وہ ہولی کا موقعہ نہیں تھا۔ جب فروری سنہ ۱۹۰۱ء والی اپیل نکلی تو دیگر اخباروں نے اِس کام کو ذلیل سمجھا اور اسکا سخت نوٹس لیا۔ میں جناب کی توجہ ۳۰۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کی اخبار پنجاب ابزرور کیطرف دلا چکا ہوں۔ اُس اخبار کے ایڈیٹر نے اپنے بیان میں بہی اپنے مضمون کی تائید کی ہے اور لکھا یا ہے: "اخبار عام میں شادی کی نسبت ایک مضمون تھا جسے میں نے اخبار نویسی کے لئے باعث ذلالت سمجھا تھا کیونکہ اُسمیں خریداروں سے چندہ کے علاوہ مدد مانگی گئی تھی۔ خریدار سے چندہ سے زیادہ طلب کرنا کمینہ پن ہے" (۳۰۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کا پنجاب ابزرور۔ پڑھا گیا) ہیبہ اخبار نے بھی ایسا ہی لکھا تھا۔ پس جو رائے کہ اخبار عام کے دیگر ہمعصروں نے ایسی حرکت پر لگائی اگر وہی رائے میرے موکلوں نے قایم کی تو اُن کا کچھ قصور نہیں ہے۔ کریم بخش بیان کر چکا ہے کہ اِس شخص کا مذہب یہ ہے کہ "رام رام جپنا۔ پرایا مال سمجھہ لینا اپنا" اور اِس رائے میں معلوم ہوتا ہے کہ پبلک کا اتفاق ہے۔ گوپی ناتھ خود مانتا ہے کہ اُپدیشکوں کو سناتن دہرم سبھاؤں میں بھینٹ ملتی ہے اور خود بھی ایسے بھینٹ لینے سے اقراری ہے گو وہ کہتا ہے کہ وہ ایسا روپیہ دہرم سبھا کے خزانہ میں داخل کر دیا کرتا ہے۔ گویہ خیال اُسے بیان ثانی کے وقت آگیا۔

لیکن اُسے اپنے اس بیان کی تائید کے لئے کوئی دستاویزی ثبوت پیش نہیں کیا۔ اور ہم سب اب واقف ہو گئے ہیں کہ گوپی ناتھ کے دعوؤں کی کیا وقعت ہے۔ پس میں نے ثابت کردیا ہے کہ گوپی ناتھ کی غرض ۵۰ روپیہ فی بہا وصول کرنے سے سوائے چھہ سو روپیہ جرمانہ کی کمی پورا کرنیکی نیت کے اور کچھہ نہیں ہو سکتی تھی۔

"اب آخری شکایت جو اس ضمن میں ہم سے کی گئی ہے یہ ہے کہ لالہ وزیر چند نے گوپی ناتھ کو "دیاہین گھاتک" اور "بے بس بالک کا گلا گھونٹنے والا" ظاہر کیا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ گذارش ہے کہ یہ الفاظ صاف طور پر پنڈت بھیم سین سے متعلق ہیں نہ کہ پنڈت گوپی ناتھ سے کیونکہ "وشواس گھاتی" اُس شخص کو کہتے ہیں جو دوست کی صورت میں دھوکہ دے۔ وہ بھیم سین ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ گوپی ناتھ کیونکہ آخرالذکر کا کوئی بھی تعلق آریہ سماج سے نہیں رہا ہے۔ لیکن بالفرض اگر سمجھہ لیں کہ ان الفاظ کا اطلاق گوپی ناتھ پر ہی ہے تو بھی یہ ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ ایک استعارہ کی طور پر لکھے گئے ہیں۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں ہے۔ آریہ سماج روپی اناتھ بالک کا گلا گھونٹنا گوپی ناتھ ہی چاہتا تھا؟ اگر ہمارا یہ دعوے غلط ہے تو یہہ تاریک اور خطرناک سازشیں کیوں؟ یہ یقین کرتے ہوئے کہ یہ سوسائیٹی (یعنی آریہ سماج) اخلاق اور دہرم کو ہندو سوسائیٹی کے اندر پھیلا رہی ہے۔ کیا وزیر چند ایسی کمینہ سازش دیکھہ کر ایسا فقرہ لکھے بغیر ... رہ سکتا تھا! اور یہاں حسب مراتب مندرجہ فرد جرم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔"

نوٹ۔ اسوقت پانچ بج چکے تھے۔ اور رائے زادہ بھگت رام صاحب ابھی ایک گھنٹہ اور اپنی تقریر کو ختم کرنے کے لئے چاہتے تھے۔ اسلئے مقدمہ یکم اگست سنہ ۱۹۰۱ء کے لئے ملتوی کیا گیا۔

واقعہ یکم اگست سنہ ۱۹۰۱ء

(وقت ۱۱۔ گیارہ بجے)

جب فریقین معہ اپنے کونسلوں کے حاضر ہو گئے تو رائے زادہ بھگت رام صاحب نے اپنی تقریر اسطرح شروع کی:-

"جناب! قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر کے اُس حصہ کو شروع کروں جو کہ آج کے لئے باقی

رہا تھا۔ میں جناب کی اجازت سے اُن امور کی نسبت بھی کسی قدر اور واقعات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنپر کہ کل بحث کی تھی تاکہ اُن کے سمجھنے میں آسانی ہو جاوے۔ اول امر دربارہ گوپی ناتھ کی مانگنے کی عادت کے ہے۔ جناب دیکھیں گے کہ اُس نے جب اپنا آفس بنوایا تھا تو چوبہ اور اینٹوں کے لئے بھی اپیل کی تھی۔ دوسرا امر متعلقہ خط بنام مولوی ظہور الدین احمد دستاویز D 42 ہے اس خط میں گوپی ناتھ نے صاف طور پر یقین دلایا ہے کہ اخبار ارجن کا اُس سے یا اُس کے خاندان سے کوئی تعلق مالکانہ نہیں تھا حالانکہ جناب کے روبرو وہ مانتا ہے کہ وہ اخبار اُس کے خاندان کی ملکیت تھا۔ اس کے سوا اُسنے ایک اور جھوٹھ بولا ہے۔ جب اُسنے بیان کیا کہ بارہ برسوں سے اُسکا کریم بخش سے تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ آٹھہ برس ہوئے جب وہ فاحشہ عورتوں کے بارے میں کریم بخش کے ساتھہ خط وکتابت کر رہا تھا۔ ایک اور امر متعلق مضامین گاؤکشی کے ہے۔ گووند سہائے سے جب پوچھا گیا کہ آیا اُن مضامین کے مسودہ جات اُس کے پاس ہیں۔ تو اُسنے اُنکی موجودگی سے انکار کیا۔ صرف ایک اور امر کی نسبت مجھے توجہ دلانی ہے۔ قبل اس کے کہ میں آپکی تقریر کا حصہ شروع کروں وہ یہ متعلق لالہ وزیر چند کی سب ایڈیٹری کی ہے۔ اگر وزیر چند واقعی سب ایڈیٹر ہوتا تو فوراً اقبال کر لیتا۔ جناب کو معلوم ہے کہ لالہ منشی رام نے یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ع کے ست دہرم پرچارک کے نامہ نگار کا نام ظاہر نہیں کیا تھا۔ لیکن وزیر چند نے خود بخود اُس مضمون کا مصنف ہونا مان لیا تھا۔ پس اگر وزیر چند واقعی سب ایڈیٹر ہوتا تو ضرور مان لیتا۔ وہ محض اُسوقت کارکن ایڈیٹر تھا جبکہ اگست سنہ ۱۸۹۹ع سے لے کر ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۰ع تک لالہ منشی رام جلندھر سے باہر رہے تھے۔

"اور اس کے بعد میں مقدمہ کی عام کیفیت پر کچھہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مستغیث کی گواہان اُسے خاندانی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ وہ خاندانی ہے۔ کیونکہ وہ براہمن ہے لیکن یہ امر بالکل غیر متعلق ہے۔ واقعہ متعلقہ یہ ہے کہ گوپی ناتھ کا چال چلن کیا ہے۔ اُسکی دنیاوی پوزیشن کیسی ہے۔ دستاویز ۱/ D میں پنڈت مکند رام مستغیث کے والد کی سوانح عمری درج ہے۔ اُسمیں مکند رام کے بزرگوں کا کچھ بھی حال درج نہیں ہے۔ قصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ مکند رام مفلسی کی حالت میں لاہور میں آیا۔ اور ۲ روپیہ پر لکھائی کا کام کرنے لگا۔ یہہ نہیں معلوم کہ کشمیر میں یہ شخص گورنر تھا یا مزدوری کا کام کرتا تھا

یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ گرٹو رازدان یعنی کشمیریوں کے سب سے اعلیٰ خاندان کا ممبر تہا۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہہ شخص در اصل ایک قسمت آزما تہا جسکا حال کسی کو نہیں معلوم کہ کہاں سے آیا کوئی شہادت موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ مکندرام واقعی گرٹو رازدان یا در اصل براہمن بہی تہا یا نہیں۔ اس معاملہ میں گووندسہائے اُس کا سب سے بڑا اقرار کا لاعلمی ظاہر کرتا ہے۔ اور وہ یہ بھی نہیں بتلا سکتا کہ اُس کے ننہال کے رشتہ دار کون اور کیا تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گوپی ناتھ کا خاندان گمنام اور غریب تہا۔ گووندسہائے تسلیم کرتا ہے کہ اُس کا باپ اور اُسکی ماں کا گوتر ایک ہی تہا اور وے ایکہی خاندان کے ممبر تھے۔ وہ کہتا ہے "ہم گرٹو رازدان من گوتک ہیں۔ میری ماں بھی اُسی گوت کی تھی" مجھے یقین ہے کہ گوپی ناتھ کا والد جانتا تہا کہ اُس کا اصلی گوتر اور خاندان کون ہے۔ اگر وہ اس امر سے ناواقف ہوتا تو کبہی بھی اُسی گوتر کی لڑکی سے بیاہ نہ کرتا اور اُس حالت میں وہ اُسکو بمنزلہ بہن یا لڑکی کے سمجھتا۔ اس امر میں ہندو لا سے میری تائید ہوتی ہے (اِسجگہ شرومنی کے ہندو لا کا حوالہ دیا گیا) جناب ملاحظہ فرماویں گے کہ قانوناً اس قسم کے بیاہ کالعدم قرار دئے گئے ہیں۔ پس یا تو یہہ ماننا پڑے گا کہ واقعی گوپی ناتھ کے باپ اور اُسکی ماں کا ایک ہی گوتر تہا اور اسحالت میں ایسے بیاہ کی اولاد جو کچھ ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے یا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ گوپی ناتھ کا باپ ایک قسمت آزما ہوشیار آدمی تہا۔ جسنے اپنی ہمت سے براہمن اور گرٹو رازدان کی پدوی حاصل کر لی۔ ان دونوں صورتوں میں سے مستغیث کا اختیار ہے۔ جو چاہے پسند کر لیوے۔

"جناب ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس مقدمہ میں مستغیث نے ایک عجیب پالیسی اختیار کی ہے یعنی اپنے چال وچلن کی نسبت شہادت پیش کی ہے۔ ایسکے لئے ضروری تہا کہ کچھ شہادت اِس قسم کی موجود ہوتی جو مستغیث کا نیک چلن ہونا تصدیق کرتی۔ اس غرض کے لئے مستغیث نے بہت سے گواہ اور چند ایک سارٹیفکٹ نیک چلنی پیش کئے ہیں۔"

اس کے بعد فاضل کونسل نے رائے بہادر برج لال گہوش۔ پنڈت ہری کشن۔ لالہ رام رتن لالہ بہگوانداس۔ لالہ مولراج۔ بہگوانداس دیگر اور مسٹر جانسٹن کے بیانات کی تشریح کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ وے عموماً مستغیث کو بوجہ براہمن ہونے کے خاندانی بیان کرتے ہیں۔ اور اس کا پبلک جلسوں میں شامل ہونا بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک بہی اُس کے چال وچلن کی نسبت

واقفیت ظاہر نہیں کرتا نہ اُن کے بیانات سے مستغیث نیک چلن ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اِن کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ تین برسوں میں سوائے رادھا کُنڈ کے افتتاحی جلسہ کے جو کہ رائے صاحب [illegible] کے لڑکوں نے ایک چھوٹا تالاب بنوایا ہے اور جہاں عام خلقت کا ہجوم تھا اور کسی پبلک جلسہ میں گوپی ناتھ نظر نہیں آیا۔ مستغیث کے پیشکردہ سارٹیفکیٹوں کی نسبت رائے زادہ بھگت رام نے یوں کہنا شروع کیا:-

"پنڈت گوپی ناتھ نے چند دستاویزات اور مسٹر ٹیپر کا ایک خط یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کئے ہیں کہ وہ حیثیت دار آدمی ہے اور ایسے پبلک جلسوں میں مدعو کیا جاتا ہے۔ جہاں ذی عزت آدمی ہی بلائے جاتے ہیں۔ لیکن ان خطوں وغیرہ سے ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ یہہ پہلے ہیا سوشیل سوسائٹی کے Inner circle میں تھا۔ اب نہیں ہے۔ یہ پہلے کانگریس میں تھا اب کہتا ہے کہ خود بخود اُسے چھوڑ دیا ہے۔ یہہ پہلی قحط کمیٹی کا ممبر تھا لیکن دوسری کا نہیں ہوا۔ یہ سب گزشتہ تین برسوں میں واقعہ ہوئے ہیں اور اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت گوپی ناتھ نے پبلک لائف سے کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی اختیار کرلی ہے۔

"جناب غور فرماویں گے کہ کوئی شخص ایسے گواہ کو عدالت میں پیش نہیں کرتا جسپر گمان ہو کہ وہ اُس کے ہی چال وچلن کے برخلاف رائے رکھتا ہے۔ کم از کم ہر شخص ایسے آدمی گواہی کے لئے تلاش کرتا ہے۔ جن کا اُس کے حق میں بولنا ممکن ہو۔ گوپی ناتھ نے بابو ابناش چندر موزمدار کو پیش کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بابو ابناش چندر بھی گوپی ناتھ سے ڈرتا ہے۔ اُسنے گوپی ناتھ کو پہلے اچھا آدمی اور اپنا دوست بتلایا۔ اُسنے مسٹر روشن لعل کو بھی اپنا دوست بتلایا۔ اُس نے مانا کہ مسٹر روشن لعل کو اُسنے اپنے خاندان میں انٹروڈیوس کیا ہوا ہے لیکن مستغیث کو نہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نہیں؟ اِس لئے کہ بابو ابناش چندر مستغیث کو ایک بدچلن آدمی جانتا ہے اور محض اُس کے خوف سے اُسے دوست بنائے رکھتا ہے اِس گواہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بازاری عورتوں کو انارکلی بازار سے علیحدہ کرنے کی تحریک ہوئی تو صرف مستغیث ہی اُس تحریک کے برخلاف تھا۔ اور ہم سب سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں برخلاف تھا۔ وہ شاید اپنی تکلیف سے ڈرتا تھا کہ مبادا اُسے کہیں دور جانا نہ پڑا کرے! بابو ابناش چندر یہ بھی مانتے ہیں کہ مسٹر روشن لعل کو اُنہوں نے مستغیث

کی نسبت کہا کہ کُتوں کو بھونکنے دو اور کہ وہ چھپا ہے۔ لالہ ہیرا لعل گواہ نے بھی اِس کے چال و چلن کو خراب ہی بیان کیا ہے۔ اِسے دھوکے کی ٹٹی اور چالباز وغیرہ بیان کیا ہے۔ شائد کہا جاوے کہ ہیرا لعل ایک مخالف اخبار کا مالک ہے۔ لیکن عملاً وہ مستغیث کا دشمن ثابت نہیں ہوا۔ کیونکہ اُسنے ست دہرم پرچارک اخبار کے پرچے مستغیث کو دیدیئے تھے "

اس کے بعد کونسل نے پنڈت الیشر پرساد گواہ کے بیان کو لیا اور الیشر پرساد کے شائع کئے ہوئے پمفلٹ (دستاویز 55.D) کو پڑھکر اور اُسکے اب تک ساتن دہرم سبھا کے جلسوں میں لکچر دینے کا واقعہ بیان کرکے ثابت کیا کہ اُس کا اب تک گہرا تعلق ساتن دہرم سبھا سے ہے اور اس لئے وہ گوپی ناتھ کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ پھر کونسل نے کہا:-

" یہہ گواہ کہتا ہے کہ جو شخص گاؤکشی کے حق میں مضامین لکھے وہ ہندو نہیں رہتا۔ یہہ اصلی پوزیشن ساتن دہرم سبھا کی اِس گواہ نے بیان کی ہے۔ اور اس لئے میں گذارش کرتا ہوں کہ مستغیث ساتن دہرم سبھا کا ممبر نہیں ہے۔ یہ گواہ کہتا ہے۔ کہ اگر اُجرت پر گوشت گاؤ کے اشتہارات مستغیث نے شائع کئے ہیں۔ تو وہ ساتن دھرمی ہندو نہیں ہے۔ کیا اشتہارات کی اُجرت مستغیث نے لینے سے انکار کیا؟ ہمارے پاس بہت سے پرچے اخبار عام کے موجود تھے جنمیں سے محض ۳ عدالت نے لینے ضروری سمجھے۔ ان سے معلوم ہوگا کہ گاؤ کے گوشت۔ چمڑا اور ہر ایک انگ کی نسبت اشتہارات مستغیث اُجرت پر چھاپتا رہا ہے "

اس کے بعد اِس گواہ کے بیان ثانی میں جو کوشش استغاثہ کی طرف سے اِس امر کے ثابت کرنے کی ہوئی تھی کہ عام ہندوؤں میں اِسوقت اصولوں سے بے پروائی ہے اُس کا ذکر کرکے نتیجہ نکالا کہ پھر بھی مستغیث ساتنی ہندو نہیں سمجھا جا سکتا اور اُس کا فرض تھا کہ وہ سبھا سے علیحدہ ہو جاوے

ازاں بعد کریم بخش کی شہادت پر کہنا شروع کیا۔

" مستغیث مانتا ہے کہ کریم بخش اُس کا دوست تھا۔ کریم بخش نے مستغیث اور بازاری عورتوں کی باہمی خط و کتابت کو تصدیق کیا ہے۔ اُس نے بتلایا ہے کہ گوپی ناتھ اُس کے ساتھ اور مسلمانی رنڈیوں کے ساتھ ایک دسترخواں پر کھاتا تھا اور کیا کیا نہیں کھاتا تھا؟ جن چیزوں کی ہندوؤں کے لئے سخت ممانعت ہے اُن کو بھی نوش کرتا تھا۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ اِن باتوں کو پبلک نہیں کرنا چاہئے تھا۔ جناب! میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ جو لوگ ایسا کہتے ہیں

دے سمجھتے نہیں کہ ہم کیوں ایسا کرنے پر مجبور ہوئے - یہ شخص ایک بڑی اونچائی پر بیٹھا ہوا آریہ سماج کو اُن شخصوں کے ساتھ جلسوں نے مسلمانوں کے ہاتھ سے کھایا ہو- بعد شُدھی کے برتاؤ کرنے پر مطعون کرتا اور اُنپر بجر کی چوٹیں لگاتا ہے اور خود ایسے کام کرتا ہے ! کریم بخش نے بتلایا ہے کہ مستغیث اُس کے گھر کھاتا رہا ہے - نہ صرف یہی بلکہ عدالت کے سوال پر اُسنے جوابدیا کہ مستغیث گوشت گاہبھی کھاتا رہا ہے - اور اسکی تصدیق دستاویزی شہادت سے بھی ہوتی ہے (ملاحظہ ہو دستاویز D 98) جرح میں مستغیث کے فاضل کونسل نے اس گواہ کے بیان پر اشتباہ ڈالنے کی کوشش کی تھی - اسپر دو عذر کئے تھے - اول یہ کہ دستاویز کے دونوں طرف کی تاریخیں پیچھے لکھی گئیں اور دوسرے یہ کہ کریم بخش کی تحریر کا حصہ مسٹر راٹیگن صاحب سے روپیہ لینے کی غرض سے کیا گیا - کیونکہ اسمیں الفاظ beef اور mutton انگریزی میں لکھے گئے ہیں - اسکے جواب میں گذارش ہے کہ یہ تو مانا گیا ہے کہ سنہ ۱۸۹۳ء میں مقدمہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے وقت یہ دستاویز موجود تھی - اور اسی حالت میں موجود تھی - پس اگر کوئی تبدیلی ہوئی ہے تو وہ آٹھ سال کی پرانی ہے - ہم اُسکے لئے ذمہ وار نہیں - لیکن جناب دیکھیں گے کہ اس دستاویز کے اصلی ہونے میں کوئی شُبہ ہی نہیں ہوسکتا (دستاویز عدالت کے روبرو رکھا گیا) تاریخوں کی نسبت عذر فضول ہے - کیا وجہ دی گئی ہے کہ تاریخیں بعد کی بنائی ہوئی سمجھی جاویں ؟ گوپی ناتھ کا جواب دفعتاً شروع ہوتا ہے - اسپر کوئی آداب القاب نہیں - جس طرح کریم بخش لکھتا ہے "ڈیئر گوپی ناتھ صاحب" اگر یہ پرچہ محض ایک طرف گوپی ناتھ کا لکھا ہوا ہوتا اور کسی دوسرے پرچہ کا جواب ہوتا تو اول ہی القاب اسپر لکھا ہوا ہوتا - بعکس یہاں "جواب ہذا" سے شروع ہے - اور جو عذر beef وغیرہ انگریزی میں لکھنے کا ہے - وہی حالت اُس حصہ دستاویز کی ہے جو کنہیا گوپی ناتھ کا لکھا ہوا مسلمہ ہے اُسمیں mutton کا لفظ انگریزی میں ہے - کیا گوپی ناتھ نے بھی یہ لفظ مسٹر راٹیگن صاحب کو پھانسنے کے لئے لکھا تھا؟ اور آخری الفاظ جو نمبر ۳ کے جواب میں لکھی گئی ہیں صاف ثابت کرتے ہیں کہ کریم بخش کے خط میں دونوں قسموں کے کبابوں کا ذکر موجود تھا - گوپی ناتھ جواب دیتا ہے کہ "دودھ - بادام - پھل وغیرہ کا بندوبست **کافی** ہوگا" لفظ کافی ظاہر کرتا ہے کہ دوسری طرف سے اور چیزوں کا ذکر آچکا ہے - یہ خیال درحقیقت ہیبت ناک ہے کہ ایک ہندو اور گوشت کھاوے ! فی الحقیقت کوئی ہندو اسپر وشواس نہیں کرسکتا - لیکن یہاں معاملہ کیا ہے - یہ مسلمہ ہے کہ گوپی ناتھ کی دوستی مسلمانوں سے تھی

اور وہ مسلمانی رنڈیوں کے مکانوں پر جایا کرتا تھا۔ ۳ برسوں کی نسبت تو یہ عادت گوپی ناتھ کی مسلمہ ہے گو شہادت سے ثابت یہ کیا گیا ہے کہ یہ عادت سنہ ۱۸۹۷ء تک جاری رہی۔ جناب خیال کر سکتے ہیں کہ جب ایک ہندو مسلمانی رنڈی کے مکان پر جاتا ہے۔ اور وہاں وھسکی شراب کی بوتلیں کھلتی ہیں تو جو کچھہ اُس گھر میں پکا ہو وہی کھا لیتا ہے۔ اسطرح کبابوں کا کھانا شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ معلوم کرکے بھی نفرت جاتی رہی ہوگی۔ پھر کیا تعجب ہے کہ اس چال ڈھال کا آدمی جیسا کہ لالہ ہیرا لال گواہ استغاثہ اور کریم بخش نے مستغیث کو بیان کیا ہے۔ جان بوجھہ کر بھی beef کھانے لگ جاوے۔ لیکن سب سے بڑھکر عمدہ طریقہ اپنے آپکو اس الزام سے بری کرنے کا یہ تھا کہ مستغیث حلفاً کریم بخش کی تحریر کو جعلی بیان کرتا یا بیف کھانے سے انکار کرتا۔ جناب کو یاد ہوگا کہ میں نے قبل بیان کریم بخش کے استغاثہ کو یہ موقعہ دینا چاہا اور استدعا کی کہ گوپی ناتھ کو جرح کے لیے پیش ہونے کی پھر اجازت ہو۔ لیکن کیا گوپی ناتھ کا حوصلہ ہوا کہ وہ حلفاً اسمیں امر سے انکار کرے۔ اور حوصلہ کیسے ہو سکتا تھا جبکہ وہ جانتا تھا کہ اسکے wednesday ہو جانے سے شاید اُسے اپنی اور بہت سی دیگر کرتوتوں کا اقبال کرنا پڑے گا۔ جناب دیکھیں گے کہ ہماری طرف سے کبھی بھی ناجائز فائدہ اوٹھانے کی کوشش نہیں ہوئی۔ اخیر وقت تک ہم نے مستغیث کو موقعہ دیا کہ اگر وہ اس خط سے انکاری ہونا چاہتا ہے۔ یا اسکے متعلق کچھہ کہنا چاہتا ہے تو کہدے لیکن مستغیث کا حوصلہ نہ پڑا۔ پھر کس منہ سے اب استغاثہ کی طرف سے اسمیں دستاویز کی نسبت کوئی عذر ہو سکتا ہے؟"

خاتمہ پر رائے زادہ بھگت رام نے اُس مباحثہ کا مفصل بیان کیا جو کہ ست دہرم پرچارک اور شانتی دہرم گزٹ کے درمیان عرصہ سے جاری ہے۔ کونسل نے ست دہرم پرچارک کے اُن تمام پرچوں کے مضامین کی پڑتال کی جو کہ مستغیث نے اپنی نسبت ہتک آمیز بیان کئے ہیں اور ثابت کیا کہ اُنمیں ایک بھی لفظ ہتک آمیز نہیں بلکہ وہ خاص شانتی کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ کونسل نے فریق ثانی کو پھر چیلنج دیا کہ ست دہرم پرچارک کی فائل میں سے ایک لفظ بھی پیش کریں۔ جیسے کہ بیسیوں مضامین گوپی ناتھ لکھتا رہا ہے۔ اسپر بڑا زور دیا گیا کہ یہ لفظی جنگ پہلے پہل پنڈت گوپی ناتھ نے شروع کیا۔ کونسل نے کہا۔

"گوپی ناتھ خود مانتا ہے کہ پہلی مرتبہ اُس کا نام ست دہرم پرچارک میں ۱۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء

کو آیا ہے۔ جبکہ ایک خط روپڑ کے شاستر ارتھ کی نسبت نکلا تھا (دستاویز انگ ۱۴۔ ۹ D) لیکن اُس خط
پر لالہ منشی رام نے کوئی حاشیہ نہیں چڑھایا نہ وہ روپڑ میں ہی موجود تھے۔ اُسکا کوئی تعلق اس واقعہ سے
نہ تھا۔ اور ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۰ع کے سناتن دہرم گزٹ میں وہ مشہور آرٹیکل نکلا۔ جسکی پیشانی تھی
"اِسپر جھوٹھہ پر خدا کی مار" (دستاویز حرف D) جناب نے اس مضمون کو سُن لیا ہے۔ کیا
اِس قسم کے گندے اور ناشائستہ حملوں کے لئے گوپی ناتھہ کے پاس کوئی بھی عذر تھا۔؟"

اس کے بعد کونسل نے اُن تمام پرچہ جات ست دہرم پرچارک پر بحث کی جو گوپی ناتھہ نے لالہ منشی رام کیطرف سے بغض وکینہ ثابت کرنے کے لئے پیش کئے تھے۔ اور ثابت کیا کہ اُن میں جو کچھ لکھا تھا سب دستاویزی شہادت سے صحیح ثابت ہو چکا ہے۔ پھر اِس امر پر زور دیا گیا کہ لالہ منشی رام کیطرف سے جو کچھ لکھا جاتا رہا وہ سب حفاظت خود اختیاری میں تھا۔ زاں بعد گوپی ناتھہ کی لیاقت اور شاستر ارتھ کے لئے ڈینگ کا ذکر کرتے ہوئے ظاہر کیا گیا کہ چونکہ سب سے پہلے حملے اُسنے شروع کئے اس لئے اُس کا کوئی حق نہیں ہے کہ عدالت میں آکر دادرسی مانگے۔ اور اس بارے میں کتاب

odgers Libel and Slander-

کے صفحہ جات ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۳۰۳ - ۵۰۴ پڑھے گئے۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخباری مباحثہ میں شروع کرنیوالا دادرسی کا مستحق نہیں ہے۔ اگر جواباً اُسپر حملے کئے جاویں۔ خاتمہ پر رائے زادہ بھگت رام نے کہا۔

"یہ ثابت ہے کہ یہ شخص ایکہزار روپیہ لے کر ممالک مغربی وشمالی کے حکام کے برخلاف تحریک کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ یہ ثابت ہے کہ اس شخص نے پندرہ ہزار روپیہ مہاراجہ کشمیر سے حاصل کئے۔ یہ ثابت ہے کہ اس شخص نے دیوان بچھمن داس سے دباعنت سے روپیہ حاصل کرنا چاہا۔ یہ ثابت ہے کہ یہ شخص گندہ اور فحش مضامین لکھنے کا عادی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ جو کچھ لکھتا ہے اُس سے بڑھکر خفیہ طور پر عملمیں لاتا رہا ہے۔ ایسی حملہ تحریروں اور مسلمہ خطوط سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ اِس شخص کا چال وچلن اِس قسم کا نہیں ہے کہ کسی تحریر سے بھی اُسکی ازالہ حیثیت عرفی ہو سکے اور اس لئے میری گذارش ہے کہ میرے موکل بری ہونے چاہئیں۔"

مسٹر بیٹھمین صاحب ایڈووکیٹ استغاثہ پھر ایستادہ ہوئے۔ اور فرمایا:-

"قبل اس کے کہ میں اس مقدمہ کے متعلق اپنی تقریر شروع کروں - میں اپنے فاضل دوست کو اس خوبی کے لئے مبارکباد دیتا ہوں جس سے کہ اُنہوں نے ملزمان کی طرف سے پیروی کی ہے میں اپنے فاضل دوست کو خصوصاً اُس فصیح اور قابل سپیچ کے لئے بھی مبارکباد دیتا ہوں - جو کہ اُنہوں نے ابھی ختم کی ہے - سچ مچ یہ لاہور کو ایک حیرانی میں ڈالنے والی تھی -

" اور اب میں مقدمہ کیطرف رجوع ہوتا ہوں - جناب ملاحظہ فرماویں گے کہ ملزمان نے اپنی نسبت چند الزامون کے جواب میں مستغیث کے چال وچلن پر حملہ کیا ہے - میری بحث مختصر دو امور کیطرف متوجہ ہوگی - اول نسبت سچائی بیانات ملزمان - دوم دربارہ چال وچلن مستغیث - اور اس کے متعلق میں جناب کی توجہ دفعہ ۱۰۵ قانون شہادت کی طرف کھینچتا ہوں دفعہ مذکور حسب ذیل ہے (جب کسی شخص پر الزام کسی جرم فوجداری کا رکھا جائے - تو بار ثبوت موجودگی ایسے حالات کا جن کے سبب سے مقدمہ مستثنیات عامہ مندرجہ مجموعہ تعزیرات ہند سے متعلق ہو جائے یا کسی استثناء خاص یا حکم مندرجہ کسی اور جزو مجموعہ مذکور یا کسی قانون سے جس میں اُس جُرم کی تعریف لکھی ہو - اُسی شخص پر ہوگا - اور عدالت اُن حالات کا عدم تصور کریگی) میں اس بحث میں زیادہ وقت لینا ضروری نہیں سمجھتا کہ مستثنیات کا ثابت کرنا اس مقدمہ میں ذمہ ملزمان کے ہے - اور اُنہیں ان مستثنیات میں ہی اپنی صفائی کو محدود رکھنا چاہئے مستغیث کے چال وچلن کا انہیں کچھ سوال پیدا نہیں ہوتا - اس بارے میں محض انڈین رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۰۹ کا حوالہ دیا گیا ہے - میں گذارش کرتا ہوں کہ اُس فیصلہ کو ٹھیک نہیں سمجھا گیا - اس مقدمہ میں محض دو الفاظ رند اور اوباش مستغیث کے چلن سے تعلق رکھتے ہیں پس صفائی کی شہادت انہیں دو تک محدود ہونی چاہئے مستغیث کے کُل چال وچلن پر حملہ نہیں ہونا چاہئے تھا - الہ آباد والے مقدمہ میں صاف طور پر یہ قرار دیا گیا تھا کہ جب لائبل نسبت ایک شخص کے پبلک طریق عمل کے ہو تو اُسکے پرائیوٹ چال وچلن کی شہادت واقعہ متعلقہ نہیں ہو سکتی - (کونسل نے تقریباً کُل مقدمہ پڑھ دیا اور جگہ بجگہ اُس پر حاشیہ چڑھایا) اسیطرح پر یہاں گوپی ناتھ ایک اخبار کا ایڈیٹر ہے اور پبلک میں ہے - اسلئے اُسکے پرائیوٹ چال وچلن کی نسبت شہادت پیش نہیں ہو سکتی تھی - جہاں تک اُسکے چلن کا الفاظ رند اور اوباش سے تعلق ہے - وہیں تک شہادت محدود ہونی چاہئے تھی لیکن

مستغیث پر جرح میں اُس کے عام چال وچلن پر حملہ کیا گیا ہے (یہاں ہیوزڈائجیسٹ سے کچھ فیصلجات اسی امر کی نسبت پڑھکر کونسل نے سُنائے) جناب ملاحظہ فرمائیں گے کہ اسبارے میں دیوانی اور فوجداری دونوں قسم کے فیصلوں کا اتفاق ہے۔ ملزمان کے فاضل کونسل نے اوجرز صاحب کی کتاب کے صفحہ ۳۶۵ کا حوالہ دیا ہے لیکن وہ کُل باب قانون دیوانی کے متعلق ہے "

(اسجگہ کونسل ملزمان نے زور دیا کہ کُل فقرہ پڑھا جاوے۔ کیونکہ آخری فقرہ مفید ملزمان تھا چنانچہ پڑھا گیا۔ زاں بعد فاضل کونسل استغاثہ نے دفعہ ۵ قانون شہادت کو پڑھا۔ پھر دفعہ ۵۵ قانون شہادت کے پڑھنے کے بعد اوجرز صاحب کی کتاب کا صفحہ ۳۶۹ پڑھا اور بتلایا کہ کن حالتوں میں عام شہرت کی شہادت دی جاسکتی ہے۔)

" ہمیں شبہ نہیں ہے کہ گوپی ناتھ ایک پبلک مین ہے۔ ہم نے دستاویزی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ پبلک کاموں میں دخل دیتا رہا اور گورنمنٹ کے افسران اُسے پبلک جلسوں میں مدعو کرتے رہے۔ پس اس کے پرائیوٹ چال وچلن پر حملہ کرنے کے ملزمان مجاز نہ تھے۔ نسبت چالچلن کے گذارش ہے کہ جہاں قانون دیوانی کے روسے لائبل کی سچائی پورا جواب مدعا علیہ کی طرف سے سمجھا جاتا ہے۔ وہاں فوجداری قانون کے مطابق ایسا نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو اوجرز صاحب کی کتاب کا صفحہ ۴۰۰) لیکن اب لارڈ کیمبل کے ایکٹ کی دفعہ ۶ کے مطابق گو لائبل کی سچائی بطور صفائی کے پیش کیجاسکتی ہے لیکن ثابت ہونا چاہئے کہ لائبل کی اشاعت واسطے فائدہ عامہ خلائق کے تھی "

اس کے بعد استغاثہ کے فاضل کونسل نے اوجرز لائبل اینڈ سلینڈر کے صفحات ۴۴۱ - ۴۴۳ - ۴۴۵ پڑھکر سُنائے اور قانون شہادت کی دفعات ۵۴ لغایت ۵۵ پڑھنے کے بعد اسبات پر زور دیا کہ فوجداری مقدمات میں ایک آدمی کے چال وچلن کی نسبت عام شہادت پیش ہوسکتی ہے۔ خاص واقعات کی شہادت واقعہ متعلقہ نہیں ہے۔ زاں بعد دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی طرف رجوع ہوکر فاضل کونسل نے فرمایا :-

" دفعہ ۴۹۹ صاف کہتی ہے کہ جو الزام مستغیث کے چال وچلن کو نقصان پہونچانیوالے ہوں۔ وہ ازالہ حیثیت عرفی کی تعریف میں آجاتے ہیں۔ اسپر زیادہ زور دینے کی ضرورت

نہیں ہے۔ اور اب میں مستثنیات کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

"مستثنیٰ اول تب استغاثہ کا جواب ہوسکتا ہے اگر ثابت کیا جاوے کہ جو الزام لگایا گیا ہے۔ وہ فائدہ عامہ خلایق کے لئے تھا۔ اور اس معاملہ میں ملزمان کو بڑی زبردست شہادت پیش کرنی چاہئے۔ کہ اس سے فائدہ عامہ خلایق کا مدنظر تھا۔ ملزم کہتا ہے کہ یہ فائدہ عام کے لئے تھا لیکن ساتھ ہی کہتا ہے کہ اُسنے ایسا اپنی سوسائیٹی یعنی آریہ سماج کی حفاظت کے لئے کیا۔ فرقہ براھمنان آریہ سماج کی نسبت بہت بڑا ہے۔ آریہ سماجی صرف تین ۳ لاکھ کے قریب ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس لائبل کا شایع کرنا فائدہ عامہ خلایق کے لئے نہیں تھا۔" (اس جگہ کونسل ملزمان نے کہا کہ استغاثہ کے فاضل کونسل شاید قانون انگلستان کا ذکر فرما رہے ہیں۔ ورنہ مطابق قانون ہند ہر حصہ پبلک اس تعریف میں شامل ہے۔ چنانچہ دفعہ ۱۲ تعزیرات ہند حسب ذیل پڑھی گئی۔ "لفظ عامہ میں ہر جماعت عوام الناس یا فرقہ شامل ہے۔")

مسٹر بیٹ مین نے اپنی بحث پھر شروع کی:۔

"اب مجھے تین امور عدالت کو دکھلانے ہیں۔ اول یہ کہ مضامین متنازعہ نیک نیتی سے نہیں لکھے گئے تھے۔ ملزمان کو اِن مضامین میں مستغیث کے پرایوٹ طریق عمل کی نسبت کچھ لکھنا نہیں چاہئے تھا محض اُسقدر لکھنا چاہئے تھا۔ جس کا کہ تعلق مستغیث کی پبلک زندگی کے ساتھ تھا۔ کہیں حد ہونی چاہئے۔"

(اسجگہ پھر مستثنیٰ اول زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کونسل نے پڑھا۔) جناب! میں گذارش کرتا ہوں کہ فقرہ جات مندرجہ مضامین متنازعہ میں سے ایک کا بھی تعلق پنڈت گوپی ناتھ کی پبلک لائف کے ساتھ نہیں ہے۔ اِن کا تعلق جنرل ہندو پبلک یا ہندو مذہب کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہے۔"

اسجگہ کونسل مستغیث نے مستثنیٰ نمبر ۲ زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کا ذکر کرتے ہوئے ساتھ ہی اوجر صاحب کی کتاب کا حوالہ دیا اور کہا:۔

"ناٹکوں کے تماشہ کرنیوالوں کے بھی پرایوٹ چال وچلن کے اندر کوئی شخص نہیں جاسکتا جو نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ وہ محض اُنکے عمل پر بطور ایکٹر کے کیجاتی ہے۔ اُس سے باہر

جانا ازالہ حیثیت عرفی ہے (اس جگہ دستاویز C پیشکردہ مستغیث کو پڑھکر اُس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ کہ اُسمیں مستغیث کے پرائیوٹ چال وچلن پر حملہ ہے) یہ مضمون فائدہ عامۂ خلائق کے لئے نہیں ہے۔ اور مستغیث کے پرائیوٹ چال وچلن پر حملہ کرتا ہے۔ مقدمہ انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۰۸ والے مقدمہ کیطرف میں جناب کی پھر توجہ دلاتا ہوں (اسجگہ پھر اُس مقدمہ کا بہت سا حصہ پڑھا) یہ مضامین ملزمان نے اپنے فائدہ کے لئے لکھے تھے۔ جو فیصلہ جلد ۱۵ بمبئی کا کونسل ملزمان نے پیش کیا ہے۔ اُس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ چونکہ ملزمان کا مضمون مستغیث کے جواب میں ہے۔ اس لئے نیک نیتی سے نہیں لکھا گیا۔ خاص دفعہ ۴۹۹ کی اصل عبارت سے بھی میرے بیان کی تائید ہوتی ہے (کونسل نے پھر دفعہ پڑھدی) ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہم ثابت کریں کہ ملزمان کی نیت کیا تھی۔ ہمارے لئے اسقدر ثابت کرنا کافی ہے کہ مستغیث کی نیکنامی کو نقصان پہنچانے کے لئے ملزمان نے مضامین متنازعہ لکھے (اس کے بعد دستاویزات E۔ D۔ C و G پیشکردہ مستغیث پڑھے گئے۔ اور اُن سے ثابت کرنیکی کوشش کی گئی کہ وہ نیک نیتی سے نہیں لکھے گئے تھے)

اوجنرز صاحب کی کتاب کے صفحہ ۷۷۵ کے ملاحظہ سے بھی معلوم ہوگا کہ انگلستان کا قانون بھی ایسا ہی ہے (صفحہ ۷۷۵ پڑھا گیا) گوپی ناتھ مستغیث نے جوکچھ لکھا ہے وہ سب اُس استغاثہ کے پیشتر لکھا جوکہ گورمنٹ کی طرف سے اُسکے برخلاف دائر کیا گیا تھا۔ اُسپر جرمانہ ہوگیا اور اُسنے اسطرح اپنے گناہ کو دھوڈالا۔ جب ایک انسان کو اُس جرم کے لئے سزا ہوجاوے۔ جس کا کہ وہ مرتکب ہوچکا ہے۔ تو اُسکا جُرم دھو ہوگیا۔ اگر اُس کے بعد کوئی شخص پبلک میں شورہ مچادے کہ اُس شخص کو سزا ہوچکی ہے۔ تو اُسے عامہ خلائق کا فائدہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ وہ ایسا اپنی بغض کی سپرٹ کی خوشی کے لئے کرتا ہے۔ ایساہی حال اس مقدمہ میں ہوا ہے۔ اوجنرز صاحب کی کتاب میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی پولیس افیسر کو وارنٹ بنابر جیل سے رخصت کرنے کسی قیدی کے دیا جاوے۔ اور وہ پولیس افیسر کہتا پھرے کہ یہ شخص سنگدلی کی وجہ سے قید ہوا تھا تو وہ

بھی ازالہ حیثیت عرفی ہے - اِس مقدمہ میں یہ صاف ظاہر ہے کہ ملزمان نے اِن مضامین کے شائع کرنے میں اپنے بغض کی سپرٹ کوتسلی دینی چاہی ہے - اور اِس سے اُنکا منشا ہرگز کسی قسم کے فائدہ عامہ خلائق سے نہ تھا - یہہ حملہ جات ملزمان نے آریہ سماج کے فائدہ کے لئے کئے تھے نہ کہ کُل سوسائیٹی کے فایدے کے لئے - لفظ عامّہ کے معنی میں آریہ سماج نہیں آسکتا -"

اِسجگہ رائیزادہ بھگت رام صاحب نے پھر دفعہ ۱۲ تعزیرات ہند سے لفظ عامّہ کی تعریف سُنائی اور انڈین لا رپورٹ جلد ۱۲ بمبئی صفحہ ۱۳ کا حوالہ دیکر بتلایا کہ ہندوؤں کے خاص خاص فرقوں تک کو عامّہ کے لفظ میں شامل سمجھا گیا ہے - اِسکے بعد کونسل استغاثہ نے دفعہ ۱۰۵ قانون شہادت کی پھر تشریح کی اور کہا :-

"تشریح چہارم دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کو پیش کر کے ملزمان کے فاضل کونسل نے یہ جتلانے کی کوشش کی ہے - کہ ملزمان گوپی ناتھ کے چال چلن کی نسبت شہادت دے سکتے ہیں - لیکن اِس کے متعلق او جزر صاحب کی کتاب کا صفحہ ۷۷ " قابل غور ہے (صفحہ ۷۷" پڑھا گیا) میں پھر عرض کرتا ہوں کہ زیر مستثنے نمبر ۹ ملزمان نے کسی نیک نیتی کا ثبوت نہیں دیا ہے -

" ملزمان نے مستغیث کی حیثیت کی نسبت شہادت پیش کرتے ہوئے مستغیث کے کُل خاندان کی توہین کی ہے - گوپی ناتھ کا باپ ایک محنتی اور لائق آدمی تہا - یہہ اُس کے لئے باعث عزت ہے کہ اُسنے اِس عرصہ سے ۳۰ برس پیشتر ایک مطبع کہولا جبکہ یہ کام عام نہ تہا اور اخبار عام بجز ایک خاص جماعت کے جاری کیا - میں مانتا ہوں کہ وہ بطور ایک قسمت آزما کے لاہور میں آیا لیکن اُسنے مطابق ریورنڈ ایچ سمتھ کے اپنی پوزیشن خود بنائی - لیکن یہ سوال نہیں ہے کہ پنڈت مکندرام کی پوزیشن کیا تھی اور وہ خود کیا تہا - بلکہ سوال یہ ہے کہ مستغیث کی پوزیشن اُس وقت کیا تھی جبکہ مضامین زیر بحث لکہے گئے - جناب ! بلاشبہ اُسوقت اُسکی پوزیشن لاہور میں ایک لیڈر کی تھی - وہ ایک کمیونٹی یعنی سناتن دھرم سبہا کا لیڈر ہے - اور ایک باحیثیت آدمی ہے - اور اِس حیثیت کے لحاظ سے وہ پبلک جلسوں میں بلایا جاتا ہے

اُسکی حیثیت مسلمہ ہے - پس اِس حیثیت کا لحاظ ضرور ہونا چاہیئے - اِس بارے میں تمام انگریزی قانون ہمارے حق میں ہے - ملزمان نے مستغیث نمبر ۹ کا حوالہ دیا ہے - لیکن یہ نہیں دکھلایا کہ مستغیث کے پرائیوٹ چال وچلن کا اُس کے ساتھ کیا واسطہ ہے - جو مراسلہ کہ ملزمان نے اخبار میں درج کیا ہے - اُس سے پبلک کا کوئی بھی فائدہ مدِنظر نہیں ہے - ملزم کے اخبار کے دیگر خریداروں کا اِسمیں کیا فائدہ تھا؟ یہہ قیاس ہوسکتا ہے - کہ یہ پرچہ اُن لوگوں کے پاس بھی جاتا ہے - جوکہ آریہ سماج کے میمبر نہیں ہیں - دیگر ہندوؤں اور نیز مسلمانوں کے پاس بھی یہہ پرچہ تبادلے میں جاتا ہوگا - پس اُن لوگوں کو اس سے کیا فایدہ پہونچ سکتا تھا؟

" اب میں جناب کی توجہ اوجرز صاحب کی کتاب کے صفحہ ۳۳ کی طرف کھینچتا ہوں - جہانکہ الفاظ نیک نیت اطلاع کی تعبیر کی گئی ہے - اِسکے ساتھ ہی صفحہ ۳۲ بھی قابلِ غور ہے - اس کے علاوہ صفحہ ۳۴ پر صاف درج ہے کہ اطلاع نیک نیت اور درست ہونی چاہیئے - (صفحہ جات ۳۲ - ۳۳ - اور ۳۴ پڑھے گئے) مستغیث کے براہمن ہونے پر زور دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ چونکہ وہ مذہبی واعظ ہے - اِس لیئے اِسکا پرائیوٹ چال وچلن اِس مقدمہ میں واقعہ متعلقہ ہے - بے شک مستغیث جنم کا براہمن ہے - لیکن وہ کشمیری پنڈت خاندان میں سے ہے - وہ پیدائشی اُپدیشک نہیں ہے - اور اُس قسم کے براہمنوں میں سے نہیں ہے جوکہ بھیکھ مانگتے اور ہندوؤں کی خیرات پر گذارہ کرتے ہیں - لیکن وہ ایک ایڈیٹر ہے - وہ اپنے اخبار میں وہی کچھ لکھتا ہے جوکہ سوسائیٹی کے لیئے مناسب اور بہتر ہو - اُسکے خیالات اور تحریرات پر غور ہونی چاہیئے - نہ کہ اُسکی ذاتی زندگی پر - اگر ایک شخص صحیح صحیح واقعات لکھ کر پبلک کی توجہ کھینچتا ہے تو اُسے مکار نہیں کہہ سکتے - اور یہ بھی مکاری نہیں ہے کہ ایک شخص اپنے مذہبی خیالات کا اظہار کرے لیکن جس قسم کی نکتہ چینی کہ ملزمان نے کی ہے - اور جس قسم کے شخصی حملے اُنہوں نے کیئے ہیں وے ظاہر کرتے ہیں کہ اُن کے واقعات غلط ہیں اور کہ ملزمان نے اپنے مذہب کی بہتری کے لیئے نہیں - بلکہ بغض اور کینہ سے ایسے مضامین لکھے ہیں - نکتہ چینی کا عام اصول جیسا کہ اوجرز صاحب کی کتاب میں

بیان ہوا ہے - یہ ہے کہ فائدہ عامہ خلائق کیلئے جو تحریریں ہوں اُن میں حملے حلیم الطبعی سے کئے جاویں - جو شخص کہ بلا لحاظ ذلیل اغراض سے امر زیر بحث سے تجاوز کرکے حملے کرتا ہے وہ حلیم الطبع نہیں کہا جا سکتا - اور اگر وہ حملہ حفاظت اغراض عامۂ خلائق کی حد سے بڑھ جاوے تو حملہ کرنیوالے کو کینہ ور سمجھنا چاہئے - میرے اس دعوے کی تائید اوجرز صاحب کے صفحہ ۳۵ سے ہوسکتی ہے (صفحہ ۳۵ پڑھا گیا) اسکے ساتھ ہی صفحہ ۱۳ و صفحہ ۴۲ کو اگر پڑھا جاوے تو صاف معلوم ہوگا کہ اگر ایک اخبار کا ایڈیٹر دوسرے سے مباحثہ کر رہا ہے تو اُسے ان سب امور کا لحاظ رکھنا چاہئے (صفحہ جات ۱۳ و ۴۲ پڑھے گئے) اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر اُن امور کی فہرست درج ہے - جنہیں عامۂ خلائق کے فائدے کے لئے ظاہر کرنا روا ہے - اسجگہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہر ایک پبلک مین کا چال و چلن عام مباحثہ کا مضمون بن سکتا ہے - جہاں تک کہ اُس کا اُسکے پبلک طریق عمل سے تعلق ہو - اُس کا پرایوٹ چال و چلن ہرگز زیر بحث نہیں آنا چاہئے - اسی مضمون کے متعلق صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۷ تک کتاب اوجرز صاحب میں بخوبی بحث کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ ایک پبلک مین کے پرایوٹ چال و چلن پر حملہ کرنے کا کسی انسان کو استحقاق نہیں ہے"

اسوقت واسطے آرام کے آدھ گھنٹہ کے لئے کارروائی بند ہوگئی - جب پھر فریقین عدالت کے روبرو حاضر ہوئے تو مسٹر پیٹ مین نے اپنی تقریر حسب ذیل شروع کی:-

" اوجرز صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ پر صاف لکھا ہے کہ اگر کوئی لائبل کا مضمون صحیح ہے تو سچائی ایسے مقدمہ میں پوری صفائی ہو سکتی ہے - لیکن فوجداری کا قانون ایسا نہیں ہے - صفحہ ۱۹۴ اور صفحہ ۲۰۲ پر صاف طور پر لکھا ہے - کہ نہ صرف لائبل کی سچائی ہی ثابت ہونی چاہئے - بلکہ یہہ بھی ثابت ہونا چاہئے کہ وہ واسطے فائدہ عامۂ خلائق کے مشتہر کیا گیا تھا - صفحہ ۲۰۴ پر پھر درج ہے کہ اس بارے میں دیوانی اور فوجداری کے قانون میں فرق ہے - اور صفحہ ۲۰۶ پر درج ہے کہ اگر ایک لائبل کا جواز ثابت نہ ہو جاوے تو مدعی کو ہرجانہ بہت زیادہ ملنا چاہئے - میری رائے میں ملزمان نے مستغیث کا چال و چلن خراب ثابت کرنیکی کوشش سے اپنے آپکو زیادہ تر سزا کا مستوجب بنا لیا ہے - ملزمان نے اِس

مقدمہ کے چلانے کے ڈہنگ سے نہ صرف مستغیث کو ہی بدنام کیا ہے۔بلکہ اُس کے سارے خاندان کی توہین کی ہے۔اِسی کتاب کے صفحہ ۱۸۹ سے ۱۹۲ تک قانون متعلقہ اخبارات کا ذکر ہے اور صفحہ ۲۵۶ پر اُن مستثنیات کا ذکر ہے جوکہ ولائیت کے قانون کے مطابق ہرحالت میں لائبل کا پورا جواب ہوسکتی ہیں لیکن ہندوستان کے قانون کا کوئی بھی مستثنےٰ بغیر دیگر واقعات کے کسی لائبل کا بھی قطعی جواب نہیں ہے۔"

اس کے بعد فاضل کونسل نے علاوہ اوپر ذکر کئے ہوئے تمام صفحات کو لفظ بلفظ پڑہنے کے صفحہ ۳۱۴ دربارہ تعریف نیک نیتی کے پڑھا۔ اور اپنی بحث کو آگے یوں جاری کیا:-

" اس مقدمہ میں مستغیث کے چال وچلن کے برخلاف۔ جوکہ استغاثہ کی شہادت سے نہائت اعلیٰ ثابت ہوتی ہے۔محض کریم بخش کا بیان ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے (اسجگہ رائے زادہ بھگت رام صاحب نے کہاکہ اگر آپنے جرح میں جاننے کی کوشش نہیں کی تو ہمارا قصور نہیں ہے) وہ ایک مسلمان ہے۔ یہہ صاف ظاہر ہے کہ دستاویز حرف ڈی. (D) اس شخص کے قبضہ میں اُسوقت موجود تھی جبکہ مستغیث کا مقدمہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ساتھ تہا۔کیا کریم بخش اُسوقت جانتا تہاکہ یہ دستاویز جائیز ثابت ہوسکتا ہے؟

" شہادت اس قسم کی ہونی چاہئے تھی۔جس سے ثابت ہوتا کہ مستغیث کی پبلک زندگی میں کچھ خرابی ہے۔ اب تک اِس مقدمہ کی بحث محض واقعات پر ہوتی رہی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اِن میں سے بہُت سے امور مسلمہ اور صحیح ہوں۔لیکن یہاں صرف انکی سچائی کا ہی سوال نہیں ہے۔ سوال یہ ہے۔کہ آیا ملزمان مستغیث کے چال وچلن پر نکتہ چینی کرنے میں حد جائیز کے اندر رہے ہیں یا نہیں۔جہہ ملزمان نے مستغیث کی ازالہ حیثیت عرفی کی ہے۔ اور الفاظ ہتک آمیز ہیں۔تو بعض قیاس کر لینا چاہئے۔یہی منشاء اوجرز صاحب کی کتاب کے صفحہ ۳۱۳ کی عبارت کا ہے۔ اور اس کے ساتھ صفحہ ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ کو پڑھا جاوے تو صاف ظاہر ہوجاویگا۔کہ بغض کے لئے کسی شہادت کی ضرورت نہیں ہے (یہ صفحہ جات پڑہےگئی)

پھر صفحہ ۳۱۹ پر لکھا ہے کہ اگر مضمون لکھتے وقت مدعا علیہم کو معلوم تھا کہ جو واقعات وے لکھ رہے ہیں نادرست ہیں تو یہ صاف شہادت بغض کی ہوگی - استغاثہ میں ملزمان نے مستغیث کو اخبار عام کا ایڈیٹر اور مضامین متعلقہ گاؤکشی کا مصنف ثابت کرنیکی کوشش کی ہے جنہیں وے خود عدالت کے روبرو لائے ہیں - انہوں نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ فلاں فلاں مضامین مسلمانوں کو خوش کرنے کی نیت سے لکھے ہوئے تھے - پس صاف بغض ثابت ہے - کتاب اوجرز صاحب کے صفحہ ۳۲۰ پر لکھا ہے کہ ملزمان کے لائیبل شائع کرنے کی حالت سے بھی بغض کا قیاس ہوسکتا ہے - اور یہاں ملزمان کے مضمون کی سختی صاف بغض کی شاہد ہے ۔"

اس کے بعد استغاثہ کے فاضل کونسل نے صفحہ ۳۲۵ و ۳۳۲ اسی کتاب کے بغض کی شہادت کے بارے میں سُناکر صفحہ ۳۴۲ کی طرف پھر توجہ دلائی اور کہا :-

"ہم نے دکھلا دیا ہے کہ گوپی ناتھ محض اخبار عام کا ایک حصہ دار ہے - اُس کا ایڈیٹری سے کوئی تعلق نہیں ہے - اس لئے ملزمان اُسکے چال چلن پر حملہ کرنے کے مجاز نہ تھے - تمثیلاً گذارش ہے کہ اگر سول اینڈ ملٹری گزٹ کا ایڈیٹر کسی دیگر اخبار سے مباحثہ اخباری شروع کرے - اور کسی ہتک آمیز مضمون کے لئے اُسپر مقدمہ دائر ہوجاوے تو کیا یہ جائز ہوگا کہ مسٹر ولیم راٹیگن صاحب مالک اخبار کے چالچلن پر نکتہ چینی کیجاوے یا کہ اُنکی پرائیوٹ کیرکٹر کو طشت از بام کیا جاوے ۔

"جناب! ازالہ حیثیت عرفی کے بارے میں ہندوستان کا کُل فوجداری قانون دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند میں محدود ہے اور جو کچھ اُس دفعہ کے اندر نہیں پایا جاتا وہ میں نے کتاب اوجرز لائیبل اینڈ سلینڈر سے سُنا دیا ہے -

"اب میں واقعات مقدمہ کی طرف رجوع ہوتا ہوں - آریہ سماج چند ایک ایسے عقاید سے کر شروع کیا گیا جو کہ سناتن ہندو جماعت کے لئے سخت ناگوار تھے - اسکی وجہ سے فریقین نے ایک دوسرے پر ذاتی حملے کرنے شروع کردئے - اب حالت یہ ہے کہ مستغیث سناتن ہندو جماعت میں ایک سرکردہ حیثیت رکھتا ہے - اُسکی اس بحث میں ذاتی غرض تھی - کیونکہ وہ سناتن سبھا کا حامی تھا - چونکہ وہ

شاتن دہرم سبہا کا سکریٹری تہا - اس لیے وہ آریہ سماج کے ساتہہ مباحثہ میں شریک ہوا - اُسنے لکچر دئے اور نیوگ کی قسم کے مسئلوں پر مباحثے شروع کئے - یہی ایک مسئلہ ہے جوکہ سناتن ہندو جماعت کے خیالات کے سخت برخلاف ہے - اب جناب مستغیث کی پوزیشن کو بخوبی سمجہہ گئے ہوں گے - جو میں نے جناب کے روبرو بیان کی ہے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کو قائم ہوئے محض ۲۵ یا ۳۰ برس ہوئے ہیں - اس کا ایک مسئلہ نیوگ ہے - اس مذہب نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے ایک کتاب ستیارتہہ پرکاش نامی چہپوا کر مشتہر کی اور ہندوؤں کے خیالات کو رنج پہونچایا - یہ کتاب اصل میں ہندی میں چہپائی گئی تہی سنہ ۱۸۹۹ء میں اس کا عام طور پر مشتہر ہونے کے لئے اردو میں ترجمہ کیا گیا - اس کتاب کے عقائد بالکل نئے ہیں - اور جہاں تک کہ مجھے بتلایا گیا ہے - یہی کتاب اُنکی مقدس کتاب بطور عیسائیوں کی انجیل کے ہے " -

(اسجگہ ملزمان کی فاضل کونسل نے حسب ذیل عذر کیا - " نہیں ! یہہ کتاب آریہ سماج کے بانی نے ۲۵ یا ۳۰ برس گزرے جب تصنیف کی تہی - اُسکی تعلیم کی بُنیاد ویدوں پر ہے آریہ سماج کے بانی نے کوئی اپنا نیا مذہب نہیں چلایا - بلکہ اُنہیں ویدوں کے اصولوں کو ظاہر کیا - میں نے محض غلطی کو رفع کیا ہے - میرے لئے اِس امر پر بحث کرنے کا یہ موقعہ نہیں کہ آیا اِس کتاب میں شائستگی سے کام لیا گیا ہے یا نہیں - لیکن یہ دعویٰ کرنے کا کسیکو حوصلہ نہیں پڑے گا کہ اُس کتاب میں جوکچہہ درج ہے وہ ہندوؤں کے مانے ہوئے ویدوں اور شاستروں میں نہیں پایا جاتا) تب ملزمان کی کونسل نے عدالت کی توجہ کے لئے ستیارتھ پرکاش کے اُس حصہ کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا - جہاں پر کہ وام مارگ مت پر نکتہ چینی ہے اور کہا :-

مسٹر پیٹ مین - " یہ کُل کا کُل مضمون ہندو مذہب کی نسبت سخت غلط بیانی ہے - سناتن ہندوازم میں وام مارگ کی قسم کے ستیارتہہ پرکاش میں بیان کئے ہوئے اصولوں کا وجود تک نہیں ہے - دیانند کا یہ من گہڑت اعتراض ہے " -

رائیزادہ بہگت رام " میرے فاضل دوست مجھے معاف کریں - اُن کے موکل نے یہاں

انہیں بھی دہوکہا دیا ہے۔ یہہ سوامی دیانند کے من گھڑت اعتراض نہیں ہیں۔ بلکہ وام مارگی ہندؤوں کی مستند کتابوں کے حوالہ جات ہیں۔"

مسٹر پیٹ مین نے اِسجگہ مستغیث سے علیحدہ پھر مشورہ کیا اور کہا۔ "نہیں! میں پھر بھی زور دیکے کہوں گا کہ یہ ہندؤوں کی کتابوں کے حوالہ جات نہیں بلکہ سوامی دیانند کا اپنا بیان ہے۔"

رائیزادہ بہگت رام "میں عدالت کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ گوپی ناتھ کو حکم دیا جاوے کہ کتاب کی اصل عبارت خود پڑھکر سنا وے۔ کیونکہ میرے فاضل دوست اُس زبان سے ناواقف ہیں۔ جسکی وجہ سے اسقدر غلط فہمی کی گنجائش ہوئی ہے۔"

مسٹر پیٹ مین مستغیث سے پھر کچھ بات چیت کرکے۔ "میں افسوس کرتا ہوں کہ میرے موکل نے اِسجگہ مجھے مغالطہ میں ڈالا۔ میں اب اور حملوں کا ذکر نہیں کروں گا۔ جو کہ ستیارتھ پرکاش کے مصنف نے ہندؤوں کے مختلف فرقوں پر کئے ہیں۔ اب میں جناب کی توجہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۴ کی طرف دلاؤنگا۔ جہانکہ آریہ سماج اس مسئلہ کا پرچار کرتا ہے کہ ایک عورت کے گیارہ خاوند ہونے چاہئیں۔ جس میں انگریزی ترجمہ کی صحت پر انحصار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اصل زبان سے واقف نہیں ہوں" (فاضل کونسل کے ہاتھ میں ایک کاغذ ترجمہ انگریزی کا تھا جو کہ مستغیث نے کرا کے اُنکے حوالہ کیا ہوا تھا۔)

رائیزادہ بہگت رام۔ یہ منتر وید کا ہے۔ نہ کہ سوامی دیانند کی رائے۔ مستغیث خود مان چکا ہے کہ ویدوں سے ناواقف ہے۔ بس ایسے معاملات پر ہاتھ ڈالنے سے میرے فاضل دوست کو غلط فہمی میں پہنسنے کا احتمال ہے۔"

مسٹر پیٹمین۔ "اب میں جناب کی توجہ صفحہ ۳۸۸ پر دلاتا ہوں۔ جہاں پر ہندو مذہب پر حملہ ہے۔"

رائیزادہ بہگت رام۔ یہہ بحث مقدمہ کے متعلق نہیں ہے۔ یہہ گوپی ناتھ پر حملہ نہیں ہے۔"

عدالت۔ "مسٹر سیٹ ہیں! کتاب ستیارتھ پرکاش کے ان حوالہ جات کو پیش کرنے سے آپکا کیا مطلب ہے؟"

مسٹر سیٹلمین۔ "میرا مطلب یہ ہی کہ اس کتاب کے مشتہر ہونیکی تاریخ سے آریہ سماج ہندو مذہب پر حملہ کر رہا ہے۔ اور ہندو سوسائیٹی کی دلکو رنج پہونچا رہا ہے۔"

عدالت۔ "آپ وہ دستاویزات پیش کر سکتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ لالہ منشی رام نے پنڈت گوپی ناتھ پر حملے کئے ہیں۔ یہ مقدمہ برخلاف لالہ منشی رام کے ہی نہ کہ برخلاف آریہ سماج کے۔ یہ مسلم ہے کہ جھگڑا سنہ ۱۸۹۸ء سے شروع ہوا۔ اور اس کتاب کو چھپے برس ہو چکے۔ علاوہ بریں جب شروع میں ملزمان نے پیش کرنا چاہا تھا تو آپ نے مذہبی کتاب کے پیش ہونے پر عذر کیا تھا۔ وہی دلیل اب آپ کے برخلاف ہے۔"

اسپر استغاثہ کے فاضل کونسل نے اس حصہ بحث کو ترک کر دیا اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸۔ ۱۵۰۔ ۱۵۳ اور ۱۵۵ کے ٹکڑوں کا انگریزی ترجمہ در بارہ نیوگ پڑھا اور کہا کہ سوامی دیانند نے نیوگ کا مسئلہ بڑا خراب چلا ہے۔

مسٹر بھگت رام۔ "میں پھر دخل دینے کے لئے مجبور ہوں۔ جس عبارت کا ترجمہ میرے فاضل دوست پڑھ رہے ہیں۔ اسمیں ہندوؤں کے پورانوں سے نیوگ کی تمثیلیں دی ہیں جنمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں جوڑے نے نیوگ سے اولاد پیدا کی۔ اگر ہندو سوسائیٹی پورانوں کے ان قصوں کو اب ترک کرتی ہے۔ تو میں بڑا خوش ہوں گا۔"

اس کے بعد مسٹر سیٹلمین نے ایک پمفلٹ لالہ رچی رام ایم۔اے برہمو سماجی کا پیش کرنا چاہا۔ جس میں پشاور کے قائم مقام ڈویژنل جج مسٹر انعام علی بی اے کا فیصلہ درج تھا جسمیں نیوگ کے برخلاف کچھ ریمارک تھے۔ اسپر ملزمان کے کونسل نے عذر کیا۔ اور عدالت نے بوجہ اسکے کہ (۱) فیصلہ چیف کورٹ کا نہیں ہے (۲) فیصلہ کی مصدقہ نقل نہیں ہے۔ (۳) متعلق مقدمہ نہیں ہے۔ اُس پمفلٹ کے پیش ہونیکی اجازت نہ دی۔

مسٹر سیٹلمین۔ "میں اب اُن دستاویزات کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ جو کہ ملزمان کیطرف سے پیش کی گئی ہیں۔ اور سب سے پہلے میں اپنے فاضل دوست بالمقابل کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے منجملہ ان دستاویزات کے بہت سے دستاویزوں کا انگریزی ترجمہ مجھے دیدیا ہے۔ اور پہلے میں فروری سنہ ۱۸۹۸ء کے سناتن دھرم گزٹ کا انتخاب لیتا ہوں۔ اسمیں لالہ منشی رام کے برخلاف کچھ بھی نہیں لکھا ہوا ہی محض

راون کی کہانی کیطرف اشارہ ہے۔ پھر جو مضمون "ایک شرمناک وقوعہ" اسمیں درج ہے۔ اسمیں بھی ملزمان پر کوئی حملہ نہیں ہے۔ یہ صرف ایک خبر درج ہے۔ اور چونکہ آریہ لوگ بیاہ میں آزادی کے قایل ہیں اسلئے یہ مضمون لکھا گیا۔"

مسٹر بھگت رام :- "یہ مضمون اس لئے نہیں پیش کیا گیا۔ کہ اسمیں لالہ منشی رام کے برخلاف کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ بلکہ یہ دکھانے کے لئے کہ کسطرح پرمن گھڑت خبریں درج کرکے اور انپر شرمناک حاشیہ چڑھاکر مستغیث آریہ سماجیوں کو رنج پہونچا رہا ہے۔"

عدالت نے اسجگہ مستغیث کے فاضل کونسل کو کہا کہ اس مضمون کے درمیان میں سے جہاں کہ ڈھول وغیرہ بجانیکا ذکر ہے پڑھیں اور پھر بتلاویں کہ کیا یہ تحریر خود شرمناک نہیں ہے۔ اسپر فاضل کونسل مستغیث نے اس دستاویز کو چھوڑکر دستاویز ۲۷ ترجمہ سناتن دہرم گزٹ بابت اپریل سنہ ۱۸۹۸ء کو ہاتھ میں لیا اور پڑھتے ہوئے بتلایا کہ اسمیں محض شاستراتھ کا بیان ہے۔ اور کچھ بھی برخلاف لالہ منشی رام کے نہیں ہے۔ اسپر فاضل کونسل ملزمان نے درخواست کی کہ کل مضمون کا ترجمہ پڑھا جاوے۔ ٹکڑے نہیں پڑھنے چاہئیں۔

تب استغاثہ کے فاضل کونسل نے دستاویزات پر رائے زنی کرکے کہا:-

"میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ دستاویزات پیشکردہ ملزمان کی پڑتال کروں۔ کیونکہ اُن کے ترجمے عدالت کے روبرو ہیں۔ اور عدالت خود اُنپر کماحقہ غور کریگی۔ لنسبت دستاویزات پیشکردہ مستغیث کے میں جناب کی توجہ اُن کے عام لہجہ کیطرف دلاتا ہوں۔ کہ وے مضامین گوپی ناتھ کی نیکنامی کو نقصان پہنچانیکی نیت سے لکھے گئے معلوم ہوتے ہیں۔

"اب دستاویزات پیشکردہ ملزمان کی لنسبت آخری عرض یہ ہے کہ جب گورنمنٹ نے مارچ سنہ ۱۹۰۰ء مضمون مولی پر مستغیث پر استغاثہ دائر کیا اور مستغیث اُسپر مجرم سمجھا جاکر سزایاب جرمانہ کا ہوا تو پھر اس واقعہ کو تمام دُنیا میں مشتہر کرنا سوائے اس کے کہ بدنیتی سے مستغیث کی نیکنامی کو نقصان پہونچانے کی نیت سے کیا گیا ہو اور کچھ سمجھا نہیں جاسکتا۔ ہمیں پبلک کا کیا فائدہ تہا کہ فلاں آدمی پر استغاثہ ہوا اور اُسے سزا ہوئی ۔جبکہ ملزم سزایاب ہوچکا ہے۔ تو معاملہ اُسی جگہ چھوڑ دینا چاہئے تہا۔ اس کا مشتہر کرنا صریح ثبوت بغض کا ہے۔"

اس جگہ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے دریافت کیا کہ اگر آدھ گھنٹہ تک سپیچ ختم ہوسکے تو وہ بیٹھنے کو تیار ہیں ورنہ مقدمہ دوسرے دن کے لئے ملتوی کرنا پڑے گا۔

مسٹر بیٹ مین :- "مجھے ابھی ڈیڑھ دو گھنٹہ اور چاہئے۔ ملزمان کے کونسل نے بھی کچھ زیادہ

وقت لے لیا تہا۔ اگر میری تقریر ختم نہیں ہوئی تو میرا قصور نہیں ہے۔"
عدالت "آپنے قانون کے ابتدائی اصولوں کے پڑہنے میں بہت سا وقت لیا جو آپ کو جاننا چاہئے تھا کہ عدالت کو معلوم ہیں۔ لیکن مقدمہ اب کل کے لئے ملتوی ہوگا۔ اور چونکہ مینے دوسرا کام بہی کرنا ہے۔ اس لئے کل بجائے ٹون ہال کے مقدمہ معمولی کمرہ عدالت میں پیش ہوگا۔"

واقعہ ۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ع

فریقین مع اپنے کونسلوں کے گیارہ بجے حاضر عدالت ہوئے۔ اس روز استغاثہ کی طرف سے لالہ بھگوانداس صاحب وکیل بھی موجود تھے۔
مسٹر سیٹ مین "قبل اس کے کہ میں اُن واقعات کی نسبت عرض کروں جنکا ذکر کہ کل کی تقریر میں نہیں کرسکا۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لائبل کے متعلق جو قانون ہے اُسکی طرف پھر جناب کی توجہ کھینچوں۔ میں اس جگہ فیصلہ ہائی کورٹ الہ آباد مندرجہ جلد ۷ کی جہاں مفصل طور پر تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں بمبئی جلد ۱۰ میونز ڈائجسٹ۔ اور اوجرز لائبل اینڈ سلینڈر میں سے بھی پھر پڑھوں گا۔ (چنانچہ اِن کتابوں میں سے پھر وہی باتیں دوہرائی گئیں۔ نیز کتاب "دی لا آف پریس" مولفہ فیشر اور الون صاحبان کے صفحہ ۱۰۷ سے بھی بہت کچھ پڑھا گیا۔ اِن کے سوائے ہندوستان کے ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات اُن قانونی اصولوں کی نسبت پڑھے گئے جنہیں کہ ملزمان کے وکیل نے خود قبول کیا تہا) میں نے یہ تمام قانونی حوالہ جات اِس لئے پیش کئے ہیں کہ اُنکی بدنیتی کا کافی ثبوت ہے۔ اور اب میں واقعات کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اِس امر کی بہت کچھ کوشش کیگئی ہے کہ گوپی ناتھ کو اخبار عام کا ایڈیٹر ثابت کیا جاوے اور مضامین "ہماری رائے کی وقت" کا لکھنے والا ظاہر کیا جاوے۔ لیکن ملزمان اِس کوشش میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ پہر کہا جاتا ہے کہ وے مضامین مُسلمانوں کو خوش کرنے کی نیت سے لکھے گئے تھے۔ بلاشبہ لیکھرام ایک ایسا ہندو تھا جسے لبرل اور کنسرویٹو یعنی آریہ اور سناتنی ہندو دونوں عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اُسکے مارے جانے پر شور وشر مچا اور آریوں نے مُسلمانوں کے برخلاف شور بھڑکایا۔ اُسوقت اخبار عام کے ایڈیٹر نے نہ صرف ہندوؤں کو سمجھانے کے لئے بلکہ مُسلمانوں کو بھی نصیحت کرنے کے لئے کچھ مضامین لکھے۔ اُس سلسلہ کا نام "ہماری رائے کی وقت تہا" اُسکے کچھ نمبر پیش ہو چکے ہیں۔ لیکن ایک رہ گیا ہے

جو میں اب پیش کرتا ہوں۔"

عدالت "پانچ آرٹیکل پیش ہو چکے ہیں۔ پہلے دو ہندوؤں کے برخلاف تھے اور آخری تین مسلمانوں کے برخلاف تھے۔ اب اور کوئی اخبار پیش نہیں ہو سکتا۔"

اِن مضامین کی عبارت ظاہر کرتی ہے کہ ایک بے تعصب آدمی کے لکھے ہوئے ہیں بڑا زور دستاویز لے 4 . D پر دیا گیا ہے۔ جو کہ ایک خط ہے۔ پنڈت گوپی ناتھ کی طرف سے بنام وکیل ہو پال۔ اِس خط میں مستغیث نے ظاہر کیا ہے کہ چونکہ ایک مسلمان اخبار نے ہندوؤں کو تنگ کیا ہے۔ اِس لئے ہماری طرف سے کچھ مضامین نکلے ہیں۔ ورنہ ہم تو غیر متعصب ہیں۔ چنانچہ اسی کے ثبوت میں ۸۰ فیصدی مسلمان ملازم اپنے مطبع کے بیان کئے گئے ہیں اِس امر کی نسبت جو کچھ ملزمان کی طرف سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کوئی اخبار والا اپنے تمام خریداروں کو ناراض کرنیکا حوصلہ کرسکتا ہے۔؟ گووندسہائے ایسا بیوقوف نہیں ہو سکتا تھا کہ پہلے کُل مسلمانوں کو برخلاف کر لیوے اور پھر کُل ہندوؤں کو برخلاف کر لیوے۔ پھر اُسکا خریدار کون رہتا؟ اس لئے یہی نتیجہ نکالنا ٹھیک ہے کہ یہ مضامین صُلح کُن سپرٹ سے لکھے گئے تھے۔ بشمبر دیال بھی اپنے خط مطبوعہ اخبار عام ۲۲۔ جون سنہ ۱۸۹۰ء میں صاف لکھتا ہے کہ "تمہارے دشمن ہندوؤں کو بھڑکا رہے ہیں" پس سوائے اِسکے کہ اِسے ایک سمجھ کی غلطی کہا جاوے۔ اور کچھ نہیں ہے۔ اس لئے صاف ہے کہ یہ مضامین محض مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے نہیں لکھے گئے تھے۔ اِسکے علاوہ سناتن دھرم سبھا کا مابعد کا عمل صاف ظاہر کرتا ہے کہ گوپی ناتھ کا قصور کچھ نہ تھا اور کہ وہ مضامین "ہماری رائے کی وقعت" کا لکھنے والا نہ تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سات آٹھ ماہ بعد کیوں وہ پھر بڑی عزت سے سکرٹری بنایا جاتا۔ وکیل ملزمان نے اُس نقل رزولیوشن پر جو پیش کیا گیا تھا بے اعتباری ظاہر کی تھی ہم اب سبھا کا اصل رجسٹر لائے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیش کردہ نقل ریزولیوشن جعلی نہیں ہے۔ بلکہ اصلی ہے۔"

مسٹر بھگت رام "گو مستغیث کا کوئی حق نیا دستاویز پیش کرنے کا نہیں ہے۔ تاہم اسوقت بھی ہمیں اس رجسٹر کے پیش ہونے پر عذر نہیں ہے۔ بشرطیکہ رجسٹر

نہیں دکھایا جاوے۔"

مسٹریٹ مین (پنڈت گوپی ناتھ سے) "رجسٹر مسٹر بھگت رام کو دیدو" یہہ کہہ کر تقریر میں مشغول ہوئے۔

اِس کے بعد کچھہ عرصہ تک مستغیث اور اُس کا بھائی ورق اُلٹتے رہے۔ رائیزادہ بھگت رام نے پھر اصرار کیا۔ کہ جلد رجسٹر دیا جاوے۔ اور مسٹر ریٹ مین نے پھر تاکید کی۔ اِسپر مستغیث نے لالہ بھگوانداس کے ساتھ صلاح کی اور کہا۔

مستغیث۔ صرف یہی ریزولیوشن دیکھئے اور ورق نہ اُلٹے گا۔"

مسٹر بھگت رام "تو فایدہ کیا ہوگا۔ میں کل رجسٹر دیکھوں گا۔"

مسٹر ریٹ مین نے پھر مستغیث کو "تاکید کی اور اُسنے رجسٹر دینے کے لئے آگے ہاتھ بڑھایا کہ لالہ بھگوانداس بول اُٹھے۔

لالہ بھگوانداس وکیل۔ "سبہا کے راز تمام اِن کے ہاتھ میں دینے کی بیوقوفی مت کرو۔"

مستغیث نے فوراً ہاتھ کہینچ لیا اور رجسٹر دینے سے اِنکار کیا۔ جسپر عدالت میں ایک فرمائیشی قہقہہ پڑا۔

مسٹر ریٹ مین "ملزمان کے فاضل کونسل نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ مضمون اول مندرجہ فرد قرارداد جُرم کے ساتھ لالہ منشی رام کا اتفاق نہیں تہا۔ لیکن ایڈیٹر کا تائیدی نوٹ باوجود عجیب بحث کونسل ملزمان کے ثابت ہے۔ ہفتہ آئیندہ لکہنے کا جو وعدہ تھا وہ "بہانڈا پہوٹ گیا" والے مضمون سے پورا کیا گیا۔ پہلے مضمون میں گو سہن شیلتا کا اُپدیش ہے۔ تاہم عبارت سے سہن شیلتا نہیں ٹپکتی۔ گو اِس مضمون کا پہلا حصہ ایک اُپدیش سے شروع ہوتا ہے۔ تاہم الفاظ رِند۔ اور اوباش کا اطلاق مستغیث پر ہی ہے۔ یہ ضرور غلطی ہوئی ہے کہ الفاظ

want of self respect کا اطلاق بہی مستغیث پر ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ چارج ملزمان پر نہیں لگنا چاہئے تھا۔ عدالت میں مستغیث نے اپنے بیان ثانی میں لکہایا تہا کہ اُسنے 1500 پندرہ سو روپیہ اپنی گرہ سے سناتن دہرم سبہا کو دیا۔ اِسے وکیل ملزمان نے معقول میں اُڑایا تہا۔ اور گوپی ناتھ کو بے اعتبار ظاہر

ظاہر کیا تہا۔ لیکن ہم بہا کا روزنامچہ لائے ہیں۔ جس سے ثابت ہوگا کہ کن مختلف اوقات میں مستغیث نے سبہا کو روپیہ دیا۔ اگر وکیل ملزمان کو عذر نہ ہو۔ تو ہم رجسٹر پیش کرنے کو طیار ہیں۔"

رائے زادہ بہگت رام۔ " مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن کیا کہاتہ counterfoil بھی ساتھ ہے۔"

مستغیث " کہاتہ ہی کوئی نہیں ہے۔"

رائیزادہ بھگت رام " خیر ہمیں ایک بہی ہی منظور ہے۔ بشرطیکہ اُسکے پڑتال کا موقعہ دیا جاوے۔"

چنانچہ رجسٹر مستغیث نے رائے زادہ بہگت رام کے ہاتھوں میں دیا اور انہوں نے بمدد لالہ رام کرشن صاحب وکیل پڑتال شروع کی اور اُٹھ کر بیان کیا۔ کہ رجسٹر کھولتے ہی سامنے تین سو اٹھارہ روپیہ کی رقم کا گوپی ناتھ کو دیا جانا جون سنہ ۱۸۹۷ء میں ملتا ہے۔ اسپر یہ رجسٹر بہی رائیزادہ بہگت رام صاحب سے مستغیث نے واپس لے لیا۔

مسٹر پیٹ مین " میں اب پھر مستغیث کے چال وچلن کی طرف رجوع ہوتا ہوں اُسکی نسبت اکیلا گواہ کریم بخش ہے۔ وہ ایک نفرت کے قابل آدمی ہے۔ وہ محسن کُش ہے۔ اور بغیر کسی وجہ کے بجائے دوستی کے گوپی ناتھ کا دشمن ہوگیا ہے۔ وہ ایسی خطوط برخلاف مستغیث کے ملزمان کو دیتا ہے۔ اور پھر بہی اپنے آپکو مستغیث کا دوست کہتا ہے۔ وہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" والوں کے پاس بہی سنہ ۱۸۹۳ء میں گیا تہا۔ لیکن اُنہوں نے غالبًا اِس دستاویز کو جعلی سمجھ کر نہ لیا اور نہ اسے روپئے دئے۔ جو اِسکی اصلی غرض تھی۔ اِس اردو خط میں اس کا beef انگریزی میں لکہنا مشتبہ ہے ایک جگہ سے ایک حرف کٹا ہوا ہے۔ اور تاریخ مشتبہ ہے۔ کونسل ملزمان کی یہ دلیل کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کہ اگر گوپی ناتھ کی تحریر جو 8 98. D کی پشت پر ہے۔ کسی دوسرے کاغذ کے جواب میں ہوتی۔ تو اُسپر "مائی ڈیر کریم بخش" وغیرہ لکہا ہوتا۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ ایسے معاملات میں اسطرح نہیں لکہا کرتے۔ یہ شخص قابل اعتبار نہیں جواب تک اپنے آپکو گوپی ناتھ کا دوست کہتا ہے۔ وہ ایک کمینہ rascal

اسکل ہے۔ محض ایکی شہادت پر گوپی ناتھ کو بدچلن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ مانا کہ فاحشہ عورتوں کے ساتھ اپنا تعلق گوپی ناتھ نے خود تسلیم کیا ہے۔ لیکن یہ سنہ ۱۸۹۳ء کی بات ہے۔ یہ کونسل ملزمان کی عجیب دلیل ہے کہ مستغیث کو ثابت کرنا چاہئے کہ اُسنے اپنا چال وچلن درست کرلیا تہا۔ میں گذارش کرتا ہوں کہ ملزمان کو کوئی حق نہ تھا کہ پورانے مُردے اوکھاڑتے اور مستغیث کو بدنام کرتے۔ پھر یہ لکھنا بڑا سخت لائبل تھا کہ مستغیث سناتن دہرم گزٹ کے ہر ایک نمبر میں آریہ سماجیوں کو گالیاں دیتا رہا ہے۔ ایسے ثبوت میں کیوں نہ تمام جلدیں سناتن دہرم گزٹ کی پیش کی گئی ہیں؟"

(رائے زادہ بھگت رام۔" ہم سب پیش کرنے کو تیار تھے۔ لیکن بصلاح عدالت مثل کے بڑھجانے کے خوف سے نہ پیش کی گئیں۔ آپ اب پیش کردیجئے۔ ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا۔")

مسٹر پیٹ مین۔" اور اب میں خاتمہ پر پھر جناب کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کے ہولی والے مضمون سے پیشتر پیشتر جو کچھ مستغیث نے سخت یا بیجا لکھا تھا۔ اُس کے لئے اُسے سزا ہوچکی تہی۔ اُس کے بعد ملزمان کو کوئی حق نہیں تہا کہ وے اُسپر اس طرح کے حملے کرتے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اُسکے بعد مستغیث نے ایک لفظ بھی آریہ سماج یا ملزمان کے برخلاف نہیں لکھا ہے۔

(رائیزادہ بھگت رام نے اسوقت ایک فہرست پیش کی۔ اور بیان کیا کہ اس فہرست سے ظاہر ہوگا کہ بعد دائیری مقدمہ از جانب گورنمنٹ بہی بیسیوں مرتبہ مستغیث نے ویسے ہی وحشیانہ حملے کئے) گو میرے فاضل دوست نے یہ فہرست پیش کی ہے۔ تاہم جہاں تک کہ اسوقت تک مجھے ہدایت ملی ہے۔ میں یہی کہونگا کہ بعد فیصلہ مقدمہ از جانب گورنمنٹ مستغیث نے ایک لفظ بھی برخلاف ملزمان کے نہیں لکھا ہے" اور اسلئے ملزمان مستوجب سزا کے ہیں۔"

مسٹر پیٹ مین کی تقریر ختم ہوتے ہی صاحب مجسٹریٹ بہادر نے حکم آخری

سُنانے کے لئے ۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی تاریخ مقرر کی اور رخصت ہونے سے پیشتر رائے زادہ بھگت رام صاحب نے اپنے اور مسٹر بیٹ مین صاحب کیطرف سے عدالت کا اُس صبر اور استقلال کے لئے شکریہ ادا کیا جو کہ دوران اس مقدمہ کے ظہور میں آئے تھے۔ اور جواب میں صاحب مجسٹریٹ نے فرمایا کہ اُنہیں اِس مقدمہ کی تحقیقات سے بڑی خوشی ہوئی ہے ۔۔

فیصلہ

یہہ ایک مقدمہ ہے جوکہ پنڈت گوپی ناتھ سکریٹری سناتن دھرم سبھا۔ ایڈیٹر سناتن دھرم گزٹ۔ یکے از مالکان اخبار عام اور سناتن ہندوازم کے ایک مستعد حامی کیطرف سے جلندھر کے تین آریہ سماجیوں کے برخلاف دائیر کیا گیا ہے جنمیں سے مقدم لالہ منشی رام پلیڈر اور ایڈیٹر "ست دھرم پرچارک" ہے۔ جو اخبار کہ زیادہ تر معاملات متعلقہ آریو سماج میں سرگرم رہتا ہے۔

اصلیس اس کا تعلق ست دھرم پرچارک کی دو اشاعتوں سے ہے۔ اول بابت یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء اور ایک دوسری اشاعت بابت ۸۔ و ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء۔ انمیں سے پہلی (اشاعت) میں ایک مضمون صفحہ ۱۳ پر نکلا (۱) (دیکھو دستاویز حرف A معہ ترجمہ دستاویز A T) جسمیں ایک بمبئی کے اخبار کے خاص فقروں پر رائے زنی کرتے ہوئے "گوپی ناتھ کے ہتروِلاس کی بیہودہ" تحریروں کا حوالہ دیا گیا ہے اور پھر صفحہ ۱۸ پر ایک مضمون نکلا (ترجمہ دستاویز B جی) جسکے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا سیدھا تعلق "سناتن دھرم گزٹ" سے ہے۔ اور جسکے دوران میں کہ حسب ذیل فقرہ واقعہ ہوتا ہے:۔ "ہم دیکھتے ہیں کہ سناتن دھرم گزٹ کے اندر پنڈت گوپی ناتھ صاحب کی طرف سے آریوں کے برخلاف سخت ہتک آمیز مفسدانہ تحریریں پے در پے نکل رہی ہیں۔ بغض وکینہ سے محض شرارتاً وہ . . . . بے نقط سُنا رہا ہے" "پنڈت

نوٹ (۱) مراد از اخبار وینکٹشور بمبئی مورخہ ۳۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء دستاویز (ڈی D) ایڈیٹر

صاحب بھولے بھالے ہندوؤں کو آریہ سماج کے برخلاف بھڑکا رہے ہیں" اور
"آریہ سماج کے برخلاف گورنمنٹ کے کان بھرنے کی دیوانہ وار جد وجہد کر رہی ہیں"
یہ (مضمون) آگے چلکر بتلاتا ہے۔ کہ "یہ۔ وہی گنگا جمنی پنڈت صاحب ہیں۔ جنہوں نے کہ
مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گاؤکشی کے متعلق ہندوازم کے برخلاف مضمون لکھا تھا"
اس مضمون کا عام لہجہ پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت ہتک آمیز ہے۔

۸ اور ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کی دوہری اشاعت (دستاویز حرف B) میں ایک مضمون
نکلا (دیکھو ترجمہ دستاویز B.C.) جس میں گوپی ناتھ کے عملوں کی نسبت بہت سے
طنز آمیز حوالے شامل تھے اور جنمیں کہ اُنکی تضحیک اور تحقیر کی گئی ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ مضامین اصل میں صریحاً پنڈت گوپی ناتھ کی نسبت ہتک آمیز ہیں
یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ لالہ منشی رام اُس اخبار کا ایڈیٹر اور مالک ہے۔ جنمیں کہ وے (مضامین)
درج ہوئے۔ نیز اُس مطبع کا (مالک ہے) جس میں کہ وے طبع ہوئے۔ اور یہ بھی تسلیم
کیا گیا ہے کہ انکی اشاعت لاہور میں ہوئی۔ الغرض جہاں تک کہ تعزیرات ہند کی
اصل دفعہ ۴۹۹ سے تعلق ہے۔ لالہ منشی رام ملزم نمبر ۱ کے برخلاف ایک صریح مقدمہ
بابت طبع اور شائع کرنے دونوں پرچوں کے ثابت ہے۔ اور اسپر فرد جرم زیر دفعات ۵۰۰
و ۵۰۱ تعزیرات ہند کے لگائی گئی ہے۔

ملزم نمبر۲۔ لالہ وزیر چند مضامین متنازعہ کا دونوں پرچوں میں لکھنا تسلیم کرتا ہے اور
اس لئے اُس کے برخلاف ایک صریح مقدمہ زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ہر ایک پرچہ کی نسبت
ثابت ہے گو اُسپر صرف ایک کی نسبت فرد لگائی گئی تھی۔ کیونکہ دوسرے مضمون
کی نسبت اُسنے اُسوقت اقبال کیا۔ جبکہ اُسپر فرد جرم لگائی جا چکی تھی۔

ملزم نمبر۳۔ لالہ لبتی رام مطبع کا اسسٹنٹ منیجر ہے اور دستاویز [illegible] کے صفحہ
۴۲ پر لکھا ہے۔ "لبتی رام اسسٹنٹ منیجر ست دھرم پرچارک جالندھر شہر" اسکے نیچے
لکھا ہے "ست دھرم پرچارک پریس میں طبع ہوا" گویا کہ لبتی رام کا تعلق اخبار کے
ساتھ بذریعہ مطبع کے ہے۔ جبکہ کہا جاتا ہے کہ وہ محض حساب کتاب سے تعلق رکھتا
ہے۔ میں نہیں دیکھتا کہ لبتی رام کی نسبت کوئی مقدمہ ثابت کیا گیا ہو اور

وہ بری کیا جاتا ہے

دونوں ملزمان نمبر ا و نمبر ۲ زیر مستثنیات نمبر ا و ۳ و ۶ اور ۹ عذر کرتے ہیں۔ یعنی وے کہتے ہیں کہ اُن کے دعاوی کا اطلاق گوپی ناتھ کے پبلک طریق عمل پر ہے جیسا کہ اُس کے پبلک کاموں اور تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور کہ وے فائدہ عامہ خلائق کے واسطے یا حفاظت خود اختیاری میں کئے گئے ہیں اور کہ وے یا تو سچ ہیں یا نیک نیتی سے کئے گئے۔ اِن جملہ مستثنیات کا تعلق ایک آدمی کے پبلک پہلو سے بہ تمیز اُس کے پرائیوٹ (نج کے) پہلو کے ہے اور ملزمان اس امر کے ثابت کرنے کے لئے بہت دور تک پہونچے ہیں۔

چونکہ ذریقین فرداً فرداً براہمنزم اور تعلیم آریہ سماج کے مظہر ہیں اس لئے یہہ مقدمہ درمیان سناتن دھرمیوں اور آریوں کے ایک صف جنگ بنگیا لیکن جو سوالات محض مذہبی تھے اُنہیں جہاں تک ممکن ہوسکا ہے عدالت نے علیحدہ کردیا ہے۔ ملزمان نے اپنے ذمہ یہ ثابت کرنے کا کام لیا کہ گوپی ناتھ کا چال چلن جیسا کہ اُسکی پبلک تحریروں اور اُس کے پبلک کاموں سے ظاہر ہوتا ہے اِن الزاموں کا سزاوار ہے اور کل مقدمہ کا انحصار اِس خطرناک کوشش کے نتیجہ پر ہے۔ حسب بیان استغاثہ پنڈت گوپی ناتھ ایک اعلیٰ خاندانی کاشمیری براہمن (دگر تو راز دان) ہے۔ وہ "عزت دار" اور "معزز" ہے۔ "اعلیٰ"۔ "معتبر"۔ "ٹہیک اچھے چال چلن کا" "باحیثیت" "اچھا عزت دار"۔ "دولت مند" اور "رئیس آدمی" ہے۔ وہ پبلک جلسوں میں شامل ہوتا ہے۔ جہاں معزز اشخاص ہی عموماً مدعو کئے جاتے ہیں اور جہاں کہ دوکاندار لوگ اکثر نہیں جاسکتے۔ اور جنکے میر مجلس کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ہوتے ہیں۔ وہ سنہ ۱۸۹۶ء میں لوکل قحط کمیٹی کا سکریٹری تہا اور صوبہ کی قحط کمیٹی کا ممبر تہا اور جلسوں میں عموماً خاص حصہ لیتا ہے۔

پنڈت گوپی ناتھ کی یہ تصویر ہے جو کہ گواہوں نے کہینچی ہے جنہیں زیادہ تر سناتن دھرم سبہا کے ممبر ہیں اور جن میں سے ہر ایک نے اُسکے ساتھ دلی دوستی یا اُسکی پرائیوٹ (اندرونی) زندگی کے علم سے انکار کیا ہے اور اِن میں سے بہتوں نے مانا ہے کہ کچھ عرصہ سے اُس کا ویسا نمود نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے تہا۔

پس پنڈت گوپی ناتھ خصوصاً ایک public man (پبلک آدمی) ہے اُسکا باپ لاہور میں ایک اجنبی اور مفلس آیا اور ایک ایسوسی ایشن (مجلس) کی مدد پاکر اُسنے "اخبار عام" کی بُنیاد رکھی جس اخبار کے ساتھ کہ گوپی ناتھ کا نام عموماً پیوستہ ہے۔ گوپی ناتھ نے اس کل دوران میں اپنے آپکو بڑی شان کے ساتھ آگے بڑھایا ہے اور اُسے شکایت نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر گاہے گاہے اُسکے کاموں کا مخالف نکتہ چینی سے سابقہ پڑا ہے۔

اُس (گوپی ناتھ) کا تعلق کم ازکم چار رسالوں کے ساتھ رہا ہے۔ گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی کے ایک ہریدوار کے بڑے میلے کے بند کردینے پر اُسنے اُس (گورنمنٹ) کے عمل کے برخلاف ایک مخالف تحریک کی رہنمائی کی۔ اُسنے اخبارات "کوہ نور" اور "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے برخلاف لائبل یا ازالہ حیثیت عرفی کے دعوے دائر کئے وہ مہاراجہ کشمیر کے لئے ایک مشن ہاتھ میں لے چکا ہے۔ وہ سناتن دھرم سبھا لاہور کی زندگی اور روح رہ چکا ہے اور اب تک ہے۔ الغرض پنڈت گوپی ناتھ ایک پبلک آدمی ہے جوکہ برابر اپنے اعمال کو عامۂ خلائق کی رائے پر اسقدر چھوڑتا رہا ہے کہ درحقیقت اُسکا چال وچلن جوکہ اِن اعمال کے اندر ظاہر ہوتا رہا ہے۔ وہی پنڈت گوپی ناتھ کا مکمل چال وچلن ہے۔

پبلک کا حق ہے کہ ایک ایسے آدمی کی نسبت۔ جوکہ اپنی اسقدر نمائش اُن کے سامنے کرتا رہا ہو۔ اور جوکہ اپنے آپکو مذہبی اور پولیٹیکل معاملات میں ایک لیڈر ظاہر کرتا ہو۔ سچائی کو معلوم کرے۔ بلاشبہ اِس مقدمہ کی تحقیقات کے دوران میں انہوں نے بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ اور یہ امر کہ گوپی ناتھ کی نیکنامی کو اِس مقدمہ کی شہادت سے زیادہ تر نقصان پہونچا ہے۔ بہ نسبت اِس کے کہ کسی ایک اخباری مضمون سے پہونچ سکتا زیادہ تر لازمی قرار دیتا ہے۔ کہ جو چال وچلن اُس کا اُس کے پبلک اعمال سے ظاہر ہوتا ہے۔ اُسکی احتیاط سے تحقیقات کیجاوے۔ خوش قسمتی سے زبانی شہادت کا بہت بڑا حصہ غیرمعمولی طور پر قابل اعتبار ہے۔ جسمیں سے نصف سے زیادہ تو خود پنڈت گوپی ناتھ اور اُسکے بھائی نے مہیّا کردیا ہے۔ اور باقیماندہ میں سے بھی نصف سے زیادہ گواہان

استغاثہ نے زیر سوالات جرح موجود کردیا اور علاوہ شہادت کریم بخش کے جس کی نسبت کہ زیادہ ذکر آگے چلکر ہوگا یہ (کل زبانی شہادت) حقیقتاً صحیح سمجھی جاسکتی ہے پس ہم ایک دم سے گزر کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہہ شہادت کیا ثابت کرتی ہے۔ اولاً یہ امر فوراً قابل لحاظ ہے کہ گرنٹو رازدان ہونا تو درکنار یہہ تک ثابت کرنے کے لئے کہ گوپی ناتھ ایک کاشمیری براہمن ہے۔ ہمارے پاس صرف گوپی ناتھ کے باپ کا بیان موجود ہے۔ دستاویز ۱۔ ڈی میں اس پنڈت مکندرام (والد گوپی ناتھ) کا مختصر بیان درج ہے۔ جوکہ اُس کے بیٹے۔ پنڈت گوپی ناتھ کے بھائی کا لکھا ہوا ہے۔ وہ (پنڈت مکندرام) سنہ ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوا۔ قبل اس کے کہ یہہ چلنے لگتا اس کا باپ مرگیا اور تہوڑے عرصہ بعد اسکی ماں مرگئی۔ اس لئے مکندرام اپنے اباو اجداد کی نسبت اپنے والدین سے کچھہ بھی معلوم نہیں کرسکتا تہا۔ ایک چچا نے اُسے لے لیا اور اُسے لکھنا سکہلوایا جسکے بعد کہ اُسنے بطور منشی کے کام کرنا شروع کیا۔ وہ ابہی نوجوان ہی تہا جب لاہور میں آیا۔ اُسنے ۲ آنہ ماہوار کرایہ پر ایک دوکان لی اور بطور کاتب کے ۲ دو آنہ یومیہ یعنی زمانۂ حال کے قلی کی آمدنی سے بہی کم۔ پر کام کرنا شروع کیا۔ یہ مکندرام ایک دل چلے upstart (نیا بڑھا ہوا) سے بڑھکر معلوم نہیں ہوتا۔ جوکہ اپنے آپکو رازدان گرنٹو ظاہر کرتا تہا اور باوجود اس کے طعام گوشت کہاتا تہا اور اُس نے اپنے ہی خاندان کی ایک عورت کے ساتھ بیاہ کرلیا جو فعل کہ گوپی ناتھ کو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی نظروں میں ایک حرامزادہ سے بڑھکر وقعت نہیں دلاتا یہہ دونوں امور بڑے زور سے ظاہر کرتے ہیں کہ گوپی ناتھ اُس ذات کا نہیں ہے جس کا کہ وہ اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن بہرصورت دُنیا نے اُسکے بیان کے مطابق ہی اُس کا استقبال کیا ہے۔ یہ بہت ہی عیاں ہے کہ گوپی ناتھ کا اپنی نسبت سچا بیان دینا اغلب نہیں تہا۔ باوجود مکندرام کی بابت اُسکے (گوپی ناتھ کے) بھائی کے رسالہ کی موجودگی کے جوکہ خاندان کے کاغذات کی نقل سے خاندان کے مطبع میں چہپوایا گیا تہا مستغیث نے بیان کیا کہ اُسے معلوم نہیں ہے کہ قبل مطبع

نمونے کے اُسکا والد کسطرح پر اپنی - وزی کھاتا تھا - یہ بہت سی مثالوں میں سے صرف ایک مثال ہے جہاں پر کہ گوپی ناتھ نے سچ سے پہلو تہی کی ہے - اور یہ اُسکی تحریروں کا ایک معقول نمونہ سمجھا جاسکتا ہے - متنازعہ مضامین سے اول میں کئی بیانات ظاہر ہوئے ہیں - جنہیں سے میں نے بصلاح مشیر قانونی ملزمان[ا] وے منتخب کر لئے ہیں جوکہ فرد جُرم کے پہلے حصہ میں بطور تہتک آمیز کے رکھے گئے ہیں - اِن میں سے پنڈت گوپی ناتھ کہتا ہے کہ حسب ذیل سب سے سخت ہے "سمجھدار ہندو خوب جانتے ہیں کہ یہ (گوپی ناتھ) وہی گنگا جمنی پنڈت ہے - جسنے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے گاؤکشی کے متعلق ہندو دھرم کے برخلاف مضمون لکھا تھا" میں اسپر تفصیل کے ساتھ غور کروں گا - کیونکہ اِسکی بحث بڑی صفائی سے اِس مقدمہ کی اور اُس شخص کی جس نے اِسے دائر کیا ہے سچی خصلت کو ظاہر کریگی -

اِس متنازعہ فقرہ میں تین اتہام لگائے گئے ہیں (الف) یہہ کہ گوپی ناتھ نے گاؤکشی پر خاص مضامین لکھے (ب) یہہ کہ اُسنے اُنہیں مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھا - (ج) یہ کہ وے مضامین ہندو مذہب کے برخلاف تھے -

(الف) کیا گوپی ناتھ نے یہ مضامین لکھے ؛ مضامین جن کا حوالہ دیا گیا ہے ایک سلسلہ میں تھے - جن کا نام تھا " ہماری رائے کی وقعت " جوکہ " اخبار عام " مورخہ ۲۵ - ۲۷ - مئی اور یکم - ۱۷ - اور ۱۹ - جون سنہ ۱۸۹۷ع کے ایڈیٹوریل کالم میں نکلے تھے (اِنکے علاوہ اور بھی ہونگے - لیکن دستاویزات پیشکردہ میں صرف یہی شامل ہیں) ملزمان کے فاضل اور لائق مشیر قانونی نے یہہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ مطابق گوپی ناتھ کے اپنے اقبالوں کے یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ ملزمان نے یہ بیان کافی لحاظ اور توجہ کے بعد اور اِس لئے نیک نیتی سے کیا ہے (دیکھو

نوٹ [ا] غلطی سے ملزمان کا لفظ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے لکھدیا - غالباً اُنکی مراد مشیر قانونی استغاثہ سے ہے کیونکہ فرد جرم لگاتے وقت صاحب مجسٹریٹ بہادر نے ہنس سے الفاظ بوچھے تھے ۔۔ (ایڈیٹر)

دفعہ ۵۰۲ تعزیرات ہند) استغاثہ کے ضمن ۲ میں بیان کیا گیا ہے۔" لالہ وزیر چند
اُس (ست دھرم پرچارک) اخبار کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے" اور اپنے بیان ابتدائی
میں پنڈت گوپی ناتھ کہتا ہے۔" وزیرچند ملزم نمبر ۲۔ جہاں تک کہ مجھے علم ہے
اِس پرچہ کا سب ایڈیٹر ہے۔ میں وزیرچند کو جانتا ہوں" سوالات جرح پر (دیکھو
صفحات ۴۶ و ۴۷ مثل انگریزی) وہ کہتا ہے "اِس (ست دھرم پرچارک) مطبع سے
دو اخبار نکلتے ہیں۔ ست دھرم پرچارک اور آریہ مسافر اور آخرالذکر پر لالہ وزیرچند
کا نام بطور سب ایڈیٹر کے درج ہے۔ لیکن ست دھرم پرچارک پر نہیں۔ وہ
جلندھر میں رہتا ہے۔ اور ست دھرم پرچارک میں مضامین لکھتا ہے۔ پس میں نے
نتیجہ نکالا۔ کہ وہ ست دھرم پرچارک کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے۔ میرے پاس اور کوئی
تحریری ثبوت نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا استدلال واجبی تھا"
اب چونکہ سناتن دھرم گزٹ۔ جس کا گوپی ناتھ ایڈیٹر ہے۔ اور اخبار عام۔ جس کے
ایک حصہ کا وہ مالک ہے۔ دونوں ایک ہی مطبع سے نکلتے ہیں۔ جبکہ گوپی ناتھ
حصہ دار ہے اور چونکہ گوپی ناتھ اخبار عام میں لکھتا ہے۔ یہ استدلال واجبی
ہوگا کہ وہ کم از کم اخبار عام کا اسسٹنٹ ایڈیٹر ضرور ہے۔ اور یقیناً اُسے شکایت
نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ایسا نتیجہ نکالا جاوے۔ لیکن بہت مضبوط وجہ اِس امر
کے باور کرنے کے لئے موجود ہے کہ گوپی ناتھ اخبار عام کے اسسٹنٹ ایڈیٹر سے
بہت کچھ بڑھ کر ہے۔ پمفلٹ D. ۱. بابت مکند رام میں گوپی ناتھ کا بھائی
کہتا ہے " پنڈتان گووند سہائے۔ گوپی ناتھ اور کنہیا لال کارخانہ اور اخباروں کو
مینیج (انتظام) اور ایڈٹ کرتے ہیں۔ جو کہ اُس (پنڈت مکند رام) نے چلائے"
(دیکھو صفحہ ۲) اور صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ پنڈت مکند رام کی" غیر معمولی لیاقتوں نے
اُس کو اخبار عام کے بانی ہونے کی عزت دلائی" یہ غالباً قریب سنہ ۱۸۹۸ء کے لکھا
گیا تھا۔ گوپی ناتھ نے خود بیان کیا ہے کہ اُن کا خاندان مشترکہ ہے اور کہ جہاں تک
اُسے علم ہے متذکرہ بالا پمفلٹ صحیح ہے۔ پھر وہ کہتا ہے (دیکھو صفحہ ۴۸ مثل انگریزی)
" میں کبھی اخبار عام کا ایڈیٹر نہ تھا۔ جہاں تک کہ مجھے یاد ہے۔ میں نے کبھی کوئی ایڈیٹوریل

نوٹس نہیں لکھے" گو اُسکی تحریریں اُس کالم (یعنی ایڈیٹوریل کالم) میں نکلی ہوں۔
وہ تسلیم کرتا ہے کہ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک ہفتہ تک وہ بطور اُس اخبار (اخبار عام)
کے ایڈیٹر کے اور دو یا تین برس بطور مینیجر کے کام کرتا رہا۔ وہ اُن کاغذوں پر
لکھتا ہے۔ جنپر "اخبار عام ایڈیٹرز آفس لاہور" لکھا ہوا ہے۔ اُسنے بہت سے ایڈیٹوریل
نوٹس کو تحریر کردہ خود تسلیم کرلیا ہے۔ وہ اخبار عام والا مشہور ہے۔ اور عموماً اخبار
عام کا ایڈیٹر پکارا جاتا ہے۔ (دیکھو اُس کا اپنا اقبال اور اُسکے اپنے گواہ دہرم سنگھ
چاولہ کا بیان۔ برصفحہ ۲۳ مثل انگریزی) وہ کبھی کبھی بطور ایڈیٹر کے اپنے بھائی
کی درخواست پر لکھا کرتا ہے۔ اور خطوط پر دستخط کرتا ہے۔ اور بعض اوقات بغیر درخواست
اپنے بھائی کے اس طرح پر دستخط کرتا ہے۔ جب مولوی فضل الدین نے اِسپر ازالہ حیثیت
عرفی کا دعوی کیا۔ تب اسنے اخبار عام میں معافی نامہ درج کیا اور میں سمجھتا ہوں
کہ یہ اچھی طرح سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی برخلاف "کوہ نور"
میں اُسنے اخبار عام کا ایڈیٹر ہونا تسلیم کیا تھا۔ گزٹ ممالک مغربی وشمالی بابت
۲۶۔ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء میں وہ بطور ایڈیٹر اخبار عام کے بیان کیا گیا ہے۔ اور
"ہولی کے چٹکلے" والے مقدمہ کے فیصلہ میں **مسٹر اٹکنس** صاحب بہادر ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ فرماتے ہیں۔" (علاوہ سناتن دہرم گزٹ کے) گوپی ناتھ ایک دوسرے
اخبار کا ایڈیٹر ہے" جوکہ صرف اخبار عام ہی ہوسکتی ہے۔ پنڈت گووند سہائے۔ اس
اخبار کا برائے نام ایڈیٹر کہتا ہے۔ کہ گوپی ناتھ کبھی کبھی ایڈیٹوریل لکھتا ہے۔ اور کہ بیس
برسوں میں ۲ یا ۳ مرتبہ ایڈیٹوریل چارج بھی اُسنے لیا ہے۔ ف۱
اخبار عام کی ایڈیٹری کے اس سوال کو ایک گواہ نے بطور معمہ کے بیان کیا ہے۔ لیکن
میں نہیں سمجھتا۔ کہ اسکا حل مشکل ہے۔ بلاشبہ پنڈت گووند سہائے ایڈیٹر مشہور ہے
لیکن ہمیں بھی شبہ نہیں کہ پنڈت گوپی ناتھ اِسکی محرک سپرٹ ہے۔ اُسکی (پنڈت
گوپی ناتھ کی) پالیسی اس (اخبار عام) کی پالیسی ہے۔ جوکچھ ہمیں ٹھیک ہے

نوٹ ف۱ دیکھو بیان کریم بخش گواہ ۔

اُس کے لیئے وہ خود شاباش لیتا ہے۔ لیکن وقت ضرورت وہ اپنے تعلق سے انکار کردیتا ہے۔ اور پنڈت گووند سہائے کو ایڈیٹر ظاہر کردیتا ہے جبکی نسبت کہ کوئی آدمی بھی حیران ہونا یا اُسکی پرواہ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ یہ تعلق بہت کچھ مطابق barometer[1] (آلہ میزان الہوا) کے بوڑھے آدمی اور اُسکی بیوی کے ہے۔ جب مطلع صاف ہوتا ہے تو آدمی نکل آتا ہے۔ اور جب موسم مرطوب ہوتا ہے۔ تو عورت باہر نکل آتی ہے۔

یہ دکھلایا جاچکا ہے کہ گوپی ناتھ برابر اپنے آپکو پالٹیکس (politics) اور مذہب کا لیڈر ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور چونکہ سناتن دھرم گزٹ تقریباً کلیہ طور پر ایک مذہبی پرچہ ہے۔ اِس لیئے اُسکے پاس اپنی پولیٹیکل رائیوں کی اشاعت کے لیئے صرف اخبار عام ہی ہے۔ میں قرار دیتا ہوں کہ پنڈت گوپی ناتھ اگر برائے نام نہیں تو واقعی اخبار عام کا ایڈیٹر ہے۔ اِس طرح پر قیاس غالب ہے کہ بالفرض اگر اُسنے یہ گاؤکشی کے مضامین نہیں لکھے تو بھی اُن کی بُنیاد اُسی کے چالاک دماغ سے اُٹھی۔ وہ اِسقدر بھڑکیلے اور اُمنگ سے لکھے ہوئے ہیں کہ اُنہیں کلیتاً گووند سہائے کا کام نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ اُن کا مصنف عام طور پر گوپی ناتھ سمجھا جاتا تھا۔ یہ کھلے میدان کہا جاتا تھا۔ ہندو اِن مضامین سے ناراض تھے اور اُنکے (ناراضگی کے) ظاہر کرنے میں پس وپیش نہیں کرتے تھے۔ آریہ لوگ خوش ہوتے تھے اور گلیوں میں گوپی ناتھ کو ٹھٹھا کرتے تھے۔ اور ایکے بارے میں سناتنی لوگوں کو دِق کرتے تھے۔ گوپی ناتھ نے کبھی بھی اِس کا جواب انکار سے دینے کی کوشش نہ کی حالانکہ موقت ہی نہیں جبکہ ٹھٹھا اور دِق کرنا اُسکی اپنی حاضری اور شنوائی میں عمل میں آیا۔ اور آخرکار بوجہ اِس عام رائے کے کہ اُسنے ہندوؤں کا دل دکھانے والے مضامین لکھے۔ اُسنے

نوٹ [1] آلہ میزان الہوا میں آدمی اور عورت کی تصویریں رہتی ہیں۔ جیساکہ بیان ہوا ہے مراد صاحب مجسٹریٹ کی یہ ہے۔ کہ پنڈت گووند سہائے کو اِس لیئے سامنے کیا جاتا ہے۔ کہ اُسکے برخلاف شاید کوئی کارروائی کرنا مناسب نہ سمجھے گا ؂

سناتن دہرم سبہا کے عہدہ سکریٹری سے استعفی دیدیا۔ اگر ایسا طریق عمل قطعی نہیں ہے تو ہمارے پاس اُس کا اپنا اقبال موجود ہے کہ وہ اُن مضامین سے اتفاق کرتا ہے۔ اور انہیں پسندیدہ سمجھتا ہتا (اور گوپی ناتھ سے خود پسندی بعید نہیں ہے) اور علاوہ ازیں وہ خط موجود ہے (دستاویز 42. D ر 43. D) جو بڑے صاف طور پر اِن مضامین کی نسبت ہے۔ اِس (خط) میں گوپی ناتھ اخبار عام کی پالیسی بیان کرتا ہے اور کہتا ہے "ممکن ہے کہ کسی مضمون سے آپکو رنجش ہوئی ہو۔ اور شائد اُسمیں آپکی نظر سے میری ہی غلطی ہو"۔ اور پھر وہ اِس امر پر بحث کرتا ہے کہ ہندوؤں کی زیادہ تر جانب داری کی پالیسی کس طرح پر اُس کے لئے زیادہ تر فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے۔ "مجھکو فقط یہ خیال ہے کہ پھر یہ اخبار اخبار عام نہ رہے گا"۔ پھر وہ اخبار عام کے ایڈیٹوریل کام کا علم ظاہر کرتا ہے جو کہ پُرمعنی ہے (وہ لکھتا ہے) "بہت سے پُرجوش مضامین ہندو اصحاب کی طرف سے اخبار عام کے لئے آئے اور اُنہیں سے بہت سے ردّی میں پہنکے گئے"۔ "اہل اسلام کیطرف سے جو مضامین آئے وہ کُل درج کئے گئے اور اب بھی اگر کوئی آوے تو انکار نہ ہوگا"۔ اگر وہ واقعی ایڈیٹر نہیں ہے تو اسے یہ کیونکر معلوم ہوا؟ یہ امر مسلمہ ہے کہ اُسنے یہ خط اخبار عام کے ایڈیٹوریل کاغذ پر لکھا۔ پس اِس امر پر میں قرار دیتا ہوں کہ یہ بیان کہ گوپی ناتھ نے گاؤکشی کے متعلق مضامین لکھے حقیقتاً صحیح ہے اور شہادت پیشکردہ سے بالکل واجبی ہے۔

(ب) امر دوم یہ ہے کہ آیا اُسنے اِن (مضامین متعلقہ گاؤکشی) کو مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھا؟ یہ امر ہم کو اِس مقدمہ کے فریقین کے تنازعہ کی کہانی کے اندر لیجاتا ہے۔ لیکھہ رام ایک ہندو تھا جو کہ مذہبی دُنیا کے اندر نامور تھا۔ جبکہ وہ سنہ ۱۸۹۷ء کے شروع میں کہا جاتا تھا کہ ایک مُسلمان (کے ہاتھ) سے قتل کیا گیا۔ وہ (لیکھرام) ایک آریہ سماجی تھا لیکن اُس کے ماتم میں تمام ہندو شامل ہوئے اور مُسلمانوں کی برخلاف ایک بڑا مضبوط جوش بھڑک اوٹھا تھا۔ اخبار عام جوش کی طرف جُھک گیا۔ اور ۹۔ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کو ایک ہمدردی کا نوٹ درج کیا۔ جبمیں کہ برٹش انتظام کی بابت

ایک غیر ضروری مکروہ ریمارک (اشارہ) شامل تھا۔ اسکی پیروی دوسرے خطوط اور مضامین نے کی جنمیں مسلمانوں پر حملے تھے۔ ۲۲۔ مارچ کو ایک حد سے بڑھا ہوا اور ناشائستہ مضمون درج ہوا۔ بابت اسلامیہ انسٹیٹیوٹ لیورپول۔ جسمیں کہ وہ (گوپی ناتھ) بتلاتا ہے۔ کہ "دھوکے کی ٹٹی" اور "مسخراپن" ہے اور "غائیت درجہ کی نادانی" کا نتیجہ ہے۔ وہ لیورپول کے مسلمانوں کے سردار کوئلیم کا نام لیکھرام کی قتل کے ساتھ جوڑتا ہے اور ضمناً اپنے عزیز مسئلہ کا اظہار کرتا ہے۔ کہ اگر مسلمان ہندوؤں کی توہین کر سکتے ہیں تو ہندوؤں کو بھی انہیں ہتھیاروں سے جواب دینے کا حق ہے۔ دوسرے دن (۲۳۔ مارچ کو) ایک خط نکلا جسمیں گوپی ناتھ کہتا ہے کہ "لیکھرام کی قتل کے باعث مسلمانوں کے سخت برخلاف ہے۔"

تب مسلمانوں کی طرف سے اپنے ہم مذہبوں کو اخبار عام کی مدد سے باز رکھنے کی ترغیب کی کوششیں کیگئیں۔ گوپی ناتھ نے فوراً (وہ بڑی احتیاط سے ظاہر کرتا ہے کہ بحیثیت مینیجر) ایک گشتی چٹھی اپنے (۱) مسلمان ناظرین کو بھیجی۔ اسنے اس چٹھی کو خود لکھا اور اسپر دستخط کئے۔ پھر ۲۴۔ مئی کے اخبار عام میں ایک نوٹ نکلا۔ "ہم نے اپنے مسلمان خریداروں پر پرائیوٹ خط کے ذریعہ سے اصل حالات ظاہر کر دیئے"

"ایک پورانے دوست نے ہمیں خط لکھا اور ہماری تعریف کی" یہ وہی خط معلوم ہوتا ہے۔ جس کا جواب کہ گوپی ناتھ نے (اخبار عام کے ایڈیٹوریل کالم پر) ۲۴ مئی کو دیا۔ ان سب کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ اخبار عام کی اشاعت کو نقصان پہونچ رہا تھا۔ اور اس کا (گوپی ناتھ کا) گشتی خط اس آخرالذکر آمدنی کی بازیافت کی غرض سے تھا۔ جو غرض کہ حاصل ہوگئی کیونکہ "نتیجہ ہماری تمام امیدوں سے بڑھکر نکلا۔"

پھر ۲۵۔ مئی کو گاؤکشی کے متعلق پہلا مضمون نکلا۔ جسمیں کہ وہ کہتا ہے "یکقدر افسوس اور عدم تعلیم کی بات ہے۔ کہ اگر مسلمان بیف کو نعمت سمجھ کر نوش کرنا چاہیں تو اس لئے رو کے جائیں کہ ہندو بھڑکیں گے" پھر وہ آگے چلکر ہندوؤں کو ان کے گئوؤں کے ساتھ سلوک کے متعلق انکی بیرحم خساست پر لکچر دیتا ہے

نوٹ (۱) اظہار تعجب غالباً اسلئے ہے کہ جن مسلمانوں کے برخلاف ایسا سخت لکھا انہیں اب اپنا ناظرین کہا جاتا ہے۔ نیز مینیجری پر زور دیتے ہوئے اپنے ناظرین لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ واقعی وہی ایڈیٹر ہے :: از ایڈیٹر

اور کہتا ہے۔" کئی اہل ہنود جب دیکھتے ہیں کہ ایک گاۓ اور دودھ نہیں دیکھتی تو اُسے بیچ ڈالتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ خریدار اُسے خرید کر کیا کرے گا۔"
(دستاویز حرف D. 37) اسکے بعد دوسرے (مضامین) نکلے - ۱۷- جون کی مضمون میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ اِن مضامین میں چند فقرے ایسے تھے کہ اگر نہ لکھے جاتے تو بہتر تھا اور جن کی کہ چنداں ضرورت نہ تھی اور جنہوں نے کہ چند ہندو ناظرین کو رنج بھی پہونچایا اور جسکے لئے کہ اُسنے صدق دل سے معافی مانگی اسجگہ جو ضروری پالیسی چلی گئی۔ اُسکی نسبت کوئی شبہ نہیں ہے وہ مسلمانوں کے درمیان (جنہیں کہ اُس کے تازہ لیکھ رام کے متعلق مضامین نے رنج پہونچایا تھا اور جنہوں نے کہ اِس لئے خریداری بند کردی تھی) عنائت اور معافی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اِس غرض کے حصول میں بھی اُسنے نشانہ سے تجاوز کیا اور ہندوؤں کو ایسے فقروں سے رنج پہونچایا - جو کہ اِس حد تک غیر ضروری تھے کہ (دیکھو دستاویز D. ۱۰۴) ہندوؤں نے سمجھا کہ یہ مضامین " اہل اسلام سے رشوت لے کر لکھے گئے " اور کہ " اہل اسلام کو ناجائز طور پر خوش کرنے کے لئے ایمان کا خون کیا گیا " اور کہ " اخبار عام نے ایسا ذاتی فایدہ کے لالچ سے کیا "کُل شہادت جو مثل پر موجود ہے ظاہر کرتی ہے کہ اُن ہندوؤں نے بہت ہی صحیح نتیجہ نکالا اور گوپی ناتھ نے ایک دم سے ایک زائد سلسلہ مضامین کا اُسی پیشانی کے نیچے شائع کرنا شروع کر دیا۔جسمیں اُسی گاؤکشی کے معاملہ پر اہل اسلام کو لکھو دیتے ہوئے اُنہیں ہندوؤں کے خیالات کی عزت کرنے کی نصیحت کی۔
خط (حرف D 42) جس کا کہ کئی بار حوالہ دیا جاچکا ہے۔اِسی وقت کے قریب لکھا گیا تھا اور وہ اِس امر کو شُبہ سے بری کردیتا ہے کہ یہ مضامین اُسی طرح پر مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے لکھے گئے تھے۔جس طرح پر کہ وہ پرائیوٹ خط (لکھا گیا تھا) جو کہ اُس (گوپی ناتھ) نے اپنے خریداروں کو بھیجا تھا اور نیز یہ کہ وے مضامین عام طور پر ہندو مذہب کے برخلاف سمجھے جاتے تھے۔ یہ جتلانا باعث دلچسپی ہے کہ یہ خط حالانکہ اسمیں محض مد اصل حالات کا بیان"

ہی تھا۔ [اُس (گوپی ناتھ) نے کہا کہ اُس کے مطبع کے فیصدی ۸۰ ملازم اہل اسلام ہیں] کہ تاہم کنفڈنشل (رازدار) تہا اور محض مُسلمان خریداروں کو بہیجا گیا تہا۔ وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ ہندو اکثر اُس کے اہل اسلام کی رعائت کرنے کے شاکی ہیں اور یہ صاف ہے کہ اِس کنفڈنشل خط کے اخبار عام میں چھپنے سے اِن شکائیتوں میں زیادہ ایزادی ہوگئی۔ وہ اِسپر بحث کرتا ہے کہ مُسلمانوں کی رعایت کی پالیسی کی نسبت ہندوؤں کی رعائت کا اُسکی اشاعت پر کیا اثر پڑے گا۔ اور خاتمہ اِسپر کرتا ہے کہ وہ دونوں (پالیسیاں) اختیار کرے گا۔

یہہ خط اِس لئے بھی دلچسپ ہے کہ اسمیں "ارجن" کی نسبت جوکہ ہندوؤں کی طرف سے "مسلمان آبزرور" کے جواب میں ایک انگریزی اخبار جاری کیا گیا تہا۔ ایک دقیق جھوٹھ درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اخبار عام کی مُسلمان خریداروں نے "ارجن" کی مُسلمانوں کے برخلاف ٹون پر عذر کیا تہا۔ اسلئے گوپی ناتھ اپنی اشاعت کو بچانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ علاوہ اُسی پریس میں چھپنے کے "اخبار عام" کا ارجن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جرح میں گوپی ناتھ نے تسلیم کیا کہ وہ "ارجن" کا اور اُس پریس کا جسمیں کہ وہ (ارجن) چھپتا تہا حصہ دار تہا۔ کہ وہ اُس (ارجن) کا شائع کنندہ تہا اور کہ کچھہ عرصہ کے لئے اُس کا بہائی اُس کا ایڈیٹر تہا۔ گویا کہ اُسکے ساتھہ گوپی ناتھ کا تعلق قریبی اور واقعی تھا۔ ایسا ہی بے شرم جھوٹھہ میرے روبرو اُس کے اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکو نہیں معلوم تہا کہ آیا "ارجن" "مسلمان ابزرور" کا ردّ الجواب تہا حالانکہ اِس خط میں وہ ظاہر کرنے کے لئے بڑا طول کہینچتا ہے کہ "ارجن" کی بُنیاد کی وجہ محض "ابزرور" کے جواب کے لئے تہی۔

پس میں نے صاف طور پر دکھلا دیا ہے۔ کہ اگر گوپی ناتھ گاؤکشی کے مضامین کا اصلی لکھنے والا نہ تھا تو اُس کا بانی تھا کہ وے یا اُن میں سے چند ایک (مضامین) مُسلمانوں کو خوش کرنے کی غرض سے تھے۔ اور کہ وے برخلاف ہندو

مذہب کے تھے۔ اُس کا اپنا گواہ پنڈت الشر پرساد کہتا ہے کہ جو شخص گاؤکشی کے حق میں برخلاف ہندو مذہب کے مضمون لکھے وہ ہندو نہیں سمجھا جائے گا اور اِن مضامین نے کیا سخت اثر ہندوؤں میں پہونچایا۔ دستاویز حرف D14 کے "اخبار عام کے نئے پرانی محبت کا اظہار" میں بیان کیا گیا ہے۔

کُل لائیبل ہائے بناء نالش میں سے یہ سب سے سخت ہے۔ پہلی فرد کے باقی فقروں کی نسبت یہ عام طور پر کہا جاسکتا ہے کہ وے پیچھے ہیں۔ یہ پورے طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ اُنکی تحریریں ہتک آمیز اور مفسدانہ ہیں۔ اُنکی سختی اظہرمن الشمس ہے۔ اور اُنکی کینہ وری کی نسبت کوئی محبت نہیں ہوسکتی۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اُسنے گورنمنٹ کو آریہ سماج کے برخلاف بعد دائیری مقدمہ فحش از جانب گورنمنٹ بھڑکایا۔

دوسرا (مضمون) گوپی ناتھ کی شمولیت ایک بڑے مشتبہ معاملے میں ظاہر کرتا ہے۔ مقام الزام یہ ہے کہ وہ ایک لکچروں کا سلسلہ محض آریہ سماج کو ذلیل کرنیکی غرض سے جاری کرنے کی کوشش کرتا تھا (جوکہ بلاشبہ صحیح ہے) اور کہ اُنکی آمدنی میں سے وہ اپنا چھہ سو روپیوں کا نقصان پورا کرنا چاہتا ہے جوکہ اُسپر فحش تحریر کے مقدمہ میں جرمانہ ہوا تھا۔ میں اسکی تفصیل کے اندر جانا نہیں چاہتا۔ گوپی ناتھ کو محض اپنا اور اپنی پاکٹ (جیب) کا خیال تھا۔ وہ آغاز ایک آریہ سماجی بھیم سین کو اپنی طرف کرنیکی کوشش سے کرتا ہے۔ اور "بہت سی خط و کتابت کے بعد" اُسمیں کامیاب ہوتا ہے (ہمیں نہیں معلوم کہ کن شرائط پر) پھر وہ انتظام کرتا ہے کہ یہہ (بھیم سین) "ہماری سناتن دھرم سبھاؤں کا بخوبی دورہ کرکے آریہ سماج کا پول کھولے اور اُنکو شکست فاش دے۔ اور اُنہیں نیچا دکھادے" چنانچہ وہ ایک تاکیدی پرایوٹ اور کنفڈنشل چٹھی کی محدود کاپیاں چھپواتا ہے۔ جنمیں سناتن سبھاؤں کے درمیان اُنکی اشاعت کا منصوبہ درج ہے۔ جنہیں (سناتن سبھاؤں کو) بہرکیف ضروری ہوگا کہ اُس (گوپی ناتھ) کے پاس پچاس روپیہ پیشگی بوجہ اخراجات کے بھیجدیں۔ یہ کل معاملہ ایک ایسی معیوب۔ ایسی خفیہ اور ایسی کمینہ سازش ہے کہ اسکی پردہ دری کرنا اور

"پاپ کا بھانڈا پھوڑنا" ایک بڑے اور قدیم مذہب کے ہر ایک معزز ممبر کو درست سمجھنا چاہئے۔ یہ یقیناً جملہ آریوں کے بحیثیت آریہ ہونے کے فائدہ کے لئے تھا کہ یہہ (کام) کیا جاوے۔ اور اگر پردہ فاش کرنے کے عمل میں کسی قدر تیزی ظاہر ہو تو سرغنہ سازشی کی شکایت معقول نہیں ہو سکتی۔

اس لئے میں ملزمان کو اُن الزاموں سے بری کرتا ہوں جن کا تعلق کہ دوسرے مضمون مورخہ ۸ و ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے ساتھ ہے۔ اب یہ سوال باقی رہجاتا ہے کہ پہلی فرد جرم کے لائیبل کہاں تک مستثنیات کے اندر آجاتے ہیں بحیثیت ایک پبلک مین کے جیسا کہ گوپی ناتھ کے گواہوں نے اُسے بیان کیا ہے۔ اُس کا حال میں پہلے درج کرچکا ہوں (لیکن) جو شہادت کہ میرے روبرو اُس کے چال وچلن کی نسبت۔ جیسی کہ وہ اُس کے پبلک افعال اور پبلک اعمال سے ظاہر ہوتی ہے۔ موجود ہے۔ وہ اُسے ایک بالکل مختلف شکل میں دکھلاتی ہے۔

اِس میں کسی شبہ کا امکان نہیں ہے کہ وہ ایک دروغگو ثابت ہو گیا ہے۔ میں دکھلا چکا ہوں کہ کس طرح پر اُسنے ایک خط میں دو مرتبہ "ارجن" کے بارے میں جھوٹھ بولا۔ اُسنے کذب بیانی کی جبکہ بھیم سین کے خط کی چوری[1] کے مقدمہ کی تائید کے لئے اُسنے بیان کیا کہ ۱۶۰ اور محض ۱۶۰ کاپیاں ہی چھاپی گئی تھیں لیکن جب وہ مقدمہ سرسری طور پر ہی خارج ہو گیا تو اُسنے بیان کیا کہ اور کاپیاں بھی چھپی ہونگی۔ اُسنے دروغگوئی کی۔ جب اُسنے کہا کہ گزشتہ بارہ برسوں سے وہ کریم بخش سے اچھی طرح واقف نہیں ہے۔ اور یہ ایما کرنیکی کوشش کی کہ وہ اُس عرصہ میں فاحشہ عورتوں سے نہیں ملا ہے۔ حالانکہ بعدش اُسے اِن لوگوں کے ساتھ سنہ ۱۸۹۳ء میں بلکہ اس کے بعد تک تعلق رکھنا ماننا پڑا۔ دستاویز 8 4 D اخبار عام بابت اپریل سنہ[2] ۱۸۹۶ء

لوٹ [1] خط کی ایک چھپی ہوئی کاپی کی چوری کا دعویٰ بھی پنڈت گوپی ناتھ نے کیا تھا جو خارج ہو گیا۔ نقل حکم کا ترجمہ صفحہ ۳۰۴ لغایت ۳۰۶ پر ملاحظہ کیجئے۔ ایڈیٹر ؛

[2] تاریخ ۴۔ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء ہے۔ ایڈیٹر ؛

میں اُس کے باپ نے۔ اُسنے اور اُسکے بھائی نے (بحیثیت) مینجر ایڈیٹر اور مالک۔ (لفظ "respectively" اصل میں نہیں ہے) پبلک طور پر اپنا جھوٹھ بولنا تسلیم کیا تھا۔" جو الفاظ توہین اور ہتک آمیز عزت وقتاً فوقتاً اخبار عام لاہور میں شایع کئے گئے ہیں۔۔۔ بالکل بے بُنیاد اور لغو ہیں"۔ "ہم ہر سہ اشخاص۔۔۔۔۔۔ نادم ہوکر۔۔۔۔۔ معافی کے خواستگار ہیں" اور یہ خلاصہ جات گواہان مقدمہ "گوپی ناتھ بنام سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے متعلق ہیں۔ جن کے عہدہ کہ اُس اخبار کے مشیر قانونی اور مہتم گواہان کی علانیہ خوشامد ہے۔ یہہ ایک معززاور ذی عزت آدمی کا کام نہیں معلوم ہوتا اور نہ ہی اُسکی ہسٹری کا وہ حصہ جسکی بابت کہ کریم بخش نے شہادت دی ہے۔ اُسکی نسبت استغاثہ کے بیان کی تائید کرتا ہے۔ وہ آوازے کسنے اور اتہام لگانے میں ہمیشہ بہادر ہے۔ لیکن جب کان پکڑکر اُٹھایا جاوے تو خوشامدی بُزدل بنجاتا ہے۔ جب گورنمنٹ نے اسپر استغاثہ چلایا تو اُسنے جُرم سے اقبال کیا۔ ایک ملزم نے دستاویز حرف C میں کہا ہے کہ اُس (گوپی ناتھ) نے "خاص میلان فحش اور ناشائستہ بکواس کی طرف" دکھلایا ہے۔ اور اس سے زیادہ صحیح کچھ ہو نہیں سکتا۔ فن رمز و کنایہ کا وہ سند یافتہ اُستاد ہے۔ اُسکے "ہولی کے چُٹکلے" والے مضمون سے بڑھکر زیادہ ناپاک زیادہ گندہ اور فحش کچھ ہو نہیں سکتا۔ اُسکی رندانہ طبیعت مذہبی کتابوں میں سے بھی وہی فقرے چُن لیتی ہے جن سے کہ کھینچ تان کر زناکاری اور شہوت پرستی کے معنی نکل سکیں۔ اُسنے واقعی فحش کو ایک لطیف سادگی کی شکل دینے میں ایک عجیب قابلیت ظاہر کی ہے۔ جیساکہ اُسکی بہت سی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

۳۰ مئی سنہ ۱۸۹۷ء کو وہ پھر ایک جھوٹھ کے لئے معافی مانگتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ ایک اور بیان "درست نہیں ہے" (دستاویز حرف ۵۰ ط D) ممالک مغربی وشمالی کی گزٹ میں ایک گورنمنٹ رپورٹ کے اندر جسپر کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی منظوری ثبت ہے۔ وہ (گوپی ناتھ) بطور ایک باغی اور بلکا منتہی محرک

کے بیان کیا گیا ہے ۔ جس کے الزاموں کی بنیاد کہ لالچ پر تھی ۔ اُسے ایک مفسد اخبار کا ایڈیٹر اور ایک بے اصولا محرک بیان کیا گیا ہے ۔ جسنے گورنمنٹ کے افسران کو متہم کرنے میں حیرت انگیز بے غیرتی دکھائی ۔ اُسنے بے باکانہ اور بے حرمت دروغ کا اظہار کیا اور "سچائی کو اُلٹانے کے راستہ میں کسی پر ٹھہرنے والا نہیں ہے" اسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ کے برخلاف تحریک کرنیکا بیڑا اُٹھانے کے لئے اُسے ایکھزار روپیہ دیا گیا ۔ اور اُس نے ۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کے اخبار عام میں اُن لوگوں پر دشنام دہی کی بوچھاڑ کی جنہوں نے اُسکی عرضی پر دستخط نہیں کئے تھے یا جنہوں نے کہ اُس کے الزاموں کی سچائی میں کلام کیا تھا ۔ ماسوائے اس کے کریم بخش کی شہادت موجود ہے ۔ جسکے بڑے حصہ کی دستاویزی شہادت سے تائید ہوتی ہے ۔ اور جو ظاہر کرتا ہے کہ اُس (گوپی ناتھ) کے افعال اُسکی فحش تحریروں کے مطابق تھے اور نیز وہ شہادت جو اُسے ناجداروں سے کر وصول کرنیوالا ظاہر کرتی ہے ۔

فیصلہ محض اس سوال کا باقی رہ گیا ہے کہ آیا اس دغاباز کی پردہ فاشی واجبی ہے یا کہ مستوجب سزا ہے ۔ اور اس امر پر فریقین نے زیادہ تر (کتاب) اوجرز لائبل اینڈ سلینڈر (*Odgers Libel and Slander*) کا حوالہ دیا ہے ۔ انگلستان کے قانون کے مطابق لائبل کے لئے دعویٰ فوجداری کی اس لئے اجازت ہے کہ خلل امن سے پرہیز اور اُس کا دفعیہ ہو جاوے ۔ لیکن ہندوستان کے بارے میں یہ معاملہ نظر نہیں آتا ۔ تعزیرات ہند کی دفعات ۴۹۹ لغایت ۵۰۲ کا تعلق ازالہ حیثیت عرفی سے ہے ۔ لیکن اُسکے بعد کی رہی دفعات ۵۰۴ و ۵۰۵ تعزیرات ہند توہین مجرمانہ ۔ اشتعال طبع اور بیانات جنکی وجہ سے کہ آسودگی عامہ خلائق میں خلل پڑنے یا کسی خاص جماعت کے برخلاف کسی جرم کے ارتکاب کا اندیشہ ہو ۔ اُن کے متعلق علیحدہ علیحدہ ذکر کرتی ہیں ۔ پس ہمیں صرف یہ سوچنا ہے کہ گوپی ناتھ کی قسم کے آدمیوں کے پبلک چال وچلن پر دبانے والے حملوں کو روکنے کی ضرورت ہے یا نہیں ۔ اس امر پر مجھے یہ مسئلہ قرار دیا ہوا ملتا ہے

کہ پبلک آدمیوں کے پبلک افعال پر نکتہ چینی کرنے کا حق ہر ایک رعایا سرکار کو حاصل ہے اور کہ ایک تصنیف لائبل نہیں ہوسکتی۔ جسکی غرض واقعات کی غلط بیانی کو درست کرنا۔ لٹریچر (علم ادب) میں شرارت انگیز مذاق کو فاش کرنا۔ یا جو کچھ کہ اخلاق کے مخالف ہے۔ اُسکو ملامت کرنا ہو۔ اور یہی ملزمان نے کیا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک پبلک آدمی کا پبلک چال وچلن ایک پبلک معاملہ ہے اس لئے میں یہ خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ملزمان نے ایک ایسے آدمی کی دلیرانہ پردہ دری ہے جسکی مستقل پالیسی مکاری۔ جھوٹھ اور دیانت سے روپیہ حاصل کرنے کی رہی ہے۔ تمام ذی عزت ہندوؤں کے شکریہ کا استحقاق حاصل کیا اور زیادہ تر خصوصیت کے ساتھ اُن زیادہ تر سناتنی ہندوؤں کے (شکریہ کے مستحق ہیں) جن کے قدیم مذہب کو کہ اپنی جیب پر کرنے کے لئے اُسنے حمایت کرنے اور تقویت پہونچانے کے بہانہ سے پلیت اور ذلیل کیا ہے۔ جن بیانات کی نسبت کہ استغاثہ ہے اُنکی سچائی ملزمان کے بہت زیادہ حق میں ہے۔ جن سے کہ امید مبالغہ کی ہوسکتی تھی۔ اگر مبالغہ[1] اسقدر مشکل نہ ہوتا۔ ممکن ہے کہ کینہ ہو کیونکہ یقیناً ایک دیرینہ جھگڑا تھا لیکن اُس تین برس کے درمیان میں جب تک کہ یہہ (جھگڑا) رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ گوپی ناتھ ہی وحشیانہ سے وحشیانہ دشنام غضبناک ملامت۔ فحش رمز وکنایہ اور گندی اہانت کا استعمال کرتا رہا ہے اس نفرت انگیز خاصیت کا کچھہ بھی ملزمان کی تحریروں میں پایا نہیں جاتا۔ ایسا ایک لفظ بھی جہاں تک کہ تلاش کی گئی ہے۔ ملزمان کی تحریروں میں نہیں پایا گیا ہے اُنکی عبارت پر ضرور کچھہ سختی کا رنگ چڑھا ہوا ہے جو کہ عموماً دیسی اخبارات میں پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ بھی اُس سے زیادہ نہیں ہے۔ جو کہ گزٹ ممالک مغربی وشمالی میں درج ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں ایسے فقرے درج ہیں۔ جنپر عام طور پر بحث واجب نہیں ہے۔ اور آریوں اور سناتن دھرمی ہندوؤں کے جھگڑے کے اندر ان فقروں

نوٹ [1] مطلب یہ کہ اس شخص کا چال وچلن ایسا تھا کہ اُسکی نسبت مبالغہ کی گنجائش ہی نہ تھی یہ ایڈیٹر

کے معنی کرنے میں بڑی بھاری جوشیلی اور سخت سنجیدگی دکھلائی گئی ہے۔ جس کا اظہار، کہ جوشدار دلیلوں میں ہوا ہے اور یہاں یہ امر قابل لحاظ ہے کیونکہ اُس سے جانبین کی طرف سے ایسے الفاظ کے استعمال کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے جو کہ بصورت دیگر بُغض سے منسوب ہو سکتی تھی۔

مجھے ملزمان کے نسبت بُغض کی کوئی شہادت دکھائی نہیں دیتی۔ یہ صاف ہے کہ وے گوپی ناتھ کو بخوبی جانتے تھے۔ جیسے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے بدنظر نہیں رکھا۔ اور اُسے ایسا جانکر اُن کے لئے اپنے تئیں روکنا مشکل ہو گیا۔ ایک ایسے آدمی کے حملوں۔ طعنہ زنیوں اور غلط بیانیوں کو برداشت کرنا مشکل ہوا ہوگا۔ جبکہ کہ ملزمان نے بالکل ذلیل اور کمینہ ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اُنکی پردہ دری بھی بڑا بھاری بوجھ تھا جو کہ اُٹھانا آسان نہ تھا۔ جتنی زیادہ سچائی ہو اُتنا ہی زیادہ لائبل سمجھا جاتا ہے۔ بجز اس کے کہ سچائی کا جواز ثابت ہو اور گو سچائی کا ثابت کرنا آسان تھا تاہم اُسکے جائز کرنے کی کوشش خصوصیت کے ساتھ خطرناک تھی۔ لیکن اِس مقدمہ میں مستثنیات زیر بحث ازالہ حیثیت عرفی متنازعہ پر لگ جاتی ہیں۔ میں قرار دیتا ہوں کہ گوپی ناتھ ایک دھوکہ باز آدمی ہے جو کہ لگاتار طور پر اپنے نفع کے لئے ہندو پبلک کو دھوکہ دیتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا ہر ایک پبلک کام خودنمائی یا روپیہ کی غرض سے کیا جاتا تھا۔ اُسنے پیسہ جمع کرنے کا کوئی موقعہ بھی بیفائدہ نہیں کھویا جیسا کہ اُسکی بخشش کے لئے بارہا کی بلا واسطہ اپیلوں۔ دیسی ریاستوں سے روپیہ حاصل کرنے کے واقعوں اور ہریدوار کی تحریک کے بدلے روپیہ حاصل کرنے کے معاملات سے ظاہر ہیں۔ پبلک کی یادداشت کی کمزوری مشہور ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ اِس میں عامہ خلائق کا فائدہ ہے کہ گوپی ناتھ سے آدمیوں کا پبلک چال چلن کبھی کبھی کھولکر ظاہر کیا جایا کرے۔ میں قرار دیتا ہوں۔ فرد قرارداد جُرم کے پہلے حصہ میں جو معاملہ زیر استغاثہ ہے وہ مستثنیات او ۳ و ۴ کے اندر آجاتا ہے۔ اور میں پہلے ہی قرار دے چکا ہوں کہ فرد جرم کا حصہ دوم مستثنےٰ نمبر ۹ کے اندر آگیا ہے۔ پس تیسرے اور چوتھے الزامات بھی بے اثر ہو جاتے ہیں۔ لہذا میں تمام ملزمان

کو تمام جرموں سے جو کہ اُنپر عائد کئے گئے تھے بری کرتا ہوں - یہ صاف طور
سمجھہ لینا چاہئے کہ جو شہادت اور نتایج گوپی ناتھ کے متعلق
ہیں اُنکی کوئی تاثیر سناتن دہرم سبہا یا اُس قدیم مذہب پر
جسکی وہ حامی ہے نہیں پڑتی - یہ صدق دل سے
قابل افسوس بات ہے کہ یہ سبہا اور اُسکا
مذہب اُس مقدمہ کے اندر گھسیٹا
گیا لیکن اگر اُن کو
کچھہ نقصان پہنچا
ہے
تو میں سمجھتا ہوں کہ اس لئے کہ گوپی ناتھہ اپنے آپکو اُن دونوں
کا دوست ظاہر کرتا رہا ہے ❊

لاہور
تاریخ ۹ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع

دستخط ایچ کلورٹ
سٹی مجسٹریٹ

رشی جیون آدرش

یعنی

زمانۂ حال کے ایک ہی رشی کا جیون چرتر

جسمین

دُنیا کے ایک ہی عالمگیر دھرم کا سچا فوٹو دکھلایا گیا ہے

مصنفہٖ

مہاشے منشی رام جگیاسو

یہ کتاب چھپ رہی ہے۔ طیار ہونے پر شاید قیمت عہ رکھنی پڑیگی لیکن جن سجنوں کی درخواستیں معہ قیمت ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۱ء سے پیشتر آویں گی اُنہیں صرف اٹھ روپیہ فیجلد دینا ہوگا۔ اور ڈاک محصول سے بھی وے بری ہیں گے کمیشن حسب دستور ۵ سے زیادہ کے خریدار کو ۱۰ فیصدی ۵۰ سے زیادہ کے خریدار کو ۲۰ فیصدی اور ۱۰۰ سو سے زیادہ کے خریدار کو ۲۵ فیصدی دیا جاویگا +

المشتہر منیجر

ستیہ دہرم پرچارک

پر

پہلا لائیبل کیس

بزبان ہندی

زیر طیاری ہے - قیمت مجلد ایک روپیہ - جن سجنوں کی

درخواستیں ۳۱ - اکتوبر سے پیشتر آویں گی انہیں

محصولڈاک معاف ہوگا - شرح کمیشن وہی

ہے جو کہ صفحہ ج پر درج ہے

درخواست خریداری ہردو کتب مینیجر مطبع ستیہ دہرم پرچارک کے نام

بھیجئے